تبلیغی جماعت
کی معروف کتاب فضائل اعمال کے تحقیق طلب احادیث کی تخریج

تصحیح الخیال

تلخیص و ترجمہ

تحقیق المقال
فی تخریج احادیث فضائل الاعمال

مؤلفہ
مولانا لطیف الرحمٰن صاحب قاسمی بہرائچی

مترجمین
مولانا سید العمد نو میض صاحب ندوی
مولانا میر رضوان اللہ صاحب قاسمی

زیر نگرانی
حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی مد ظلہ
صدر المدرسین دار العلوم حیدرآباد

زیر سرپرستی
حضرت مولانا شاہ مفتی نوال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم
امیر شریعہ بورڈ آف امریکہ

ناشر
شریعہ بورڈ آف امریکا شکاگو

تصحیح الخیال
ملخص ترجمہ
تحقیق المقال
فی تخریج احادیث فضائل الاعمال
مؤلف
مترجمین
مولانا سید احمد ومیض ندوی
مولانا امیر رضوان اللہ قاسمی
زیر نگرانی
زیر سرپرستی
ناشر
شریعہ بورڈ آف امریکا شکاگو

تصحیح الخیال

تلخیص وترجمہ

تحقیق المقال فی تخریج احادیث فضائل الاعمال

مئولف: مولانا لطیف الرحمٰن صاحب قاسمی بہرائچی

مُترجمین

مولانا سیّد احمد ومیض صاحب ندوی

مولانا رضوان اللہ صاحب قاسمی

زیر نگرانی: حضرت مولانا شاہ محمد جمال الدین مفتاحی مدظلہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا شاہ مفتی نورُ الرحمٰن صاحب

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

معاونِ خصوصی: بھائی طاہر صدیقی + مفتی محمد اقبال صاحب

toobaa-elibrary.blogspot.com/

تبلیغی جماعت کی معروف کتاب فضائلِ اعمال کے متعلق شبہات کا ازالہ اور احادیث کی تخریج

تصحیح الخیال

تلخیص و ترجمہ

تحقیق المقال

فی تخریج احادیث فضائل الاعمال

ضعیف احادیث کا تفصیلی حکم، فضائل اعمال میں ان کا مقام، علماء سلف کا ضعیف احادیث کے تعلق سے مزاج و مذاق، فضائل اعمال میں موجود اساسی احادیث کی تخریج اور اس کے مقام و مرتبہ کی تعیین حقائق کی روشنی میں کی گئی ہے۔ اسی طرح سلاسل صوفیاء کا برحق ہونا، صوفیاء حنابلہ خصوصاً ابن تیمیہ اور شیخ محمد بن عبدالوہاب وغیرہ کی ان سے وابستگی، ان کے اوراد و اشغال، کشف و کرامات کا تفصیلی طور پر ذکر کر کے اس باب کے سارے اعتراضات کے جوابات دینے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا شاہ مفتی نوال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

امیرِ شریعہ بورڈ آف امریکہ

ناشر: شریعہ بورڈ آف امریکا شکاگو

تفصیلات کتاب

نام کتاب: تصحیح الخیال ترجمہ تحقیق المقال

نام مترجمین: مولانا سید احمد ومیض صاحب ندوی، مولانا میر رضوان اللہ صاحب قاسمی

زیر نگرانی: حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: حضرت مولانا شاہ مفتی نوال الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

زیر اہتمام: شریعہ بورڈ آف امریکہ

تعداد: ۲۱۰۰

سن طباعت: ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷ء

طباعت: ٹی ایچ پرنٹرس، دہلی

قیمت: ۳۰۰/- روپے ۲۰/امریکی ڈالر

ملنے کے پتے

(۱) شریعہ بورڈ آف امریکہ فون نمبر: 773-7648501، 773-7648274

فیکس نمبر: 773-7648497

(۲) حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی صدر المدرسین دار العلوم حیدر آباد فون نمبر: 09440771595

(۳) مولانا محمد مصدق القاسمی ناظم تعلیمات ادارہ اشرف العلوم حیدر آباد فون نمبر: 09247555916

(۴) مکتبہ نوائے حرم C-39/12، گلی نمبر 3 رحمانیہ مسجد والی، چوہان بانگر، نیو سیلم پور، دہلی۔۵۳ فون نمبر: 91629288

(۵) کتب خانہ نعیمیہ جامع مسجد، دیوبند، یوپی۔

(۶) مکتبہ فیض ابرار 16-2-61/A/1/4B اکبر باغ، ملک پیٹ، حیدر آباد (اے پی)

(۷) مکتبہ خلیلیہ مفتی محلہ، سہارنپور (یوپی)

(۸) مکتبہ یحیوی، مفتی محلہ، سہارنپور

(۹) ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، حیدر آباد۔

فهرست عناوین

کرامات کا ثبوت

ضعیف احادیث کا حکم

احکامِ شرعیہ اور ضعیف احادیث

فضائل اعمال کی احادیث کی تخریج

كتاب الإيمان

كتاب الصلاة

كتاب الصوم وليلة القدر

کتاب الحج

کتاب الآداب

کتاب فضائل القرآن

کتاب الذکر ودعاء

TooBaa-Research-Library

کتاب المناقب

کتاب الإیمان

کتاب الصلاۃ

کتاب الزکاۃ

کتاب الحج

کتاب الآداب

کتاب الذکر

کتاب فضائل القرآن

کتاب المناقب

کتاب الزهد

کتاب القيامة

کتاب الإيمان

كتاب الصيام

كتاب الحج

کتاب الزکاۃ

TooBaa-Research-Library

كتاب الأطعمة

كتاب الآداب

كتاب الذكر والدعاء

كتاب المناقب

كتاب الزهد

كتاب الإيمان

کتاب الصوم

کتاب الزکاۃ

کتاب الآداب

کتاب الجھاد

کتاب الصلاۃ

کتاب الزکاۃ

کتاب الأدب

كتاب الذكر والدعاء

کتاب فضائل القرآن

کتاب الزهد

کتاب الإیمان

کتاب الصلاۃ

کتاب الصیام

کتاب الزکاۃ

کتاب الآداب

كتاب الذكر

کتاب فضائل القرآن

كتاب الهجرة

كتاب الإيمان

کتاب الصلاۃ

تارک صلاۃ کا حکم

کتاب الزکاۃ

کتاب الحج

کتاب المعاملات

كتاب العلم

كتاب المناقب

كتاب الزهد

كتاب الفتن

كتاب القيامة

پیشِ لفظ

حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب لازالت شموس فیوضہ طالعۃ

اُستاذِ حدیث وصدر المدرسین جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدر آباد

صاحبِ فضل وکمال شیخ طریقت، عالمِ ربانی، محدّثِ جلیل حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ علم اور عوام کے استفادہ کے لیے چھوٹی اور بڑی علمی اور اصلاحی بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں، علمِ حدیث کی خدمت آپؒ کی زندگی کا خاص مشغلہ رہا، بخاری شریف اور دیگر کتبِ حدیث کی تدریس برس ہا برس آپؒ کے تفویض رہی، فنِ حدیث میں خصوصی مناسبت کے سبب لفظ شیخ الحدیث آپؒ کے نام کا حصہ بن چکا تھا۔ آپؒ نے جہاں اہلِ علم کے لیے "أوجز المسالك"، "الأبواب والتراجم"، "الفيض السمائي على سنن النسائي"؛ جیسی وقیع کتابیں لکھیں، وہیں عوامی اصلاح وتربیت اور عمومی استفادہ کے لیے بہت سی دیگر کتابیں بھی تحریر فرمائیں، انھیں میں سے ایک فضائلِ اعمال نامی کتاب ہے، جو دراصل کئی رسائل کا مجموعہ ہے، اللہ نے اس کتاب کو غیر معمولی قبولیت بخشی، جس کی تعلیم اور مذاکرہ کے ذریعہ بے شمار انسانوں کی زندگی میں دینی شعور بیدار ہوا، صالح تبدیلی آئی، بے راہ روی کے شکار نہ صرف یہ کہ راہِ راست پر آئے؛ بلکہ اوروں کے لیے راہِ حق کے داعی بنے، اس کی اسی عمومی افادیت کے پیشِ نظر دُنیا کی تیس سے زائد زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا اور بیسیوں اشاعتی اِدارے اس کو مسلسل شائع کر رہے ہیں۔

لیکن بعض مخصوص مکاتبِ فکر کی نگاہوں میں یہ کتاب کھٹک رہی ہے اور وہ نہ صرف عام لوگوں کو ضعیف احادیث کے عنوان اور دیگر اعتراضات کے ذریعہ فضائلِ اعمال سے برگشتہ کر رہے ہیں؛ بلکہ سیکڑوں آیاتِ قرآنیہ اور معتدبہ احادیثِ صحیحہ پر مشتمل اس کتاب کے ساتھ گستاخانہ طرزِ عمل اختیار کیے ہوئے ہیں، اسی پس منظر میں مولانا لطیف الرحمٰن صاحب نے ایک وقیع کتاب بنام "تحقيق المقال في تخريج أحاديث فضائل الأعمال" تصنیف فرمائی۔ گویا تحقیق المقال

ذریعہ اصلاح الخیال بھی ہے اور ایک طرح سے جواب السوال بھی۔ یہ کتاب احقر کو مکۃ المکرمۃ میں بذریعہ حافظ منور اعظم سلمہ تحفہ میں ملی تھی، وہیں اس کے مطالعہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کتاب میں مصنف نے فضائلِ اعمال میں بنیادی طور پر درج کردہ احادیث کی تخریج فرمائی اور اس سے قبل اہم مباحث پر مشتمل ایک مفصل مقدمہ تحریر فرمایا، جو ایک طرح سے فضائلِ اعمال پر کیے جانے والے بے جا اعتراضات کا جواب بھی ہے اور پیدا کیے جانے والے شکوک وشبہات کا ازالہ بھی۔ فضائلِ اعمال میں چھ سو پچپن (۶۵۵) مکمل آیاتِ قرآنیہ اور اس کے علاوہ سیکڑوں اجزائے آیات اور ہزاروں احادیث درج ہیں۔ جن میں متفق علیہ احادیث کے علاوہ صحیح لذاتہٖ، صحیح لغیرہٖ، حسن لذاتہٖ اور حسن لغیرہٖ احادیث کی بڑی تعداد ہے۔ ہاں بیشتر حدیث کی کتابوں کی طرح اس میں بھی بعض ضعیف روایات مذکور ہیں؛ تاہم یہ بھی چونکہ فضائل ترغیب وترہیب اور تذکیر وموعظت کے طور پر مذکور ہیں؛ اس لیے محدثین کے نزدیک ان کا لینا اور لکھنا قابلِ قبول ہے۔ مصنف تحقیق المقال نے تخریج احادیث کے ساتھ فنِ حدیث کی رو سے اصطلاحاً احادیث کے درجہ کی تعیین بھی فرمادی ہے؛ بلکہ احادیث کے رواۃ پر مفصل کلام اور تحقیقی مواد بھی پیش فرمایا ہے؛ چونکہ یہ حصہ خالص علمی اور فنی حیثیت رکھتا ہے اور بہت سی اصطلاحات پر مشتمل ہے، جو صرف اہلِ علم ہی کے لیے کارگر ہوسکتا ہے؛ اور چونکہ اس کے ترجمہ کی اشاعت عوامی استفادہ کے لیے کی جارہی ہے؛ اس لیے اُردو میں اس حصہ کو شاملِ اشاعت نہیں کیا گیا؛ البتہ اس تحقیق کا حاصل یعنی درجۂ حدیث کی صراحت برقرار رکھی گئی ہے۔ مصنف کتاب سے اجازت کے بعد مولانا سید احمد ومیض ندوی اور مولوی رضوان اللہ قاسمی کو ترجمہ کی ذمہ داری سونپی گئی، ان دونوں نے الحمدللہ بحسن وخوبی ترجمہ مکمل کیا اور مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی صدر شعبۂ افتاء جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد نے تصحیح بھی فرمائی اور ایک قیمتی مقدمہ بھی تحریر فرمایا؛ نیز مراحلِ طباعت کی تکمیل میں مولانا محمد مصدق القاسمی کی بڑی کاوش رہی، اس ترجمہ تحقیق المقال کی طباعت اور اشاعت کے لیے حضرت مولانا مفتی محمد نوال الرحمٰن صاحب سے ان کے اپنے معروف اِدارے ''شریعہ اڈوائزری بورڈ'' کی جانب سے شائع کرنے کی گذارش کی گئی، جس کو بعد مشورہ مولانا نے منظور فرمایا۔ اب یہ کتاب بنام ''تصحیح الخیال ترجمہ تحقیق المقال'' اسی اِدارہ سے شائع کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اشاعت کو قبول فرمائے اور عوام کے لیے مفید بنائے۔

یکے از خدام شریعہ بورڈ

(مولانا) محمد جمال الرحمٰن مفتاحی

مقدمہ

حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم

اُستاذِ حدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدر آباد

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ علمی دُنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، انھوں نے عمر کا بیشتر حصہ نبی کریم ﷺ کی احادیث پڑھنے پڑھانے اور تصنیف وتالیف میں گذارا، سو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں، جن میں حدیث اور اس کے متعلقات پر (۴۸) کتب آپؒ کے علم ریز قلم سے نکلیں۔ الابواب والتراجم، حاشیہ لامع الدراری، حاشیہ الکوکب الدری اور مؤطا امام مالک کی نہایت مبسوط شرح اوجز المسالک آپؒ ہی کی تصنیفات ہیں، آپ نے تصنیف وتالیف کے ذریعہ اُمت پر جو احسان کیا ہے، وہ رہتی دُنیا تک بھلایا نہیں جاسکتا۔ آپ کی تالیفات بین الاقوامی سطح پر شائع ہو رہی ہیں، اُنیس (۱۹) ممالک میں دو سو پندرہ (۲۱۵) جامعات اور اِداروں نے آپؒ کی کتابوں کی اشاعت کی ہے، یہ قبولیت ہی کی بات ہے کہ اکیس (۲۱) ممالک کے اصحابِ علم وقلم — جن کی تعداد (۱۴۲) تک پہونچتی ہے، انھوں — نے مختلف زبانوں میں آپؒ کی کتابوں کا ترجمہ کرنے کے لیے اجازت طلب کی۔

آپؒ کو علمی دُنیا میں جو قبولیت عطا ہوئی اور آپؒ کی تصنیفات سے لاکھوں انسان جو مستفید ہو رہے ہیں، ان کے پیچھے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کی شخصیت دو واسطوں سے آپؒ میں جلوہ گر تھی، یہ حاجی امداد اللہ صاحبؒ وہی بزرگ ہیں، جن سے مولانا انوار اللہ شاہ صاحب فاروقی بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد نے براہِ راست استفادہ کیا تھا اور ان سے بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے تھے، انہی ستودہ صفات بزرگ حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی تصنیف کردہ ''فضائل اعمال'' ہے، جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے: پہلی جلد میں حکایاتِ صحابہ، فضائلِ نماز، فضائلِ تبلیغ، فضائلِ رمضان، فضائلِ ذکر، فضائلِ قرآن اور فضائلِ دُرود ہے اور دُوسری جلد میں فضائلِ صدقات اور فضائلِ حج ہے، ان کتب فضائل کی تیاری میں آپؒ نے تقریباً ڈیڑھ سو کتب سے استفادہ کیا، اکثر کتب کے حوالوں کے ساتھ سند کی حیثیت اور اس کے درجہ سے بھی آگاہ کردیا کہ یہ روایت صحیح ہے، یا ضعیف؛ تاکہ اہلِ علم کے لیے تشفی کا سامان فراہم ہوجائے، یہ کتب اہلِ علم اور عامۃ الناس دونوں کے لیے بڑی مفید ثابت ہوئیں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے اللہ رب العزت نے ان کتبِ فضائل کو ایسی قبولیت عطا فرمائی کہ شاید وباید، گھروں اور مسجدوں میں ان کے پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، ان سے دینی شعور بیدار ہوتا ہے، اعمال کی قدر وقیمت کا احساس ہوتا ہے، فکرِ آخرت پیدا ہوتی ہے، ان کتابوں کی افادیت ہی کی بات ہے کہ ساٹھ سے زائد زبانوں میں

ان کا ترجمہ ہوا، قرآن کے بعد جتنی کثرت سے ان کتابوں کو پڑھا جاتا ہے، شاید ہی کوئی اور کتاب پڑھی جاتی ہو؛ اس لیے بجا طور پر کہا جاسکتا ہے:

ایں سعادت بزور بازو نیست ☆ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے ابتداء ہی میں ان کتب کی مقبولیت کا اندازہ اپنی فراست وبصیرت سے لگالیا تھا اور اس کا اظہار بھی ایک خط میں یوں کیا تھا:

''اللہ کو منظور ہوا—اور جیسے آثار ہیں—یہ تبلیغ زور پکڑے گی، انشاء اللہ تمہاری تصانیف اور فیوض ہندوستان ہی نہیں؛ بلکہ عرب وعجم کو سیراب کریں گے''۔

چنانچہ یہ پیشین گوئی حرف بحرف ثابت ہوئی، مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے ایک مرتبہ فرمایا:

''میرے علم کے مطابق یہ کتابیں کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ مسلمانوں میں پڑھی جاتی ہیں''۔

واقعہ ہے کہ ان کتابوں کے پڑھنے سے دینی جذبہ بیدار ہوتا ہے، نماز زندگی میں آتی ہے۔ روزہ، زکوۃ اور حج کی ادائیگی کی فکر پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالی سے قرب بڑھتا ہے، آخرت کی فکر اور دُنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے، لاکھوں انسانوں کو ان کتابوں کے پڑھنے سے ہدایت ملی اور انھیں ارکانِ اسلام پر جمنا نصیب ہوا، صحابۂ کرام ﷺ اور اسلاف عظامؒ سے محبت وتعلق میں اضافہ ہوا، دین کے لیے اپنے مال واوقات کو صرف کرنا آسان ہوا اور اس کی خاطر مزاج کے خلاف پیش آنے والی باتوں کے تحمل وبرداشت کا سلیقہ آیا، ایثار وہمدردی کا جذبہ پروان چڑھا اور ایسے صفاتِ محمودہ لوگوں میں پیدا ہوئے کہ اسلاف کی یاد تازہ ہوگئی۔

یہ مقبولیت اور صالح انقلاب ان کتابوں سے ہوتا ہوا بعض لوگوں کو دیکھا نہ گیا اور اس پر بے جا اعتراض کرنے کو کچھ لوگوں نے محبوب مشغلہ بنالیا اور یہ تو مشاہدہ ہے کہ جو اعتراض کرنا ہی اپنا شیوہ بنالے، تو پھر اس کی زد میں عظیم ترین شخصیات بھی آجاتی ہیں، مخلوقات میں انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ محترم اور معصوم ذات اور کون ہوگی؛ لیکن اعتراض کرنے والوں نے ان پر بھی اعتراض کیا، ان کے کام اور ان کی تعلیمات پر بھی نکتہ چینی کی اور اب تک کی جارہی ہے۔ تاریخ میں یہ بات بھی محفوظ ہے کہ امام غزالیؒ نے جب ''احیاء العلوم'' لکھی، تو اس کی وجہ سے لوگوں نے ان کو زندیق کہا اور برسر عام اس کتاب کو نذرِ آتش کیا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی نظر ثانی کردہ کتاب ''بہشتی زیور'' کو بھی لوگوں نے جلایا اور مولانا تھانویؒ کو بُرا بھلا کہا اور ان کتب پر دسیوں اعتراضات کیے؛ لیکن اس سے ان کتابوں کی افادیت ومقبولیت میں کوئی کمی آئی؟ کمی کیا آتی، اس میں اور اضافہ ہوا اور آج تقریباً ہر لائبریری کی زینت یہ کتابیں بنی ہوئی ہیں، اسی طرح فضائل اعمال پر بھی لوگ اعتراض

کرتے رہتے ہیں اوران کے جواب بھی اہلِ حق کی جانب سے دیے جاتے ہیں، حسبِ موقع بھی مختصر اور بھی مفصل، اشکال کرنے والوں میں بعض حق کے متلاشی بھی ہوتے ہیں، جب ان کے سامنے صحیح جواب آتا ہے، تو اپنی رائے بدلنے میں وہ تامل نہیں فرماتے، خود حضرت شیخ الحدیثؒ کی زندگی میں بھی اشکالات ہوئے، جن کے جوابات بھی حضرت شیخؒ نے تحریر فرمائے۔

ایک مرتبہ ایک خط کے جواب میں آپؒ نے طرزِ تالیف اور طباعت سے پہلے ان کتب پر اعتماد کے واسطے اہلِ علم کی خدمات حاصل کرنے کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا:

> ''فضائل کی روایات کے متعلق اصلاً یہ ذہن میں ہے کہ فضائل میں معمولی ضعف قابلِ اغتفار ہے؛ اس لیے جن روایات کو ذکر کیا گیا ہے، ان میں اس اُصول کی رعایت کی گئی ہے اور جن روایات پر کسی نے کلام کیا ہے، اس کو ظاہر کر کے ضعف کی دلیل بھی ظاہر کر دی گئی ہے، اس چیز کا تعلق چونکہ عوام سے نہیں تھا؛ بلکہ اہلِ علم سے تھا؛ اس لیے اس کو عربی میں لکھا کہ عوام کے عقول سے یہ چیزیں بالاتر تھیں، اگر جناب کے خیال میں ایسی روایات ہوں، جن کا ضعف ناقابلِ انجبار ہو، تو بے تکلف نشاندہی فرمادیں، غور کے بعد ان کو حذف کیا جاسکتا ہے، اس ناکارہ نے تو اس پر اپنی رائے کو مدار نہ رکھا؛ بلکہ متعدد اہلِ علم بالخصوص مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم اور قاری سعید احمد صاحب مفتی اعظم مدرسہ سے حرفاً حرفاً ان پر نظرِ ثانی کرائی تھی اور جن چیزوں پر ان میں سے کسی نے بھی گرفت کی، ان کو قلم زد کر دیا تھا، اسی بناء پر ان میں سے ہر رسالہ میں تقریباً ایک ربع یا ایک خمس کے قریب اصل مسودہ سے کم ہے''۔

حضرت شیخؒ کی ان جیسی تحریروں سے متلاشیانِ حق کو اطمینان حاصل ہوا؛ لیکن جن لوگوں کو حق کی تلاش نہیں ہوتی اور ان کا اعتراض برائے اعتراض ہوتا ہے، تو ''جواب جاہلاں باشد خموشی'' کے تحت ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا جاتا؛ مگر پانی سے خس وخاشاک کو دُور کرنا بھی ضروری ہے؛ تاکہ دُوسرے لوگ سیرابی سے محروم ہو کر تشنہ کام نہ رہ جائیں، اسی جذبہ کے تحت ایک نہایت مفید اور جامع کتاب حضرت مولانا لطیف الرحمٰن صاحب بہرائچی دامت برکاتہم ــــ جو علمی وتحقیقی ذوق رکھتے ہیں اور کئی تحقیقی کتابوں کے مصنف بھی ہیں ــــ نے لکھی ہے، جس کا نام ''تحقیق المقال في تخريج أحاديث فضائل الأعمال'' رکھا۔

موصوف نے اصل کتاب سے پہلے ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے، جو (۳۳۸) صفحات پر پھیلا ہوا ہے، اسے تین ابواب میں منقسم کر کے پہلے باب میں فضائلِ اعمال کا تعارف، دُوسرے باب میں کرامات کا ثبوت، پھر چاروں مکاتبِ فقہیہ کے ائمہ وصوفیا، خصوصاً صوفیاءِ حنابلہ کی کرامتوں کا ذکر اور اسی ذیل میں ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ اور شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کے

کرامات اور اس باب میں ان کے موقف پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے اور تیسرے باب میں ضعیف احادیث کے احکام اور علماء کے مذاہب پر درازنفسی کے ساتھ باحوالہ گفتگو کی گئی ہے، اسی ضمن میں مصنف نے اس بات کو بھی ثابت کیا ہے کہ فضائل کی کسی کتاب میں ضعیف احادیث کا ذکر کوئی معیوب بات نہیں ہے اور نہ ہی اس بنیاد پر کسی کتاب کو غیر مفید اور نا قابلِ استفادہ قرار دیا جاسکتا ہے؛ کیونکہ فضائل تو فضائل، عقائد واحکام پر مشتمل کتابوں میں بھی ضعیف احادیث موجود ہیں؛ بلکہ جن مصنفین نے اپنی اپنی کتابوں میں صرف صحیح احادیث ذکر کرنے کا التزام کیا تھا، ان کی کتابوں میں بھی کثرت سے ضعیف احادیث پائی جاتی ہیں، امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اپنی صحیح کے علاوہ دیگر کتب میں بھی ضعیف احادیث ذکر کی ہیں؛ لیکن اس کے باوجود ان کتابوں سے استفادہ آج تک جاری ہے، تو پھر فضائلِ اعمال کو ہی نشانۂ تنقید کیوں بنایا جارہا ہے، بڑی اچھی تفصیلی اور مدلل گفتگو ہے، ضرور مطالعہ کرنا چاہیے، پورا مقدمہ مغز ہی مغز ہے اور قابلِ قدر مواد سے پُر ہے اور فضائلِ اعمال پر کیے جانے والے اعتراضات کا اُصولی طور پر بہترین جواب ہے۔

مقدمہ کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے، اصل کتاب میں مصنف نے:

(۱) فضائلِ اعمال کی صرف انہی احادیث کی تخریج کی ہے، جنھیں حضرت شیخ الحدیثؒ نے متعلقہ موضوع کے لیے بنیاد کے طور پر تخریج کی ہے اور فوائد کے ذیل میں ذکر کردہ احادیث کی تخریج طوالت کے خوف سے چھوڑ دی ہے۔

(۲) تمام احادیث کا ابتدائی مصادر سے موازنہ کرکے نصوص کو محقق کیا گیا ہے اور مکمل متن حدیث درج کیا ہے؛ جبکہ شیخ الحدیثؒ نے موضوعاتی انداز کی کتابوں پر اعتماد کرکے حدیثیں مختصر ذکر کی ہیں۔

(۳) فضائلِ اعمال میں درج شدہ احادیث کی ترتیب بدل کر تمام احادیث کو صحت وضعف کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے، پہلے بخاری ومسلم کی، پھر بخاری کی، پھر مسلم کی احادیث ذکر کی گئی ہیں، پھر جو احادیث صحیح لذاتہٖ تھیں اور غیر صحیحین میں تھیں، ان کو ذکر کیا ہے، اس کے بعد صحیح لغیرہٖ، پھر حسن لذاتہٖ، پھر حسن لغیرہٖ اور اخیر میں احادیثِ ضعیفہ کا ذکر ہے۔

(۴) مصنف نے کسی حدیث پر صحت وضعف کا حکم اس حدیث کے شواہد وتوابع کے پیشِ نظر لگایا ہے، کہیں کہیں اسناد پر بھی حکم لگایا ہے اور جن رواۃ کے حالات انھیں معلوم نہ ہوسکے، ان کا برملا اظہار بھی کردیا ہے اور حکم لگانے میں توقف اختیار کیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اصل کتاب اور مقدمہ دونوں مؤلف مدظلہ کی شاہکار تصنیف ہے اور شانِ تحقیق پوری کتاب میں جلوہ گر ہے، فضائلِ اعمال پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات کئی حضرات نے دیے ہیں؛ لیکن جس تفصیل وتحقیق اور شرح وبسط کے ساتھ اس کتاب میں دیے گئے ہیں، میری معلومات کی حد تک اب تک اس انداز کی کتاب نہیں لکھی گئی ہے۔ خاص

بات یہ ہے کہ کہیں بے جا حمایت اور تحقیق سے گری ہوئی بات نہیں ہے اور ساتھ ہی منفی پہلو اختیار کرنے کے بجائے مثبت طریقے سے ساری باتوں کو سلیقے سے پیش کیا گیا ہے، ضرورت تھی کہ اس علمی وتحقیقی کتاب سے ہمارا اُردو داں طبقہ بھی مستفید ہو اور ان کے لعل وگُہر سے وہ بھی فائدہ اُٹھائے۔

بڑی مسرت کی بات ہے کہ محبوب العلماء، پیر طریقت حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب لا زالت شموس فیوضہ طالعۃ نے اس کتاب کے ترجمہ کی ضرورت کا ذکر ایک مجلس میں فرمایا، شرکاءِ مجلس میں سے دو علماء اسی مجلس میں خوش دلی سے راضی ہوگئے؛ چنانچہ آپ ہی کی سرپرستی میں حضرت مولانا سید احمد ومیض ندوی صاحب دامت برکاتہم اُستاذِ حدیث دارالعلوم حیدرآباد اور مولانا مفتی میر رضوان اللہ صاحب قاسمی مدظلہ العالی اُستاذ مدرسہ احیاء العلوم چبوترہ حیدرآباد نے اس کتاب کا اُردو میں ترجمہ کرنا شروع کیا، اصل کتاب کا ترجمہ اوّل الذکر نے کیا؛ جبکہ مقدمہ کا ترجمہ ثانی الذکر نے کیا ہے۔ دونوں حضرات ماشاء اللہ اُردو وعربی زبان کا ستھرا ذوق رکھتے ہیں اور مسلسل لکھتے بھی رہتے ہیں، جو ملک کے علمی وتحقیقی مجلات میں شائع ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ بڑی محنت ولگن سے نہایت شستہ اور رواں ترجمہ کیا ہے، مصنف کی اصل مراد کو واضح کرنے کے لیے مختلف جگہوں پر عناوین کا اضافہ بھی کیا ہے، اصل کتاب میں حوالہ متن میں تھا؛ لیکن اسے حاشیہ میں لکھنے کا اہتمام کیا اور مقدمہ کی بعض وہ تفصیلات جن کا تعلق صرف علماء سے تھا، ان میں اختصار کرکے مصنف کے اصل منشا کو پورے طور پر باقی رکھا۔ میں نے پوری کتاب پڑھی ہے، حسبِ ضرورت اس کے نوک وپلک کو درست کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی ہے؛ اس لیے اطمینان کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس ترجمہ کو بہتر سے بہتر بنانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی گئی ہے، ایک تو دونوں مترجمین کا نام ہی اس کی صحت واعتماد کے لیے کافی ہے، پھر حضرت شاہ صاحب کی سرپرستی اور رہنمائی سے اس میں مزید نکھار، عمدگی اور بہتری پیدا ہوگئی ہے۔

خداوند قدوس مترجمین اور جس نے بھی ان حضرات کا کسی قسم کا تعاون کیا ہو، ان سب کو بیش از بیش اجرِ جزیل عطا فرمائے اور جن حضرات نے اس کی کتابت وطباعت کی گرانقدر ذمہ داری کو قبول فرما کر علماء اور عامۃ المسلمین کے ہاتھوں پہونچانے کا انتظام وانصرام کیا ہے، ان سب کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے شایانِ شان اجر وثواب سے نوازے۔ این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

۱۴۲۸/۳/۶ھ مطابق ۲۰۰۷/۳/۲۶ء

محمد جمال الدین قاسمی
صدر مفتی دارالعلوم حیدرآباد

کچھ مصنف کے بارے میں

تحریر: مفسر قرآن مولانا انیس احمد آزاد قاسمی بلگرامی
استاذ حدیث وتفسیر جامعه عربیه سید المدارس، دهلی، الهند

آنے والے فریب میں نہ گھریں — موڑ پر کچھ نشانیاں رکھ دوں
ذمے داری کا بوجھ ہلکا ہو — بات لوگوں کے درمیاں رکھ دوں

ان احساسات کے ساتھ ازہر ہند دار العلوم دیو بند کا ایک منکسر المزاج نو جوان فاضل اٹھا اور اپنی تحقیقی بصیرت اور تنقیدی صلاحیت کے ذریعہ علم کی دنیا میں سستی شہرت کے طلبگاروں کے تابوت میں آخری کیل یہ کہتے ہوئے نصب کردی۔

تبصرہ جب کسی پر کیا کیجئے — آئینہ سامنے رکھ لیا کیجئے

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کی تصنیف کردہ کتاب ''فضائل اعمال'' پر مختلف لوگوں نے تنقید برائے تنقیص کرنے کی مذموم کوششیں کی ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے خیالات کی اصلاح کے لیے تحقیق المقال فی تخریج احادیث فضائل الاعمال منصۂ شہود پر وجود پذیر ہوئی۔

تحقیق المقال کے مصنف فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا علامہ لطیف الرحمٰن القاسمی کا شمار ازہر ہند دار العلوم دیو بند کے ان ممتاز فضلا میں ہے جن کی علمی، تحقیقی، تنقیدی اور تصنیفی خدمات کا اعتراف ہر دور میں کیا جاتا رہے گا۔

مولانا لطیف الرحمٰن صاحب ۱۹۶۴ء میں ضلع غازی پور یوپی کے موضع بچپارہ میں تولد پذیر ہوئے۔ مدرسہ نور العلوم بہرائچ یوپی میں آپ نے ناظرہ قرآن پاک مکمل کیا اور ناظرہ کی تکمیل کے بعد اسی ادارہ میں جناب قاری عبد الوحید صاحب سے آپ نے حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ حفظ کی پختگی نے آپ کو بچپن ہی میں مثالی حافظ کے عنوان سے متعارف کرا دیا تھا پھر عربی وفارسی درجات کے ابتدائی دو سال آپ نے نور العلوم بہرائچ میں ہی گزارے، اس کے بعد آپ نے عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب کے ادارہ جامعہ عربیہ ہتورا ضلع باندہ میں داخلہ لیا اور ہر سال کی تمام کتابوں میں ممتاز نمبرات سے کامیابی حاصل کرتے رہے، طالب علمی کے دور میں نحو، صرف، منطق، فلسفہ پر آپ کو عبور حاصل ہو گیا تھا، بعض مواقع پر درس کے دوران آپ کے اشکال پر اساتذہ بھی آپ کی رائے کو فوقیت دیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی طالب علمی کے دوران شرح تہذیب کی شرح شمس التدریب لحل شرح التہذیب مرتب فرمائی جو طلبہ واساتذہ دونوں کے لیے یکساں مفید ثابت ہوئی۔

جامعہ عربیہ ہتورا ضلع باندہ سے آپ دار العلوم دیو بند تشریف لائے اور موقوف علیہ ودورۂ حدیث آپ نے دار العلوم دیو بند میں مکمل فرمایا، دار العلوم میں آپ نے علوم حدیث کو اپنی محنت کا موضوع بنایا اور دار العلوم دیو بند سے فراغت کے بعد چند اداروں میں تدریسی خدمات انجام دیں اور اپنے مخصوص لب ولہجہ اور نہایت تحقیقی انداز میں بخاری شریف کا درس دیا اور ابن ماجہ کی عربی شرح الدیباجہ علی ابن ماجہ کے نام سے تحریر فرمائی، مولانا کی اس عربی شرح الدیباجہ کو دیکھ کر اہل علم نے آپ کی علمی وتحقیقی صلاحیتوں کا نہ صرف یہ کہ اعتراف کیا بلکہ مستقبل قریب میں علوم حدیث پر مزید تحقیقات کے لیے آپ سے امیدیں وابستہ کرلیں۔

الحمد للہ! اہل علم کی یہ امیدیں بار آور ہوئیں اور مولانا نے سعی پیہم اور جہدِ مسلسل کرتے ہوئے مسند الامام الطحاوی دس جلدوں میں مرتب فرمائی جسے دبئی کے مکتبۃ الحرمین نے نہایت اہتمام سے شائع کیا، اس کے علاوہ مسند الامام ابی حنیفه للحارثی کی اٹھارہ سو احادیث کی تخریج فرمائی جو دو جلدوں میں شائع ہو رہی ہے۔ نیز مسند الامام ابی حنیفه لابن العوام کی تخریج فرمائی۔ یہ دونوں کتابیں آپ کی سعی مشکور اور تحقیق انیق کے نتیجے میں سات سو سال کے بعد شائع ہو رہی ہیں۔ مولانا موصوف کا ایک عظیم کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے موسوعة الکبریٰ لاحادیث الامام ابی حنیفه کی تخریج فرمائی ہے جو پانچ ضخیم جلدوں میں شائع ہوگی اسی طرح مسند الامام ابی حنیفه لابن المقری (جو بہت نایاب ہے) کی آپ نے تخریج فرمائی ہے اور یہ آپ کی خوش قسمتی اور سعادت مندی ہے کہ آپ احادیث کی یہ خدمات مکہ مکرمہ کی مبارک سرزمین پر رہتے ہوئے انجام دے رہے ہیں۔ اللھم زد فزد وصلی اللہ علی رسولہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

انیس احمد آزاد قاسمی بلگرامی ۳ر جون ۲۰۰۷ء

عرضِ مترجمین

دعوت وتبلیغ کی مبارک محنت کے عالمی اثرات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں، دُنیا کا شاید ہی کوئی خطہ ہو، جو اس محنت سے فیض یاب نہ ہوا ہو، اس دَورِ آخیر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاح وتجدید کا وہ عظیم کام لیا کہ خیر القرون کے بعد اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، ویسے تاریخ کے مختلف اَدوار میں مختلف اصلاحی تحریکیں اُٹھیں اور مختلف شخصیات نے اصلاح وتجدید کے عظیم کارنامے انجام دیے؛ لیکن ان کا دائرۂ کار محدود تھا، ان میں بعض ملک گیر تھیں، تو بعضوں کا اثر ملک کے کسی خاص حصہ تک محدود تھا، اس کے علاوہ ان شخصیات یا تحریکات کے اثرات زیادہ عرصہ تک باقی نہ رہ سکے۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریکِ دعوت وتبلیغ کا امتیاز یہ ہے کہ اللہ نے اسے عالم گیر سطح پر قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ زمان ومکان کے لحاظ سے اس تحریک کا دائرہ اثر جس قدر پھیلا ہوا ہے، اس میں دُنیا کی کوئی تحریک اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ مشرق ہو کہ مغرب شمال ہو کہ جنوب، دُنیا کا کوئی برِّ اعظم اور کمی برِّ اعظم کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں کسی نہ کسی درجہ میں دعوت وتبلیغ کی محنت نہ ہوتی ہو۔

اس تحریک کو حاصل قبولیت عامہ اور اس کے عمومی اثرات کا جہاں ایک سبب اس کے بانی کا اخلاص ہے، وہیں ایک بنیادی سبب اس کا مخصوص طریقۂ کار ہے، جو منہجِ نبوی ﷺ سے ہم آہنگ ہے، یہ حقیقت ہے کہ جو تحریک جس قدر منہجِ نبوت ﷺ سے قریب ہوتی ہے، وہ اسی قدر عند اللہ مقبول اور اثرات کے اعتبار سے ہمہ گیر ہوتی ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ اس تحریک کو اکابر علماء کی بھرپور تائید حاصل رہی۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ نے اس تحریک کے عمومی نتائج واثرات کو معلوم کر کے ارشاد فرمایا: ''مولانا الیاسؒ نے یاس کو آس میں بدل دیا''۔ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب علیہ الرحمۃ سابق مہتمم دار العلوم دیوبند نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ تبلیغی فارمولا کسی عقلی سوچ بچار سے نہیں بنایا گیا ہے؛ بلکہ معرفتِ حق اور الہامِ غیب سے پیدا شدہ ہے، اس کام کی صداقت اور نورانیت کا یہ کھلا ثبوت ہے کہ یہ کام جہاں بھی گیا اور جن احوال وظروف میں بھی اس نے بار پانے کی کوشش کی، کامیاب رہا''۔ سید الطائفہ علامہ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمۃ نے اس کام کے اقرب الیٰ منہج النبوۃ ہونے کی ان الفاظ میں گواہی دی: ''ہندوستان کی تمام دینی تحریکوں میں اصلِ اوّل سے زیادہ قریب ہے''۔ قائدِ ختمِ نبوت، مجلس احرار کے ممتاز رہنما حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے درگاہ نظام الدین کے جلوہ میں

واقع مرکزِ تبلیغ میں پہونچ کر اور بانیِ تبلیغ سے ملاقات کر کے فرمایا: ''میں یہ سمجھتا تھا کہ نظام الدین اولیاءؒ ختم ہو گئے، مگر میں نے بستی نظام الدین میں آکر دیکھا کہ نظام الدین اولیاء تو زندہ ہیں''۔

اس تحریک کی حقانیت اور اس کے عالمی اثرات کا اعتراف نہ صرف اکابرِ دیوبند نے کیا؛ بلکہ دُوسرے مکاتبِ فکر سے وابستہ شخصیات نے بھی اس تعلق سے اپنے گہرے تأثرات کا اظہار کیا اور اس تحریک کو شروع ہی سے نہ صرف اہلِ حق علماء کی تائید؛ بلکہ سرپرستی حاصل رہی ہے؛ لیکن ادھر کچھ عرصہ سے اُمّتِ مسلمہ میں ایک ایسا طبقہ دیکھا جا رہا ہے، جس نے تبلیغی تحریک کی مخالفت اور اس کے خلاف پروپیگنڈہ کو اپنا محبوب مشغلہ بنالیا ہے، اس طبقہ کی نظر میں لوگوں کو تحریک دعوت وتبلیغ سے دُور کرنا دَورِ حاضر کا سب سے بڑا جہاد ہے، دعوت وتبلیغ سے وابستہ نوجوانوں کو برگشتہ کرنے کے لیے یہ طبقہ دعوتی حلقوں میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ''فضائلِ اعمال'' کے خلاف پروپیگنڈہ کرتا ہے اور اس میں موجود احادیث کے تعلق سے عامۃ الناس میں شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے، ویسے محدود پیمانے پر مختلف علماءِ کرام نے اپنی تحریروں میں اس پروپیگنڈہ کا جواب دیا ہے؛ لیکن ''فضائلِ اعمال'' میں موجود احادیث کی باقاعدہ تخریج کے ساتھ کام کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔ خدا جزائے خیر دے حضرت مولانا لطیف الرحمٰن بہرائچی قاسمی کو، انھوں نے اس عظیم علمی کام کا بیڑا اُٹھایا اور نہ صرف احادیث کی تخریج فرمائی؛ بلکہ تخریج سے قبل تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل مقدمہ تحریر فرمایا، جس میں فضائلِ اعمال پر کیے جانے والے مختلف اعتراضات کا علمی جواب دیتے ہوئے فضائلِ اعمال میں ضعیف احادیث سے استفادہ کے تعلق سے محققانہ گفتگو فرمائی؛ چونکہ کتاب "تحقيق المقال في تخريج أحاديث فضائل الأعمال" کے نام سے عربی میں شائع ہوئی تھی؛ اس لیے برِّصغیر کے اُردو داں طبقہ کے لیے اس سے استفادہ دُشوار تھا۔

سفرِ حرمین شریفین کے موقع پر مخدوم العلماء پیرِ طریقت عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کی ملاقات مؤلفِ کتاب مولانا لطیف الرحمٰن بہرائچی صاحب سے ہوئی، کتاب ملاحظہ کرنے کے بعد خود حضرت شاہ صاحب بھی کتاب کے مشمولات سے بے حد متاثر ہوئے اور مؤلفِ کتاب نے بھی ترجمہ کی خواہش کا اظہار کیا، سفر سے واپسی پر حضرت شاہ صاحب نے اپنی ایک مجلس میں کتاب کے ترجمہ کی ضرورت ظاہر فرمائی، ویسے ترجمہ کے خواہش مند اور علماء بھی تھے؛ لیکن احقر پر حضرت شاہ صاحب کی عنایت ہوئی کہ حضرت نے میری درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازا، جس کے بعد میں نے اپنے ایک عزیز مولوی میر رضوان اللہ قاسمی کے اشتراک سے ترجمہ کا کام مکمل کرلیا، میر رضوان اللہ قاسمی نے جو علمی وتحقیقی مزاج کے ساتھ ترجمہ کا سلیقہ بھی رکھتے ہیں، کتاب کے مقدمہ کا ترجمہ کیا اور احقر نے اصل کتاب کو جو تخریج احادیث پر مشتمل ہے، اُردو کا جامہ پہنایا، ترجمہ میں حتی المقدور روانی اور سلاست پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اصل کتاب

میں حوالہ جات متن میں تھے، ترجمہ کے دوران حوالہ جات حاشیہ میں درج کر دیے گئے ہیں، حسب ضرورت عناوین بھی لگائے گئے ہیں۔ اصل کتاب میں تخریج احادیث کے ساتھ رواۃ پر کلام بھی کیا گیا ہے؛ لیکن ترجمہ میں رواۃ پر کلام کے حصہ کو اس لیے شامل نہیں کیا گیا کہ عوام کو اس کی چنداں ضرورت نہیں، جہاں تک اہلِ علم کا تعلق ہے، تو وہ اصل عربی کتاب سے رجوع کر سکتے ہیں۔

اس موقع پر میں اپنے اساتذۂ کرام بالخصوص حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مفتی محمد نوال الرحمٰن صاحب کا شکریہ ادا کرنا فریضہ سمجھتا ہوں کہ ان حضرات نے ہر طرح سے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور شریعہ بورڈ آف امریکہ سے اس کتاب کو شائع کروا کر احسانِ عظیم فرمایا، اسی طرح حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی صدر مفتی دار العلوم حیدر آباد کا بے حد مشکور وممنون ہوں کہ مفتی صاحب نے اس کام کی تکمیل میں قدم قدم پر میری رہنمائی کی اور نہ صرف مفید مشوروں سے نوازا؛ بلکہ ساری کتاب پر حرفاً حرفاً نظرِ ثانی فرمائی اور کتاب کے آغاز پر وقیع مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے اور جس مقصد کے لیے کتاب کی اشاعت عمل میں لائی جارہی ہے، اس میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

میر رضوان اللہ قاسمی
اُستاذِ عربی ادب
مدرسہ احیاء العلوم حیدر آباد

سید احمد ومیض ندوی
اُستاذِ حدیث
جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدر آباد

٦/٣/١٤٢٨ھ
مطابق ٢٦/٣/٢٠٠٧ء

پہلا باب

فضائلِ اعمال کا تعارف

مقدمہ

مقدمہ کو ہم نے تین باب پر تقسیم کیا ہے، پہلے باب میں فضائلِ اعمال کا تعارف، دوسرے باب میں اولیاء اللہ کے کرامات کا ذکر اور تیسرے باب میں ضعیف احادیث کے احکام پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ علمی دنیا کی ایک مشہور شخصیت ہیں، علمی و اصلاحی نقطۂ نظر سے انھوں نے جو گراں قدر تالیفات اپنے پیچھے چھوڑی ہیں، ان کی اہمیت وافادیت کو کسی طرح فراموش نہیں کیا جاسکتا، آپؒ نے عامۃ الناس کو دین کے بنیادی اعمال نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کی ترغیب وتحریص اور خدا اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو دل میں جاگزیں کرنے کی خاطر فضائل ذکر اور فضائل درود شریف پر بڑے اہم اور مفید رسالے لکھے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان رسائل کا پہلے ہم قارئین کرام کے سامنے تعارف پیش کردیں۔

کتبِ فضائل کی تالیف کے اسباب ومحرکات

شیخ الحدیث صاحبؒ نے اصلاحی نقطۂ نظر سے، جن رسالوں کی ترتیب دی ہے، وہ سارے رسائل تبلیغی جماعت کے اصل موضوع اور نصاب کے عین مطابق ہیں؛ اس لئے ان رسائل کو آج کل فضائل اعمال کے نام سے دو جلدوں میں شائع کیا جارہا ہے، ان رسائل کی تالیف کے اسباب ومحرکات کیا تھے؟ اور کس وجہ سے یہ لکھے گئے؟ اس کی تھوڑی سی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

فضائلِ قرآن

عام طور پر حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے خود ہی ہر رسالہ کے آغاز میں اس کا سبب تالیف بیان کردیا ہے۔ مثلاً: فضائلِ قرآن کے مقدمہ میں شیخ رقمطراز ہیں:

''حمد وصلوٰۃ کے بعد اللہ کی رحمت کا محتاج بندہ زکریا بن یحییٰ بن اسماعیل عرض کرتا ہے کہ یہ جلدی میں لکھے ہوئے چند اوراق ''فضائلِ قرآن'' میں ایک چہل

حدیث ہے، جس کو میں نے ایسے حضرات کے امتثال حکم میں جمع کیا ہے، جن کا اشارہ بھی حکم ہے اور ان کی اطاعت ہر طرح مغتنم ہے۔

عبارتِ بالا میں جس ہستی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اس سے مراد قدوۃ السالکین برکۃ العصر حضرت مولانا محمد یاسین نگینوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو ''لامع الدراری'' شرح بخاری ''الکوکب الدری'' شرح ترمذی ''فتاویٰ رشیدیہ'' اور ان جیسی دیگر اہم کتابوں کے مصنف، فقیہ وقت، محدث جلیل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔

حضرت مولانا محمد یاسین نگینوی علیہ الرحمۃ نے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا علیہ الرحمۃ کو کتب فضائل کی تالیف کا حکم اس وقت فرمایا تھا: جب شیخ مؤطا امام مالک کی شرح ''اوجز المسالک'' کی تصنیف میں مشغول تھے۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد یاسین علیہ الرحمۃ کے فرمانِ عالی کے پیش نظر کچھ دنوں کے لئے تصنیف وتالیف کے کام کو موقوف کر دیا، یہاں تک کہ ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ میں ''فضائل قرآن'' کو مکمل فرمایا۔ یہ رسالہ ۲۷/صفحات پر مشتمل ہے، بنیادی طور پر حضرت شیخ نے اس رسالہ میں ۴۰/ احادیث ذکر کی ہیں، جن کے ضمن میں موضوع کے اہم گوشوں پر روشنی ڈالی ہے، رسالہ کا اختتام ایک ایسی حدیث پر کیا ہے، جس میں زندگی کے مختلف شعبہ جات سے متعلق چالیس ہدایات ہیں۔

فضائلِ رمضان

اس رسالہ کی تصنیف کا آغاز اپنے چچا بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کے حکم سے ۱۳۴۹ھ میں کیا۔ شیخ نے اس رسالہ کو تین فصلوں میں تقسیم کیا ہے: پہلی فصل میں رمضان کے روزوں کی فضیلت کا بیان ہے، اس میں بنیادی طور پر دس احادیث درج فرمائی ہیں۔ دوسری فصل میں شبِ قدر کی فضیلت ہے اور اس میں سات احادیث ہیں۔ تیسری فصل میں اعتکاف کی فضیلت ہے، جس میں چار احادیث ہیں۔ یہ ساری احادیث موضوع کی اساس اور بنیاد کا درجہ رکھتی ہیں، پھر ہر حدیث کی شرح کے ضمن میں ''فائدہ'' کے عنوان کے تحت موضوع کی مناسبت سے بہت سی احادیث کا اردو ترجمہ ہے؛ نیز اس کے تحت شارحین حدیث کے اقوال اور تعارضِ احادیث پر کلام بھی ہے، بسا اوقات حضرت شیخ نے اپنے دقیق کلام کے ذریعہ ان میں ترجیح یا تطبیق بھی دی ہے، یہ رسالہ مختصر ہے اور ۶۲/ اوراق پر مشتمل ہے۔

فضائلِ تبلیغ

اس رسالہ کی تصنیف بھی حضرت شیخ نے اپنے چچا حضرت مولانا الیاس صاحب کاندھلویؒ کے حکم پر ۵/صفر المظفر ۱۳۵۰ھ میں شروع فرمائی: رسالہ کو شیخ نے سات فصلوں میں منقسم کیا ہے: پہلی فصل میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ

میں آیات کو ذکر کیا ہے۔ آیتوں کے آگے آگے اُردو زبان میں ان کا ترجمہ اور تشریح بھی کی گئی ہے۔ ''فضائل تبلیغ'' کے مقدمہ میں حضرت شیخؒ لکھتے ہیں: ''کہ اس موضوع سے متعلق قرآنی آیات کی تعداد ساٹھ ہے، اختصار کے پیشِ نظر ان میں سے میں نے ۷/ آیات پر اکتفا کیا''۔ دوسری فصل میں ان احادیث کا ذکر ہے، جو موضوع سے متعلق وارد ہوئی ہیں اور ان کی تعداد سات (۷) ہے۔ تیسری فصل میں داعی اور مصلح حضرات کو تنبیہ ہے؛ تاکہ وہ اپنی ذات پر بھی توجہ دیں اور اپنے اعمال واحوال کی اصلاح کی کوشش کریں اور اس سے غفلت نہ برتیں۔ چوتھی فصل میں دعوت واصلاح سے وابستہ افراد کو آگاہ کیا گیا ہے کہ دعوت وتبلیغ کے کام کے دوران مسلمانوں کی عزت سے کھلواڑ نہ کریں، مسلمانوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کریں اور ستر پوشی سے کام لیں۔ پانچویں فصل میں دعوت واصلاح سے وابستہ افراد کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ ریاء ونمود سے بچیں اور اپنے عمل میں اخلاص پیدا کریں۔ چھٹی فصل میں عام مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ علماء کرام اور بزرگان دین کی تعظیم کریں اور ان پر تنقید کرنے سے بچیں۔ ساتویں فصل میں علماء اور اہلِ دل بزرگوں کی مجالس میں شرکت اور ان سے استفادہ کی ترغیب دی گئی ہے۔

حکایاتِ صحابہ

اس کا نام مکتبہ یحیوی سے شائع شدہ بعض قدیم نسخوں میں ''حکایاتِ صحابہ'' یعنی ''صحابہ کی کہانیاں'' ہے، اس رسالہ کی تصنیف حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری علیہ الرحمۃ کے ایماء پر ہوئی، حضرت رائے پوریؒ حضرت شیخؒ سے کئی سالوں سے خواہش کر رہے تھے کہ وہ صحابہ کے واقعات پر مشتمل مختصر ایک رسالہ تصنیف فرمائیں؛ لیکن حضرت شیخؒ کی علمی مشغولیات اس رسالہ کی تالیف میں رکاوٹ بن رہی تھی، اگر منجانب اللہ یہ کام مقدر نہ ہوتا، تو اس کام کی تکمیل ممکن نہ تھی؛ اس لیے کہ ایسے حالات پیدا ہو رہے تھے کہ امیدیں ختم ہو چکی تھیں۔ ۱۳۵۷ھ میں اجراڑہ کے سفر کے دوران شیخ کی نکسیر پھوٹ گئی، جس کے پیشِ نظر ڈاکٹر نے آپ کو ایسے علمی وتحقیقی کاموں سے منع کر دیا تھا، جن میں ذہنی تکان ہوتی ہو، چند ماہ تک یہی حالت رہی، یہ رسالہ اسی مختصری فکری راحت کے زمانہ میں ترتیب پایا، یہ رسالہ ۱۲/ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، اس کے ہر باب کے آغاز میں اس کی مناسبت سے رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ؓ کے اوصاف میں سے کسی ایک وصف کا پُر لطف اور شوق آفریں ذکر ہے، پھر اس وصف کے مناسب واقعات اور قصے لائے گئے ہیں، خاتمہ میں اختصار کے ساتھ حضور ﷺ صحابہ ؓ کے ساتھ کیسے رہا کرتے تھے اس کا ذکر ہے، اس طرح یہ رسالہ ۱۸۴/ اوراق پر مشتمل ہے۔

فضائلِ نماز

یہ رسالہ بھی شیخؒ نے اپنے محترم چچا اور بانی تبلیغ حضرت مولانا شاہ محمد الیاس کاندھلوی علیہ الرحمۃ کے حکم سے لکھا۔ شیخؒ

نے اس کا تذکرہ اس کے عربی کے مقدمہ میں ان الفاظ میں کیا ہے:

وبعد فهذه أربعونة في فضائل الصلاة جمعتها امتثالا لأمر عمي وصنو أبي رقاه الله إلى المراتب العليا ووفقني وإياه لما يحب و يرضى.

''حمد وصلوٰۃ کے بعد یہ فضائلِ نماز پر چہل حدیث ہے، جنہیں میں نے اپنے چچا (اللہ تعالیٰ انہیں بلند مراتب پر فائز کرے) کے حکم کی تکمیل میں جمع کیا ہے''۔

شیخ نے ۷/محرم الحرام ۱۳۵۸ھ میں اس سے فراغت حاصل کی، اس رسالہ کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے، جن میں چند فصلیں ہیں۔

پہلا باب: نماز کی اہمیت میں ہے، جس میں ۲۰/حدیثیں لائی گئی ہیں۔

دوسرا باب: نماز باجماعت کی فضیلت میں ہے، جس میں ۱۳/احادیث لائی گئی ہیں۔

تیسرا باب: نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت میں ہے، اس میں آٹھ احادیث لائی گئی ہیں، پورا رسالہ ۸۷/اوراق پر مشتمل ہے۔

فضائلِ ذکر

اس رسالہ کو بھی حضرت شیخ الحدیثؒ نے بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس صاحب علیہ الرحمۃ کے حکم سے ۱۳۵۸ھ میں تصنیف فرمایا: ۲۶/شوال المکرم ۱۳۵۸ھ میں جمعہ کی رات کو اس کی تکمیل فرمائی، یہ رسالہ تین ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

پہلا باب: مطلق ذکر کی فضیلت میں، اس میں ۲۰/حدیثیں ذکر کی گئی ہیں۔

دوسرا باب: کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت میں، اس میں ۴۰/احادیث لائی گئی ہیں۔

تیسرا باب: کلمہ سوم کی فضیلت میں، اس میں بھی ۲۰/احادیث درج ہیں۔

خاتمہ میں صلاۃ التسبیح کا طریقہ ذکر کیا گیا ہے، رسالہ کے کل ۱۷۶/اوراق ہیں۔

فضائلِ حج

حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس رسالہ کو حضرت جی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ ''صاحبِ حیاۃ الصحابہ'' و

''امانی الاحبار'' کی درخواست پر تالیف فرمایا۔ آغاز ۳/شوال المکرّم ۱۳۶۶ھ کو فرمایا اور اختتام بروز جمعہ ۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ کو ہوا، یہ رسالہ دس فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، جس میں حج وعمرہ اور زیارتِ مدینہ سے متعلق اہم گوشوں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے، اس میں شامل کی گئی بنیادی ۶۴/ احادیث ہیں اور یہ رسالہ ۱۶۱/ اوراق پر مشتمل ہے۔

فضائلِ صدقات

داعیِ کبیر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی علیہ الرحمۃ کی شدید خواہش تھی کہ یہ رسالہ فوری مکمل ہو؛ چونکہ ان کی نگاہ میں اس رسالہ کی بڑی اہمیت تھی، ایک مرتبہ تو اقامت کہنے کے بعد امام کے تکبیرِ تحریمہ کہنے سے پہلے مولانا الیاس نے حضرت شیخ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اس کتاب کو لکھنا نہ بھولنا!! اس قدر خواہش کے باوجود یہ رسالہ مولانا الیاس صاحبؒ کی زندگی میں مکمل نہ ہوسکا، مولانا کے انتقال کے بعد ۱۳۶۶ھ کو تقسیم ہند کے زمانہ میں جب حضرت شیخ الحدیث کو مرکز نظام الدین میں ایک طویل مدت تک مجبوراً قیام کرنا پڑا، تو ۲۴/شوال المکرّم ۱۳۶۶ھ میں اس کی تالیف کا آغاز کیا اور اختتام سہارنپور میں بتاریخ ۲۲/صفر المظفر ۱۳۶۸ھ کو ہوا، یہ کتاب سات فصلوں پر مشتمل ہے، ہر فصل میں آیاتِ قرآنیہ احادیثِ نبویہ ﷺ پھر صحابہ، تابعین اور اولیاء اللہ کے واقعات سے استشہاد کیا گیا ہے اور ہر چیز کے لینے میں مستند مراجع کا اہتمام کیا گیا ہے، کتاب میں ۸۶/ احادیث بنیادی ہیں، فوائد کے تحت سینکڑوں احادیث لائی گئی ہیں۔ یہ کتاب ۲۸۰/ اوراق پر مشتمل ہے۔

فضائلِ دُرود

حضرت شیخ الحدیثؒ نے حضرت مولانا محمد یاسین صاحب نگینویؒ کے حکم سے بروز جمعہ بتاریخ ۲۵/ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ کو اس رسالہ کی تصنیف کا آغاز کیا اور بتاریخ ۶/ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ کو اس سے فراغت حاصل کرلی، اس رسالہ کی تالیف کا ایک پس منظر ہے، جس کا ذکر حضرت شیخ الحدیثؒ نے بھی رسالہ کے آغاز میں کیا ہے، اس رسالہ کی تالیف کے دوران شیخ نے ادب واحترام کا خوب پاس ولحاظ رکھا ہے، ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے، وضو کے لئے ''دارالتصنیف'' سے گھر جانے میں کافی دشواری ہوتی تھی، سرما کا موسم اور شدید ضعف کے باوجود وضو کا اہتمام کرتے تھے، یہ رسالہ ۲۳/ بنیادی حدیثوں پر مشتمل ہے۔ فوائد کے تحت لائی گئی احادیث کی تعداد بہت زیادہ ہے، رسالہ پانچ فصلوں پر مشتمل ہے اور اس کے کل ۱۳۶/ اوراق ہیں۔

یہ مختصر سا تعارف ان اسلامی رسائل کا تھا، جن کا مجموعہ فضائلِ اعمال کے نام سے عام طور پر دستیاب ہے، اس مختصر سے تعارف کے بعد ان مصادر ومراجع کا ذکر بھی مناسب ہے، جن سے حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنے اِن رسالوں کی ترتیب میں استفادہ کیا ہے۔

جن مصادر سے حضرت شیخ الحدیثؒ نے استفادہ کیا ہے، ان کا ذکر انھوں نے اپنے قلم سے نہیں کیا، سوائے اس وضاحت کے جوانہوں نے ''فضائلِ قرآن'' کے مقدمہ میں ان الفاظ کے ساتھ کی ہے، لکھتے ہیں:

''اس جگہ ایک ضروری امر پر متنبہ کرنا ضروری ہے، وہ یہ کہ میں نے احادیث کا حوالہ دینے میں مشکوۃ، تنقیح الرواۃ، مرقاۃ اور احیاء العلوم کی شرح اور منذریؒ کی ترغیب پر اعتماد کیا ہے اور کثرت سے ان سے لیا ہے؛ اس لئے ان کے حوالہ کی ضرورت نہیں سمجھی؛ البتہ ان کے علاوہ کہیں سے لیا ہے، تو اس کا حوالہ نقل کر دیا ہے''۔

''فضائلِ اعمال'' کے ناشرین میں سے مفتی انیس احمد نے شروع میں مصادر و مراجع کی ایک فہرست شائع کر دی ہے اور مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری نے اپنے رسالہ ''کتبِ فضائل پر اعتراضات کے جوابات'' میں اسی سے ان مصادر کو نقل کر دیا ہے؛ لیکن ان دونوں حضرات نے مصادر کی فہرست میں دقتِ نظری کا اہتمام نہیں کیا ہے، مذکورہ فہرست میں ''مستدرک حاکم'' سے پہلے ''مسند حاکم'' اور اسی طرح ''مسند ابن خزیمہ'' کا ذکر ہے؛ جبکہ یہ دو مسند حقیقت میں موجود نہیں ہیں، اسی طرح اس فہرست میں بعض ایسی کتابوں کو شامل کیا گیا ہے، جو ان کتبِ فضائل کے دوران تالیف طبع نہیں ہوئی تھیں اور نہ ہی شیخ کے پاس ان کتابوں کے قلمی نسخے موجود تھے؛ نیز بعض اہم کتابوں کا ذکر کتاب کے متن میں موجود ہے؛ لیکن فہرست میں ان کو شامل نہیں کیا گیا۔

میں یہاں کتبِ فضائل میں بنیاد کے طور پر لائی گئی احادیث کے مصادر نقل کر رہا ہوں: یہ احادیث عربی میں رجال و اسناد پر کلام کے ساتھ ذکر کی گئیں ہیں، میں صرف ان مصادر پر اکتفا کر رہا ہوں، جن کا حضرت شیخ الحدیثؒ نے انسائیکلوپیڈیا کی نوعیت رکھنے والی کتابوں کے ذریعہ حوالہ دیا ہے، یہ فہرست درج ذیل ہے:

فضائلِ اعمال کے مصادر ومراجع

١- اتحاف السادة المتقين، لحمد بن محمد الحسيني الزبيدي سنة ١٢٠٥هـ.
٢- أسنى المطالب، للشيخ محمد بن درويش الحوت سنة ١٢٧١هـ.
٣- انجاح الحاجة، للشيخ عبد الغني بن أبي سعيد المجددي الدهلوي سنة ١٢٩٥هـ.
٤- بهجة النفوس، لأبي محمد عبدالله بن أبي جمرة الأندلسي سنة ٦٩٩هـ.
٥- التدريب، للحافظ جلال الدين السيوطي سنة ٩١١هـ.
٦- الترغيب والترهيب، لأبي محمد عبد العظيم بن عبدالقوي المنذري سنة ٦٥٦هـ.
٧- التشرف.
٨- التعقبات، للحافظ جلال الدين السيوطي، سنة ٩١١هـ.
٩- التفسير، لأبي الفداء عماد الدين اسماعيل بن عمر بن كثير سنة ٧٧٤هـ.
١٠- تقريب التهذيب، للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، سنة ٨٥٢هـ.
١١- تلخيص الحبير، للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، سنة ٨٥٢هـ.
١٢- تنبيه الغافلين، لأبي الليث السمرقندي، سنة ٦٠٦هـ.
١٣- الجامع الصغير، للحافظ جلال الدين السيوطي، سنة ٩١١هـ.
١٤- جمع الفوائد، لمحمد بن محمد بن سليمان المغربي، سنة ١٠٩٤هـ.
١٥- الحرز الثمين، للمحدث ولي الله الدهلوي، سنة ١١٧٦هـ.
١٦- الحصن الحصين، للحافظ شمس الدين محمد بن محمد الجزري، سنة ٨٢٣هـ.
١٧- الدر المنثور، للحافظ جلال الدين السيوطي، سنة ٩١١هـ.
١٨- دقائق الأخبار، للامام أبي حامد محمد بن محمد الغزالي سنة ٥٠٥هـ.
١٩- ذيل اللآلي، للحافظ جلال الدين السيوطي، سنة ٩١١هـ.
٢٠- رجال المنذري، لأبي محمد عبد العظيم بن عبد القوي المنذري سنة ٦٥٦هـ.
٢١- الرحمة المهداة، لأبي الخير نور الحسن خان الحسيني.
٢٢- الزواجر، لابن حجر المكي الهيثمي، سنة ٩٧٣هـ.
٢٣- السنن، لأبي داؤد سليمان بن أشعث السجستاني، سنة ٢٧٥هـ.
٢٤- السنن، لأبي عيسىٰ محمد بن عيسىٰ بن سورة الترمذي، سنة ٢٧٩هـ.
٢٥- السنن، لأبي عبدالرحمٰن أحمد بن شعيب بن علي النسائي، سنة ٣٠٣هـ.

٢٦- السنن، لأبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي، سنة ٤٥٨هـ.
٢٧- شرح الشفاء، لعلي بن سلطان محمد الهروي المعروف بالقاري، سنة ١٠١٤هـ.
٢٨- شرح الصدور، للحافظ جلال الدين السيوطي، سنة ٩١١هـ.
٢٩- شرح اللباب.
٣٠- شرح مناسك النووي، لأبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني سنة ٨٥٢هـ.
٣١- شفاء السقام، لتقي الدين السبكي سنة ٧٥٦هـ.
٣٢- الشمائل، لأبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي، سنة ٢٧٩هـ.
٣٣- عمدة القاري، للحافظ بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني، سنة ٨٥٥هـ.
٣٤- فتح الباري، لأبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، سنة ٨٥٢هـ.
٣٥- قرة العيون، لأبي الليث السمرقندي، سنة ٦٠٦هـ.
٣٦- قمر الأقمار، محمد عبد الحليم بن الشيخ محمد أمين الله الكهنوي سنة ١٢٨٥هـ.
٣٧- القول البديع، للحافظ شمس الدين محمد بن أبي بكر السخاوي، سنة ٩٠٢هـ.
٣٨- اللآلي المصنوعة، للحافظ جلال الدين السيوطي، سنة ٩١١هـ.
٣٩- مجالس الأبرار، للشيخ أحمد الرومي.
٤٠- مجمع الزوائد، للحافظ نور الدين الهيثمي، سنة ٨٠٧هـ.
٤١- المرقاة، للشيخ علي بن سلطان القاري، سنة ١٠١٤هـ.
٤٢- المستدرك، لأبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم، سنة ٤٠٥هـ.
٤٣- المسلسلات، لمسند الهند الشاه ولي الله الدهلوي سنة ١١٧٦هـ.
٤٤- المسند، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، سنة ٢٤١هـ.
٤٥- المشكاة، لأبي عبد الله ولي الدين محمد بن عبد الله العمري سنة ٧٣٧هـ.
٤٦- المغني، لموفق الدين ابن قدامة المقدسي سنة ٦٢٠هـ.
٤٧- مفردات القرآن، حسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهاني سنة ٥٠٢هـ.
٤٨- المقاصد الحسنة، للحافظ شمس الدين محمد بن عبد الرحمن السخاوي ، سنة ٩٠٢هـ.
٤٩- مناسك النووي، ليحيى بن شرف محي الدين النووي سنة ٦٧٧هـ.
٥٠- المنبهات، للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني سنة ٨٥٢هـ.
٥١- منتخب الكنز، لعلي بن حسان الدين الشهير بالمتقي سنة ٩٧٥هـ.
٥٢- المنهل، للشيخ محمود بن محمد خطاب السبكي المالكي الأزهري سنة ١٣٥٢هـ .
٥٣- الموضوعات الكبرئ، لعبد الرحمن بن علي أبو الفرج المعروف بابن الجوزي سنة ٥٩٧هـ.
٥٤- نور الأنوار، للشيخ أحمد بن أبي سعيد المعروف بملاجيون المتوفى سنة ١١٣٠هـ.

کتب فضائل کی ترتیب میں حضرت شیخ الحدیثؒ کا طریقۂ کار

واقعہ یہ ہے کہ آپؒ نے اپنی کتابوں میں اس سلسلہ میں کچھ صراحت نہیں کی؛ لیکن آپؒ کی فضائل پر لکھی گئی کتابوں کے مطالعہ سے آپؒ کا طریقۂ کار یہ سمجھ میں آتا ہے کہ آپؒ کسی بھی مسئلہ یا عنوان سے متعلق فصل یا باب باندھتے ہیں، پھر اس فصل یا باب میں اس موضوع سے متعلق آیاتِ قرآنیہ ترجمہ کے ساتھ نقل کرتے ہیں اس طور پر کہ ہر آیت کے ترجمہ کے بعد ''فائدہ'' کا عنوان لگا کر متعلقہ آیت کی تشریح احادیثِ نبویہ ﷺ اور دیگر آیات کے ذریعہ کرتے ہیں؛ نیز تفسیری اقوال اور مختلف واقعات وحکایات نقل کرتے ہیں، پھر اس موضوع یا مسئلہ سے متعلق صحیح احادیث لاتے ہیں، اگر اس باب سے متعلق صحیح احادیث نہ ملیں یا ملیں؛ لیکن شیخ کا ارادہ مضمون کو طویل کرنا ہو، تو پھر (صحیح احادیث کے ساتھ) ضعیف احادیث لے آتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ اس کے شواہد اور متابعات بھی پیش کرتے ہیں؛ تاکہ وہ حدیث ضعف سے نکل جائے اور محدثین کے اصول کے مطابق بھی وہ لائق استدلال ہو جائے۔

اگر کوئی حدیث اس انداز کی ہو کہ محدثین اور ائمۂ جرح وتعدیل کی ایک جماعت نے رد وقدح کی ہو؛ لیکن دوسرے حضرات کے نزدیک وہ صحیح ہو اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے نزدیک ان دوسرے محدثین کا قول قابل ترجیح ہو، تو پھر قدح وجرح کرنے والوں کے کلام کو ذکر کرکے طوالت نہیں کرتے، پھر ان احادیث کا اردو میں ترجمہ کرتے ہیں۔ ترجمہ میں الفاظ حدیث پر اکتفا کرتے ہیں، ائمۂ حدیث کے جرح وقدح کا ترجمہ نہیں کرتے، نفس حدیث کا ترجمہ اس لئے کرتے ہیں تاکہ عوام الناس اس پر عمل کرسکیں اور تصحیح وتضعیف کی فنی اصطلاحات علماء کے لئے چھوڑ دیتے ہیں، جنھیں اس طرح کے مباحث اور اصطلاحوں کی جانکاری اور تجربہ ہوتا ہے، ورنہ تو ہمارے علاقہ کے عوام کی اکثریت دین کی بنیادی باتوں ہی سے نابلد ہوتی ہے؛ جیسے وضو اور غسل کے فرائض وغیرہ کہ اس کا علم بھی انھیں صحیح طور پر نہیں ہوتا، ایسے میں اگر یہ عوام خالص علمی اصطلاحوں میں پڑ جائے تو معاملہ بگڑ جائے گا۔

میرے دوست مفتی منصور احمد نے ضعیف وقوی حدیث کے متعلق عوام الناس میں رائج تصور کے سلسلہ میں ایک عجیب واقعہ بیان کیا، انہوں نے کلکتہ کے ایک مشہور مدرسہ کے ناظم سے پوچھا کہ کتبِ فضائل میں وارد ضعیف حدیث کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ تو ناظم نے جواب میں کہا کہ میرے نزدیک ضعیف کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ ہم ضعیف الایمان ہیں؛ اسلئے ہمارے لئے ضعیف حدیث ہی کافی ہے، رہے صحابہ تو وہ طاقتور ایمان رکھتے تھے؛ اس لئے انھیں قوی حدیث ضروری تھی، تو قوی حدیث کی ضرورت اس کو ہوگی، جو خود طاقتور ایمان رکھتا ہو۔ ایک مدرسہ کے ناظم کا یہ معیار ہے، تو پھر عام مسلمان کا کیا معیار

ہوگا، ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ عام مسلمانوں کی علمی سطح تو اہل علم اور علماء سے بہت کم ہوتی ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء شرعی احکام وفتاویٰ کی علتیں بیان کرنے سے منع کرتے ہیں؛ اس لئے کہ عوام الناس کا فہم ان کا متحمل نہیں ہوتا، اسی سے ائمۂ اربعہ کے خلاف تعصب رکھنے والے بعض انتہاء پسند غلو کرنے والوں کی جانب سے شائع کئے جانے والے کتب حدیث کے تراجم کا نقصان ظاہر ہے، جس کا مقصد عوام الناس میں آزادیٔ فکر کا پھیلانا اور ائمۂ اربعہ پر زبان طعن دراز کرنا ہوتا ہے اور براہ راست مصادر سے رجوع ہوکر ائمہ کی تقلید کا قلادہ گلے سے اتار لینا ہے، اس طرح کے تراجم کے مفاسد ظاہر ہیں کہ عام آدمی صرف احادیث کا ترجمہ پڑھ کر احکام کی حدیث میں بحث کرنے لگے گا، احادیث کے تعارض ختم کرنے کا علم نہ ہو، تو ایسا شخص آغاز میں ہی ائمۂ اربعہ کی تردید کرنے لگے گا، پھر علماء اور فقہاء کا استہزاء کرے گا اور ممکن ہے کہ ساری احادیث ہی کا انکار کر بیٹھے، یہی وہ موڑ ہے جہاں سے انکارِ حدیث کا فتنہ شروع ہوا اور منکرین حدیث کی جماعت پیدا ہوئی، مجھے اس گروہ کے بعض ملحدین کے نظریات سے واقف ہونے کا موقع ملا، اللہ ہمیں اس کی فضولیات سے بچائے، انہی اسباب کے پیش نظر ہمارے علماء نے عام آدمی کو فضائل ومناقب کی احادیث کے مطالعہ کی تو اجازت دی ہے؛ مگر کتب حدیث میں احکام والی احادیث کے مطالعہ کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ رسوخ رکھنے والے اہل علم کی سرپرستی ہی میں ہو۔

(بہر حال سلسلۂ کلام کتب فضائل میں حضرت شیخؒ کے منہج کا چل رہا تھا) حضرت شیخ الحدیثؒ متن حدیث اور اس کا ترجمہ نقل کرنے کے بعد ''فائدہ'' کا عنوان باندھتے ہیں، جس کے تحت مختلف احادیث کا اردو ترجمہ نقل کرتے ہیں (متن نقل نہیں کرتے) یہ وہ احادیث ہوتی ہیں، جو باب یا موضوع میں دی گئی بنیادی حدیث کی تشریح کرتی ہیں، فائدہ کے تحت اردو میں نقل کی جانے والی احادیث پر حضرت شیخ الحدیثؒ اسناد ورجال حدیث کے لحاظ سے کلام نہیں کرتے، فائدہ کے تحت صحابہ، تابعین، سلف صالحین اور علماء امت کے حکایات وواقعات نقل کرتے ہیں، کبھی کبھی اولیاءِ اُمت اور صلحاء کی کرامات بھی ذکر کرتے ہیں اور کرامات سارے اہل سنت کے نزدیک برحق اور ثابت ہیں، ان کا انکار معتزلہ کے علاوہ کوئی نہیں کرتا، اس سلسلہ میں ہم آئندہ ایک مستقل عنوان کے تحت گفتگو کریں گے۔

اخیر میں حضرت شیخ الحدیثؒ حقیقی اور جائز تصوف کی (جو کتاب وسنت کی تعلیمات سے ہم آہنگ ہوتا ہے) باریکیاں اور دقائق ذکر کرتے ہیں۔ یہ وہ تصوف ہے جس پر صحابہ، تابعین اور سلفِ صالحین عامل رہے، کبھی کبھی آپؒ اسلامی تہذیب وتمدن سے ٹکرانے والی دیگر تہذیبوں کی تردید بھی کرتے ہیں اور عام مسلمانوں کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ لہو ولعب اور انہماک فی الدنیا اور شعائر اسلام سے لاپرواہی کی زندگی ترک کرے اور ان باتوں کے لئے چوکنا ہوجائیں جو دنیا وآخرت میں ان کے لئے اہمیت رکھتی ہیں؛ نیز نبی اکرم ﷺ آپ ﷺ کے صحابہ ؓ اور تابعین کی زندگی کی اقتدا کریں اور ان پر عمل آوری

TooBaa-Research-Library

کے معاملہ میں صرف اپنی ذات پر اکتفانہ کریں؛ بلکہ اپنے مسلمان بھائیوں میں اس کی تبلیغ کا بھی اہتمام کریں اور اس سلسلہ میں اسی طرح تکالیف ومشقتیں برداشت کریں، جس طرح نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ؓ نے برداشت کیا تھا۔

کتبِ فضائل کی اہمیت

مسلم معاشرہ کی اصلاح وتبدیلی میں کتبِ فضائل کا بڑا اثر ہے؛ کیونکہ ان کتابوں کی وجہ سے صحیح عقیدہ کی مضبوطی، رجوع الی اللہ، تقویٰ، خوفِ الٰہی اور تعلق باللہ کا اہتمام، دُنیا کے مختلف شعبوں میں خدا کے لیے اخلاص اور ہر حالت میں اسلامی تعلیمات اور سنتِ رسول ﷺ کی پابندی جیسی چیزیں آدمی میں پیدا ہوتی ہیں۔

اگر آپ دہلی کے قریب واقع میوات کے علاقہ کی نصف صدی قبل کی حالت دیکھیں، تو حیران وششدر رہ جائیں گے، دینی لحاظ سے اس قدر پسماندگی تھی کہ وہ ہندوؤں جیسے نام رکھا کرتے تھے اور انھیں جیسا لباس پہنتے تھے اور شجر وحجر کی پرستش کیا کرتے تھے اور انہیں مقدس جانتے تھے، ان کا رہن سہن اور تہذیب ومراسم بالکلیہ ہندوؤں جیسے ہو چکے تھے اور ان کی زندگی میں اسلام یا مسلمان ہونے کی کوئی نشانی نظر نہیں آتی تھی، پھر اللہ کا فضل ہوا کہ وہاں ماحول کی اصلاح وتبدیلی کے لئے مخلصانہ کوششوں کا آغاز ہوا، آج ان لوگوں کی زندگی میں (جن پر فضائل کی یہ کتابیں اثر انداز ہوئیں اور مخلص داعیوں کی محنت ہوئی) صالح تبدیلی نظر آتی ہے، دینِ حنیف کی تعلیمات کی عملی شکلیں ان کی زندگی میں صاف محسوس ہوتی ہیں، ان کے گھر ذکر وتلاوت، عبادت واعمالِ صالحہ سے آباد ہیں، ان کی عورتوں میں شرعی پردہ کا پورا اہتمام ہے، ان کے چہروں سے عبادت اور خشوع کا نور چمکتا نظر آتا ہے، ان کی ساری کوششوں کا ماحصل یہ ہوتا ہے کہ کھانے پینے، سونے جاگنے، رفتار وگفتار، عبادت ومعیشت میں ان کی زندگی رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کی زندگی کے مطابق ہو جائے، وہ ہر قسم کی بدعات وخرافات اور فواحش ومنکرات اور ہر اس چیز سے دُور رہیں، جو دینِ حنیف کی تعلیمات سے ٹکراتی ہوں۔

کتبِ فضائل کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر "تبلیغی جماعت" کے ذمہ داروں نے بانیٔ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے زمانہ ہی سے ان کتابوں کو جماعت کے تعلیمی حلقوں میں شامل کیا ہے؛ چنانچہ یہ کتابیں اجتماعی طور پر مساجد اور گھروں میں پڑھی جاتی ہیں، اُمت اور علماءِ اُمت میں ان کتابوں کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی، اس کا اندازہ مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی علیہ الرحمۃ کی اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؒ نے ایک مرتبہ فرمایا:

> "میرے علم کے مطابق فضائل کی یہ کتابیں کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ مسلمانوں میں پڑھی جاتی ہیں"۔

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ''اوجز المسالک'' کے مقدمہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا علیہ الرحمۃ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

> ''شیخ نے اردو زبان میں شمائل ترمذی، حکایاتِ صحابہ ﷺ، ذکر، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دُرود کے فضائل پر متعدد کتابیں نئی نسل کی ہدایت ورہنمائی کے لئے لکھیں اور لوگوں کا ان کتابوں کی طرف کافی رجوع ہوا اور ان سے بڑا فائدہ ہوا اور ان کے ذریعہ اللہ نے اصلاح امت کا بڑا کام لیا، پھر یہ کتابیں دعوت وتبلیغ کے کارکنوں کے لئے رہنمائی اور خیر کا ذریعہ بن گئیں؛ چنانچہ انہوں نے ان کتابوں کو اپنے لئے نصاب کی طرح مقرر کرلیا، جنہیں وہ پڑھتے ہیں اور یادکرتے ہیں''۔

چونکہ برِصغیر ہندوپاک اور بنگلہ دیش کے عام مسلمانوں کی مذہبی اور ثقافتی زبان اُردو ہے؛ اس لئے یہ کتابیں اُردو میں لکھی گئیں، پھر حسبِ ضرورت ان کتابوں کا مختلف دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا گیا، یہاں میں بعض ان زبانوں کونقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں، جن میں ان کتابوں کا ترجمہ کیا گیا ہے اور یہ تفصیل مولانا سید محمد شاہد صاحب کے رسالہ سے نقل کی جارہی ہے۔

فضائلِ قرآن

اس کا مولانا سید محمد واضح رشید ندوی صاحب نے عربی میں ترجمہ کیا ہے، اسی طرح مولانا محمد موسیٰ فاضل مظاہر علوم نے برمی زبان میں کیا، جناب سید عزالدین نے انگریزی ترجمہ میں کیا اور بنگالی میں جناب قاضی خلیل الرحمٰن نے کیا، فارسی میں استاذ محمد اشرف نے کیا، سید محمود قاسم نے گجراتی میں کیا۔

فضائلِ نماز

فضائلِ نماز کا ترجمہ درج ذیل زبانوں میں ہوا:

(۱) عربی (۲) برمی (۳) انگریزی (۴) مدراسی (۵) بنگالی (۶) تلگو (۷) ملیالم (۸) تامل (۹) فرانسیسی (۱۰) گجراتی (۱۱) فارسی (۱۲) سھالی (۱۳) پشتو (۱۴) ملائشی

فضائلِ ذکر

فضائل ذکر کا ترجمہ بھی درج ذیل زبانوں میں ہوا:

(۱) برمی (۲) مدراسی (۳) بنگالی (۴) ملیالم (۵) تامل (۶) پشتو (۷) ملائشی (۸) فارسی

فضائلِ حج

فضائل حج کا ترجمہ درج ذیل ۴/ زبانوں میں ہوا:

(۱) برمی (۲) گجراتی (۳) انگریزی (۴) تامل

فضائلِ صدقات

فضائل صدقات کا ترجمہ درج ذیل ۶/ زبانوں میں ہوا:

(۱) برمی (۲) مدراسی (۳) ملیالم (۴) گجراتی (۵) انگریزی (۶) تامل

فضائلِ دُرود

فضائل دُرود کا ترجمہ درج ذیل ۷/ زبانوں میں ہوا:

(۱) عربی (۲) گجراتی (۳) تلگو (۴) پشتو (۵) انگریزی (۶) فارسی (۷) ملائشی

فضائلِ رمضان

فضائل رمضان کا ترجمہ بھی مختلف زبانوں میں ہوا، زبانوں اور مترجمین کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

(۱) فارسی زبان	جناب سید محمد اشرف صاحب
(۲) ہندی زبان	جناب ظہیر الدین صاحب
(۳) پشتو زبان	جناب ظہیر الدین صاحب
(۴) انگریزی زبان	جناب یوسف افریقی صاحب
(۵) تامل زبان	جناب خلیل الرحمٰن صاحب
(۶) بنگالی زبان	جناب قاضی خلیل الرحمان صاحب
(۷) تلگو زبان	مولانا سید نور اللہ قادری صاحب

(۸) ملیالم زبان	جناب محمد عبدالقادر صاحب
(۹) گجراتی زبان	جناب عیسیٰ صاحب
(۱۰) فرانسیسی زبان	جناب احمد سعید صاحب
(۱۱) برمی زبان	شیخ محمد موسیٰ صاحب

فضائلِ تبلیغ

فضائلِ تبلیغ کا ترجمہ ۱۳/ زبانوں میں ہوا، زبان اور مترجم کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) عربی زبان	حضرت مولانا سید محمد رابع ندوی صاحب
(۲) برمی زبان	شیخ محمد موسیٰ صاحب
(۳) انگریزی زبان	جناب حامد بن سلیمان صاحب
(۴) ہندی زبان	جناب عطاء الرحمٰن صاحب
(۵) تامل زبان	جناب خلیل الرحمان صاحب
(۶) ملیالم زبان	جناب محمد عبدالقادر صاحب
(۷) پشتو زبان	جناب سید محمد عبدالخالق صاحب
(۸) گجراتی زبان	جناب سید عیسیٰ صاحب
(۹) ملیشیائی زبان	〃 〃 〃
(۱۰) فارسی زبان	شیخ محمد اشرف صاحب
(۱۱) تلگو زبان	مولانا سید نور اللہ قادری صاحب
(۱۲) سھالی زبان	شیخ مقداد یوسف صاحب
(۱۳) فرانسیسی زبان	جناب احمد سعید صاحب

حکایاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

حکایاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ترجمہ بھی کئی زبانوں میں ہوا، زبان اور مترجم کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) برمی زبان	شیخ محمد موسیٰ صاحب

(۲) انگریزی	سید عبدالرشید صاحب
(۳) مدراسی زبان	شیخ محمد ابراہیم صاحب
(۴) ملیالم زبان	جناب محمد عبدالقادر صاحب
(۵) تامل زبان	جناب خلیل الرحمان صاحب
(۶) گجراتی زبان	جناب عیسیٰ صاحب
(۷) بنگالی زبان	شیخ عبدالمجید صاحب
(۸) فارسی زبان	شیخ محمد اشرف صاحب
(۹) جاپانی زبان	جناب محمد ارشد صاحب
(۱۰) ہندی زبان	جناب محمد ارشد صاحب
(۱۱) مراٹھی زبان	جناب زبیر احمد صاحب
(۱۲) تلگو زبان	مولانا سید نوراللہ قادریؒ
(۱۳) پشتو زبان	شیخ ابوالفیض صاحب
(۱۴) فرانسیسی زبان	جناب احمد سعید صاحب
(۱۵) ملائشی زبان	جناب یعقوب صاحب

کتبِ فضائل پر میرے کام کی نوعیت

(۱) میں نے اس کتاب میں صرف ان ہی احادیث کی تخریج کی ہے، جنہیں حضرت شیخ الحدیثؒ متعلقہ موضوع کے لئے بنیاد کے طور پر لائے ہیں اور ''فوائد'' کے ذیل میں لائی گئی اُردو احادیث کو میں نے چھوڑ دیا ہے، حضرت شیخؒ نے اکثر احادیث ''فائدہ'' کے ضمن میں لائی ہیں، ان تمام کی تخریج طوالت کا باعث ہوگی۔

(۲) ابتدائی مصادر سے موازنہ کر کے نصوص کو محقق کیا ہے، عام طور پر حضرت شیخ الحدیثؒ نے احادیث لینے میں دوسرے درجہ کی موضوعاتی انداز کی کتابوں پر اعتماد کیا ہے؛ جیسے علی متقی ہندی کی ''کنز العمال''، سیوطیؒ کی ''الدر المنثور''، منذریؒ کی ''الترغیب والترہیب''، ہیثمیؒ کی ''مجمع الزوائد'' اور مغربی کی ''جمع الفوائد'' وغیرہ۔

(۳) ''فضائلِ اعمال'' میں قائم کی گئی احادیث کی ترتیب میں نے بدل دی ہے اور تمام احادیث کو صحت وضعف کے اعتبار

سے ترتیب دیا ہے؛ چنانچہ میں نے پہلے ان حدیثوں کو ذکر کیا ہے، جن کی شیخین نے تخریج کی ہے، پھر ان احادیث کو بیان کیا ہے، جو صرف بخاری میں ہیں، پھر وہ جو صرف مسلم میں ہیں، پھر ''صحیح لذاتہ'' والی وہ احادیث لائی ہیں، جو صحیحین کے علاوہ دیگر کتب میں آئی ہیں، پھر ''صحیح لغیرہ'' کے درجہ کی احادیث لائی ہیں، پھر ''حسن لذاتہ'' پھر ''حسن لغیرہ'' اس کے بعد اخیر میں احادیثِ ضعیفہ کو ذکر کیا ہے۔

(۴) کسی حدیث پر صحت وضعف کا حکم اس حدیث کے شواہد وتوابع کے پیش نظر لگایا ہے، کہیں کہیں اسناد پر بھی حکم لگایا ہے اور ایسا بہت کم ہوا ہے اور جن رواۃ کے حالات زندگی پر مطلع نہ ہوسکا، ان حدیثوں میں توقف اختیار کیا ہے۔

(۵) اولین درجہ کے مصادر پر اعتماد کر کے شروع میں مکمل متن حدیث نقل کر دیا گیا ہے؛ جبکہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے انتخابی انداز کی کتابوں پر اعتماد کر کے حدیثیں مختصر درج کی ہیں۔

(۶) حدیث کے آغاز میں صحابی سے روایت کرنے والے راوی کا اضافہ کیا ہے۔

یہ ان رسالوں پر میرے کام کی مختصر وضاحت ہے۔

تبلیغی جماعت کا تعارف

اس سلسلہ میں میں ''حیاۃ الصحابۃ'' میں شامل ڈاکٹر محمد بکر اسماعیل استاذ تفسیر وعلم القرآن جامع ازہر کے مقدمہ پر اکتفا کرتا ہوں، جو ص/۱۱ تا ص/۱۴ تک پھیلا ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب جماعت کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''یہ جماعت'' جماعت دعوت وتبلیغ'' سے معروف ہے، یہ جماعت اسم بامسمی ہے؛ اس لئے کہ اس جماعت کے دو بنیادی کام ہیں۔ (۱) دلائل، رواداری اور حسنِ اخلاق کے ذریعہ (جو انہوں نے صحابہ کی سیرت سے حاصل کیا) جن تک اسلام کی دعوت نہیں پہنچی، ان تک اسلام کی دعوت پہنچانا۔ (۲) دوسرا کام نافرمان اور معصیت شعار مسلمانوں کو نماز وغیرہ کی دعوت دینا، نماز کو اولیت اس لئے کہ وہ دین کا ستون ہے اور وہ بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتی ہے، لوگ جب نماز پڑھنے لگیں، تو ان کے دلوں میں خدا کا خوف پیدا ہوگا اور خدا کی یاد سے ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوں گے اور ان کی خواہشات کی کمر ٹوٹ جائے گی اور معاصی کی جانب میلان کمزور پڑ جائے گا، پھر وہ گناہوں سے بہ آسانی بچ سکیں گے اور اللہ کے تمام اوامر ونواہی میں ان کے لئے حکم خداوندی پر لبیک کہنا آسان ہوگا، پھر جماعت کے لوگ ان مسلمانوں کو کچھ دنوں کیلئے

اللہ کی راہ میں لے کر نکلتے ہیں؛ تا کہ وہ وہاں تلاوتِ قرآن، صبح وشام ذکر کے ماحول میں ایمان صادق، اخلاص کامل اور نور واشراق کے رُوح پرور مناظر کا نظارہ کریں اور دین کی باتیں سیکھ سکیں۔

اس مومن ومجاہد جماعت کے کچھ اُصول ہیں، جوان کے درمیان معروف ہیں اور وہ ان اُصولوں پر سفر وحضر ہر جگہ کار بند رہتے ہیں، ان اُصولوں کو انہوں نے کسی کتاب میں محفوظ نہیں کیا؛ البتہ آپس میں زبانی طور پر ایک دوسرے کو اس کی تاکید وتلقین کرتے رہتے ہیں، جو حد شمار سے باہر ہیں اور یہ سب آداب واُصول کتاب وسنت اور خلفاءِ راشدین ﷺ صحابہ ﷺ کے عمل سے ماخوذ ہیں، میں اس جماعت سے وابستہ لوگوں کو قریب سے جانتا ہوں اور ان کے ساتھ نکلا بھی ہوں، میں نے ان میں کوئی بات کتاب وسنت کے خلاف نہیں دیکھی؛ بلکہ میں نے ان سے بہت سی وہ باتیں سیکھیں جو میں نہیں جانتا تھا اور وہ چیزیں مجھے ان کے علاوہ کسی اور کے یہاں نہ ملیں، یہ لوگ کثرت سے ذکر وتلاوت کرتے ہیں نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہیں، ان میں سے کوئی شخص نماز باجماعت سے پیچھے نہیں رہتا، لوگوں کی عزت وآبرو کے پیچھے نہیں پڑتے، گفتگو جب بھی کرتے ہیں، تو خیر ہی کی کرتے ہیں، مسلکی اختلافات اور تنازعات سے خود کو بہت دُور رکھتے ہیں، ان کے دل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے معمور ہوتے ہیں، اختلافات میں نہیں پڑتے، اختلافات میں پڑنا اکثر وبیشتر دوست واحباب کے درمیان بغض وحسد پیدا کرتا ہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ ہوجاتی ہے، ان کا شیرازہ بکھر جاتا ہے، ان کی ہوا اکھڑ جاتی ہے، وہ لوگ دین کی نصرت ومدد اور اللہ کی واجب کردہ چیزوں کی ادائیگی سے غافل نہیں ہوتے ہیں، اس جماعت کے لوگ اللہ ہی کی توجہ سے غنی ہیں اور اسی کے محتاج ہیں، وہ لوگوں سے کچھ مانگتے نہیں اور اپنے دعوت کے کام میں کسی سے بدلہ طلب نہیں کرتے، کسی کے پاس مہمان بن کر نہیں اترتے، مساجد ان کے گھر ہیں، اخراجات میں ان میں کے بعض بعض پر بوجھ نہیں بنتے؛ بلکہ ہر شخص اپنا مال خرچ کرتا ہے، ان میں کوئی کسی پر بوجھ نہیں بنتا، ان کا کوئی مستقل امیر نہیں ہوتا؛ بلکہ جب وہ اللہ کی راہ میں نکلتے

ہیں، تو اپنے میں سے کسی کو امیر بنالیتے ہیں، وہ ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہیں، ان میں سے کوئی دوسروں سے ممتاز رہنا پسند نہیں کرتا؛ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ان میں جو علم وتقویٰ اور عہدہ ومنصب میں سب سے بڑا ہے وہ کھانا پکارہا ہے اور اپنے بھائیوں کے لئے کھانا تیار کررہا ہے اور یہ سب پورے تواضع، حسن اخلاق اور خوشدلی سے کررہا ہے۔

میں نے دیکھا کہ یہ لوگ علماء سے محبت کرتے ہیں اور ان کی پوری تعظیم کرتے ہیں، ان کے نزدیک علماء کی تعظیم کے آداب میں سے یہ ہے کہ ان کی مجلسوں میں آواز پست رکھی جائے، ان کی باتیں خاموشی اور توجہ سے سنی جائیں اور جان ومال سے ان کی خدمت کی جائے، ان کی لغزشوں سے صرف نظر کیا جائے، ان سے دعاء کی درخواست کی جائے، میں نے ان سے زیادہ علماء کے مطیع وفرمانبردار کسی کو نہیں دیکھا۔

جماعت کے یہ لوگ کبھی سیاست پر گفتگو نہیں کرتے اور اس کے اردگرد چکر نہیں لگاتے، اسی طرح سماجی واجتماعی مسائل پر بھی زبان نہیں کھولتے؛ مگر بقدر ضرورت، ان کا بنیادی مقصد بقدر نصیب دُنیا کے تحفظ کے ساتھ طلب آخرت ہوتا ہے، یہ معزز نیک خصلت حضرات دوسروں کو نیکی کا حکم کرکے اپنے اہل وعیال اور قرابت داروں سے چشم پوشی نہیں کرتے؛ بلکہ اپنے اوقات میں ایک حصہ اپنے اہل وعیال کی اصلاح کے لئے بھی مقرر کرتے ہیں؛ تاکہ انھیں نیک خصلتوں کی تربیت دیں اور ان میں عمل صالح کی محبت راسخ کریں اور اس انداز سے انھیں تیار کریں کہ وہ دعوت کی ذمہ داری سنبھالنے کے قابل ہوجائیں اور اللہ کی راہ میں نکلنے والے بن جائیں؛ چنانچہ ان کا معمول ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے ساتھ اپنے چھوٹے بچوں کو مساجد لے جاتے ہیں اور علمی حلقوں میں بچوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور عرب ملکوں کے بعض حضرات اپنے بچوں کو ہندوستان اور پاکستان بھیجتے ہیں؛ تاکہ وہاں وہ دعوت میں رچ بس جائیں اور دعوت کے ذمہ داروں کے ساتھ رہ کر دعوت کے اُصول سیکھیں اور اس کی حلاوت پائیں، یہ بچے ڈھیر ساری احادیث یاد کرکے اور داعی ومعلم بن کر اپنے وطن لوٹتے ہیں۔

شاید آپ کے دل میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ آخر وہ چالیس ۴۰/ اُصول کیا ہیں؟ جن

پر دعوت وتبلیغ کا دار ومدار ہے، وہ کہاں ہیں؟ اور انہیں کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟ اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کسی باخبر ہی سے معلوم کریں، اگر آپ براہِ راست اس جماعت سے وابستہ افراد سے ملاقات کریں گے اور ان کے ساتھ رہنا آپ کو نصیب ہوجائے اور ان میں کے سیکھنے والوں اور قدیم کارکنوں سے آپ کو قریب ہونے کا موقع ملے، تو پھر ان چالیس اُصولوں کو جاننے کے لئے کسی طرح کی مشقت اٹھانے کی ضرورت نہ ہوگی، ان کے اعمال واقوال اور حرکات وسکنات ہی میں وہ اُصول آپ کو نظر آئیں گے، میں ان اُصولوں کو ایک مستقل کتاب میں ذکر کروں گا؛ لیکن اس موقع پر آپ کو ان سے محروم بھی نہ کروں گا۔ ذیل میں ان اُصولوں کا خلاصہ درج کر رہا ہوں۔

اس جماعت کے بانیان نے سیرتِ رسول ﷺ اور سیرتِ صحابہ ؓ کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا، صحابہ اور سلفِ صالحین کی عبادت ومعاملات اور عادات واخلاق میں غور وفکر کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ رسول ﷺ اور صحابہ ؓ کی زندگی درج ذیل اوصاف سے خالی نہیں:

(۱) سچا یقین: جس کے نتیجہ میں اللہ پر توکل اور اللہ کے فضل واحسان پر کامل بھروسہ پیدا ہوتا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ روزی اور ضروریات کی تکمیل کے لئے جائز اسباب اختیار کئے جائیں۔

(۲) نیت کی درستگی: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ نفس کی نگرانی اور اس کا محاسبہ کیا جاتا رہے اور زندگی میں اس کے رخ کو بدل کر اللہ کی طرف پھیرا جائے، جب بھی نفس اللہ کے ذکر اس کے شکر اور حسن عبادت سے غافل ہوجائے، اسے خدا کی طرف پھیرا جاتا رہے؛ تاکہ اسے مطلوب امن واطمینان حاصل ہوسکے، جس کا ذکر اللہ نے سورۂ انعام کی اس آیت میں کیا ہے: "اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُوْنَ" (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور اس میں ظلم کا شائبہ نہ رکھا، انہی کے لئے امن ہے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں، یعنی انھیں اللہ کے عذاب سے امن وسلامتی اور نجات حاصل ہوگی، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور امن وسلامتی کی نعمت میں انسان کیلئے

بھرپور سعادت ہے اور امن ایمان کے تابع ہے؛ بلکہ ایمان امن کا منبع اور سرچشمہ ہے۔

(۳) ہر حال میں نبی ﷺ کی صحیح اقتداء اور پیروی کرنا، علاوہ ان باتوں کے جو نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے ہیں۔

(۴) اس علم کا حاصل کرنا، جو اللہ تک پہنچانے والا ہے اور ایسے علم کا ان لوگوں پر خرچ کرنا، جو اس کی طلب صادق رکھتے ہیں؛ اس لیے کہ سوائے عالم اور علم سیکھنے والے کے بقیہ سارے لوگ ہلاکت میں ہیں۔

(۵) مساجد میں خشوع وخضوع اور توکل وانکساری کے ساتھ نماز ادا کرنا؛ اس لئے کہ صحابہ ؓ نماز باجماعت کا بڑا اہتمام کرتے تھے، ان میں سے کوئی بھی جماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا، الا یہ کہ کوئی عذر لاحق ہو اور یہ اہتمام خدا کے اس حکم کے پیش نظر تھا۔ (وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ)

(۶) سارے مسلمانوں کا اکرام کرنا اور ان کی ضروریات میں سخاوت اور خوش دلی کے ساتھ خرچ کرنا اس طور پر کہ وہ سوال کرنے پر مجبور نہ ہوں، اس کے ساتھ دوسروں کے پاس جو کچھ ہے اس سے استغناء اور بے رغبتی برتنا۔ ابن المقفعؒ کے مطابق سخاوت کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ جو کچھ اپنے ہاتھ میں مال و دولت ہے، اس میں سخاوت کی جائے اور دوسروں پر خرچ کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ دوسروں کے پاس جو کچھ مال و دولت ہے، اس سے استغناء برتا جائے، اس پر لالچ کی نگاہ نہ ڈالی جائے، جسے یہ دونوں قسم کی سخاوتیں حاصل ہوئیں، وہ سخاوت میں کامل ہوگا۔ اکرام مسلم میں یہ بھی شامل ہے کہ لوگوں کی عزت و آبرو اور ان کے مال کی حفاظت کی جائے اور ان کی پوشیدہ باتوں اور بری عادتوں کے پیچھے انہیں پریشان کرنے کے مقصد سے نہ پڑا جائے۔

(۷) حکمت وموعظت کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور آپسی معاملات میں صلح صفائی کا اہتمام۔

(۸) دعوت کو عام کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں نکلنا، اس میں نکلنے کے لئے اہل تبلیغ چار شرطیں ضروری قرار دیتے ہیں۔ (۱) جان کے ساتھ نکلنا (۲) حلال مال کے ساتھ نکلنا (۳) حلال

اور مناسب وقت میں نکلنا (۴) اللہ کا محتاج بن کر نکلنا۔

جان کے ساتھ نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنی خود کی خوشی سے نکلے اور اخلاص کے ساتھ نکلے، صرف دوسروں کے لئے مال واسباب فراہم کرنا کافی نہیں کہ وہ نکلے اور خود گھر میں بیٹھا رہے، آدمی کے خود نکلنے میں جو برکات وثمرات ہیں انھیں وہی شخص جانتا ہے جو عملاً نکلتا ہے۔ خواہشاتِ نفسانیہ سے فرار اختیار کرتے ہوئے اللہ کی طرف ہجرت کرنا اور حلال مال کے ساتھ نکلنا عمل کو صحیح اور عنداللہ مقبول بناتا ہے؛ جیسا کہ قرآن وسنت کے نصوص سے واضح ہے۔

حلال یا مناسب وقت سے مراد یہ کہ وہ ایسا وقت نہ ہو، جس میں مسلمان کسی ایسے ضروری عمل کا مکلف ہو کہ جو بغیر مقام پر موجود رہے وجود میں نہ آسکتا ہو، یا کسی ایسے کام میں مشغول ہو، جس کی مزدوری اس نے پہلے سے لے رکھی ہو۔

اللہ تعالیٰ کا محتاج بن کر نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ نکلنے والا نکلنے کے مقصد کی تکمیل میں خدا ہی پر بھروسہ کرے، اپنے علم یا اپنی طاقت وقوت کے دھوکہ میں نہ آئے اور نہ ہی اپنے مال و جاہ کی طرف اس کی نظر جائے۔

اللہ کی راہ میں نکلنے کے دوران جماعت کے افراد چار چیزوں کو قائم کرتے ہیں: (۱) دعوت الی اللہ (۲) تعلیم وتعلم (۳) عبادت وذکر (۴) خدمت مسلمین۔

اسی طرح چار باتوں کا التزام کرتے ہیں: (۱) امیر کی طاعت (۲) اجتماعی عمل (۳) مساجد کے آداب کی رعایت (۴) صبر وتحمل۔

نیز اللہ کی راہ میں چار باتوں سے خصوصیت کے ساتھ اجتناب کرتے ہیں: (۱) اشراف یعنی دوسروں کے پاس موجود مال یا سامان کی آرزو کرنا (۲) اسراف (۳) غیر اللہ سے سوال (۴) دوسروں کی چیز کا بغیر اجازت استعمال۔

اسی طرح چار چیزوں میں کمی کرتے ہیں: (۱) کھانا (۲) سونا (۳) ذکر اللہ کے بغیر کلام (۴) قضائے حاجات۔

یہ تبلیغی جماعت اور اس کے اُصولوں کا مختصر سا تعارف ہے''۔

دوسرا باب

کرامات اور خلاف عادت واقعات

کرامات کا ثبوت

علامہ ابوالحسینؒ کی کتاب ''طبقات الحنابلہ'' کے آخر میں ملحق علامہ ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز التمیمی کی کتاب الاعتقاد (۱) میں مرقوم ہے: امام احمد بن حنبلؒ اولیاء کے لئے کرامات کے جواز کے قائل ہیں اور کرامات اور معجزہ کے درمیان یہ فرق کرتے ہیں کہ معجزہ صاحبِ معجزہ کی تصدیق کو واجب کرتا ہے اور اگر یہ بات کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو، تو وہ اس کو چھپائے اور پوشیدہ رکھے، یہ کرامت ہے اور پہلی چیز معجزہ ہے۔ آپؒ نے کرامات کا انکار کرنے والے کی تردید کی اور اس کو گمراہ قرار دیا ہے۔

امام طحاویؒ (۲) رقمطراز ہیں: اولیاء اللہ اور بزرگان دین کی جو کرامتیں صحیح روایت سے ثابت ہیں، ہم ان پر یقین رکھتے ہیں۔

علامہ ابن العزؒ (۳) تحریر فرماتے ہیں: متقدمین علماء کے عرف میں ان تمام باتوں کو معجزہ اور کرامت کہا جاتا تھا، جو عام عادت الٰہی کے برخلاف ہو؛ لیکن اکثر متاخرین حضرات ان دو لفظوں کے درمیان فرق کرتے ہوئے معجزہ کو نبی کے ساتھ اور کرامت کو ولی کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور معتزلہ کا کرامتوں کا انکار کرنا صریح طور پر غلط اور مشاہدات کا انکار کرنے کے برابر ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی اپنی کتاب ''مجموع الفتاویٰ'' میں مختلف مقامات پر معجزہ اور کرامات کے بارے میں گفتگو فرمائی ہے، ایک جگہ (۴) لکھتے ہیں: یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اللہ والوں کو کشف و الہام اور پردۂ غیب سے تکلم و خطاب ہوتا ہے؛ نیز آگے لکھتے ہیں: کرامات و معجزات کے متعلق صحیح اصول جیسا کہ لغت اور امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ ائمہٗ متقدمین کا عرف ہے کہ معجزہ خلاف عادت شئی کو کہتے ہیں؛ نیز ان کو آیات بھی کہا جاتا ہے، لیکن اکثر متاخرین دونوں الفاظ میں یہ فرق کرتے ہیں کہ معجزہ نبی کے لئے ہوتا ہے اور کرامت ولی کے لئے؛ لیکن دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے، یعنی خلاف عادت کام۔ (۵) آپؒ مزید رقمطراز ہیں: اولیاء اللہ سے کرامتوں کا وقوع ہوتا ہے، جن کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے

---

۱ کتاب الاعتقاد: ۲/۳۰۶۔ ۲ عقیدۃ الطحاوی: ص/۵۹۔ ۳ شرح عقیدۃ الطحاوی لابن عز: ص/۵۸۳۔ ۴ مجموع الفتاوی: ۱۱/۲۰۵۔ ۵ ایضا: ۱۱/۳۱۱۔

پرہیزگار بندوں کی عزت افزائی فرماتے ہیں اور ان اولیاء کا کرامتوں کو اختیار کرنا دین کی حقانیت کو ثابت کرنے یا مسلمانوں کی حاجت برآری کے لئے ہوتا ہے؛ جیسا کہ حضور ﷺ کے معجزات کی شان بھی یہی ہے اور بزرگانِ دین کو یہ کرامات نبی ﷺ کی اتباع کی برکت سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ میں نے تقریباً ایک ہزار معجزے ایک کتاب میں جمع کئے ہیں، صحابہ، تابعین اور بعد کے صلحاءِ اُمّت کی کرامت کی تعداد تو بہت زیادہ ہے۔(۱) شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ (۲) تحریر کرتے ہیں: ''میں اولیاء کی کرامتوں اور ان کے مکاشفات کا قائل ہوں۔

علامہ صدیق حسن خان قنوجی (۳) لکھتے ہیں: اولیاء اللہ کی کرامات سچ ہیں، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں اس کی عزت افزائی فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں اپنے فضل کے ساتھ خاص کر لیتے ہیں اور اللہ بڑے فضل والے ہیں، جو چیز رسول کے لئے معجزہ ہوتی ہے، اگر کسی امتی کے لئے ظاہر ہو، تو وہی چیز کرامت ہو جاتی ہے۔

موصوف اپنی دوسری کتاب میں راقم ہیں:

اہلِ سنت والجماعت کا ایک اصول یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات کی تصدیق کی جائے اور ان کے ہاتھ پر خلافِ عادات علوم ومکاشفات اور تصرفات کی قسم کی جو باتیں اللہ نے ظاہر فرمائی ہیں، ان کو تسلیم کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر جو خرقِ عادت اُمور ظاہر فرمائے ہیں، ان کو صحیح تسلیم کیا جائے، چاہے ان کا تعلق علوم اور مکاشفات سے ہو، یا تصرفات وتاثیرات سے۔ مثلاً سورۂ کہف اور سورۂ مریم وغیرہ میں ذکر کردہ پچھلی اُمتوں کے صلحاء اور اس اُمّت کے صحابہ وتابعین اور گزشتہ صدیوں کے بزرگانِ دین کے واقعات وکرامات کا ذکر ہے اور کرامات کا سلسلہ اِس اُمّت میں قیامت تک باقی رہے گا۔(۴) امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہے: اولیاء کی کرامات حق ہیں۔(۵)

محمد بن عبدالعزیز بن مانعؒ نقل کرتے ہیں کہ علامہ ابن حمدانؒ نے فرمایا: بزرگوں کی کرامات سچ ہیں، امام احمدؒ نے کرامات کے انکار کرنے والوں پر نکیر فرمائی، ان کو گمراہ قرار دیا اور ایسے شخص کو معتزلہ میں شمار فرمایا۔(۶)

صوفیائے حنابلہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حنبلی مسلک کے چند اکابرین کا ذکر کر دیا جائے، جنھوں نے کوچۂ طریقت میں قدم رکھا اور تصوف کی صحرانوردی وآبلہ پائی میں زندگی بسر کی اور حضرات صوفیاء کی طرف سے اجازت بیعت وخرقۂ خلافت اور اوراد ووظائف سے مشرف ہوئے۔

(۱) پیرانِ پیر عبدالقادر بن ابوصالح جیلانی بغدادیؒ: حافظ ابن رجب حنبلیؒ رقمطراز ہیں: وہ سردار صوفیاء، امامِ زمانہ،

۱ مجموع الفتاوی: ۱۱/۲۷۴۔ ۲ مؤلفات محمد بن عبدالوہاب: ۵/۱۰، ۱۱۔ ۳ انتقاد الترجیح فی الشرح الاعتقاد والصحیح: ص/۵۱۔
۴ قطف الثمر: ص/۹۹۔ ۵ شرح فقہ اکبر: ص/۱۴۴۔ ۶ شرح العقیدۃ السفارینیۃ: ص/۳۲۹۔

صاحبِ حال ومقام اور اہلِ معرفت وکرامت تھے۔شیخ موفق الدین ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے برابر کسی کی کرامتیں نہیں سنیں۔شوافع کے امام شیخ عزالدین بن عبدالسلامؒ کا قول ہے کہ: اکابرین واسلاف میں سے کسی کی کرامات تواتر کے ساتھ منقول نہیں ہیں، سوائے شیخ عبدالقادرؒ کے، ان کی کرامتیں تواتر سے ثابت ہے۔(۱)

(۲) ابوعمرو عثمان بن مرزوق بن حمید القرشی الزاہدؒ: ان کے متعلق حافظ ابن رجبؒ تحریر فرماتے ہیں: مصر میں مریدوں کی تربیت کا آپ کو بے نظیر ملکہ حاصل تھا، مصر کے اندر آپ مریدوں کی تعلیم وتربیت کی آخری منزل تھے۔کہا جاتا ہے کہ آپ اور ابومدینؒ نے ایک مرتبہ عرفات کے میدان میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ملاقات کی اور دونوں نے آپؒ کی طرف سے خرقہ حاصل کیا اور آپؒ کی مرویات کا ایک حصہ سنا۔(۲)

(۳) سعد بن عثمان بن مرزوق القرشی المصری البغدادی الزاہدؒ: حافظ ابن رجبؒ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: علامہ قادسیؒ فرماتے ہیں کہ آپ تارک الدنیا اور ابدال واوتاد میں سے تھے۔(۳)

(۴) عبداللہ ابومحمد الجبائی: حافظ ابن رجبؒ لکھتے ہیں: آپ شیخ جیلانیؒ کی خدمت میں ایک لمبی مدت تک رہے، زہد وتقویٰ اور نیکی و پاکیزگی آپ کی طبعیت میں رچی بسی تھی، آپ کے احوال وکرامات کثرت سے ذکر کئے جاتے ہیں۔(۴)

(۵) محمد بن احمد بن عبداللہ بن ابی الرجال الیونینی البعلبکیؒ: حافظ ابن رجبؒ آپ کے متعلق رقمطراز ہیں: آپؒ نے شیخ جیلانیؒ کے مجاز بیعت و مرید شیخ عبداللہ البطائحیؒ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا، آپ صاحبِ کشف وکرامت بزرگ تھے۔(۵)

(۶) احمد بن ابراہیم بن مسعود الحزامیؒ: حافظ ابن رجبؒ تحریر فرماتے ہیں: آپ زاہد و پرہیزگار صاحبِ معرفت ولی تھے، آپ کے والد حنابلہ کے امام تھے۔شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہؒ بھی آپ کی تعظیم وتکریم کرتے اور کہا کرتے تھے کہ وہ جنید وقت ہیں، شیخ احمد بن ابراہیمؒ دن رات اورادو وظائف، عبادات، تصنیف ومطالعہ اور ذکر وفکر میں مشغول رہتے، ہر وقت مراقبہ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ومحبت کو بڑھانے کی فکر میں ڈوبے رہتے۔(۶)

(۷) شیخ الاسلام موفق الدین ابومحمد عبداللہ بن احمد بن قدامہؒ: حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں: آپؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس آپ کے مدرسہ میں کچھ دنوں تک قیام پذیر رہے۔(۷)

(۸) ابوالقاسم جنید بن محمد بن جنید الخزاز القواریری البغدادیؒ: حارث محاسبی اور اپنے ماموں سری سقطیؒ کی صحبت کی بدولت آپ کو زبردست شہرت حاصل ہوئی، تنہائی اور گوشہ نشینی کو اختیار کرلیا، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ

۱؎ ذیل علی طبقات الحنابلہ: ۱/۲۹۰۔ ۲؎ ایضا: ۱/۳۰۶۔ ۳؎ ایضا: ۱/۳۸۴۔ ۴؎ ایضا: ۲/۳۶۔ ۵؎ ایضا: ۲/۲۶۹۔ ۶؎ ایضا: ۲/۳۵۸۔ ۷؎ ایضا: ۲/۱۳۳۔

کے دل پر مختلف علوم کا القاء فرمایا، حضرات صوفیاء کے طریقۂ کار کے مطابق آپؒ نے اصلاحی ارشادات بھی فرمائے۔(۱) قاضی ابوالحسین لکھتے ہیں کہ آپؒ فرمایا کرتے تھے: قصوں اور کہانیوں سے ہمیں تصوف نہیں ملا؛ بلکہ نفس کو بھوکا رکھنے دنیا سے تعلق توڑ لینے اور محبوب و پسندیدہ چیزوں کو چھوڑ دینے سے حاصل ہوا ہے۔(۲)

(۹) ابومحفوظ معروف بن فیرزان مشہور بہ کرخیؒ، آپؒ زہد اور دُنیا سے کنارہ کشی میں مشہور و معروف ہیں، صلحاء آپ کو ہر وقت گھیرے رہتے اور اہلِ معرفت حصولِ برکت کے لیے آپؒ سے ملنے آتے تھے، آپؒ مستجاب الدعوات بزرگ تھے، بہت سی کرامتیں آپ سے منقول ہے۔(۳)

(۱۰) ابواسحاق ابراہیم بن ہانی نیشاپوریؒ: آپؒ بڑے پرہیزگار اور فقر و فاقہ پر بہت صبر کرنیوالے تھے۔ امام احمدؒ کا ارشاد ہے کہ اگر پورے ملک میں کوئی ابدال ہے، تو وہ ابواسحاق نیشاپوری ہیں۔(۴)

(۱۱) قاری محمد بن عبداللہ بن عمر بن ابوالقاسم صوفیؒ: شیخ سہروردیؒ سے آپ کو خرقۂ خلافت عطاء ہوئی اور بے شمار افراد سے آپؒ نے حدیث نقل کی۔(۵)

(۱۲) فقیہ و ادیب صوفی عبدالعزیز بن ابوالقاسم بابصریؒ: حافظ ابن رجبؒ لکھتے ہیں کہ علامہ ذہبیؒ آپ کے متعلق رقمطراز ہیں: دمشق میں آپ نے سکونت اختیار کی اور خانقاہی زندگی گزاری۔(۶)

(۱۳) ابوالقاسم بن یوسف الحواریؒ: آپؒ مشہور صوفی اور تارک الدنیا بزرگ ہیں، مقامِ حواری میں گوشہ نشین رہے، آپ کے مریدین و متبعین کی بڑی تعداد کئی دیہاتوں اور قریوں میں پھیلی ہوئی ہے۔(۷)

(۱۴) یحییٰ بن یوسف انصاری صرصریؒ: پیران پیر عبدالقادر جیلانیؒ کے شاگرد شیخ علی بن ادریس یعقوبی سے آپؒ نے حدیث کی تعلیم حاصل کی، ان کی خدمت میں رہے، سلوک کی تکمیل بھی انھیں سے کی اور شیخ موصوف ہی سے آپ کو خلافت ملی۔(۸)

(۱۵) فقیہ محمد بن خضر بن محمد بن تیمیہ حرانیؒ، آپؒ کے والد ماجدؒ اپنے زمانے کے ابدال میں شمار کیے جاتے تھے، شیخ محمد بن خضرؒ (فخر الدین) ایک نیک اور صالح آدمی تھے، آپ کی کئی کرامات مشہور ہیں۔(۹)

(۱۶) محمود بن عثمان بن مکارم البغدادیؒ: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی صحبت بابرکت سے آپؒ مشرف ہوئے اور شیخ ہی کے راستہ کو اختیار کیا، آپؒ نے کئی ریاضتیں اور مجاہدے برداشت کئے، آپ اپنی خانقاہ میں وعظ کہا کرتے تھے۔(۱۰)

۱؎ تاریخ ابن کثیر: ۱۱/۱۱۳۔ ۲؎ طبقات الحنابلہ: ۱/۱۲۸۔ ۳؎ ایضاً: ۱/۳۸۱۔ ۴؎ ایضاً: ۱/۹۷۔ ۵؎ ذیل طبقات الحنابلہ: ۲/۳۵۳۔
۶؎ ذیل طبقات الحنابلہ: ۲/۳۳۸۔ ۷؎ ایضاً: ۲/۲۷۷۔ ۸؎ ایضاً: ۲/۲۶۲۔ ۹؎ ایضاً: ۲/۱۵۱۔ ۱۰؎ ایضاً: ۲/۶۳۔

(۱۷) محمد بن معالی بن غنیمہ البغدادیؒ: آپؒ اپنے زمانہ کے فقیہ اور زاہد شخص تھے، دیانت وتقویٰ اور لوگوں کے میل جول سے اجتناب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت آپ کی ذات پر ختم ہوگئی، آپ ان ابدال میں سے ایک تھے، جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ زمین اور اہلِ زمین کی حفاظت فرماتے ہیں، مسجد کے ایک گوشے میں آپؒ پڑے رہتے تھے۔(۱)

(۱۸) ابوالفتح یوسف بن عمر مسرور قواسؒ: آپؒ ابدال میں سے تھے۔(۲)

(۱۹) ابوالحسین محمد بن احمد مشہور بہ ابن سمعونؒ: آپؒ اشارات وتصورات کے علم کے اندر اپنے زمانے کے یکتائے روزگار اور بےنظیر عالم تھے۔(۳)

(۲۰) ابوعمرانؒ: آپ صوفی منش بزرگ تھے، امام احمدؒ سے آپؒ نے کچھ روایتیں نقل کیں۔(۴)

(۲۱) ابویعقوب یوسف بن حسین رازیؒ: آپؒ مشائخ صوفیہ میں ہیں۔(آپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ) امام احمد بن حنبلؒ سے درخواست کی کہ مجھے حدیث شریف سنائیے، تو انھوں نے فرمایا: اے صوفی! تم حدیث سن کر کیا کرو گے؟(۵)

(۲۲) ابوعمرو عثمان بن عیسیٰ باقلانیؒ: آپ تارک الدنیا گوشہ نشین بزرگوں میں سے تھے مخلوق سے دور گوشۂ تنہائی میں مگن رہتے، غروبِ آفتاب کے وقت جب روزہ کے افطار کی مشغولیت کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لئے ذکر چھوٹ جاتا، تو آپ فرمایا کرتے کہ لگتا ہے میری جان نکل جائے گی۔(۶)

(۲۳) زاہد ابومحمد عبداللہ بردانیؒ: حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں کہ: آپ جامع منصور کے ایک کمرے میں پچاس سال بالکل یکسوئی اور تنہائی کے ساتھ مصروف عبادت رہے۔(۷)

(۲۴) قاری احمد بن علیؒ: آپؒ صوفی اور مودب تھے، آپ کی کنیت ابوالخطاب بغدادی ہے۔(۸)

(۲۵) عبداللہ بن محمد الانصاریؒ: آپؒ حافظِ حدیث، صوفی اور واعظ تھے، لوگ آپؒ کو شیخ الاسلام کے نام سے پکارتے، بڑے عابد، زاہد اور صاحبِ حال ومقام اور اہلِ کرامات واہلِ مجاہدہ بزرگ تھے۔(۹)

(۲۶) علی بن عقیل بن محمد بغدادیؒ: آپ فرمایا کرتے تھے کہ تصوف میں میرے شیخ ابومنصورؒ ہیں، آپؒ اپنے شیخ کے زہد کی تعریف کرتے اور کہتے تھے کہ وہ اخلاق وعادات میں اکابر صوفیاء کے نمونہ تھے۔(۱۰)

(۲۷) حسن بن مسلم بن حسنؒ: آپؒ کو قطب ربانی عبدالقادر جیلانیؒ کا شرف صحبت حاصل ہے، صاحبِ کرامات، زاہد و عابد اور ابدال صوفیاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔(۱۱)

۱ ذیل طبقات الحنابلہ: ۲/۷۷۔ ۲ طبقات ابویعلیٰ: ۲/۱۴۳۔ ۳ ذیل طبقات الحنابلہ: ۲/۱۵۵۔ ۴ ایضا: ۱/۴۲۵۔ ۵ ایضا: ۱/۴۱۸۔
۶ ذیل طبقات الحنابلہ: ۲/۱۲۹۔ ۷ ایضا: ۱/۸۔ ۸ ایضا: ۱/۳۵۔ ۹ ایضا: ۱/۵۰۔ ۱۰ ایضا: ۱/۱۴۴۔ ۱۱ ایضا: ۱/۳۹۵۔

(۲۸) حرب بن اسماعیل کرمانیؒ: قاضی ابوالحسینؒ فرماتے ہیں کہ: حرب بن اسماعیل کہا کرتے تھے کہ میں ایک زمانے سے صوفی ہوں؛ لیکن کبھی سماع کی مجلس میں حاضر نہیں ہوا۔(۱)

(۲۹) محمد بن ابراہیمؒ: ابوالحسین تحریر کرتے ہیں کہ آپؒ ابوحمزہ صوفی کے نام سے مشہور ہیں۔ ابوحمزہؒ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ امام احمدؒ نے مجھ سے اپنی مجلس میں چند مسائل دریافت کئے اور فرمایا اے صوفی! تم ان مسائل میں کیا کہتے ہو۔(۲)

(۳۰) عبدالعزیز بن ابوالقاسم بصریؒ: آپؒ فقیہ اور صوفی تھے...... اپنی آخری عمر میں خانقاہ شمیساطیہ میں گوشہ نشین ہوگئے تھے۔(۳)

(۳۱) علی بن مسعود بن نفیسؒ: آپؒ صوفی تھے...... علامہ ابن تیمیہؒ اور علماء کی ایک جماعت آپ کی ہم نوا تھی۔(۴)

(۳۲) محمد بن عبداللہ بغدادیؒ: آپؒ محدث اور صوفی تھے...... امام سہروردیؒ سے علم تصوف حاصل کیا۔(۵)

(۳۳) ابوالفرج عبدالواحد بن محمد شیرازیؒ: آپ کی کئی کرامتیں مشہور و معروف ہیں...... بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت خضر ؑ سے دو مرتبہ ملاقات کی۔(۶)

(۳۴) ابوعبداللہ محمد بن مسلم صالحیؒ: آپؒ متبحر عالم، متقی اور زاہد آدمی تھے...... اپنے زمانے کے صلحاء اور منصف و عادل قاضیوں میں آپ شمار کئے جاتے تھے...... آپؒ ہی نے علامہ ابن تیمیہؒ کو طلاق اور اس جیسے مخالف مذہب مسائل میں فتویٰ دینے سے منع فرمایا تھا۔(۷)

(۳۵) برادر علامہ تقی الدین ابومحمد عبداللہ بن عبدالحلیمؒ: آپؒ بڑے زاہد، عبادت گذار، متقی اور مقتدا تھے۔ رات میں کبھی گھر سے نکل جاتے اور کبھی گھر ہی میں رات بسر فرماتے، آپ کبھی بھی ایسی مخصوص و متعین جگہ تشریف نہیں رکھتے تھے، جہاں لوگ آپ سے ملاقات کے لئے آجائیں؛ بلکہ شہر سے باہر غیر آباد مسجدوں میں قیام کرتے، جہاں دن رات عبادت اور یادِ الٰہی میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ آپ عبادت، گریہ وزاری اور مراقبہ میں ہمہ وقت مشغول رہتے، اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے تھے، صاحب کشف و کرامات ولی تھے۔(۸)

(۳۶) ابراہیم بن ابوبکر بن عبداللہ شنوبہی قاہریؒ: ابن حمیدؒ لکھتے ہیں کہ آپ کا تعلق اشرفی صوفیاء سے تھا۔(۹)

(۳۷) ابراہیم بن عبدالوہاب بغدادی ثم القاہریؒ: آپؒ نماز باجماعت اور اعمال تصوف کے بڑے پابند تھے۔(۱۰)

(۳۸) احمد بن ابراہیم کنانی قاہریؒ: شیخ زینؒ سے آپ کو تلقین ذکر کے ساتھ خرقۂ خلافت ملا؛ نیز اپنے ماموں سے بھی آپؒ

۱ ذیل طبقات الحنابلہ: ۱/۱۴۵۔ ۲ ایضا: ۱/۲۶۸۔ ۳ ایضا: ۲/۳۳۸۔ ۴ ایضا: ۲/۳۵۱۔ ۵ ایضا: ۲/۳۵۳۔ ۶ ایضا: ۲/۲۲۸۔

۷ ذیل طبقات الحنابلہ: ۲/۳۸۰۔ ۸ ایضا: ۲/۳۸۲۔ ۹ السحب الوابلہ: ۱/۲۲، دیکھئے المنهج الأحمد: ص/۵۱۸۔ ۱۰ ایضا: ۱/۴۵، المنهج الأحمد: ص/۴۹۸۔

نے راہِ طریقت کی تعلیم حاصل کی۔(۱)

(۳۹) احمد بن عبدالعزیز بن نجار فتوحیؒ: آپؒ ابتداء میں حضرات صوفیاء پر نکیر کرتے تھے؛ لیکن جب حضرت علی خواصؒ اور دوسرے حضرات سے آپؒ کو ملاقات کا اتفاق ہوا، تو ساری بدگمانی ختم ہوگئی اور آپؒ ان کے معتقد ہوگئے، بعد میں اس پر افسوس کا اظہار کرتے تھے کہ میں شروع سے ان حضرات کے ساتھ کیوں نہ رہا، پھر راہِ سلوک وطریقت کے حقائق آپؒ پر کھلتے چلے گئے۔(۲)

(۴۰) احمد بن عبداللہ بعلی: شیخ محمد بن عیسیٰ کنانی حنبلیؒ سے آپؒ نے طریقۂ خلوتیہ کی تعلیم حاصل کی۔(۳)

(۴۱) احمد بن علی بن سالم دمشقی خلوتیؒ: آپؒ شیخ احمدؒ اور شیخ ایوبؒ کے خلیفہ تھے اور شیخ ایوبؒ نے خلوتی طریقہ کو عساتیؒ سے حاصل کیا...... اور تصوف کی تعلیم بھی شیخ مذکور ہی سے حاصل کی۔(۴)

(۴۲) حسن بن عمر شطی دمشقیؒ: جامِ تصوف کا عظیم حصہ آپؒ نے نوش فرمایا، بڑے عبادت گذار اور ذاکر و شاغل شخص تھے، ولادت نبی ﷺ پر آپ کی ایک کتاب بھی ہے۔(۵)

(۴۳) سلمان بن عبدالحمید قابونیؒ: آپ بڑے نیک اور خاتونیہ مقام پر صوفی کے لقب سے مشہور تھے۔(۶)

(۴۴) عبدالباقی بن عبدالباقی ابن فقیہ فصہؒ: اپنے چچازاد بھائی سے آپؒ نے تصوف کی تعلیم پائی اور انھوں نے آپؒ کو ذکر کی تلقین کی۔(۷)

(۴۵) عبدالجبار بن علی البصریؒ: آپؒ راہِ طریقت کے شیخ اور معرفت وحقیقت کے استاذ تھے۔(۸)

(۴۶) عبدالحق بن محمد مرزبانی صوفی قادریؒ: آپؒ ملک شام کے مشہور صوفیہ میں تھے۔(۹)

(۴۷) خانقاہ نشین عبدالرحمن بن ابوبکر بن داؤدؒ: آپؒ نے اپنے والد ماجد سے تصوف کی تکمیل فرمائی۔(۱۰)

(۴۸) عبدالرحمان بن عبداللہ بعلی حلبیؒ: ساداتِ خلوتیہ کے طریقہ کو آپؒ نے اختیار فرمایا۔(۱۱)

(۴۹) عبدالرحمان بن عمر قبانیؒ: شیخ عبداللہ بستامی کے شیخ عبداللہ عشقیؒ سے آپؒ نے ملاقات فرمائی، شیخ نے آپؒ کو اجازت سے سرفراز فرمایا اور انھیں سے آپؒ کو خلافت ملی۔(۱۲)

(۵۰) مصنف دررفوائد عبدالقادر بن محمد جزیریؒ: علامہ ابن حمیدؒ فرماتے ہیں کہ: ہمارے شیخ و مرشد، عارف باللہ، مریدین کے مصلح، اہلِ طریقت ومعرفت کے امام شہاب الدین ابوالعباسؒ...... نے مجھے ذکر کی تلقین کی اور خلعتِ خلافت

---

۱ السحب الوابلہ:۱/۸۷، المنہج الأحمد: ص/۵۰۴۔ ۲ السحب الوابلہ:۱/۱۵۹۔ ۳ ایضا:۱/۱۷۴، النعت الاکمل: ص/۳۰۸۔ ۴ ایضا:۱/۱۹۳، ایضا: ص/۳۳۴۔
۵ السحب الوابلہ:۱/۳۶۱۔ ۶ ایضا:۲/۴۰۷۔ ۷ ایضا:۲/۴۳۹۔ ۸ ایضا:۲/۴۴۳۔ ۹ ایضا:۲/۴۵۸۔
۱۰ السحب الوابلہ:۲/۴۸۰۔ ۱۱ ایضا:۲/۴۹۹۔ ۱۲ ایضا:۲/۵۰۹۔

سے نوازا۔(۱)

(۵۱) عبدالقادر جعفریؒ: آپؒ (اپنے زمانے کے) امام، علامہ اور صوفی تھے۔(۲)

(۵۲) عبدالقادر بن محمد بن رجیحؒ: آپؒ نے تصوف کی تعلیم حاصل کی اور صوفیاء کی ایک جماعت سے آپؒ کو خلافت ملی۔(۳)

(۵۳) عبداللہ بن علی جمال الدین عسقلانیؒ مشہور بہ جندی: قطب قسطلانیؒ اور شیخ حمزہؒ سے آپؒ نے تصوف کی تعلیم پائی اور اپنے شیخ حمزہؒ سے بھی خرقۂ خلافت ملا۔(۴)

(۵۴) علی بن عمر بن علی صالحیؒ: ایک جماعت صوفیاء سے آپؒ نے قادری سلسلہ کی تعلیم حاصل فرمائی۔(۵)

(۵۵) علی بن محمد بن بہاء بغدادیؒ: خانقاہ نشین شیخ عبدالرحمان بن داؤد کی صحبت کو آپؒ نے لازم پکڑ لیا، انھیں سے سلسلۂ قادریہ میں سلوک کے منازل طے کئے اور ذکر نفی واثبات تلقین ہوئے۔(۶)

(۵۶) علی بن محمد نورالدین جبلی الحلیؒ: اپنے آباء واجداد سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی اور دوسرے حضرات سے بھی آپؒ کو شرف بیعت حاصل ہوا۔(۷)

(۵۷) علی بن محمد نورالدین مناویؒ مشہور بہ باھو: آپ کی بڑی قدر ومنزلت تھی، آپ کے واسطے سے درخواستیں اور اجراء وظائف ہوتا تھا اور تصوف بالاشرفیہ انھی کی طرف منسوب ہے۔

(۵۸) عیسیٰ بن محمود بن کنان دمشقیؒ: آپ عارف باللہ شیخ محمد عباسیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تصوف کی تعلیم حاصل کی، آپؒ عزت واحترام کے ساتھ (ایک عرصہ تک) شیخؒ ہی کی خدمت میں رہے، یہاں تک کہ اصلاح وارشاد کے میدان میں آپؒ کو اچھا ملکہ حاصل ہوگیا، تو شیخ نے اپنے بعد آپؒ ہی کو اشارتاً خلیفہ نامزد فرمایا اور شیخؒ کے انتقال کے بعد آپؒ ہی خلیفہ بنے، آپؒ کے ہاتھ پر بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔(۸)

(۵۹) عیسیٰ قدوسیؒ: شیخ بکریؒ سے آپؒ نے طریقۂ خلوتیہ کی تعلیم حاصل کی اور عبارات واذکار کے لئے خود کو فارغ کرلیا۔(۹)

(۶۰) محمد بن احمد تقی الدین البسطیؒ: آپؒ پر سلسلۂ قادریہ کا غلبہ تھا۔(۱۰)

(۶۱) محمد بن احمد بن الخطیبؒ: آپؒ کا بڑا اونچا مقام تھا، برقوقیہ میں آپؒ نے خانقاہ بھی بنائی تھی۔(۱۱)

(۶۲) محمد بن احمد شمس الدین الغزولیؒ: آپؒ بہیری صوفیاء میں سے تھے، اسی وجہ سے شیخ محمد بن سلطان قادریؒ سے آپؒ چمٹے رہے۔(۱۲)

(۶۳) محمد بن ابوبکر بکری محلیؒ: صوفیاء حنابلہ میں سے تھے، برقوقیہ جب فتح ہوا، تو وہیں قیام پذیر ہوگئے، بعض اولیاء نے

۱ الحسب الوابلہ:۲/۵۷۲۔ ۲ ایضا:۲/۵۷۶۔ ۳ ایضا:۲/۵۸۱۔ ۴ ایضا:۲/۶۳۹۔ ۵ ایضا:۲/۷۵۳۔ ۶ ایضا:۲/۷۵۹۔ ۷ ایضا:۲/۷۶۲۔
۸ الحسب الوابلہ:۲/۸۰۷۔ ۹ ایضا:۲/۸۱۰۔ ۱۰ ایضا:۲/۸۵۰۔ ۱۱ ایضا:۲/۸۶۳۔ ۱۲ ایضا:۲/۸۶۸۔

پہلے ہی سے اس کی خوشخبری دے رکھی تھی۔(۱)

(۶۴) محمد بن عبداللہ بن فیروز نجدی ثم الاحسائیؒ: میدان تصوف میں آپؒ کا اپنا مسلک ومشرب ہے..... آپؒ شاکرو شاغل بزرگ تھے، عصر کے بعد سے مغرب تک ذکر وشغل میں مصروف رہتے۔(۲)

(۶۵) محمد بن عمر عباسی خلوتیؒ: عسال نامی گاؤں میں عارف باللہ احمد عسالیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؒ سے سلوک کی تکمیل فرمائی حتیٰ کہ اپنے مرشد کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ مقرر ہوئے، آپؒ کی کئی کرامتیں مشہور ہیں۔(۳)

(۶۶) محمد بن عیسیٰ بن کنان دمشقیؒ: اپنے والد محترم اور کئی صوفیاء کرام سے آپؒ نے طریقت کی تعلیم پائی۔(۴)

(۶۷) محمد بن محمد مرزناتیؒ: آپؒ ملک شام کے ممتاز اور مثالی صوفیاء میں تھے، احمد بن سلیمانؒ سے آپؒ نے سلسلۂ قادریہ کی تعلیم حاصل کی، اکابرین صوفیاء کے عملیات وتعویذوں میں آپؒ کو مہارت اور اچھی شہرت حاصل تھی۔(۵)

(۶۸) محمد بن محمد بعبری قبانیؒ: آپؒ اپنے والد بزرگوار کی مانند بڑے صوفی اور نہایت نیک بخت وصالح انسان تھے۔(۶)

(۶۹) ذیال عراقیؒ: ابن مفلحؒ فرماتے ہیں کہ آپؒ بڑے زاہد اور صاحب معرفت بزرگ تھے۔ حافظؒ نے ایک رسالہ آپؒ کی کرامتوں سے متعلق تصنیف فرمایا ہے؛ نیز کشف کی قبیل کے اور بے شمار واقعات آپؒ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔(۷)

(۷۰) جعفر بن محمد صندلیؒ: بیان کیا جاتا ہے کہ آپؒ ابدال میں سے تھے۔(۸)

حنبلی مشائخین اور محدثین کرامؒ کے کچھ کرامات، تصرفات اور مکاشفات

بعض متعصب مزاج اور غلو پسند مصنفین نے اعتراض کیا ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے فضائلِ اعمال میں بزرگوں کے کرامات نقل کر دیئے ہیں؛ بلکہ ان حضرات نے فضائل اعمال کے رد میں کئی رسالے لکھ ڈالے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ پر اعتراض کرتے ہوئے ان لوگوں نے جو عنوانات قائم کئے ہیں: پہلے میں ان کو ذکر کروں گا، پھر اس کے ذیل میں اکابر حضراتِ حنابلہ اور محدثین کرامؒ کے اقوال وارشادات نقل کروں گا، جو اسی عنوان سے متعلق ہوں گے، اس سے میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جن وجوہات سے لوگوں نے ہمارے مشائخ اور بزرگوں کو گمراہ اور بدعتی قرار دیا ہے، وہ باتیں ساداتِ حنابلہ ومحدثین، ائمۂ عظام اور خود ان گمراہ اور بدعتی کہنے والے غالی، متشدد، لامذہب، سلفی حضرات کے مقتداؤں کی کتابوں میں اس سے زیادہ تعداد میں موجود ہیں۔

ان ائمۂ کرام کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا ہمت وجرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان علماء اُمت پر بھی گمراہی

---

۱ السحب الوابلہ:۲/۸۹۷۔ ۲ ایضاً:۳/۹۷۸، ۹۷۹۔ ۳ ایضاً:۳/۱۰۲۱۔ ۴ ایضاً:۳/۱۰۲۷۔ ۵ ایضاً:۳/۱۰۳۶۔
۶ السحب الوابلہ:۳/۱۰۴۱۔ ۷ المقصد الأرشد: ۱/۳۸۹۔ ۸ ایضاً:۱/۳۰۴۔

وبدعت کی الزام تراشیاں کروگے، یا آپ کی اس تفسیق اور تضلیل کی مہم کا نشانہ مخصوص طبقہ سے تعلق رکھنے والے چند خاص افراد ہیں؟ اللہ کے فضل سے ہم اور ہمارے اکابر، اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کو پوری قوت سے تھامے ہوئے ہیں اور تمام اولیاء اللہ کے لئے کشف وکرامات اور تصرفات کے قائل ہیں، اسی کے ساتھ اولیاء اللہ کے لئے ہر قسم کی کرامات کا انکار کرنے والے معتزلہ کے باطل عقیدہ سے اللہ کی جناب میں پناہ مانگتے ہیں، اس سے براءت وبیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور بزرگ و برتر باری تعالیٰ کے حضور میں دعاء گو ہیں کہ وہ اپنے فضل سے ہم سب کو اہلِ سنت والجماعت کے عقائد پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے۔ آمین

مسلمانوں میں رائج فقہی مذاہب پر اعتراض کرنے والا بدعتی اور اہلِ سنت سے خارج

امام احمد بن حنبلؒ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''یہ (تمام فقہی مذاہب) ان اہل علم، اصحاب نقل اور اہلِ سنت کے مذاہب ہیں جو صحابہؓ کے زمانے سے آج تک سنت کی بنیادوں کو مضبوطی سے پکڑنے والے، حدیث وسنت میں معروف اور اس راستہ میں مسلمانوں کے مقتدا اور رہنما ہیں۔ میں نے حجاز، شام اور دوسرے شہروں کے جتنے علماء کا زمانہ پایا، ان تمام کو ان مذاہب کا پیرو کار دیکھا، پس جس نے ان میں سے کسی بھی مذہب کی مخالفت کی، یا اس پر اعتراض کیا، یا اس کے قائل پر عیب لگایا وہ بدعتی اور اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہے، وہ سنت کے طریقہ سے ہٹ گیا اور حق کی راہ سے بچل گیا...... اور جو شخص نہ تقلید کو جائز کہتا ہے اور نہ اپنے دین کے معاملہ میں کسی کی تقلید کرتا ہے، تو اللہ ورسول ﷺ کی نظر میں یہ ایک فاسق شخص کا قول ہے، جو سنن و آثار کو لغو اور علمِ حدیث کو بے کار کر دینا چاہتا ہے''۔(۱)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ کا شکر ہے کہ میں سنت کی اتباع کرنے والا ہوں، بدعت ایجاد کرنے والا نہیں، میرا عقیدہ و مذہب جس پر میں اللہ تعالیٰ کا بیحد مشکور وممنون ہوں، اہلِ سنت والجماعت کا مذہب ہے، جس پر ائمۂ اربعہ اور ان جیسے علماءِ اُمت وائمۂ مسلمین اور قیامت تک آنے والے ان کے متبعین اور مقلدین قائم ودائم ہیں۔ (۲) آگے لکھتے ہیں: اللہ کا شکر ہے کہ ہم

۱؎ طبقات الحنابلہ: ۱/۳۱،۲۴۔ ۲؎ مؤلفات شیخ الاسلام: ۵/۳۶۔

متبع سنت ہیں، موجدِ بدعت نہیں، امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر کار بند ہیں۔(۱) مزید تحریر فرماتے ہیں: ہمارا مذہب امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک ہے، جو اہلِ سنت کے امام ہیں۔ ہم چاروں (فقہی) مذاہب کے مقلدین پر کوئی اعتراض نہیں کرتے؛ جبکہ وہ کتاب و سنت، اجماع اور جمہور کے قول کے مخالف نہ ہو''۔(۲)

محمد بن عبدالوہابؒ کے صاحبزادہ شیخ عبداللہ اپنے والدِ محترم محمد بن عبدالوہابؒ کے دعوے اور اس کی بنیادی باتوں کی وضاحت کرتے ہوئے بایں الفاظ رقمطراز ہیں:

''ہم ان کو باخبر کرتے اور بتائے دیتے ہیں کہ ہمارا وہ عقیدہ جس پر ہم اللہ کے شکر گذار ہیں، اُصولِ دین میں اہلِ سنت والجماعت اور اسلافِ اُمت کا مذہب ہے اور فروعی مسائل میں، ہم امام احمدؒ کے مذہب پر عامل ہیں، ائمۂ اربعہ کی تقلید کرنے والے پر کوئی طعن نہیں کرتے اور ہم نہ مرتبۂ اجتہاد کے حقدار ہیں، نہ اس کے دعویدار ہیں''۔(۳)

حضرات صوفیاء کے ساتھ امام احمدؒ کے تعلقات

ابومحمد بن تمیمؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''امام احمدؒ صوفیاء کرام کا بڑا اعزاز واکرام فرماتے اور ان سے عزت واحترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؒ سے عرض کیا گیا کہ یہ صوفی لوگ مسجدوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، تو آپؒ نے فرمایا: علم نے ان کو بٹھایا ہے''۔(۴)

حضرات صوفیاء کے سماع سے امام احمدؒ کی موافقت

امام احمدؒ کے صاحبزادہ نقل کرتے ہیں کہ امام احمدؒ کے سامنے کسی نے ذکر کیا کہ یہ صوفی حضرات علم حاصل کیے بغیر توکل کے نام پر مساجد میں پڑے رہتے ہیں، تو میں نے آپؒ کو یہ جواب دیتے ہوئے سنا کہ:

''علم ہی نے ان کو مساجد میں لا بٹھایا ہے، معترض نے پھر کہا: ان کی ہمتیں اور حوصلے پست ہوتے ہیں، تو آپؒ نے جواب دیا: جس کے اندر توکل کی صفت ہو میرے علم میں اس سے بڑھ کر قابلِ قدر کوئی دوسرا نہیں ہے، اس نے پھر عرض کیا: اگر یہ لوگ سماع سن لیں تو کھڑے ہو کر رقص شروع کر دیں، آپؒ نے فرمایا: ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو کہ وہ

۱ مؤلفات شیخ الاسلام: ۴۰/۵۔ ۲ ایضاً: ۱۰۷/۵۔ ۳ الھدیۃ السنیۃ۔ ۴ عقیدہ الامام احمد بن حنبل ملحق بطبقات الحنابلہ: ۲۷۹/۲۔

اپنے رب تعالیٰ سے خوشی حاصل کرتے ہیں"۔(۱)

مقاماتِ تصوف میں امام احمد بن حنبلؒ کا مقام عظیم

علامہ قشیریؒ حضرت بلال خواصؒ سے اپنی سند سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے میدانِ تیہ میں چل رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر اپنا ہاتھ رکھا، مجھے اس سے تعجب ہوا، پھر میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ حضرت خضر ؑ ہیں۔

میں نے ان سے کہا: اللہ کے واسطے بتایئے کہ آپ کون ہیں؟

انھوں نے بتایا: تمہارا بھائی خضر (ؑ) ہوں۔

میں نے عرض کیا: میں آپ (ؑ) سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔

فرمایا: جو پوچھنا ہو پوچھو۔

میں نے پوچھا: امام شافعیؒ کے بارے میں آپ (ؑ) کا کیا خیال ہے؟

حضرت خضر ؑ نے فرمایا: وہ اوتاد (اولیاء اللہ کا ایک طبقہ) میں سے ہیں۔

میں نے پھر دریافت کیا: امام احمدؒ کے متعلق آپ (ؑ) کی کیا رائے ہے؟

آپ ؑ نے جواب دیا: وہ صدیقیت کے مرتبہ پر فائز ہیں۔(۲)

ابونعیمؒ کی "حلیۃ الأولیاء" میں یہ واقعہ مختلف الفاظ کے ساتھ کئی سندوں سے منقول ہے۔(۳)

امام اعظمؒ کی یاد پر امام احمدؒ کا گریہ اور آپ کے لیے رحمت کی دعاء

خطیب بغدادیؒ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ اسماعیل بن سالم بغدادی نے فرمایا:

"امام ابوحنیفہؒ کو منصب قضاء قبول نہ کرنے پر کوڑے مارے گئے، مگر پھر بھی آپؒ نے قبول نہیں فرمایا۔ امام احمدؒ نے بھی جب کوڑوں کی سزا برداشت کی، تو اس کے بعد جب اس واقعہ کو یاد کرتے، تو رو پڑتے اور امام صاحبؒ کے لئے دعائے رحمت کرتے"۔(۴)

امام احمد بن حنبلؒ کی نظر میں ذکر و شغل کی اہمیت

آپؒ کا ارشاد ہے:

---

۱ الکواکب الدریہ للمناوی: ۱/۳۴۴۔ ۲ الرسالۃ القشیریہ: ۱/۶۹۔ ۳ حلیۃ الاولیاء: ۹/۱۸۷، ۱۹۳۔ ۴ تاریخ بغداد: ۱۳/۳۲۷۔

''جس شخص کا اذکار و اوراد کا معمول تھا، پھر اس نے وہ معمول ختم کر دیا، تو مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں اس سے عبادت کی لذت نہ چھین لی جائے''۔(۱)

ابراہیم حربیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

''اگر تم اللہ سے اس بات کے خواہشمند ہو کہ وہ تم کو تمہاری پسندیدہ حالت پر برقرار رکھے، تو تم اللہ کی محبوب چیزوں پر قائم رہو''۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی فضیلت و بزرگی

علامہ ابوالحسنؒ امام احمدؒ کے تذکرہ میں اپنی سند کے ساتھ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت میمونیؒ نے بیان فرمایا کہ میں حضرت علی بن مدینیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی نے اسلام کی ایسی خدمت نہیں کی؛ جیسی احمد بن حنبلؒ نے کی ہے؛ کیونکہ امام احمدؒ کا نہ کوئی دوست تھا، نہ کوئی مددگار۔(۲)

مامون رشید کی موت ـــــ امام احمدؒ کی دعاء اور مرضی کے مطابق

علامہ ذہبیؒ صالح بن احمد کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ جب ہم مقام ''اذنہ'' پہنچے، پھر آدھی رات کو وہاں سے کوچ کرنے لگے، تو شہر کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا، اس وقت ایک آدمی اندر داخل ہوا اور کہنے لگا: خوشخبری ہو کہ مامون کا انتقال ہو گیا، میرے والد صاحب کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا تھا کہ میری نگاہ اس پر نہ پڑے، محمد بن ابراہیم بوشنجیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ کی زبان سے یہ الفاظ سنے کہ: میں نے دو دعاؤں کی قبولیت کا مشاہدہ کیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی تھی کہ میں اور مامون ایک جگہ جمع نہ ہوں، میں نے دوبارہ مامون کو نہیں دیکھا۔ ''بذندون'' میں اس کا انتقال ہو گیا۔(۳)

وفات کے بعد امام احمدؒ سے کرامات کا ظہور

علامہ ذہبیؒ امام احمدؒ کی صاحبزادی فاطمہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

''ایک مرتبہ میرے بھائی کے گھر میں آگ لگ گئی، ایک دوشیزہ سے ان کا نکاح ہوا تھا، سسرال والوں نے انھیں بہت سا سامان دیا تھا، جس کی لاگت تقریباً چار ہزار دینار تھی،

۱؎ کتاب الاعتقاد ملحق بطبقات الحنابلہ: ۲/۳۰۶۔ ۲؎ طبقات الحنابلہ: ۱/۱۷۔ ۳؎ سیر اعلام النبلاء، ترجمہ امام احمد: ۱۱/۲۴۱۔

جس کو آگ نے جلا کر خاکستر کر دیا۔ صالح کہنے لگے: سامان کے جلے جانا کا مجھے غم نہیں سوائے ابا جان کے کپڑے کے جس میں وہ نماز پڑھتے تھے، میں اس سے برکت حاصل کرتا اور اس میں نماز پڑھتا تھا۔ فاطمہ فرماتی ہیں کہ: آگ بجھی اور لوگ گھر میں داخل ہوئے، تو انھوں نے تخت پر اس کپڑے کو پایا، آگ اس کے اطراف کی تمام چیزوں کو کھا گئی، مگر وہ کپڑا محفوظ تھا''۔(۱)

علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں:

''مجھے خبر ملی ہے کہ قاضی القضاۃ علی بن حسین زینیؒ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے گھر میں آگ بھڑک اٹھی اور سارا سامان اس کی نذر ہو گیا؛ مگر ایک کتاب بچ گئی، جس میں امام احمدؒ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی عبارت تھی۔ بغداد میں ۵۵۴ھ میں جب سیلاب آیا، تو اس میں میری تمام کتابیں بہہ گئیں، صرف ایک جلد رہ گئی، جس میں امام احمدؒ کے لکھے ہوئے دو ورق تھے۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ بھی زبان زد اور محقق ہے کہ ۷۲۰ھ میں جب بغداد میں سیلاب آیا، تو امام احمدؒ کا مقبرہ بھی اس کی زد میں آ گیا تھا اور دہلیز میں ایک ہاتھ پانی بلند ہو گیا تھا، پھر پانی تھم گیا؛ لیکن امام احمدؒ کی قبر کے اطراف جو حصیر بچھی ہوئی تھی، اس کا گرد و غبار بھی جوں کا توں باقی تھا، یہ بھی ایک بڑی کرامت ہے''۔(۲)

امام احمدؒ کے شاگرد رشید علی بن موفقؒ کی موت کی تمنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بات چیت

علامہ ابو الحسنؒ اپنی سند سے نقل کرتے ہیں کہ عباس بن یوسف نے فرمایا:

''مجھ سے علی بن موفقؒ نے بیان کیا کہ ایک شب میں مسجد حرام میں تھا، میں نے دعاء کی: اے میرے آقا! آپ مجھے کب تک لوٹاتے رہیں گے اور کتنا تھکائیں گے؟ اپنے پاس بلا کر راحت کا سامان فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: علی بن موفق! اگر تم ایک گھر تعمیر کرو، تو اس میں کیسے شخص کو بلاؤ گے، جس سے تم محبت کرتے ہو، اسے یا جس کو ناپسند کرتے ہو اسے، میں نے عرض کیا: نہیں اے پروردگار! جس سے محبت کرتا ہوں اس کو

۱۔ سیر اعلام النبلاء: ۲۳۰/۱۱۔ ۲۔ حوالۂ سابق۔

بلاؤں گا، تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: اے علی! ہم نے بھی تم کو ہمارے گھر آنے کی دعوت دی ہے''۔(۱)

اللہ تعالیٰ کا گرامی نامہ علی بن موفقؒ کے نام

آپؒ کا بیان ہے کہ ایک دن میں اذان دینے کی نیت سے نکلا، تو کاغذ کا ٹکڑا مجھے ملا، میں نے اس کو اپنی آستین میں رکھ لیا، پھر اذان واقامت کہی، نماز ادا کی، نماز کے بعد میں نے اس پرچی کو پڑھا، تو اس میں تحریر تھا:

''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، تم فقر وفاقہ کا خوف کرتے ہو؛ حالانکہ میں تم کو پالنے والا ہوں''۔(۲)

حضرت معروف کرخیؒ کی آستین سے ابوجعفر عابد طوسیؒ کا پھل حاصل کرنا

سعید بن عثمانؒ کہتے ہیں کہ ہم ایک دن محمد بن منصور طوسی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، محدثین اور زاہدوں کی بھی ایک جماعت حاضر خدمت تھی، وہ جمعرات کا دن تھا، میں نے سنا کہ محمد بن منصور کہہ رہے ہیں کہ:

''ایک دن میں روزہ تھا، میں نے ارادہ کیا کہ میں صرف حلال چیز ہی کھاؤں گا۔ ایک دن گذر گیا اور میں نے کچھ نہیں چکھا، یہاں تک کہ دوسرے تیسرے اور چوتھے دن بھی مجھے صوم وصال رکھنا پڑا، چوتھے دن افطار کے وقت میں نے کہا: آج میں ایسے آدمی کے پاس افطار کروں گا، جس کو اللہ تعالیٰ پاکیزہ غذا عطا فرماتے ہیں؛ چنانچہ میں معروف کرخیؒ کی خدمت میں چلا گیا اور ان کو سلام کیا، جب انھوں نے مغرب کی نماز ادا کی اور میرے اور ایک دوسرے شخص کے علاوہ تمام لوگ آپؒ سے رخصت ہوگئے، تو آپؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے طوسی! میں نے عرض کیا: جی حاضر ہوں! فرمایا: اپنے بھائی کے ساتھ جاؤ اور رات کا کھانا تناول کرلو۔ میں نے عرض کیا! میرے ساتھ کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے، آپؒ خاموش ہوگئے، تھوڑی دیر بعد پھر یہی فرمایا: میں نے یہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ پھر کہا: میں نے پھر وہی جواب دیا، تو آپؒ تھوڑی دیر خاموش بیٹھے، پھر مجھے حکم دیا:

۱؎ طبقات الحنابلۃ: ۱/۲۳۰۔ ۲؎ ایضاً: ۱/۲۳۱۔

میرے قریب آؤ۔ میں بمشکل آگے بڑھا، شدتِ ضعف سے میرے قدم نہیں اٹھ رہے تھے اور بائیں جانب جا کر بیٹھ گیا، آپؒ نے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور اس کو اپنے بائیں ہاتھ کی آستین میں داخل کیا، اس کے اندر دانتوں سے کاٹا ہوا پھل ملا، جب میں نے اسے کھایا، تو اس میں ہر قسم کے کھانے کا مزہ مجھے محسوس ہوا، اس کو کھانے کے بعد مجھے پانی پینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی''۔

سعیدؒ کہتے ہیں کہ حاضرین میں سے کسی شخص نے پوچھا اے ابوجعفر! کیا یہ واقعہ آپؒ کے ساتھ پیش آیا؟ تو فرمایا: ''بلکہ مزید تم کو یہ بھی بتادوں کہ اس کے بعد میں نے جب بھی کوئی میٹھی یا کھاری چیز کھائی، اس میں اس پھل کا مزہ پایا''۔(۱)

کنویں میں ایک ہاتفِ غیبی کا ایک بزرگ کو ندا دینا

ابوحمزہ محمد بن ابراہیم صوفیؒ بیان کرتے ہیں کہ:

''میں ایک مرتبہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے سفر میں نکلا، ایک رات میں جلدی جلدی چلا جا رہا تھا، نیند سے میری آنکھیں بوجھل تھیں کہ اچانک ایک کنویں میں گر گیا، کنواں بہت گہرا تھا، اس کی سیڑھیاں بہت اوپر تھیں، جس کی وجہ سے نکل نہ سکا اور اسی میں بیٹھ گیا، اسی دوران کنویں کی منڈیر پر دو آدمی آکر ٹھیرے ان میں سے ایک دوسرے سے کہنے لگا: کیا ہم اس کنویں کو راہ گیروں اور مسافروں کے راستہ میں اسی طرح چھوڑ کر گذر جائیں؟ دوسرے نے کہا: پھر ہم کیا کریں؟ پہلا شخص بولا: ہم اس کو کسی چیز سے ڈھانپ دیں گے؛ چنانچہ وہ دونوں کنویں کو ڈھانپنے لگے، میرے دل میں خیال آیا کہ پکاروں تب ہی آواز آئی: ہم پر توکل کرتا ہے اور ہماری طرف سے آئی ہوئی مصیبت کی شکایت دوسروں سے کرتا ہے، میں چپ ہو گیا اور وہ دونوں کنواں ڈھانپ کر آگے چلے گئے، میرے نفس نے مجھ سے کہا: اس ہاتفِ غیبی کی وجہ سے نفسانی طمع سے تم بچ گئے؛ لیکن میں کنویں میں بالکل قید ہو گیا تھا، اسی حالت میں ایک دن اور ایک رات گذر گئی، جب دوسرا دن ہوا تو کسی شئے

(۱) طبقات الحنابلہ: ۱/۳۱۸۔

نے جو مجھے نہیں دکھائی دی آواز دی: مجھے مضبوطی سے پکڑ لے، میں نے اپنے ہاتھ پھیلائے، تو کسی کھردری چیز پر پڑے، میں نے اس کو پکڑ لیا، وہ مجھے لے کر اوپر آئی اور کنویں کے باہر مجھے رکھ دیا۔ میں نے جو زمین کی طرف نگاہ دوڑائی، تو وہ درندہ تھا، اس کو دیکھ کر میرے دل میں خوف پیدا ہوا، تو کسی ہاتف غیبی نے کہا: اے ابوحمزہ مصیبت کے ذریعہ ہم نے تجھے مصیبت سے نکالا اور ایک خوفناک چیز کے ذریعہ سے دوسری خوفناک چیز سے نجات دی''۔(۱)

ابوالفتح قواس حنبلیؒ کی بددعاء سے چوہیا کی موت

ابوذر نقل کرتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت قواسؒ کے پاس تھا، آپؒ نے اپنی کتاب میں سے ایک جلد نکالی، اس کے چند اوراق کو چوہیا نے کتر دیا تھا، آپؒ نے اللہ سے اس چوہیا کے حق میں بددعاء کی، تب ہی چھت سے ایک چوہیا گری اور تڑپ تڑپ کر مرگئی۔(۲)

ایک حور کا سرّی سقطیؒ کا پیالہ پھوڑ دینا

علامہ ابن الجوزیؒ تحریر کرتے ہیں کہ جنید بغدادیؒ نے فرمایا:

''میں ایک دن حضرت سری سقطیؒ کے پاس گیا، وہ بیٹھے رو رہے تھے اور آپؒ کے سامنے ایک ٹوٹا ہوا پیالہ تھا، میں آپؒ کے قریب بیٹھ گیا، جب آپؒ کو کچھ اطمینان ہوا، تو میں نے عرض کیا: آپؒ کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں روزہ سے تھا، میری بیٹی ایک پیالہ پانی لائی، جس کو میں نے یہاں لٹکا دیا، بیٹی نے کہا یہ پانی ٹھنڈا ہو جائے گا، آپ اس سے افطار کر لیجئے۔ اس اثناء میں میری آنکھ لگ گئی، تو میں نے دیکھا کہ ایک لڑکی اس دروازہ سے میرے پاس آئی، اس کے جسم پر چاندنی کی قمیص تھی اور پیر میں ایسے خوبصورت جوتے تھے کہ اس سے پہلے میں نے کبھی اتنے اچھے جوتے کسی کے پیر میں نہیں دیکھے۔ میں نے اس سے دریافت کیا: تو کس کی باندی ہے؟ اس نے جواب دیا: جو لوگ پیالوں میں پانی

۱؎ طبقات الحنابلہ:۱/۲۶۸۔ ۲؎ ایضاً:۲/۱۴۳۔

ٹھنڈا نہیں کیا کرتے ۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ پیالہ کی طرف بڑھایا اور اس کو زمین پر پھینک دیا۔ یہ وہی پیالہ ہے، پھر میری آنکھ کھل گئی۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں ایک مدت تک میں جب بھی آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا، آپؒ کے سامنے وہ ٹوٹا ہوا پیالہ پڑا ہوتا۔ اس پر مٹی جم گئی تھی، مگر آپؒ نے اس کو نہیں اُٹھایا''۔(۱)

مرحومین اور آثار صلحاء کا وسیلہ لینا

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ تحریر کرتے ہیں:

''دسواں مسئلہ: علماء اسلام کا قول ہے کہ دعائے استقاء میں نیکوکاروں کا وسیلہ اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں اور امام احمدؒ فرماتے ہیں: صرف نبی ﷺ کا وسیلہ لینا چاہئے، اسی کے ساتھ ان علماء نے صراحت کے ساتھ یہ بھی کہا کہ کسی بھی مخلوق سے مدد طلب کرنا درست نہیں؛ لہٰذا (مدد طلب کرنے اور وسیلہ لینے کے درمیان) فرق بالکل واضح ہے اور ہم جو مسئلہ بیان کر رہے ہیں، اس پر کوئی اعتراض نہیں، بعض صالحین توسل کو جائز قرار دیتے ہیں، تو یہ ایک فقہی مسئلہ ہے؛ اگرچہ ہمارے نزدیک صحیح قول جمہور کا ہے کہ توسل مکروہ ہے، مگر وسیلہ لینے والوں کو ہم غلط بھی نہیں کہتے؛ کیونکہ اجتہادی مسائل میں انکار و اعتراض کی گنجائش نہیں ہے''۔(۲)

حضرت ابوبکر بن صدقہؒ فرماتے ہیں کہ:

''ایک مرتبہ امام احمد بن حنبلؒ کے سامنے صفوان بن سلیم کا ان کے قلیل الروایت ہونے کا اور ان کی بعض مخالف جمہور باتوں کا تذکرہ کیا گیا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا: صفوان ایسے شخص ہیں کہ ان کی حدیثوں کے ذریعہ شفا طلب کی جاتی ہے اور ان کے ذکر سے بارش مانگی جاتی ہے''۔(۳)

مرحومین کا وسیلہ

حافظ ابوالربیع بن سالمؒ بیان کرتے ہیں کہ:

۱؎ صفۃ الصفوۃ:۲/۳۷۴۔ ۲؎ مؤلفات الشیخ محمد بن عبدالوہاب:۳/۶۸۔ ۳؎ صفۃ الصفوۃ:۲/۱۵۶۔

''ابو محمد بن عبید اللہ کے انتقال کے وقت مصر میں قحط پڑا ہوا تھا، جب قبر کے کنارے آپؒ کو رکھ دیا گیا، تو دفن کے لئے آئے ہوئے لوگوں نے آپؒ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی، اس رات ایسی دھواں دار بارش ہوئی کہ لوگ ہفتہ بھر کیچڑ میں چل کر آپؒ کی قبر تک آتے تھے۔(۱)

آپ ہی سے یہ واقعہ بھی منقول ہے کہ:

''شیخ الاسلام ابو محمد حجریؒ کی وفات کے وقت قحط تھا، جب آپؒ کا جنازہ زمین پر رکھا گیا، تو شرکائے جنازہ نے آپؒ کے وسیلہ سے پانی مانگا، اس کے بعد خوب بارش ہوئی اور ایک ہفتہ تک لوگ کیچڑ سے گزرتے ہوئے آپؒ کی قبر کی زیارت کے لئے آتے تھے''۔(۲)

شیخ بن فرتونؒ فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے شیخ محمد بن حسن بن غاز بیان کرتے ہیں کہ: میری ایک چچازاد بہن تھیں جو بڑی نیک شریف خاتون تھیں اور عرصہ سے مرض استحاضہ کا شکار تھیں، انھوں نے (بہن نے) بتایا کہ جب ابن عبید اللہؒ کے انتقال کی خبر ملی، تو مجھے ان کی نماز جنازہ کی ادائیگی سے محرومی بڑی گراں گذری، میں نے دعاء کی: اے اللہ! ابن عبید اللہ اگر آپؐ کے دوستوں میں سے ہیں، تو میرے خون کو روک دیجئے؛ تاکہ میں ان پر نماز جنازہ پڑھ لوں، اسی وقت میرا خون رُک گیا اور پھر دوبارہ مجھے اس کی شکایت نہیں ہوئی''۔

علامہ خطیب بغدادیؒ نے اپنی سند کے ساتھ حنابلہ کے امام ابو علی خلالؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

''مجھے جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو میں موسیٰ بن جعفر کاظمؒ کے روضہ پر حاضر ہوتا اور ان کے وسیلہ سے دعاء کرتا، تو اللہ میرے مقصد میں آسانی پیدا فرما دیتے''۔(۳)

مرحومین کے وسیلہ سے پانی کی دعاء کرنا

خطیبؒ اپنی سند سے نقل کرتے ہیں کہ اسماعیل بن حسین صرصریؒ نے فرمایا کہ:

''ابو عمر حمزہ بن قاسم بن عبد العزیز ہاشمیؒ نے بارش کیلئے دعاء کرتے ہوئے فرمایا کہ: اے اللہ! عمر بن خطابؓ نے حضرت عباسؓ کے بڑھاپے کا واسطہ دے کر تجھ سے پانی مانگا،

۱؎ تذکرۃ الحفاظ:۴/۱۷۱۳، تذکرہ ابن عبید اللہ۔ ۲؎ سیر اعلام النبلاء:۲۱/۲۵۲۔ ۳؎ تاریخ خطیب:۱/۱۲۰۔

تو نے پانی برسایا، میں بھی انھیں کا واسطہ دے کر بارش کی درخواست کرتا ہوں یہ کہہ کر آپؓ چادر پلٹ رہے تھے کہ بارش شروع ہوگئی؛ حالانکہ آپؓ ابھی منبر پر ہی تھے"۔(۱)

عشاری کے بیٹے (دس سالہ لڑکے) کے وسیلہ سے پانی کی دعاء

ابوالحسین بن طیوریؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے گاؤں کے رہنے والے ایک شخص نے ذکر کیا کہ:

"جب ہم دیہات کے لوگ قحط سے دوچار ہوتے، تو عشاری کے بیٹے کے وسیلہ سے بارش کی دعاء مانگتے، تو بارش ہو جاتی۔(۲)

امام بخاریؒ کے وسیلہ سے دعاء استسقاء

علامہ ذہبیؒ امام بخاریؒ کے تذکرہ میں ابوعلی غسانیؒ کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

"۴۶۴ھ میں ابوالفتح نصر بن حسین سکتی سمرقندیؒ ہمارے پاس تشریف لائے۔ انھوں نے بتایا کہ ہمارے پاس سمرقند میں ایک سال قحط پڑا، لوگوں نے کئی مرتبہ بارش کی دعاء کی مگر بارش نہیں ہوئی، ایک نیک آدمی نے ایک دن سمرقند کے قاضی کے پاس جا کر اس سے کہا: میری ایک رائے ہے، جو آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں، قاضی کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ آپ لوگوں کو لے کر امام بخاریؒ کی قبر کی طرف جائیں، جو "خرتنگ" میں ہے اور آپؒ کے وسیلہ سے دعاء کریں شاید اللہ بارش برسادیں، یہ سن کر قاضی نے کہا: کیا ہی اچھی رائے ہے۔ قاضی صاحب لوگوں کو ساتھ لے کر بارش کی دعاء کے لئے نکلے، لوگوں نے امام بخاریؒ کی مزار کے پاس آہ وزاری کی اور امام بخاریؒ کے وسیلہ سے دعاء کی، اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ایسی زبردست بارش برسائی کہ لوگ تقریباً سات روز تک "خرتنگ" ہی میں رُک گئے کوئی بھی سمرقند نہیں جاسکا؛ جبکہ "خرتنگ" اور سمرقند کے درمیان صرف تین میل کا فاصلہ ہے"۔(۳)

نبی کریم ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت

علامہ ابوالحسینؒ، امام احمدؒ کے شاگرد ابوبکر بن علی علثیؒ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

۱؎ تاریخ خطیب: ۱۸۲/۸۔ ۲؎ طبقات الحنابلہ: ۱۹۲/۲۔ ۳؎ سیر اعلام النبلاء: ۴۶۹/۱۳۔

''مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ آپؒ جب بھی حج کے لئے تشریف لے جاتے، تو مکۃ المکرّمہ کے قبرستان کی بھی زیارت کرتے، وہاں فضیل بن عیاضؒ کی قبرمبارک کے پاس آتے اور اپنے عصا سے زمین پر لکیر کھینچتے ہوئے فرماتے: اے رب! یہاں، اے رب! یہاں، اللہ نے ان کی دعاء قبول فرمائی۔ عرفہ کی رات جبلِ عرفات پر حالتِ احرام میں ان کا انتقال ہوا، ان کو اُٹھا کر مکہ شریف لایا گیا، نعش مبارک کو کعبہ کا طواف کرایا گیا اور زاہد کبیر حضرت فضیل بن عیاضؒ کے پہلو میں آپؒ سپردِ لحد کئے گئے''۔(۱)

ابوالحسینؒ لکھتے ہیں:

''آپؒ نے کئی حج کئے اور بار ہا سرکارِ دوعالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے''۔(۲)

علامہ ذہبیؒ ھیاج بن عبید شافعیؒ کے تذکرہ میں رقمطراز ہیں:

''آپؒ سال میں ایک مرتبہ طائف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات کرتے اور ہر سال مکہ والوں کے ساتھ حضور پُرنور ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت کرتے، آپؒ مکۃ المکرّمہ سے مدینہ طیبہ پیدل ننگے پیروں چل کر جاتے تھے''۔(۳)

حضرت حسنؒ کے تذکرہ میں آپؒ تحریر فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت بہت ہی افضل عمل ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ''لا تشدوا الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد'' کے عموم کے پیشِ نظر اگر ہم انبیاء اور اولیاء کی قبروں کی زیارت کیلئے سفر کو ناجائز قرار دیں، تب بھی آقائے مدینہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر مطہر کی نیت سے سفر کرنا آپ ﷺ کی مسجد کی طرف سفر کو مستلزم ہے؛ لہٰذا مدینہ طیبہ حاضر ہونے والا شخص پہلے مسجد نبوی ﷺ میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے، پھر حضور اکرم ﷺ پر دُرود و سلام بھیجے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس فضیلت سے نوازے''۔ آمین (۴)

---

۱ طبقات الحنابلہ: ۲/۲۵۵۔ ۲ ایضاً: ۲/۲۵۵۔ ۳ سیر اعلام النبلاء: ۱۸/۳۹۳۔ ۴ ایضاً: ۴/۴۸۴۔ یہ تو علامہ ذہبی کی عبارت کا ترجمہ تھا، ورنہ اگر نفسِ حدیث کو دیکھا جائے، تو اس سے صرف یہ سمجھ میں آتا ہے کہ تین مساجد میں کے علاوہ کسی اور مسجد کا سفر اس لیے نہ کیا جائے کہ وہاں عبادت کرنے میں ثواب زیادہ ہے، قبرِ نبی ﷺ اور دیگر مقامات کے لیے سفر کیا جائے یا نہیں؟ اس سے حدیث بالکل خاموش ہے۔

TooBaa-Research-Library

نبی کریم ﷺ کے روضۂ مبارک سے استعانت

اسماعیل بن یعقوب تیمیؒ فرماتے ہیں کہ:

''ابن المنکدرؒ اپنے شاگردوں کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے، کبھی ان پر سکتہ طاری ہو جاتا، تو اسی حالت میں فوراً کھڑے ہو جاتے اور رسالت مآب ﷺ کی قبر اطہر پر جا کر اپنا رخسار رکھتے، پھر واپس آجاتے۔ اس عمل پر آپؒ کو فہمائش کی گئی، مگر آپؒ فرماتے کہ جب مجھے باطنی خطرات کا احساس ہوتا ہے، تو میں روضۂ نبوی ﷺ سے مدد طلب کرتا ہوں''۔(۱)

آقائے نامدار ﷺ کی قبر اطہر سے آواز آئی

قریش کے ایک شخص ابو ایوب سے منقول ہے کہ: ان کے خاندان کی ایک خاتون بڑی عبادت گذار تھیں؛ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتیں رات بھر نماز میں مشغول رہتیں، اس عورت کے پاس ایک روز شیطان لعین آیا اور کہنے لگا: کب تک تم اپنے جسم و رُوح کو عذاب میں مبتلا رکھوگی، اگر تم اپنی نماز روزہ میں کچھ کمی کرلو، تو اس سے تم کو اعمال پر مداومت اور تقویت حاصل ہو جائے گی۔ وہ خاتون کہتی ہیں کہ: وہ برابر میرے دل میں وسوسے ڈالتا رہا، یہاں تک کہ میرا عبادت میں کمی کرنے کا ارادہ ہو گیا، پھر میں نے حضور ﷺ کی قبر اطہر کا وسیلہ لیتی ہوئی مغرب و عشاء کے درمیانی وقت میں مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوئی۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد دل میں آنے والے شیطانی خیالات کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعاء و استغفار کرنے لگی کہ شیطان کے مکر اور اس کے وسوسوں کو دور کردے، اسی درمیان مقبرۂ رسول اللہ ﷺ کے ایک گوشہ سے میں نے یہ آواز سنی: ''إن الشیطان لکم عدو فاتخذوه عدوا، إنما يدعو حزبه ، ليكونوا من أصحب السعير'' یہ آواز سن کر میں سراسیمہ اور خوفزدہ ہو کر لوٹ آئی، اس رات کے بعد پھر دوبارہ میرے دل میں یہ وسوسے پیدا نہیں ہوئے۔(۲)

نبی اکرم ﷺ سے مدد کی درخواست

ابو بکر بن ابو علیؒ سے منقول ہے کہ ابن المصریؒ بیان کرتے تھے:

میں، محدث طبرانیؒ اور ابوالشیخ تینوں مدینہ طیبہ میں تھے، جب عشاء کا وقت ہوا، تو میں نے قبر مبارک کے پاس جا کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! بھوک، طبرانیؒ نے مجھ سے

---

۱ سیر اعلام النبلاء، ۵/ ۳۵۸، ۳۵۹۔ ۲ صفۃ الصفوۃ ۲:۲/ ۲۰۵۔

فرمایا: بیٹھ جاؤ یا تو کھانا آئے گا، یا تو موت آئے گی۔ میں اور ابوالشیخ اُٹھ کر باب علوی کے پاس آئے، جب اسے کھولا تو ایک شخص کھڑا تھا، اس کے ساتھ دو غلام کئی چیزوں سے بھری ہوئی دو ٹوکریاں ہاتھ میں لئے کھڑے تھے۔ اس شخص نے کہا: رسول پاک ﷺ کے دربار میں تم نے میری شکایت کی ہے، میں نے خواب میں آقا ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ تم لوگوں کی خدمت میں کوئی چیز پیش کروں"۔ (۱)

حضور اکرم ﷺ کے آثار سے برکت حاصل کرنا پسندیدہ اور مطلوب عمل

محمد بن عبدالوہاب حنبلیؒ تحریر فرماتے ہیں:

ستائیسواں مسئلہ یہ ہے کہ: حضور اکرم ﷺ کے آثار سے برکت حاصل کرنا، ان کو محفوظ رکھنا اور ان سے علاج کرنا شرک نہیں ہے؛ جیسا کہ وہ (حضرات صحابہ اور سلف صالحین) کیا کرتے تھے؛ بلکہ پسندیدہ اور مقصود ہے۔ (۲)

قبروں کے قریب دعائیں قبول ہوا کرتی ہیں

حافظ ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ: عثمان بن موسیٰ الطائی کا انتقال ۶۷۴ھ کو جمعرات کے دن مکہ مکرمہ میں ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ آپؒ کی قبر کے پاس دعاء قبول ہوتی ہے۔ (۳)

عبدالغافرؒ "سیاق التاریخ" میں تحریر فرماتے ہیں: شیخ ابوبکر کی قبر "حیرہ" شہر میں ہے، آپؒ کی قبر کے پاس پانی کے لئے دعاء کی جاتی ہے۔ (۴) (آپ ہی کے متعلق) علامہ ابن خلکانؒ (۵) لکھتے ہیں: آپؒ کا مزار "حیرہ" میں واقع ہے، لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں اور آپؒ کی قبر کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (۶) حافظ ابن رجب حنبلیؒ، ابراہیم بن عبدالواحد المقدسی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ: آپؒ ہر چہارشنبہ ظہر اور عصر کے درمیان باب الصغیر کے شہدا کے قبرستان حاضر ہوتے اور دعاء میں مشغول رہتے۔ آپؒ کا ارشاد ہے کہ: میرے علم میں "یا اللّٰہ یا اللّٰہ أنت اللّٰہ بلی و اللّٰہ أنت اللّٰہ لا إلہ إلا أنت اللّٰہ اللّٰہ و اللّٰہ أنہ لا إلہ إلا اللّٰہ" سے زیادہ جلد قبول ہونے والی کوئی دعاء نہیں ہے۔ (۷) علامہ ذہبیؒ "سیرۃ النبویہ" کے راوی اور مصر کے مُسنِد، قاضی ابوالحسن خلعی شافعیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ علامہ ابن الانماطیؒ نے فرمایا: خلعیؒ کی قبر "قرافہ" میں "انسان وجنات کے قاضی کی قبر" کے نام سے معروف اور دعاؤں کی قبولیت کے حوالے سے مشہور ہے۔ (۸)

---

۱ تذکرۃ الحفاظ: ۹۷۴/۳۔ ۲ مؤلفات الشیخ: ۱۷۴/۴۔ ۳ ذیل علی طبقات الحنابلہ: ۲۸۷/۲۔ ۴ سیر اعلام النبلاء: ۲۱۵/۱۷۔ ۵ وفیات الاعیان: ۲۷۲/۴۔

۶ سیر اعلام النبلاء: ۲۱۵/۱۷، تذکرہ ابوبکر محمد بن الحسن بن فورک اصبہانی۔ ۷ ذیل علی طبقات الحنابلہ: ۱۰۱/۲۔ ۸ سیر اعلام النبلاء: ۷۶/۱۹، ۷۷۔

مؤرخ خطیب ابراہیم حربیؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

''معروف کرخیؒ کی قبر تریاق اور (دعاؤں کی قبولیت کے لیے) مجرب ہے۔ ابوالفضل زہریؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ معروف کرخیؒ کی قبر تریاق اور (دعاؤں کی قبولیت کے لیے) مجرب ہے۔ ابوالفضل زہریؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ معروف کرخیؒ کا مزار حاجتوں کے پورا ہونے میں مجرب ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص آپؒ کی قبر کے پاس سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے، پھر اللہ سے اپنی حاجت مانگے، تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پوری کر دیتے ہیں۔ ابوعبداللہ محاملیؒ فرماتے ہیں کہ: میں ستر سال سے معروف کرخیؒ کی قبر کو جانتا ہوں جو غمزدہ و پریشان حال شخص بھی آپؒ کی قبر کا قصد کرتا ہے، اللہ ضرور اس کی پریشانی کو دُور کر دیتے ہیں۔ خطیب بغدادیؒ نے اس کے بعد ایسی کئی قبروں کا ذکر کیا، جن کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں''۔(۱)

علامہ ذہبیؒ ''سیر اعلام النبلاء'' میں رقمطراز ہیں:

نواسۂ رسول ﷺ امیر المومنین حسن بن زید بن سید کی صاحبزادی حضرت نفیسہؒ بڑی صالحہ عابدہ خاتون تھیں، آپ کی مزار کے پاس دعاء قبول ہوتی ہے؛ بلکہ تمام انبیاء وصلحاء کی قبور کے پاس، مساجد میں، عرفہ اور مزدلفہ میں، مباح سفر میں، نماز میں، تہجد کے وقت والدین کی اور کسی مسلمان کے لئے اس کی غیر موجودگی میں، اور ہر مجبور و پریشان حال کی دعاء اسی طرح مبتلائے عذاب افراد کی قبور کے پاس بھی ہر وقت اور ہر آن دعائیں قبول ہوتی ہیں؛ کیونکہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وقال ربكم ادعوني استجب لكم'' اور مانگنے والے کو مانگنے سے سوائے ضرورتِ بشری سے فراغت اور جماع وغیرہ کے وقت کے علاوہ اور کسی وقت نہیں روکا گیا۔ خصوصاً آدھی رات کو؛ نیز فرض نمازوں اور اذان کے بعد دعاء کی تاکید آئی ہے۔(۲)

امام جزریؒ نے ''حصن حصین'' میں قبولیت دعاء کے مقامات کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''کعبۃ اللہ پر نظر پڑنے کے وقت کی دعاء قبول ہوتی ہے...... مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ اور

۱؎ تاریخ خطیب: ۱/۱۲۲۔ ۲؎ سیر اعلام النبلاء: ۱۰/۱۰۷، تذکرہ نفیسہ بنت حسنؒ۔

مسجدِ اقصیٰ کے بہت سے مقامات میں، سورۂ انعام میں دو لفظ اللہ کے درمیان، طواف اور ملتزم کے پاس......اسی طرح تمام انبیاء کرام کی قبور مبارکہ کے پاس دعاء کی قبولیت کو مجرب قرار دیا۔ آپ نے ...مین کی قبروں کے پاس بھی کچھ مشہور شرطوں کے ساتھ دعاء کے مقبول ہونے کو تجربہ شدہ فرمایا''۔

علامہ شوکانیؒ، امام جزریؒ کی ایک عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (ان مقامات پر دعاؤں کی قبولیت) کی وجہ ان کے مقام ومرتبہ کو بلند کرنا اور برکت کا نازل ہونا ہے اور ہم پہلے یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ جگہ کی برکت دعاء کرنے والے پر اثر انداز ہوتی ہے؛ جیسا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول صالحین کی مجلس میں اگر کوئی دوسرا شخص آ جائے، تو وہ بھی ان پر اترنے والی برکت ورحمت سے فیضیاب ہو جاتا ہے؛ جیسا کہ حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسی جماعت ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔(۱)

امام ابوحنیفہؒ کی قبر سے امام شافعیؒ کا برکت حاصل کرنا اور وہاں دعاء کرنا

خطیب بغدادیؒ نقل کرتے ہیں کہ علی بن میمونؒ نے بیان کیا: میں نے امام شافعیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

''میں (امام شافعیؒ) امام ابوحنیفہؒ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ہر دن ان کی قبر کی زیارت کو جاتا ہوں، جب بھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے، میں دو رکعت پڑھ کر ان کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور اللہ سے اپنی ضرورت کا سوال کرتا ہوں؛ چنانچہ تھوڑی دُور بھی نہیں جاتا ہوں کہ میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے''۔(۲)

اہلِ قبر کے عذاب کا دُور ہونا اور قبروں کا روشن ہونا

مؤرخ خطیبؒ اپنی سند سے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ابو یوسف بن بختان نے فرمایا:

''جس دن امام احمدؒ کا انتقال ہوا، ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ آپؒ کی قبر پر چراغ جل رہا ہے، اس نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو کسی نے بتایا: اس شخص (احمدؒ) کے اس قبرستان میں دفن ہونے کی وجہ سے ساری قبریں روشن ہو گئیں، ان میں بعض مُردوں کو عذاب ہو رہا تھا، ان پر بھی رحم ہو گیا''۔(۳)

۱؎ تحفۃ الذاکرین:ص/۶۳۔ ۲؎ تاریخ خطیب:۱/۱۲۳۔ ۳؎ ایضاً:۱/۱۲۲۔

ابوالبرکات طلحہ بن احمد العاقولیؒ بیان کرتے ہیں کہ:

''میرا ایک دوست تھا، جس کا نام ثابت تھا، وہ بڑا ہی نیک و صالح تھا، قرآن کی تلاوت کرتا نیکیوں کا حکم کرتا برائیوں سے منع کرتا، اس کا انتقال ہوگیا، مگر میں عذر کی وجہ سے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھ سکا، میں نے خواب میں اس کو دیکھا اور سلام کیا؛ لیکن اس نے سلام کا جواب نہیں دیا اور اپنا منہ پھیر لیا، میں نے کہا: اے ثابت! تو مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہا ہے؛ حالانکہ میں اور تو دونوں دوست ہیں اور ہمارے درمیان گہری محبت ہے، اس نے کہا: تو میرا دوست ہو کر مجھ پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی؟ میں نے معذرت خواہی کی، پھر اس سے کہا: امام احمدؒ کی قبر کی بدولت تیری کیا حالت ہے؟ کیونکہ آپؒ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں، اس نے جواب دیا: امام احمدؒ کے قبرستان میں کسی کو عذاب نہیں دیا جارہا ہے''۔(۱)

امام احمدؒ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہؒ نے انتقال کے وقت وصیت کی کہ ان کو ''باب التبن'' کے قبرستان قطیعہ میں دفنایا جائے، وجہ دریافت کرنے پر فرمایا:

''مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس قبرستان میں ایک نبی مدفون ہیں اور مجھے اپنے والد محترم کے پڑوس میں دفن ہونے سے اللہ کے نبی ﷺ کے پہلوئے مبارک میں دفن ہونا زیادہ محبوب ہے''۔(۲)

خطیب بغدادیؒ اپنی سند سے ابویعلی حنبلیؒ کے واسطے سے طاہر بن ابوبکر کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

''میرے والد نے مجھ سے ایک شخص کی حکایت بیان کی (جو ابوبکر بن مالک کی خدمت میں کثرت سے حاضر ہوا کرتا تھا) کہ اس سے پوچھا گیا: مرنے کے بعد کس سرزمین کے پیوند بننا تمہیں پسند ہے؟ اس نے کہا: ''قطیعہ'' میں اور عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ بھی یہیں آرام فرما ہیں، اس کے متعلق حضرت عبداللہؒ سے سوال کیا گیا (میرا خیال ہے کہ آپؒ نے وہاں دفن کرنے کی وصیت فرمائی تھی) تو آپؒ نے فرمایا: صحیح سند سے مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ''قطیعہ'' میں اللہ کے ایک نبی مدفون ہیں اور نبی کے پہلو میں دفن ہونا مجھے میرے والد کے پہلو میں دفن ہونے سے زیادہ پسندیدہ ہے''۔(۳)

---

۱ ذیل علی طبقات الحنابلہ: ۱/۱۳۹، تذکرہ طلحہ بن احمد عاقولی۔ ۲ طبقات الحنابلہ: ۱/۱۸۸۔ ۳ تاریخ بغداد: ۱/۱۲۱۔

قبروں کی برکت سے بلائیں دُور ہو جاتی ہیں

احمد بن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں بغداد سے نکلا، تو ایک ایسے آدمی سے میرا سامنا ہوا، جس کے چہرہ سے کثرتِ عبادت کے آثار ہویدا تھے، اس نے مجھ سے کہا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: اہلِ بغداد کے فسق و فجور کو دیکھ کر مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں وہ زمین میں نہ دھنسا دیئے جائیں، اسی خوف سے وہاں سے بھاگ کر آ رہا ہوں، اس نے کہا:

''بے خوف و خطر لوٹ جاؤ؛ کیونکہ بغداد میں چار ایسے اولیاء اللہ کی قبریں ہیں، جو بلا و مصائب سے اس کے لئے پناہ گاہ ہیں، میں نے کہا: وہ اولیاء کون ہیں؟ جواب دیا: امام احمد بن حنبل، معروف کرخی، بشر حافی اور منصور بن عمار رحمہم اللہ۔ یہ سن کر میں لوٹ آیا، قبروں کی زیارت کی اور اس سال نہیں نکلا''۔(۱)

حضرت خضر علیہ السلام باحیات ہیں

حافظ ابن رجب حنبلیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''کتاب الافصاح میں عجیب و غریب نکات مذکور ہیں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جن خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تھی، بعض کہتے ہیں کہ وہ فرشتہ تھے، بعض کہتے ہیں کہ وہ انسان تھے اور یہی بات صحیح بھی ہے، پھر بعض علماء کا کہنا ہے کہ وہ نیک آدمی تھے، نبی نہیں تھے اور کچھ محققین کی تحقیق یہ ہے کہ وہ نبی تھے اور یہی قول درست ہے، ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کا کسی شخص کے دروازہ پر جا کر کچھ طلب کرنا اور دوسرے کا کام کرنا ممکن ہے، یہ بات مجھ سے محمد بن یحییٰ زبیدی نے بیان کی ہے، اس کے بعد مصنفؒ نے زبیدی کی روایت سے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھنے اور ان سے ملنے کے کئی واقعات ذکر کیے''۔(۲)

حضرت خضر علیہ السلام کا عمر بن عبدالعزیز کو نصیحت کرنا

ریاح بن عبیدۃ بیان کرتے ہیں کہ:

---

۱ تاریخ بغداد: ۱/۱۲۱۔ ۲ ذیل علی طبقات الحنابلہ: ۱/۲۷۷۔

''ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نماز کے لئے نکلے، ساتھ ایک ضعیف شخص بھی تھے، جو آپؒ کے ہاتھ کا سہارا لے کر چل رہے تھے، میں نے دل میں سوچا: یہ ایک خشک مزاج بوڑھا ہے، جب آپؒ نماز سے فارغ ہو کر گھر آئے، تو آپؒ کے پاس جا کر میں نے کہا: اللہ اس بوڑھے سے امیر المؤمنین کو پناہ میں رکھے، جو آپؒ کے ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھا، آپؒ نے فرمایا: کیا تم نے اس کو دیکھ لیا؟ میں نے کہا: ہاں! آپؒ نے ارشاد فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ تم نیک و صالح انسان ہو، وہ میرے بھائی خضر ؑ ہیں۔ میرے پاس آ کر انھوں نے یہ اطلاع دی کہ عنقریب امّت کی باگ میرے ہاتھ میں دی جائے گی اور میں ان کے درمیان عدل قائم کروں گا''۔(۱)

ابوالفرج حنبلیؒ کے تذکرہ میں علامہ ذہبیؒ تحریر کرتے ہیں:

''کہا جاتا ہے کہ آپؒ نے حضرت خضر ؑ سے دو مرتبہ ملاقات فرمائی''۔(۲)

حضرت خضر ؑ غیب کی باتوں پر مطلع ہو جاتے ہیں

علامہ ابن الجوزیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''میں نے ابو حکیمؒ کے ایک رسالہ کی پشت پر ان کی ایک تحریر دیکھی، جس میں آپؒ نے لکھا تھا: ۱۰/ رجب ۴۸۵ھ جمعہ کی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک شخص ہے، جو میرے گھر کے درمیانی حصہ میں کھڑا ہے، میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ کہا: خضر ہوں: پھر وہ کہنے لگے، موت کی تیاری کر لو، جس سے بندوں کو چھٹکارہ نہیں ہے، پھر گویا ان کو اندازہ ہو گیا کہ میں سوال کرنے والا ہوں کہ کیا وہ قریب ہے؟ وہ فوراً بولے: تمہارے ساتھیوں کی حیات کے برابر تمہاری عمر کے اب بارہ برس باقی رہ گئے ہیں، اس وقت میری عمر پینسٹھ ۶۵/ سال تھی۔ علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ: میں برابر اس خواب کی سچائی کے ظہور کا منتظر رہا...... حتی کہ ۱۳/ جمادی الاخری ۵۵۶ھ بروز چہارشنبہ ظہر کے بعد آپؒ کا انتقال ہو گیا، خواب کے حساب سے آپؒ کی زندگی کا ایک سال اور باقی تھا، تو میں نے اس کی

۱؎ سیر اعلام النبلاء: ۱۲۲/۵۔ ۲؎ ایضاً: ۵۳/۱۹۔

تاویل یہ کی کہ بارہویں سال کا صرف داخل ہونا مراد ہے، اس کی تکمیل نہیں، یا شاید آپؒ نے سال کے آخر میں خواب دیکھا اور دوسرے سال کے آخر میں آپؒ کی وفات ہوئی، یا ہوسکتا ہے کہ شمسی سال مراد ہو"۔(۱)

حضرت خضر علیہ السلام کا بھوکے کو کھانا کھلانا

حضرت مصعبؒ دن رات میں ایک ہزار رکعت پڑھتے اور ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے، آپؒ فرماتے ہیں کہ:

"ایک رات میں مسجد ہی میں رک گیا، جب کہ سارے لوگ جا چکے تھے، اسی وقت ایک صاحب نبی کریم ﷺ کے روضۂ اطہر کی طرف آئے اور دیوار سے پیٹھ لگا کر کھڑے ہوگئے، پھر یہ دعاء کی کہ: اے اللہ! بلاشبہ آپ جانتے ہیں کہ میں کل روزہ سے تھا، پھر رات آئی اور میں نے کچھ نہیں چکھا، اے اللہ! آج رات ثرید کھانے کی خواہش ہے، پس اپنے پاس سے مجھے ثرید کھلا دیجئے۔ مصعبؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے منارہ کے روشندان سے ایک کم عمر خادم کو داخل ہوتے ہوئے دیکھا، جو عام لوگوں کے خادموں کی طرح نہیں تھا، اس کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا، وہ پیالہ اس شخص کی طرف بڑھا کر اس کے سامنے رکھ دیا، کھاتے ہوئے اس شخص نے میری طرف کنکری پھینکی اور آنے کی دعوت دی، میں بھی اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا، میرا خیال تھا کہ یہ جنت کا کھانا ہے؛ اسی لئے میں اس کو ضرور کھانا چاہتا تھا، جیسے ہی میں نے اس میں سے ایک لقمہ لیا، وہ دنیا کے عام کھانوں سے ایک منفرد کھانا تھا، پھر مجھے کچھ شرم محسوس ہوئی، تو اٹھ کر اپنی جگہ چلا گیا، جب وہ شخص کھانے سے فارغ ہوگیا، تو خادم نے پیالہ لے لیا اور جہاں سے آیا تھا، وہیں سے لوٹ گیا۔ وہ شخص مڑ کر جانے لگا، تو میں بھی پیچھے ہولیا؛ تاکہ اس کو پہچان سکوں، لیکن وہ کہاں گئے مجھے کچھ پتہ نہیں چلا، تو مجھے خیال آیا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے"۔(۲)

امام احمدؒ کا حضرت خضر علیہ السلام کے ہمراہ سفر حج

ابو الطیبؒ بیان کرتے ہیں کہ: مجھ سے ابو القاسم بغویؒ نے امام احمدؒ کا یہ واقعہ نقل کیا کہ آپؒ نے بیان فرمایا:

۱ ذیل علی طبقات الحنابلہ: ۱/۲۴۰۔ تذکرہ ابو حکیم ابراہیم بن دینار۔ ۲ صفۃ الصفوۃ: ۲/۱۹۷۔

''میں ایک مرتبہ حجاج کرام کو رخصت کرنے کے لئے نکلا، تو چلتے چلتے ''ظہر القادسیہ'' تک آ گیا (یہاں) میرے دل میں بھی حج کا شوق انگڑائیاں لینے لگا، تو میں نے سوچا کہ میں حج کیسے کرسکتا ہوں؛ جبکہ میرے ساتھ صرف پانچ درہم ہیں، یا یہ فرمایا کہ میرے کپڑوں کی قیمت صرف پانچ درہم ہے (راوی کو شک ہوگیا) اس وقت ایک آدمی میرے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے ابو عبداللہ! نام تو اتنا بڑا ہے اور نیت اتنی کمزور کہ معمولی سی بات نے تمہارا راستہ روک دیا؟ میں نے کہا: بات ایسی ہی ہے۔ اس نے کہا: میرے ساتھ رہنے کا عزم ہے؟ میں نے ہاں کہا تو اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ہم دونوں قافلہ کے ساتھ چلنے لگے۔ یہاں تک کہ مغرب کا وقت ہوگیا اور ہم سواری سے اتر گئے، اس شخص نے کہا: کیا افطار کرو گے؟ میں نے جواب دیا: مجھے حاجت نہیں، اس نے مجھ سے کہا: کھڑے ہو جاؤ اور اس جگہ جو چیز بھی دیکھو اسے اٹھالے آؤ، میں وہاں گیا تو مجھے ایک طشت ملا جس میں گرم گرم روٹیاں اور سبزی تھی، ایک پیالہ تھا، جس میں ہڈیاں تھیں، جو پک رہی تھیں اور پانی سے بھرا ہوا ایک مشکیزہ تھا، میں لے آیا۔ وہ شخص کھڑا نماز پڑھ رہا تھا، اس نے تھوڑی دیر میں نماز ختم کی اور کہا: اے ابو عبداللہ! کھاؤ میں نے کہا: اور تم؟ اس نے جواب دیا: کھاؤ اور مجھے میری حالت پر چھوڑ دو، میں نے کھانا کھالیا اور جو بچ گیا تھا، اس کو اٹھا کر رکھنے لگا، اس نے کہا: اے ابو عبداللہ! یہ غذا ہے اس کو جمع کر کے نہیں رکھا جاتا، اس شخص کے ساتھ میرا یہی طریقہ رہا، ہم حج سے فارغ ہوگئے اور میری غذا اسی طرح تھی، یہاں تک کہ ہم واپس اسی مقام پر آ گئے جہاں سے اس شخص نے مجھے ساتھ لیا تھا اور مجھے وہاں چھوڑ کر وہ چلا گیا۔ ابو الطیبؒ نے بغویؒ سے پوچھا: اس شخص کو جانتے ہو؟ بغویؒ نے فرمایا: میرا گمان ہے کہ وہ حضرت خضر ؑ ہیں۔ (۱)

ہندوستانی جنات کا امام احمدؒ کے دورِ ابتلاء میں جنت کے پانی کے ذریعہ علاج کرنا

فوزانؒ بیان کرتے ہیں کہ:

۱؎ طبقات الحنابلہ: ۱/۱۹۱، تذکرہ عبداللہ بن محمد ابی القاسم بن بنت احمد بن منیع۔

''ابوعبداللہ (امام احمدؒ) کو جب جیل میں کوڑوں سے مارا گیا، تو کچھ دیر بعد ایک نوجوان آپؒ کے پاس آیا، اس کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی، جس میں مشک جیسا خوشبودار پانی تھا؛ جبکہ تیسرے روز امام احمدؒ کے جسم پر ماروں کے نشانات اُبھر آئے تھے اور سخت تکلیف تھی، اس نوجوان نے کہا: میں آپؒ کو اللہ کی قسم دے کر درخواست کرتا ہوں کہ مجھے آپ علاج کرنے دیجئے، امام احمدؒ نے اس کو اجازت دیدی، اس نوجوان نے آپؒ کے بدن پر پانی بہایا اور اس کو مل دیا، تب ہی درد سے سکون مل گیا۔ جب داروغہ جیل نے یہ منظر دیکھا، تو وہ نوجوان کے پیچھے ہولیا اور اس سے عرض کیا: اس میں سے کچھ پانی مجھے بھی دیدو، نوجوان نے جواب دیا: یہ بات بالکل درست نہیں ہے؛ کیونکہ یہ جنت کا پانی ہے، جس کو ہندوستان کی سرزمین میں آدم علیہ السلام کے بعد اتارا گیا، میرا تعلق اسی سرزمین کے جنوں سے ہے یہ کہہ کر وہ نوجوان غائب ہو گیا اور داروغہ ہانپتا کانپتا واپس ہوا''۔ (۱)

ایک بزرگ کا پانی پر چلنا

حافظ ابن رجب حنبلیؒ کا بیان ہے کہ میں نے علامہ ذہبیؒ کی ایک تحریر پڑھی، جس میں آپؒ رقمطراز ہیں:

''میں نے ایک رفیق ابوطاہر احمد دریبیؒ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے شیخ ابراہیم بن احمد بن حاتمؒ کے ہمراہ شیخ الاسلام موفق الدینؒ کی قبر کی زیارت کی۔ آپؒ نے شیخ فقیہ محمد یونینی کا یہ قول سنایا کہ: شیخ موفقؒ پانی پر چلا کرتے تھے''۔

کتائب بن احمد بن مہدی بانیاسیؒ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں؛ جبکہ شیخ الاسلام موفق الدینؒ کی وفات کو چند روز گزرے تھے کہ ایک روز میں نے شیخ موفقؒ کو نہر کے کنارے وضو کرتے دیکھا۔ جب آپؒ وضو کر چکے تو کھڑاؤں ہاتھ پر لئے اور پانی پر چلتے ہوئے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے، پھر کھڑاؤں پہن کر اپنے بھائی ابوعمر کے مدرسہ کو تشریف لے گئے۔ اس کے بعد کتائب اللہ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ: میں جھوٹ کیوں بولوں میں نے ان کو (پانی پر چلتے) دیکھا ہے؛ لیکن ان کی حیات میں اس کا اظہار نہیں کیا، کتائب سے کسی نے پوچھا: کیا تمہارے اور شیخ کی نظر پڑی؟ آپ نے جواب دیا: نہیں پڑی، اس وقت وہاں کوئی دوسرا شخص موجود نہیں تھا اور وہ ظہر کا وقت تھا، پھر آپؒ سے دریافت کیا گیا: کیا شیخ کے دونوں پیر پانی میں ڈوب رہے تھے؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ ایسا معلوم ہو رہا تھا، گویا کہ آپؒ زمین پر چل رہے تھے۔ (۲)

۱؎ طبقات الحنابلہ: ۱/۱۹۵، تذکرہ عبداللہ بن محمد۔ ۲؎ ذیل علی طبقات الحنابلہ: ۲/۱۳۸۔

ہواؤں میں اڑنا اور عالم میں تصرفات کرنا

ابوالحسن بن حمدان جراحی بیان کرتے ہیں کہ: ایک مرتبہ مجھے ایسا سخت مرض لاحق ہوا کہ میرے اعضاء خود بخود سکڑنے لگے اور مجھ پر سات دن ایسی حالت میں گزرے کہ میں حرکت بھی نہیں کرسکتا تھا (حتیٰ کہ) میں موت کی تمنا کرنے لگا۔ ایک دن عشاء کے وقت شیخ موفقؒ میرے پاس آئے اور آیت کریمہ ''وننزل من القرآن ماهو شفاء ورحمة للمؤمنين'' پڑھ کر میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرا، میں نے بڑا آرام محسوس کیا اور فوراً کھڑا ہو کر باندی سے کہا: شیخ کے لئے دروازہ کھول دے، شیخ نے فرمایا: میں جہاں سے آیا ہوں، وہیں سے چلا جاؤں گا (یہ کہہ کر وہ) میری نگاہوں سے غائب ہوگئے، میں اسی وقت وضوگاہ کی طرف گیا، جب صبح ہوئی تو میں جامع مسجد گیا اور شیخ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی، نماز کے بعد ان سے مصافحہ کیا۔ شیخ نے میرا ہاتھ دباتے ہوئے فرمایا: کسی کے سامنے (رات کے واقعہ کا) اظہار مت کرو، میں نے کہا: میں کہوں گا ضرور کہوں گا۔ دمشق کی جامع مسجد کے منتظمین کا بیان ہے کہ: شیخ جامع مسجد میں رات گذارتے تھے، آپ کیلئے دروازے کھولے جاتے اور آپ باہر جاتے، پھر واپس آتے اور دروازے اسی طرح بند کردیے جاتے۔ (۱)

زمینی اُمور کے ذمہ داران

شیخ عمادالدین مقدسیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالجبار نے بیان کیا کہ ان کی اہلیہ عائشہ بنت خلف ابن راجح نے ان سے اپنا خواب ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ: میں نے خواب میں سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے: عماد سے کہو کہ وہ تمہارے حق میں دعاء کرے، یقیناً وہ ان سات افراد میں سے ہے، جن سے زمین کا نظام قائم ہے۔ (۲)

شیخ مرداوی کی روٹی سے ایک اندھے کا بینا ہونا

علامہ یوسف بن عبدالہادی، یوسف بن محمد مرداوی حنبلیؒ کے تذکرہ میں آپؒ کا یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مصر کا ایک قاصد قضاء کے کچھ کاغذات لے کر آپ کے گھر آیا، اس سے کہا گیا کہ وہ اس وقت روٹی پکانے کے لئے گئے ہوئے ہیں، تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لائے آپ کے سر پر ایک طشت تھا، آپؒ نے وہ طشت آگے کیا اور دو روٹیاں اس قاصد کو دے دیں، اس کو بہت غصہ آیا اور یہ کہتے ہوئے وہ روٹیاں لے لیں کہ میں ان کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنے سے پہلے نہیں کھاؤں گا، یہ کہہ کر وہ ان دو روٹیوں کو لے کر مصر چلا گیا، کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد اس کو بھوک محسوس ہوئی، اس نے

۱؎ ذیل علی طبقات الحنابلۃ: ۲/ ۱۳۸۔ ۲؎ ایضاً: ۲/ ۱۰۳۔

ایک روٹی کھائی اور دوسری روٹی لے کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ بیان کر دیا، بادشاہ نے اس کو سو دینار دیئے اور یہ کہا کہ اگر تو دوسری روٹی بھی لے آتا، تو میں تجھے اور سو اشرفیاں دیتا، ایک مدت کے بعد یہ قاصد اندھا ہو گیا، بادشاہ نے جب اس کے بارے میں دریافت کیا، تو کسی نے بتایا کہ وہ نابینا ہو گیا ہے، بادشاہ کے حکم پر اس کو حاضر کیا گیا، بادشاہ نے اس روٹی کے ایک ٹکڑے کا چورہ بنا کر اس کی آنکھوں میں لگایا، جس سے وہ فوراً اچھا ہو گیا، بادشاہ نے کہا: یہ اس روٹی کا سرمہ ہے جو تو لے کر آیا تھا۔(۱)

امام احمدؒ کے گھر سے چیونٹیوں کا نکلنا

حضرت عبداللہ (صاحبزادۂ امامؒ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے والد محترم کو دیکھا کہ آپ چیونٹیوں کو گھر سے نکالنے کے لئے تحریج کر رہے تھے، میں نے دیکھا کہ ساری چیونٹیاں چلی گئیں، اس کے بعد دوبارہ نظر نہیں آئیں۔(۲)

کلام کے ذریعہ قفل کھولنا

علی بن سہلؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معینؒ کو عفانؒ کے پاس دیکھا، آپؒ کے ساتھ امام احمد بن حنبلؒ بھی تھے، عفانؒ نے فرمایا: آج ہمارے پاس حدیث نہیں ہے۔ یحییٰ بن معینؒ نے کہا: کیا آپ کی مراد احمد بن حنبلؒ ہیں؛ حالانکہ وہ آپ کے پاس آ چکے ہیں؟ عفانؒ نے فرمایا: دروازہ مقفل ہے پاس باندی بھی نہیں ہے۔ یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا: میں کھول دیتا ہوں، یہ کہہ کر یحییٰ بن معینؒ نے قفل پر کچھ پڑھا اور دروازہ کھول دیا، عفانؒ نے ارشاد فرمایا: کیا آپ بغیر چابی کے بھی قفل کھول سکتے ہیں؟ پھر آپؒ نے حدیث بیان کی۔(۳)

موت سے پہلے عمر بن عبدالعزیزؒ کا فرشتوں کو دیکھنا

لیث بن ابی رقیہؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا:

"مجھے بٹھاؤ لوگوں نے آپؒ کو بٹھا دیا، آپؒ نے تین بار فرمایا: میں وہی بندہ ہوں جس کو آپ نے حکم دیا، میں نے کوتاہی کی، آپ نے مجھے منع فرمایا میں نے نافرمانی کی؛ لیکن لا الہ الا اللہ۔ پھر ایک ہی جگہ اپنی نگاہوں کو مرکوز کرتے ہوئے فرمایا: میں سبز قسم کی چیز دیکھ رہا ہوں، جو نہ انسان ہے اور نہ جن پھر آپ کی روح پرواز کر گئی، اسی طرح کا واقعہ ابو یعقوب خطابیؒ نے سری بن عبیداللہ سے نقل کیا ہے"۔(۴)

(۱) ذیل علی طبقات ابن رجب: ص/۱۱۱۔ (۲) سیر اعلام النبلاء: ۱۱/۲۱۸۔ (۳) ایضاً: ۱۱/۱۹۱۔ (۴) ایضاً: ۵/۱۳۱۔

فرشتوں کا نظر آنا

حافظ ابن رجب حنبلیؒ تحریر کرتے ہیں کہ میں نے ابوالمظفر یحییٰ بن محمد وزیر کو یہ کہتے سنا کہ:

''میں ایک روز آنکھیں بند کئے چھت پر درود پڑھتا بیٹھا تھا کہ اچانک میری نظر ایک سفید کاغذ پر پڑی، جس میں کالی روشنائی سے وہ ذکر لکھا ہوا تھا جو میں کر رہا تھا؛ جیسے ہی میری زبان سے اللّٰھم صل علیٰ محمد نکلتا فوراً ایک لکھنے والا وہی الفاظ لکھ دیتا، میں نے دل میں کہا: ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ لوں؛ جیسے ہی میں نے آنکھیں کھولیں کوئی شخص میری دائیں جانب سے اچھل کر چلا گیا میری نظر اس کے کپڑوں کی سفیدی پر پڑی، وہ حد درجہ سفید اور بھڑکیلے تھے''۔(۱)

آسمان کے کھلے ہوئے دروازہ کو دیکھنا

یحییٰ بن محمد وزیر اپنی کتاب ''الافصاح'' میں نقل کرتے ہیں کہ: میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ شب قدر اخیر عشرہ کی راتوں میں بدلتی رہتی ہے، مجھ سے ایک قابل اعتماد شخص نے بیان کیا کہ انھوں نے شب قدر ستائیسویں شب کو دیکھی۔ امیر المؤمنین المقتفی لامراللہ نے مجھے بتایا کہ انھوں نے بھی شبِ قدر کا مشاہدہ کیا، میرا مشاہدہ یہ ہے کہ (ایک رمضان میں) جمعہ کی رات اور اکیسویں شب تھی، میں شبِ قدر کی تلاش میں ذکر اللہ میں مشغول تھا، اس رات میں صبح تک نہیں سویا، جب سحر کے وقت کھڑا ہوا، تو میں نے آسمان میں قبلہ کی دائیں جانب ایک چوکور کھلا ہوا دروازہ دیکھا، میرا اندازہ یہ تھا کہ وہ حضور ﷺ کے حجرہ شریفہ کے اوپر ہے، میں تقریباً سو آیات پڑھنے کی مقدار تک اس کو برابر دیکھتا رہا، وہ دروازہ ویسا ہی کھلا ہوا رہا؛ حتیٰ کہ جب میں طلوع فجر کو معلوم کرنے کے لئے اپنی بائیں طرف سے مشرق کی طرف جھانکا، تو اس وقت فجر کا وقت شروع ہو چکا تھا، میں پھر اس دروازہ کی طرف متوجہ ہوا، تو وہ غائب ہو گیا تھا، یہ واقعہ میرے نزدیک ان حقائق میں سے ہے جن کا میں نے خود مشاہدہ کیا ہے۔(۲)

شیخ عمادالدین کا تصرف

حافظ ابن رجب حنبلیؒ شیخ عمادالدین مقدسیؒ کے تذکرہ میں رقمطراز ہیں کہ:

---

۱ ذیل علی طبقات الحنابلہ: ۱/۲۷۵۔ ۲ ایضاً: ۱/۲۷۶۔

''ایک روز میں بڑے بازار میں شیخ عمادؒ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا کہ ستار بجانے کی آواز کان میں پڑی، ہم ستار بجانے والے کے پاس گئے، وہاں پہنچ کر شیخ نے ''لاحول ولاقوۃ إلا باللہ العلي العظیم'' پڑھا اور اپنی آستین کو زور سے جھٹکا، میں نے دیکھا کہ ستار بجانے والا گرا اور اس کا ستار ٹوٹ گیا، ستار والے سے کہا گیا: یہ کیا ہوا؟ اُس نے جواب دیا: مجھے نہیں معلوم (کہ کیا ہوا)''۔(۱)

رازہائے دل پر واقفیت

حافظ ضیاءؒ نے ایک کتاب میں ارضِ مقدسہ کے مشائخ و بزرگان دین کی کرامتوں کے واقعات بیان کئے ہیں، اس کتاب کی ایک فصل میں شیخ عمادؒ کی کرامات نقل کیں جس کو میں نے ان کی ایک تحریر میں پڑھا۔ حافظ ضیاءؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مستجاب الدعاء شیخ ابو احمد نصر بن محمد مرداویؒ سے سنا کہ:

''ایک دن شیخ عمادؒ ہمارے پاس آئے، میں آپ سے بہت سوالات کرنا چاہتا تھا؛ لیکن حیا مانع تھی اچانک آپؒ ہی میرے تمام سوالات کے جوابات دینے لگے''۔

ابوالحسن بن مشرق عطارؒ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک رات مجھے غسل کی حاجت ہوگئی، جس کی وجہ سے مجھ سے فجر کی نماز فوت ہوگئی، میں نے غسل کیا اور دن میں اس کی قضاء پڑھ لی، پھر جب ظہر کی نماز میں حاضر ہوا، تو شیخ عمادؒ التحیات میں تھے، میں نے نماز پڑھی، پھر آپ کو سلام کیا۔ آپؒ نے فرمایا اے شخص! ایک دن تجھ سے دو نمازیں فوت ہوگئیں، میں نے کہا: شیخ میں تائب ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر کے کسی فرد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے کبھی لباس کی ضرورت پڑتی، یا کسی چیز کے کھانے کی خواہش پیدا ہوتی اور مجھے اس کا پتہ معلوم نہ ہوتا، تو شیخ عمادؒ خود میری ضرورت اور خواہش کی وہ چیز میرے پاس بھیج دیتے''۔(۲)

مرد وعورت کی پوشیدہ باتوں پر اطلاع

ابوالربیع سلیمان بن ابراہیم الاسعردیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ:

(۱) ذیل علی طبقات الحنابلۃ: ۲/ ۱۰۰، ۱۰۱۔ (۲) ایضاً: ۲/ ۱۰۱۔

''ایک روز وہ اور کچھ حضرات مسجد میں شیخ عمادؒ کے پاس تھے، آپؒ نے ایک آدمی سے فرمایا: مسجد کے پیچھے جو مرد اور عورت ہے ان کے پاس جاؤ اور ان کو وہاں سے بھگا دو، وہ شخص وہاں گیا ایک آدمی اور عورت آپس میں بات چیت کر رہے تھے، اس نے ان دونوں کو علیحدہ کر دیا''۔(۱)

دلی خیالات کا کشف اور علامہ ابن تیمیہؒ کی تائید

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ شیخ عزالدین احمد بن ابراہیم فاروقیؒ نے مجھ سے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا یہ قول نقل کیا کہ آپؒ نے فرمایا:

''میں نے ایک مرتبہ علم کلام پڑھنے کا ارادہ کیا؛ لیکن کتابوں کے متعلق بڑا متردد تھا کہ امام الحرمین کی الارشاد پڑھوں، یا شہرستانی کی نہایۃ الاقدام کا مطالعہ کروں، یا کسی دوسری کتاب کی ورق گردانی کروں (اسی اثناء میں) اپنے ماموں کے ہمراہ نجیبؒ کے پاس گیا، وہ اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے۔ شیخ سہروردیؒ بیان کرتے ہیں کہ شیخ جیلانیؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے عمر! قبر کا توشہ کیا ہے؟ قبر کا توشہ کیا ہے۔ میں فوراً اس ارادہ سے باز آ گیا، شیخ تقی الدینؒ فرماتے ہیں میں نے یہ واقعہ شیخ موفق الدین بن قدامہ مقدسیؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک جگہ لٹکا ہوا دیکھا''۔(۲)

ابن تیمیہؒ کا لوح محفوظ کو دیکھ کر غیب کی باتوں کی خبر دینا

علامہ ابن القیم جوزیؒ فرماتے ہیں کہ:

''علامہ ابن تیمیہؒ نے ۶۹۹ء میں اپنے اصحاب کو شام میں تاتاریوں کے داخل ہونے اور مسلمانوں کے لشکر کے شکست کھانے کی خبر دے دی تھی اور یہ بھی بتلا دیا تھا کہ دمشق قتل اور اندھا دھند گرفتاریوں سے محفوظ رہے گا؛ البتہ لشکر اور مال کا نقصان ہوگا، یہ پیش قیاسی تاتاریوں کی یورش سے پہلے ہی کی تھی''۔

اس کے بعد پھر ۷۰۲ھ میں جبکہ تاتاری شام کی طرف بڑھ رہے تھے، اس وقت عام لوگوں اور امراء و حکام کو خبر دی

---

۱ ذیل علی طبقات الحنابلہ:۲/۱۰۲۔ ۲ ایضاً:۱/۲۹۶۔

تاتاری شکست کھائیں گے اور مسلمان فوج کامیاب وفتح مند ہوگی اور اس پر آپؒ نے ستر سے زیادہ بار قسم کھائی، کسی نے کہا: حضرت انشاء اللہ کہیے، آپؒ نے فرمایا: ان شاء اللہ تحقیقاً نہ کہ تعلیقاً (یعنی اگر اللہ چاہے تو ایسا ہوگا نہیں بلکہ اللہ ایسا ہی کریں گے) علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ میں نے آپؒ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جب لوگوں نے اس پر بہت اصرار کیا، تو میں نے کہا: اصرار مت کرو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے کہ وہ اس مرتبہ ضرور شکست فاش کھائیں گے اور مدد ونصرت مسلمان فوجوں کے قدم چومے گی۔(۱)

علامہ ابن تیمیہؒ اور غیبی باتوں کی اطلاع

علامہ ابن قیم جوزیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''جب علامہ ابن تیمیہؒ کے خلاف پورے ماحول کو گرم کر دیا گیا اور آپؒ کو شہید کرنے کے ارادہ سے مصر بلایا گیا، تو متعلقین ومتعلمین آپؒ کو رخصت کرنے کیلئے اکٹھے ہوئے اور عرض کیا: مسلسل خطوط آ رہے ہیں کہ پوری قوم آپؒ کے قتل کے درپے ہے، آپؒ نے فرمایا: اللہ کی قسم وہ مجھے کبھی قتل نہیں کر سکیں گے۔ لوگوں نے پوچھا: تو کیا آپؒ قید کر دیئے جائیں گے؟ آپؒ نے جواب دیا: ہاں! اور میری قید کا زمانہ طویل ہوگا، پھر میں رہا ہو جاؤں گا اور علی الاعلان پوری جرأت کے ساتھ قرآن وحدیث کی تعلیمات پیش کروں گا۔ میں نے اپنے کانوں سے آپؒ کے یہ الفاظ سنے''۔

جب آپؒ کا ایک جانی دشمن جس کا لقب جاشنکیر ہے، حاکم بنا اور لوگوں نے آپؒ کو اس کے حاکم بننے کی خبر دیتے ہوئے اس اندیشہ کا اظہار کیا کہ اب وہ آپؒ کے متعلق اپنے ناپاک ارادہ کو عملی جامہ پہنائے گا (یہ سن کر) آپ سجدہ میں گر گئے۔ آپؒ سے سجدہ کرنے کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: جاشنکیر کا حاکم بننا اس کی ذلت کی ابتداء اور عزت سے محرومی کا زینہ ہے اور اس کی حکومت کا زوال، بہت قریب آ چکا ہے، پوچھا گیا یہ کب ہونے والا ہے؟ فرمایا: وہ قرط پر اپنے لشکر کے گھوڑوں کو ابھی نہیں باندھے گا کہ اس کی سلطنت فنا ہو جائے گی؛ چنانچہ آپؒ نے جس طرح خبر دی تھی اسی طرح ہوا اور یہ بات میں نے خود سنی ہے۔

اور ایک مرتبہ آپؒ نے فرمایا:

---

(۱) مدارج السالکین شرح منازل السائرین: ۲/۲۸۳۔

''میرے پاس میرے دوست احباب اور دیگر ایسے لوگ آتے ہیں کہ میں ان کے چہروں اور آنکھوں میں ایسے آثار دیکھتا ہوں، جن کو میں ان کے سامنے ذکر نہیں کرتا، میں نے یا کسی دوسرے شخص نے عرض کیا: اگر آپ ان کو مطلع کردیں (تو بہتر ہوگا) آپؒ نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں بھی امراء کے کاہنوں کی طرح ایک کاہن بن جاؤں، ایک دن میں نے آپ سے درخواست کی اگر آپ ہمارے ساتھ یہی طرز اختیار کریں تو اصلاح اور استقامت میں زیادہ معاون ثابت ہوگا۔ آپ نے فرمایا: تم میرے ساتھ اس طرح ایک ہفتہ یا ایک مہینہ بھی نہیں گذار سکو گے، آپؒ نے ایک سے زیادہ مرتبہ میرے ان قلبی عزائم پر مجھے متنبہ فرمایا جو میں نے صرف اپنے دل میں رکھے تھے کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا تھا، آپؒ نے مستقبل میں رونما ہونے والے کئی بڑے واقعات وحادثات کے بارے میں وقت کا تعین کئے بغیر پہلے سے ان کی اطلاع دیدی تھی، جن میں سے کچھ واقعات کو تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور بقیہ کے ظہور کا منتظر ہوں اور آپ کے صف اول کے اصحاب نے جن باتوں کا مشاہدہ کیا، وہ میرے مشاہدات سے کئی گنا زیادہ ہیں''۔(۱)

علامہ ابن تیمیہؒ کا خیالات اور غیبی اُمور پر مطلع ہونا

حافظ عمر بن علی بزارؒ (۲) رقمطراز ہیں: کئی ثقہ حضرات نے مجھ سے علامہؒ کی کرامات کا اپنا ذاتی مشاہدہ بیان کیا۔ اختصار کے ساتھ یہاں چند واقعات تحریر کرتا ہوں: سب سے پہلے اپنے مشاہدات میں سے دو واقعے سپرد قلم کر رہا ہوں:

''ایک دفعہ میرے اور ایک عالم ساتھی کے درمیان کچھ مسائل پر بحث وتکرار ہوگئی، جس میں گفتگو طول پکڑ گئی، ہم ہر مسئلہ میں یہ کہہ کر بات ختم کرنے لگے کہ اس مسئلہ میں علامہ ابن تیمیہؒ کی طرف رجوع کریں گے اور آپ جس قول کو ترجیح دیں، اسے اختیار کریں گے۔ اتنے میں علامہؒ تشریف لے آئے، جب ہم لوگوں نے پوچھنا چاہا، تو ہمارے سوال سے پہلے آپؒ ہی نے ہمارے موضوع بحث مسئلہ کو بالترتیب نہ صرف یہ کہ بیان کیا، ہمارے پیش کردہ اکثر دلائل کو بھی ذکر کرنا شروع کردیا، آپؒ علماء کے اقوال بھی پیش

---

۱ مدارج السالکین شرح منازل السائرین: ۲/۴۸۳۔ ۲ كتاب الأعلام العلية في مناقب ابن تيمية: ص/۵۶۔

کرتے جاتے اوران میں سے دلیل کی رو سے راجح قول کوترجیح بھی دیتے جاتے ؛حتی کہ ہمارے آخری سوال تک آپ پہنچ گئے ، پھر آپؒ نے ہمارا یہ ارادہ بھی بیان کر دیا کہ ہم آپ سے معلومات کرنا چاہ رہے تھے۔ میں میرا دوست اور تمام حاضرین تعجب و حیرت میں پڑ گئے کہ کس طرح آپؒ نے ہمیں یہ سب بتادیا اور اللہ تعالیٰ نے آپؒ پر ہمارے ارادوں کوظاہر کر دیا''۔

جن دنوں میں میں آپؒ کی خدمت میں رہتا تھا، ان ایام میں کسی مسئلہ سے متعلق کوئی بات میرے ذہن میں آتی ،تو ابھی وہ خیال پورا بھی نہیں ہوتا تھا کہ آپؒ وہ شبہ ذکر کرتے اور کئی طرح سے اس کا جواب دیدیتے تھے۔ قاری شیخ صالح احمد بن جر یحیٰؒ نے مجھے اپنا واقعہ سنایا کہ:

''ایک مرتبہ میں نے دمشق کا سفر کیا، اتفاق سے جب میں دمشق پہونچا، تو میرے پاس خرچہ بالکل نہ تھا اور نہ وہاں میری کسی سے جان پہچان تھی ،ایک دن میں حیران و پریشان دمشق کی گلیوں میں پھر رہا تھا کہ ایک شخص دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور سلام کیا، میرے چہرہ کو دیکھ کر مسکرایا اور یہ کہتے ہوئے ایک تھیلی میرے ہاتھ میں تھمادی، جس میں کھرے درہم تھے کہ ان روپیوں کو خرچ کر و اور اپنے دل کو تمام اندیشوں سے فارغ کرلو، اللہ تعالیٰ تمہیں ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ یہ کہہ کر اُلٹے پاؤں لوٹ گیا گویا کہ صرف میرے لئے ہی آیا تھا، میں نے اس کو دعائیں دیں اور اس سے مجھے بے انتہا خوشی ہوئی، میں نے وہاں کے لوگوں میں سے ایک شخص سے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ اس نے کہا: تم ان کو نہیں پہچانتے یہ ابن تیمیہؒ ہیں، ایک طویل زمانہ سے میں آپ کی یہی عادت دیکھ رہا ہوں۔ دمشق جانے کا میرا سب سے بڑا مقصد آپؒ ہی سے ملاقات تھی، مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو مجھ پر اور میری حالت پر مطلع فرمادیا، اس کے بعد میں جب تک دمشق میں رہا کسی کا محتاج نہیں بنا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فتوحات کا ایسا دروازہ کھولا، جس کا مجھے گمان بھی نہیں تھا، کچھ دنوں بعد میں ملاقات اور سلام کے ارادہ سے آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپؒ نے میرا بڑا اکرام کیا اور دیر تک میری خیریت پوچھتے رہے''۔

حافظ بزارؒ لکھتے ہیں کہ قاری، عالم شیخ تقی الدین عبداللہ بن شیخ احمد بن سعیدؒ نے مجھ سے بیان کیا کہ: جن دنوں علامہ ابن تیمیہؒ مصر میں قیام پذیر تھے، میں نے وہاں کا سفر کیا، جب میں وہاں پہونچا، تو رات کا وقت تھا اور بڑا تھکا ہوا اور بیمار تھا، ایک مقام پر میں اتر گیا، تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے سنا کہ ایک شخص کنیت کے ساتھ میرا نام پکار رہا ہے، میں نے اس کو جواب دیا؛ حالانکہ میں بڑا نحیف وکمزور ہوگیا تھا، فوراً ہی علامہؒ کے شاگردوں کی ایک جماعت میرے پاس آئی، جن میں سے بعض سے میں نے دمشق میں ملاقات کی تھی، میں نے کہا: میرے آنے کی تم کو کیسے اطلاع ہوئی، میں تو اسی گھڑی اترا ہوں، انھوں نے کہا کہ:

> ''علامہؒ نے ہم کو خبر دی کہ تم آئے ہوئے ہو اور بیمار ہو اور ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم جلد سے جلد تمہیں لے آئیں، نہ ہم نے کسی کو آتے ہوئے دیکھا نہ (اس کے علاوہ) ہمیں کچھ بتایا، تو میں نے جان لیا کہ یہ شیخ ابن تیمیہؒ کی کرامت ہے''۔

عبداللہ بن شیخ احمدؒ نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ دمشق کے قیام کے دوران میں بیمار ہوگیا۔ ایک مرتبہ مرض اتنا بڑھ گیا کہ اٹھنا بیٹھنا بھی مشکل ہوگیا، مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ میں نیم بیہوش اور تیز بخار میں تپ رہا تھا، اس وقت علامہ ابن تیمیہؒ میرے سرہانے تھے۔

> ''آپؒ نے میرے لئے دعاء کی اور فرمایا: عافیت مل گئی؛ چنانچہ مجھے افاقہ ہوگیا، صحت ہوگئی اور میں شفایاب ہوگیا''۔

قاری مطرز زردوز شیخ ابن عمادالدینؒ نے عبداللہ بن شیخ احمدؒ سے بیان کیا کہ: ایک دفعہ میں علامہ ابن تیمیہؒ کے پاس گیا، اس وقت میرے پاس خرچہ تھا، میں نے آپؒ کو سلام کیا، آپؒ نے جواب دیا: مرحبا کہا، مجھے اپنے قریب بٹھایا اور یہ نہیں پوچھا کہ تمہارے ساتھ خرچہ ہے یا نہیں ہے۔ چند دنوں بعد میری رقم ختم ہوگئی اور میں نے آپؒ کے پیچھے نماز ادا کرنے کے بعد لوگوں کے ساتھ مجلس سے نکلنے کا ارادہ کیا تھا کہ آپؒ نے روک لیا اور ان سے ہٹا کر مجھے بٹھالیا، جب مجلس برخاست ہوئی، تو مجھے دراہم کی ایک مقدار دی اور فرمایا: تمہارے پاس اب خرچ نہیں ہے، ان دراہم کو استعمال کرو، مجھے بڑا تعجب ہوا اور یقین ہوگیا کہ پہلی مرتبہ جب میرے پاس خرچہ تھا اور جب وہ ختم ہوگیا اور مجھے رقم کی ضرورت پڑی تو اللہ نے آپؒ پر منکشف کردیا۔

نیز ایک ایسے شخص نے مجھے بتایا، جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا کہ جب مغلوں نے دمشق وغیرہ پر حملہ کرنے کے لئے شام پر چڑھائی کی تو دمشق میں زبردست زلزلہ آیا، جس سے لوگ دہشت زدہ ہوگئے۔ ایک جماعت آپ کے پاس آکر مسلمانوں کے لئے دعاء کرنے کی درخواست کی۔ آپؒ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا:

''خوشخبری سن لو کہ تین دن بعد فلاں دن اللہ کی نصرت تمہارے پاس آئے گی اور تم بہت سے سروں کو ایک دوسرے پر پڑے ہوئے دیکھو گے۔ وہ شخص کہتے ہیں کہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یا جن الفاظ میں انھوں نے قسم کھائی۔ علامہ ابن تیمیہؒ کی خبر کے مطابق صرف تین دن گزرے تھے کہ دمشق کے باہر ہم نے ان تاتاریوں کے سروں کو ایک دوسرے پر اسی طرح پڑے ہوئے دیکھا جیسا شیخ نے کہا تھا''۔

نیک دل، صاحب تقویٰ بزرگ عثمان بن احمد بن عیسٰی نساج نے مجھے بتایا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ہر ہفتہ دمشق کے دواخانہ میں جا کر بیماروں کی عیادت کرتے تھے، اپنی عادت کے مطابق ایک مرتبہ آپؒ دواخانہ تشریف لے گئے، مریضوں کی عیادت کرتے ہوئے ایک نوجوان تک پہونچے، اس کے لئے دعاء صحت کی وہ فوراً صحت یاب ہوگیا اور سلام کرنے کی غرض سے شیخ کے پاس آیا۔

''جب آپؒ نے اس کو دیکھا، تو خندہ روئی سے ملے اس کو قریب کیا اس کو کچھ رقم دی اور فرمایا: اللہ نے تجھ کو شفا دیدی ہے، تو اللہ سے عہد کر کہ جلد سے جلد اپنے شہر کو لوٹ جائے گا، کیا یہ اچھی بات ہے کہ اپنی بیوی اور چار بیٹیوں کو لاوارث چھوڑ کر تو یہیں رہ جائے؟ اس نوجوان نے آپؒ کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور عرض کیا: اے میرے آقا! میں آپؒ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں، آپ نے مجھے جو باتیں بتائیں اس سے مجھے بڑی حیرت ہوئی، میں ان کو بغیر نان ونفقہ دیئے چھوڑ کر چلا آیا تھا اور میری حالت کی خبر دمشق میں کسی کو نہ تھی''۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سلسلۂ قادریہ کے حضرات صوفیاء میں تھے

پروفیسر جارج مقدسی نے ابن تیمیہؒ کے بارے میں تین مقالات لکھے۔ ان میں ایک مقالہ اس موضوع پر ہے کہ ابن تیمیہؒ سلسلۂ قادریہ کے ایک صوفی تھے، یہ مقالہ مجلہ دی امریکن (۱) میں موجود ہے اور اس سلسلہ میں انھوں نے دلیل کے طور پر دو باتیں پیش کیں، پہلی بات یہ ہے کہ آپؒ کے اساتذہ قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں، جن میں سب سے پہلے موفق الدین ابن قدامہؒ ہیں، جو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے براہ راست شاگرد اور بغداد کے مدرسۂ قادریہ کے فارغ التحصیل ہیں، اسی طرح انھوں نے اس بات کو بھی اپنا مستدل بنایا کہ علامہ ابن تیمیہؒ اپنی کتابوں میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا تذکرہ بڑے احترام اور عظمت کے ساتھ کرتے ہیں اور اپنے رسائل وکتب میں شیخ جیلانیؒ کو انہیں القاب سے یاد کرتے ہیں، جن القاب سے وہ

۱؎ دی امریکن جرنل آف عربک اسٹڈیز: ص/۱۱۸، ۱۲۹، شائع شدہ ۱۹۷۳ء۔

امام احمدؒ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ایک جگہ آپؒ رقمطراز ہیں:

”آپؒ قطب العارفین اور ہمارے شیخ ابو محمد ہیں، اللہ آپ کی روح کو پاک وصاف کرے، اپنے دَور میں شریعت کی پابندی کا حکم کرنے میں بڑے سخت تھے، اسی طرح شہوات سے کنارہ کشی کرنے اور دلی چاہتوں کو چھوڑنے کا حکم دینے میں بھی اپنے زمانہ کے دیگر مشائخین میں سب سے آگے تھے“۔

علامہ ابن تیمیہؒ جب بھی مثال دیتے تو یہ فرماتے: شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور آپ جیسے مشائخ، علامہ ابن تیمیہؒ آپ کو راہِ سلوک میں ایک قابلِ اقتداءنمونہ کے طور پر اکثر پیش کرتے ہیں، اسی طرح علامہ نے حضرت شیخ جیلانیؒ کے بہت سارے منتخب اقوال کی تشریح کی اور کئی سو صفحات میں آپ کی کتاب ”فتوح الغیب“ کی شرح تحریر فرمائی، جو”کتاب علم السلوک“ کے نام سے آپؒ کے مجموعہ فتاوی کی دسویں جلد میں شامل ہے، ان میں علامہ ابن تیمیہؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو کتاب وسنت کی حقیقی اور صحیح پابندی کو عملی شکل میں پیش کرنے والی مثالی شخصیت کے طور پر پیش کرتے ہیں، آپ کی کتابوں میں بعض ایسے اشارات بھی ملتے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ سے آپؒ کے خاندان کا روحانی تعلق تھا، مثلاً کتاب ”علم السلوک“ میں ایک جگہ آپ لکھتے ہیں: میرے والد نے محی الدین نحاس کے واسطے سے مجھ سے بیان کیا اور میرا گمان ہے کہ میں خود بھی نحاسؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: میں نے حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کو خواب میں دیکھا، آپ کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو ہمارے پاس آتا ہے ہم اس سے ملتے ہیں، پھر علامہؒ نے کئی صفحات میں اس ارشاد کی تشریح کی۔

یہ حکایت ماجدارسان کیلانیؒ نے نقل کیا ہے۔(۱)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ اور بیعت تصوف

علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب ”منہاج السنۃ“ میں صوفیاءِ کرام کے سلسلوں کی سندوں کو مستقل ایک باب میں ذکر فرمایا۔اس میں حق کو واضح کیا اور باطل کا قلع قمع فرمایا، اسی باب میں پھر اپنی بیعت کی سند کو تحریر کرتے ہوئے فرمایا: میں نے اپنی سند بھی ذکر کردی؛ کیونکہ تصوف میں مجھے ایک سے زیادہ سندیں حاصل ہیں؛ لہٰذا میں نے اس کو بیان کردیا؛ تاکہ حق وباطل میں فرق ہوجائے۔صوفیاءِ کرام کی دوسری سندیں بھی ہیں، جو جابر کی طرف منسوب ہیں؛ لیکن وہ سب منقطع ہیں۔(۲)

۱؎ الفكر التربوي عند ابن تيمية، ابن تيمية في الدراسات الأجنبية المعاصرة :ص/۲۱،۲۷۔جس کو مدینہ منورہ کے مکتبہ ”دارالتراث“ نے ۱۴۰۷ھ میں طبع کیا۔محمد سہیل نے ۱۹۸۲ء میں مکتبہ ”روایت“ لاہور پاکستان سے شائع ہونے والے مجلہ ”روایت“ کے شمارہ نمبر ا:ص/۱۷۵تا۱۷۷ میں اس مقالہ کا اُردو ترجمہ پیش کیا ہے۔

۲؎ منہاج السنۃ:۳/۱۵۵،۱۵۶،سن طباعت ۱۳۲۶ھ۔مطبعہ مکتبہ سلفیہ لاہور پاکستان

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور آپؒ کے درجات عالیہ

حافظ ابن عبد الهادی حنبلی سلفیؒ نے "العقود الدرية" میں تقی الدین ابن تیمیہؒ کے ایک شاگرد شیخ عبداللہ بن خضر بن عبدالرحمان رومیؒ کا ایک طویل مرثیہ نقل کیا: جو آپؒ نے علامہ ابن تیمیہؒ کی وفات پر کہا تھا: عنوان سے متعلق اس کے بعض اشعار کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

(۱) آپؒ اکابرین اسلام کے تمام اوصاف عالیہ کے حامل تھے، آپؒ نے ان اسلاف وائمہ کی صفات میں کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔

(۲) آپؒ صلحاء کے اخلاق اور ان کے کردار کے پیکر تھے؛ نیز صحیح عقائد میں بھی انھیں کے راستہ پر گامزن تھے۔

(۳) مجھے بغیر کسی حمیت وعصبیت کے بتاؤ کہ آپؒ کے زمانہ میں قطبِ عالم اور منصب ابدال پر آپؒ کے سوا کوئی فائز ہوسکا ہے؟

(۴) اور ہمارے زمانہ میں عارفین کا سردار اور راہِ ہدایت کا مینار آپؒ کے سوا کون ہے؟

(۵) آپؒ علم کے سمندر اور وہ قطبِ عالم ہیں، جن کا چرچہ چار دانگ عالم میں ہے اور جن کا فیض پھوٹ پھوٹ کر نکلنے والی خوشبو کی مانند فضاؤں کو معطر کئے ہوئے ہے۔

آپؒ ہی کا ایک دوسرا مرثیہ بھی ہے، جس کو حافظ صاحبؒ نے (۱) ذکر کیا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے: آپؒ مرجع خلائق اور سارے لوگوں کے تاج تھے، صفات حمیدہ کے مجسم اور تمام عبادات کے جامع تھے، حقائق کے رازداں تھے، بڑے بڑے صوفیاء اور اہلِ مجاہدہ بھی آپ کی خوبیوں کو بیان کرنے میں حیرانی کا شکار ہیں۔

علامہ ابن تیمیہؒ کا ناشتہ

علامہ ابن قیمؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں ابن تیمیہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؒ نے فجر کی نماز ادا فرمائی، پھر ذکر میں بیٹھ گئے؛ حتیٰ کہ نصف النہار کا وقت قریب ہوگیا، پھر میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: یہ میرا ناشتہ ہے، اگر میں ناشتہ نہ کروں تو میری قوت ختم ہوجائے، یا اسی طرح کی بات ارشاد فرمائی اور ایک دفعہ مجھ سے فرمایا تھا کہ: میں کبھی کبھی اپنے نفس کو تازہ دم کرنے اور اس کو آرام پہنچانے کی نیت سے ذکر کو ترک کر دیتا ہوں؛ تاکہ میں اس راحت کے ذریعہ دوسرے ذکر کیلئے تازہ دم ہوجاؤں، یا اسی مفہوم کی کوئی بات آپؒ نے کہی تھی۔ (۲)

---

۱ العقود الدریۃ: ص/۳۲۰۔ ۲ الوابل الصیب: ص/۷۱۔

ابن تیمیہؒ کے لیے دُنیا بھی جنت

علامہ ابن قیم الجوزیہؒ علامہ ابن تیمیہؒ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ:

''دُنیا میں بھی ایک جنت ہے، جو اس میں داخل نہیں ہوا، وہ آخرت کی جنت میں بھی داخل نہیں ہوگا، ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا: میرے دشمن میرا کیا بگاڑ لیں گے؟ میں جنت ہوں اور میرا باغ میرے سینہ میں ہے، اگر میں کہیں چلا جاؤں، تو وہ بھی میرے ساتھ رہتا ہے، مجھ سے جدا نہیں ہوتا، میری قید گوشہ نشینی ہے، میرا قتل شہادت ہے اور میری جلاوطنی سیاحت ہے، پھر فرمایا: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی ملاقات سے پہلے اپنے بندوں کو جنت دکھادی، دُنیا ہی میں اس کے دروازے ان کے واسطے کھول دیئے اور اس کی خوشبوؤں، ہواؤں اور بادِ نسیم کے جھونکوں سے ان کو محظوظ کیا، جس کی پوری قوت اور صلاحیت اس کو حاصل کرنے اور اس کی طرف بڑھنے میں لگ گئی۔'' (۱)

سلاسل تصوف کے متعلق شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہابؒ کا موقف

شیخ عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ:

''ہم حضرات صوفیاء کے سلسلہ اور باطن کے رذائل کی صفائی کا انکار نہیں کرتے، جب تک کہ سالک احکامات شرعیہ اور صحیح نہج پر قائم رہے''۔ (۲)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ اور مقاماتِ تصوف

آپ المؤلفات کی تیسری فصل میں ص/۱۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ تمہیں ہدایت دے یہ بات اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جس ہدایت کے ساتھ بھیجا، وہ علم نافع ہے اور جس دین حق کو دے کر مبعوث فرمایا، وہ نیک عمل ہے؛ چنانچہ اہلِ دین میں بعض لوگ وہ ہیں، جو علم فقہ میں مشغول و مصروف ہیں اور اسی سے لگاؤ رکھتے ہیں؛ جیسے فقہاء کرامؒ اور بعض وہ ہیں، جو عباداتِ الٰہی اور طلبِ آخرت میں منہمک ہیں؛

---

۱ الوابل الصیب: ص/۸۱۔ ۲ الھدیۃ السنیۃ: ص/۵۰۔

جیسے صوفیاء کرامؒ؛ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ایسا دین دے کر بھیجا، جو دونوں قسموں کو شامل ہے"۔

اور اسی کتاب کی دوسری فصل میں ص/۴ پر آپؒ رقمطراز ہیں:

"اللہ تم پر رحم کرے یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ چاروں کلمات اپنے اختصار کے باوجود سارے دین کا مدار ہیں، چاہے متکلم علمِ تفسیر میں گفتگو کرے، یا علم اُصول میں، یا روحانی اعمال جن کو علم سلوک سے تعبیر کیا جاتا ہے گفتگو کرے"۔

اسی طرح اپنے مصنفات کے ضمیمہ میں ص/۱۸۲ پر تحریر کرتے ہیں:

"یہ بات یقینی ہے کہ اُمت اس کے الفاظ اور معانی دونوں کی تبلیغ پر مامور ہے...... اسی وجہ سے آپ نے ان حضرات کے بارے میں یہ خبر دی کہ وہ علمی رسوخ کے کمال کے ساتھ دلوں کی پاکیزگی میں بھی کامل ہوں گے؛ لیکن متاخرین میں ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ایک شخص فقیہ بھی ہو، صوفی بھی ہو، عالم اور زاہد بھی ہو، ایسا ہونا عجائبات میں سے ہے"۔

اور صفحہ/۱۲۴ پر لکھتے ہیں:

"اللہ کی نفسِ محبت اس کی عبادت کی جڑ ہے اور اس محبت میں خرابی شرک کی جڑ ہے، اسی بناء پر اہلِ معرفت مشائخ صوفیاء حصولِ علم کی بار ہا وصیت کرتے تھے"۔

مؤلفات کی چوتھی فصل میں ص/۸۴ پر تحریر فرماتے ہیں:

"جب اصلاحِ قلب اور اللہ تک پہنچانے والے راستہ پر اس کی استقامت ...... اور اصحاب مجاہدہ واہلِ سلوک کی ریاضتوں کی بنیاد ان چاروں ارکان پر ہے"۔

(توان کو مضبوطی سے تھامنا چاہیے)

حافظ ابن قیم جوزیؒ اور آپ کا تصوف

آپؒ راہِ سلوک کے تمام علوم سے واقف اور اہلِ تصوف کے کلام ان کے اصطلاحات اور اسرار و رموز کے بڑے عالم تھے، آپ کثیر العبادۃ اور تہجد کے بڑے پابند تھے، بہت لمبی لمبی نمازیں پڑھتے بڑے عبادت گذار ذکرِ الٰہی کے شیدائی، اللہ

کی محبت میں غرق، توبہ واستغفار میں منہمک، اللہ کے سامنے اپنی عاجزی اور محتاجگی کے اظہار میں لگے ہوئے اور ہر وقت اس کی بندگی کی چوکھٹ پر اپنے آپ کو ڈالے ہوئے رہتے، میں نے ان اوصاف میں ان کے جیسا دوسرا نہیں دیکھا...... اپنے قید کے زمانہ میں آپ ہر وقت تدبر وتفکر کے ساتھ قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے، جس کے نتیجے میں آپ کے قلب پر خیر کے بے شمار دروازے وا ہوئے اور ذوقِ سلیم وصحیح وجدان کا حصہ وافر عطاء ہوا، اسی سبب سے اہلِ معرفت کے علوم میں کلام کرنے اور ان کے اسرار پر مطلع ہونے کی قدرت ومہارت آپ کو حاصل ہوئی، آپ کی کتابیں اس سے بھری پڑی ہیں۔(۱)

امام احمد بن حنبلؒ ابدال میں سے تھے

علامہ ابن الحسینؒ فرماتے ہیں کہ:

''حمدون بردعیؒ ایک حدیث لکھنے کیلئے ابوزرعہؒ کے پاس آئے، انھوں نے ابوزرعہؒ کے گھر میں بہت سے برتن اور گدے پڑے ہوئے دیکھے، جوان کے بھائی کے تھے، تو انھوں نے حدیث لکھے بغیر لوٹ جانے کا ارادہ کیا، رات کو انھوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک حوض کے کنارے کھڑے ہیں، ایک شخص کا سایہ ان کو پانی میں نظر آیا، اس نے کہا: کیا تو وہی آدمی ہے جس نے ابوزرعہؒ سے بے توجہی اور بے رغبتی کی تھی، کیا تجھے پتہ نہیں کہ احمد بن حنبلؒ ابدال میں سے تھے، جب ان کا انتقال ہو گیا، تو اللہ نے ابوزرعہؒ کو ان کا جانشین بنایا''۔(۲)

پیر کی صفات اور راہِ سلوک میں اس کی اہمیت

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ: جب بھی کوئی شخص کسی آدمی کی رہنمائی اور رہبری میں زندگی گزارنے کا ارادہ کرے، تو سب سے پہلے یہ دیکھے کہ وہ ذاکرین میں سے ہے یا غافلوں میں سے، وہ خواہشات کا غلام ہے، یا وحی الٰہی کا بندہ، اگر وہ خواہشاتِ نفسانی کا پیرو اور اہلِ غفلت میں سے ہو، تو اس کا حال حد سے گزر گیا ہے...... تو آدمی اپنے شیخ مقتدا اور اپنے رہبر کو خوب دیکھ بھال لے، اگر اس کو ایسا (خواہشات میں پڑا ہوا) پائے، تو اس سے دُور ہو جائے اور اگر یہ دیکھے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی یاد اور سنت کی اتباع غالب ہے اور وہ حدود سے تجاوز کرنے والا نہیں ہے؛ بلکہ اپنے معاملہ میں بہت ہی محتاط اور چوکنا رہتا ہے تو اس کے دامن کو تھام لے۔(۳)

۱؎ ذیل علی طبقات الحنابلہ:۲/۴۴۸۔ ۲؎ طبقات الحنابلہ:۱/۲۰۱۔ ۳؎ الوابل الصیب:ص/۶۸۔

ذکرِ الٰہی ولایت کا منشور

علامہ ابن قیم جوزیؒ فرماتے ہیں کہ:

''سب سے بنیادی اُصول، تمام سلاسل سلوک کا راستہ اور ولایت کا منشور ذکرِ الٰہی ہے، جس کو ذکر کا حصۂ وافر نصیب ہوگیا، اس کے لئے اللہ کے قرب کا دروازہ کھل گیا؛ لہٰذا وہ اپنے دل کو خوب پاک وصاف رکھے اور اپنے ربِّ کریم کا قرب حاصل کرلے، اپنی ہر مراد کو وہ اللہ کے پاس پالے گا؛ کیونکہ جس نے اللہ کو پالیا، اس کو ہر چیز مل گئی اور جس نے اللہ (کی رضا) فوت کردی، اس نے ہر چیز کھودی۔(۱)

روحوں کی آپس میں ملاقات اور زندوں کے اعمال کا ان کے سامنے پیش ہونا

عاصم جحدریؒ کی اولاد میں سے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ میں نے عاصم جحدریؒ کو ان کے انتقال کے دو سال بعد خواب میں دیکھا، میں نے پوچھا:

''کیا آپ کو موت نہیں آئی؟ انھوں نے کہا: ہاں! آئی ہے، میں نے پوچھا: آپ اب کہاں ہیں؟ جواب دیا: بخدا میں جنت کے ایک باغ میں ہوں، ساتھ میں میرے دوست احباب بھی ہیں، ہم ہر جمعہ کی رات اور صبح بکر بن عبداللہ مزنی کے پاس جمع ہوتے ہیں اور تمہارے احوال سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: تمہارے جسم جمع ہوتے ہیں، یا تمہاری روحیں؟ فرمایا: ناممکن ہے کہ (جسم جمع ہوں کیونکہ) جسم تو بوسیدہ ہوگئے؛ بلکہ روحیں جمع ہوتی ہیں۔ میں نے پھر سوال کیا: ہم جب تمہاری زیارت کے لئے قبرستان آتے ہیں، کیا تم کو اس کا علم ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں! جمعہ کی پوری رات اور ہفتہ کے دن سورج کے طلوع ہونے تک (تمہارے آنے کا) ہمیں علم ہوتا ہے، میں نے کہا: دوسرے ایام میں کیوں نہیں ہوتا؟ ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن کی فضیلت اور اس کی عظمت کی وجہ سے''۔(۲)

علامہ ابن قیمؒ اسی کتاب کے ص/۱۰ پر قمطراز ہیں:

۱؎ الوابل الصیب، ص/۱۱۱۔ ۲؎ کتاب الروح، ص/۸۔

''اس سے آگے کی بات یہ ہے کہ میت کو اپنے عزیز واقارب اور رشتہ داروں کے اعمال کا علم ہوتا رہتا ہے۔ امام عبداللہ بن المبارکؒ حضرت ابوایوب ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ: زندوں کے اعمال مُردوں پر پیش کئے جاتے ہیں، مُردے اچھے اعمال دیکھ کر بے حد خوش ہوتے ہیں اور بُرے اعمال دیکھ کر دعاء کرتے ہیں کہ: اے اللہ! اس شخص کو اس سے ہٹادے''۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کا حدیث سے ابدال کو ثابت کرنا

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

''وہ لوگ اہلِ سنت والجماعت ہیں، ان کے اندر صدیقین، شہدا اور صالحین ہیں، انہیں میں ہدایت کے مینار اور ظلمتوں میں نور کے چراغ ہیں، وہ ایسے لوگ ہیں جو احادیث میں واردشدہ فضائل ومناقب کے حامل ہیں، ان میں ابدال اور مقتدا ہیں، جن کی صراطِ مستقیم پر ثابت قدمی، علم وعمل اور فہم وفراست پر سارے مسلمانوں کا اتفاق ہے اور وہی طائفہ منصورہ ہیں، جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے یہ پیشین گوئی فرمائی کہ: میری امّت میں ہر وقت ایک جماعت حق پر ثابت قدم رہے گی، مخالفین ومعاندین ان کا بال بھی بیکا نہیں کرسکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے''۔(۱)

پوشیدہ اُمور اور دلی خیالات پر اطلاع

حضرت ابراہیم خواصؒ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک مرتبہ میں جامع مسجد میں تھا، اسی وقت ایک حسین وجمیل نوجوان آیا، جس کے پاس سے عمدہ خوشبو آرہی تھی اور چہرہ سے شرافت وپاکیزگی جھلک رہی تھی۔ میں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا: مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ یہودی ہے، ان لوگوں کو یہ بات بُری لگی، تھوڑی دیر بعد میں نکل گیا، تو وہ بھی باہر آیا؛ لیکن وہ پھر ان لوگوں کے پاس لوٹ کر گیا اور کہنے لگا: میرے بارے میں وہ شیخ کیا کہہ رہے تھے؟ لوگ بتانے سے شرمانے لگے، تو وہ اصرار کرنے لگا۔ لوگوں نے بتایا: وہ کہہ رہے تھے کہ تم یہودی ہو۔ وہ فوراً میرے پاس آیا،

۱؎ مجموع الفتاویٰ:۳/۱۵۹۔

میرے ہاتھوں پر جھک گیا اور اسلام لے آیا، میں نے پوچھا کہ: اس کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا: ہم نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ صدیق کی فراست کبھی نہیں چوکتی، میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں مسلمانوں کا امتحان لوں اور ان کو دیکھوں، پھر میرے دل میں خیال آیا کہ اگر مسلمانوں میں کوئی صدیق ہوسکتا ہے، تو اسی جماعت (صوفیاء) میں ہوسکتا ہے، اسی غرض کے لئے میں نے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالا؛ لیکن جب آپ کو میری حالت کی خبر ہوگئی اور مجھ کو پہچان لیا، تو مجھے یقین ہوگیا کہ آپ صدیق ہیں"۔(۱)

ابوسعید خزازؒ فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ میں مسجد حرام گیا، اسی وقت ایک فقیر بھی داخل ہوا، جس پر دو پرانی چادریں تھیں، وہ کچھ مانگ رہا تھا۔ میں نے دل میں کہا: ایسے ہی افراد لوگوں پر بوجھ ہوتے ہیں، تو اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے یہ آیت پڑھی: "**واعلموا أن الله يعلم ما في أنفسكم فاحذروه**" (۲) ابوسعیدؒ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے دل ہی دل میں توبہ کرلی، اس فقیر نے مجھے پکارا اور یہ آیت پڑھی: "**وهو الذي يقبل التوبة عن عباده**" (۳) حضرت ابوالحسن بوشنجیؒ اور حسن حدادؒ دونوں حضرات ابوالقاسم منادیؒ کی عیادت کیلئے نکلے، راستہ میں انھوں نے آدھے درہم کے سیب ادھار قیمت پر خرید لئے، جب یہ حضرات ابوالقاسم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپؒ نے فرمایا: یہ کیسی ظلمت ہے؟ یہ سن کر وہ دونوں باہر چلے گئے اور کہنے لگے: ہم سے کون سا عمل ہوگیا؟ شاید ادھار قیمت پر سیب خریدنے کی وجہ سے آپؒ نے یہ فرمایا، پھر انھوں نے قیمت ادا کی اور واپس آپؒ کی خدمت میں آئے۔ جب آپؒ کی نگاہ ان دونوں پر پڑی، تو آپؒ نے فرمایا: کیا یہ ممکن ہے کہ انسان اتنی جلدی ظلمت سے نکل آئے؟ تم دونوں مجھے بتاؤ کہ تمہارا واقعہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے اپنا واقعہ بیان کردیا، ابوالقاسم منادیؒ نے فرمایا: سچ کہتے ہو، تم میں سے ہر ایک ثمن کی ادائیگی میں یہ چاہتا تھا کہ ہمارا ساتھی ادا کردے اور میوہ فروش ادائیگی ثمن کا مطالبہ کرنے سے حیا کررہا تھا"۔(۴)

۱؎ کتاب الروح ص/۲۶۹۔ ۲؎ سورۂ بقرہ: ۲۳۵۔ ۳؎ سورۂ شوریٰ: ۲۵- کتاب الروح ص/۲۶۹۔ ۴؎ کتاب الروح ص/۲۶۹۔

حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں ایک نوجوان رہتا تھا، جو (برے) خیالات پر ٹوک دیا کرتا تھا، حضرت جنید بغدادیؒ کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا، تو آپؒ نے اس سے فرمایا: یہ کیا مسئلہ ہے، جو تمہارے متعلق کہا جارہا ہے؟ اس نے کہا: حضرت آپ کچھ سوچ لیجئے! جنیدؒ نے فرمایا: میں نے سوچ لیا، نوجوان نے کہا: آپؒ نے ایسی ایسی بات سوچی ہے۔ فرمایا: نہیں، نوجوان نے کہا: دوسری بار اور کچھ سوچ لیجئے! جنیدؒ نے فرمایا: میں نے سوچ لیا، نوجوان بولا: آپؒ نے فلاں فلاں بات سوچی ہے، آپؒ نے فرمایا: نہیں، نوجوان نے کہا: کوئی تیسری چیز کا خیال کر لیجئے! فرمایا: میں نے کرلیا، نوجوان نے عرض کیا: آپؒ نے ایسی ایسی بات کا خیال کیا ہے، آپؒ نے فرمایا: نہیں، تب نوجوان بول پڑا، عجیب بات ہے، آپ تو سچ کہہ رہے ہیں اور میں اپنے قلب سے زیادہ واقف ہوں، جنید بغدادیؒ نے فرمایا: پہلی دوسری اور تیسری ہر بار تم نے سچ کہا: لیکن میں نے بطور امتحان کے یہ دیکھنا چاہا کہ تمہارا دل تبدیل ہوتا ہے، یا نہیں؟(۱)

ابوزکریا نخشیؒ کے انتقال سے پہلے ان کے اور ایک عورت کے درمیان کچھ تعلقات تھے۔ ایک مرتبہ آپ ابوعثمان حیریؒ کے قریب کھڑے ہو کر اس عورت کے بارے میں کچھ سوچنے لگے، تو ابوعثمانؒ نے ان کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا: کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟(۲)

مُردوں کا خواب میں زندوں کو غیبی اُمور کی اطلاع دینا

صعب بن جثامہؓ اور عوف بن مالکؓ کے درمیان مواخاۃ تھی۔ ایک مرتبہ صعبؓ نے عوفؓ سے کہا: ہم میں سے جس کا بھی پہلے انتقال ہو جائے، وہ اپنے کو خواب میں دکھانے کی کوشش کرے۔ صعبؓ نے کہا: کیا ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب صعبؓ کا پہلے انتقال ہو گیا، تو عوفؓ نے خواب میں دیکھا کہ صعبؓ آگئے ہیں۔ عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے بھائی! تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ انھوں نے جواب دیا: مصیبتوں کے بعد ہماری مغفرت کر دی گئی۔ عوفؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی گردن میں ایک سیاہ دھبہ دیکھ کر پوچھا کہ: بھائی یہ کیسا نشان ہے؟ انھوں نے بتایا کہ: میں نے فلاں یہودی سے دس دینار اُدھار لئے تھے، وہ میرے ترکش میں ہیں ان کو اس یہودی کو واپس کر دو۔ عوفؓ کہتے ہیں کہ میرے بھائی نے مجھے یہ بھی بتایا کہ ان کی موت کے بعد خاندان میں جو بھی حادثہ پیش آیا، ان کو اس کی خبر مل گئی؛ حتیٰ کہ ہماری اس بلی کی بھی جس کو مرے ہوئے چند دن ہوئے تھے، انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کی ایک بیٹی کا چھ دنوں کے اندر انتقال ہو جائے گا؛ لہٰذا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، جب صبح ہوئی تو میں نے سوچا: اس میں تو کئی غیبی اطلاعات ہیں، پھر میں ان کے گھر والوں کے پاس آیا۔ انھوں نے خوش آمدید کہا اور بولے: کیا اپنے بھائیوں کے پسماندگان کے ساتھ تمہارا یہی

۱؎ کتاب الروح ص/۲۶۹۔ ۲؎ ایضاً ص/۲۶۹۔

سلوک ہے؟ صعب ﷺ کے انتقال کے بعد سے اب تک تم ہمارے پاس نہیں آئے، میں نے معذرت خواہی کی؛ جیسا کہ دوسرے لوگ معذرت خواہی کرتے ہیں، پھر میں نے ترکش پر نظر ڈالی اس کو اتارا اور جو کچھ اس میں تھا، اس کو نکال لیا تو اس میں وہ ہمیانی مجھے مل گئی، جس میں دینار تھے۔ میں نے وہ دینار اس یہودی کے پاس بھیج دیئے اور اس سے دریافت کیا کہ اس کے علاوہ تمہارا اور کچھ قرض صعب ﷺ پر ہے؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ صعب ﷺ پر رحم کرے، وہ رسول اللہ ﷺ کے بہترین صحابہ میں سے تھے، یہ دینار انھیں کو ہدیہ ہیں۔ میں نے کہا: مجھے پوری بات بتا، اس نے کہا: ہاں میں نے ان کو دس دینار قرض دیئے تھے۔ میں نے وہ دینار اس کے آگے پھینک دیئے۔ اس نے وہ دینار بغور دیکھ کر کہا: بخدا یہ بعینہ وہی دینار ہیں، جو میں نے ان کو دیے تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ پہلی بات ہے (جو صحیح ہوئی) پھر میں نے ان کے گھر والوں سے پوچھا کہ کیا حضرت صعب ﷺ کی وفات کے بعد تمہارے گھر میں کوئی حادثہ رونما ہوا؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں! ہمارے گھر میں ایک حادثہ پیش آیا۔ میں نے ان سے وہ حادثہ بیان کرنے کو کہا، تو انھوں نے بتایا کہ: ہمارے ہاں ایک بلی تھی جس کو مرے ہوئے چند دن گزرے ہیں۔ میں نے اپنے جی میں کہا: یہ دونوں باتیں پوری ہوئیں، پھر میں نے دریافت کیا کہ بھائی صعب ﷺ کی لڑکی کہاں ہے؟ انھوں نے بتایا کہ وہ کھیل رہی ہے۔ میں اس کے پاس گیا اس پر (شفقت سے) ہاتھ پھیرا، اس کو بخار آ گیا تھا، میں نے اُس کے گھر والوں سے کہا کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، چھ روز کے اندر وہ لڑکی اللہ کو پیاری ہو جائے گی۔ (۱)

علامہ ابن عبدالبرؒ ثابت بن قیس بن شماس ﷺ کی صاحبزادی سے نقل کرتے ہیں کہ: جنگ یمامہ کے موقع پر ثابت بن قیس ﷺ حضرت خالد بن ولید ﷺ کے ساتھ مسیلمۂ کذاب سے قتال کے لئے نکلے، جب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا، تو حضرت ثابت ﷺ اور سالم مولی ابی حذیفہ ﷺ نے فرمایا: ہم حضور اکرم ﷺ کی ہمراہی میں اس طرح سے نہیں لڑتے تھے، یہ کہہ کر دونوں نے ایک ایک گڑھا کھود لیا اور اس میں بیٹھ کر ثابت قدمی کے ساتھ لڑتے رہے، اسی دوران ثابت ﷺ شہید ہو گئے۔ اس دن حضرت ثابت ﷺ کے بدن پر ایک نفیس زرہ تھی، ایک مسلمان کا وہاں سے گزر ہوا، تو انھوں نے وہ زرہ لے لی، رات میں حضرت ثابت ﷺ ایک مسلمان کے خواب میں آئے اور فرمایا: میری تم کو ایک وصیت ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم یہ کہہ کر کہ یہ تو ایک خواب ہے اس وصیت کو ضائع کر دو، کل جب میں شہید کر دیا گیا، تو ایک مسلمان کا میرے پاس سے گذر ہوا، انھوں نے میری زرہ لے لی، اس شخص کا پڑاؤ فوج کے سب سے آخری کنارے پر ہے، ان کے خیمہ کے پاس ایک گھوڑا ہے، جو طول میں ایک رفتار سے دوڑتا ہے، زرہ پر ہانڈی کو اوندھا کر کے رکھ دیا گیا ہے اور اس ہانڈی پر ایک شخص متعین ہے، تم فوراً حضرت خالد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ میری زرہ کے پاس کسی کو بھیج کر اس کو لے لیں اور جب مدینہ منورہ پہنچ کر خلیفۂ رسول اللہ ﷺ

---

(۱) کتاب الروح ص/ ۱۷۔

ابوبکر صدیقؓ کے دربار میں حاضر ہونے کا موقع ملے، تو ان سے عرض کریں کہ مجھ پر اتنا اتنا قرض ہے اور میرے غلاموں میں سے فلاں فلاں آزاد ہے، وہ شخص فوراً حضرت خالدؓ کے پاس آیا، ان کو پورا خواب سنایا۔ حضرت خالدؓ نے زرہ کے پاس ایک آدمی بھیج کر اس کو منگوالیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں اس کا خواب بیان کر دیا۔ آپؓ نے ان کی وصیت پوری کر دی۔ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں: ہمارے علم میں حضرت ثابت بن قیسؓ کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں، جس کی موت کے بعد کی ہوئی وصیت کو پورا کیا گیا ہو۔ (۱)

دلی ارادہ کی اطلاع

علامہ ابن جوزیؒ کے نواسہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت ابوعبداللہ بن فضل الاعتاکیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر میری گنجائش ہوتی، تو میں موفق الدینؒ کے واسطے ایک مدرسہ تعمیر کرتا اور آپ کی خدمت میں روزانہ ہزار درہم پیش کرتا، اس کے چند دنوں بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے میری طرف دیکھ کر کہا: جب آدمی کوئی نیت کر لیتا ہے، تو اس کا اجر اس کے اعمال نامہ میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (۲)

ایک شیخ کا اپنی موت کے وقت سے باخبر ہونا

علامہ یوسف بن عبدالہادیؒ فرماتے ہیں کہ شیخ، امام، علامہ شمس الدین ناصر الدینؒ کے ہاتھ کی ایک تحریر مجھے ملی، جس میں آپؒ قمطراز ہیں: حافظ ابن رجبؒ کی قبر کھودنے والے شخص نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ زین بن رجبؒ اپنے انتقال سے چند روز پہلے میرے پاس آئے اور اس جگہ کی طرف اشارہ کر کے جہاں آپؒ مدفون ہیں فرمایا کہ میرے لئے ایک قبر اس جگہ کھودو۔ میں نے آپ کے لیے قبر کھودنا شروع کیا، جب قبر پوری کھد گئی، تو آپؒ اس میں اترے اور لیٹ گئے، قبر کو آپؒ نے پسند کیا اور فرمایا: یہ بہت بڑھیا ہے، پھر آپؒ باہر آ گئے۔ گورکن کا بیان ہے کہ: بخدا مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ چند ہی دنوں بعد ڈولے میں آپؒ کا جنازہ لایا جائے گا، مگر ایسا ہوا میں نے آپؒ کی نعش اس قبر میں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔ (۳)

مخفی گناہوں پر گنہگاروں کو تنبیہ

شیخ شہاب الدین بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ: علی بن حسین بن مروہ کی مجلس میں جب کوئی شخص حاضر ہوتا اور اس کے دل میں کوئی خیال ہوتا، تو آپؒ اپنی مجلس میں کسی نہ کسی طرح اس سلسلہ میں بھی گفتگو فرماتے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی

۱؎ کتاب الروح ص/۱۸۔ ۲؎ ذیل علی طبقات الحنابلہ: ۲/ ۱۳۷، تذکرہ شیخ الاسلام موفق الدین احمد بن قدامہ مقدسیؒ۔

۳؎ ذیل علی طبقات ابن رجب ص/۴۰، تذکرہ شیخ عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب حنبلیؒ۔

بھولے سے حالتِ جنابت میں آپؒ کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ شیخ نے ایک شخص کو پکار کر کہا: اس جنبی سے کہہ دو کہ وہ جا کر غسل کر کے آئے، میں نے سنا کہ آپؒ پہلے کسی شخص میں کوئی بُرائی دیکھتے، تو چپکے سے کہہ دیتے تھے کہ تم فلاں عمل میں مبتلا ہو، تمہاری آنکھوں میں فلاں گناہ نظر آ رہا ہے، اس پر دوست احباب نے آپ کو ملامت کی کہ آپ لوگوں کو اپنے آپ سے دُور کر رہے ہیں، آپؒ نے فرمایا: تو پھر کیا کروں؟ میں لوگوں کی نگاہوں میں یہ چیز دیکھتا ہوں۔ انھوں نے کہا: اگر آپ کو یہ چیزیں نظر بھی آ رہی ہیں، تب بھی یہ عمل مناسب نہیں ہے، اس کے سبب آپ لوگوں کو اپنے سے متنفر اور ان کو رسواء کر رہے ہیں، اس کے بعد آپؒ جب بھی کسی شخص کو دیکھتے اور وہیں پر کوئی دوسرا بھی ہوتا، تو آپ اس شخص کی طرف روئے سخن کئے بغیر اس کو سرزنش فرماتے اور یوں کہتے تھے: بعض لوگ ایسی ایسی چیز دیکھتے ہیں اور یہ یہ عمل کرتے ہیں اور پھر اس عمل کی مذمت بیان فرماتے۔ (۱)

آخرت کے حالات کا کشف اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے بات چیت

یوسف بن عبدالہادی مقدسی حنبلیؒ اپنے دادا احمد بن حسن بن احمد بن عبدالہادی کے تذکرہ میں تحریر کرتے ہیں کہ: میں نے ان کے مرض الوفات میں ایسی کئی باتوں کا مشاہدہ کیا، جو میرے نزدیک ان کی ولایت آخرت کے احوال کے کشف اور کئی موقعوں پر موت سے ان کی رضامندی کی علامات دیکھنے کو ملیں، جب بھی ان کو اچھو لگتا، وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اعانت طلب کرتے ہوئے کہتے: اے روح اللہ! ان کو مجھ سے ہٹاؤ اور میں جب بھی ان کے پاس بیٹھتا، تو وہ مجھ سے کچھ کہتے ..... تو میں ان سے کہتا آپ بہت اچھے اور خیریت سے ہیں، تو وہ قسم کھاتے اور فرماتے: مجھے دُنیا میں رہنے کی خواہش نہیں ہے؛ البتہ میرا معمول تھا کہ میں ہر نماز کے بعد ان کے لئے عافیت کی دعاء کرتا۔ (۲)

غیبی اُمور کی اطلاع

حضرت ربیعؒ فرماتے ہیں کہ: میں، مزنیؒ اور بویطیؒ، امام شافعیؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپؒ نے ہماری طرف نگاہ کی اور مجھ سے فرمایا: تم حدیث شریف کی خدمت کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے۔ مزنیؒ کی طرف دیکھ کر فرمایا: اگر شیطان ان سے مناظرہ کرے تو یہ اس کو لا جواب کر دیں گے اور اس پر غالب آ جائیں گے۔ اس کے بعد بویطیؒ نے فرمایا: لوہے میں تمہارا انتقال ہوگا۔ ربیعؒ فرماتے ہیں کہ بویطیؒ جب قید و بند کے دَور سے گزر رہے تھے، میں ان کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ (۳)

---

۱ ذیل علی طبقات ابن رجب: ص/۶۲، ۶۳، تذکرہ علی بن حسین بن عروہ حنبلیؒ۔ ۲ ذیل علی طبقات ابن رجب: ۱۸۔ ۳ سیر الاعلام النبلاء: ۱۰/ ۴۰، تذکرہ امام شافعیؒ۔

ابدال واوتاد

علامہ ذہبیؒ نقل کرتے ہیں کہ: ربعی بن حراش کی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی۔ آپؒ اس زرین عہد کے علماء وائمہ کی جماعت اور پوری خلافتِ اسلامیہ کے بہادر مجاہدین کی صف میں ایک عظیم انسان تھے اور ان عابدوں کے سرتاج تھے، جو ابدال یا اوتاد میں شمار ہوتے ہیں۔(۱)

خطیب بغدادیؒ محمد بن یحییٰ جو اپنا کفن ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے کے تذکرہ میں سند کے ساتھ ان کا قول نقل کرتے ہیں کہ: ''رملیہ'' میں عمار نامی ایک شخص رہا کرتے تھے، جن کے بارے میں لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ ابدال میں سے ہیں۔ ایک مرتبہ ان کو پیٹ میں درد ہوا، میں ان کی عیادت کے لئے گیا، مجھے یہ خبر پہلے مل چکی تھی کہ انھوں نے ایک خواب دیکھا ہے ......اس ''واقعہ'' میں انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے حضرت خضرؑ کو دیکھا، تو ان سے دریافت کیا، آپ قرآن کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: وہ اللہ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں۔ ملخصاً (۲) علامہ ذہبیؒ یحییٰ بن سلیم کے تذکرہ میں امام شافعیؒ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ: یحییٰ بن سلیمؒ اونچے درجہ کے آدمی تھے، ہم ان کو ابدال میں شمار کرتے تھے۔(۳)

انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں

طبقات الحنابلہ کے ساتھ ملحق ابوالفضل تمیمیؒ کی کتاب الاعتقاد (۴) میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول مذکور ہے کہ: یقیناً انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔

شہداء زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے

امام احمدؒ کا ارشاد گرامی ہے کہ: قتل کے بعد شہداء زندہ رہتے ہیں اور اپنا رزق کھاتے ہیں۔ (۵) مردہ کو زیارت کرنے والے کا علم ہوتا ہے۔ امام احمدؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ: مردہ کو جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد سے طلوع شمس سے پہلے تک زیارت کے لئے آنے والے شخص کا علم ہوتا ہے۔(۶)

مُردہ کا اذان کو سننا اور اس کا جواب دینا

یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ہمارے قبرستان کے گورکن نے بیان کیا کہ میں نے اس قبرستان میں ایک بڑی

۱؎ تذکرۃ الحفاظ: ۱/۷۰، تذکرہ ربعی بن حراش۔ ۲؎ تاریخ خطیب بغداد: ۳/۲۲۳۔ ۳؎ تذکرۃ الحفاظ: ۱/۳۲۶۔

۴؎ کتاب الاعتقاد: ۲/۳۰۳۔ ۵؎ کتاب الاعتقاد: ۲/۳۰۳۔ ۶؎ کتاب الاعتقاد: ۲/۳۰۳۔

عجیب بات کا مشاہدہ کیا، میں نے ایک قبر سے کراہنے کی آواز سنی؛ جیسا ایک بیمار کراہتا ہے اور ایک قبر سے میں اذان کے وقت مؤذن کی اذان کا جواب سنا۔(۱)

مردہ کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ امام احمدؒ کا قول ہے: ثابت بنانیؒ حدیث میں ثقہ ہیں، آپ قصہ بھی بیان کرتے تھے اور بڑے محدث تھے۔ حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت ثابتؒ یہ دعاء کیا کرتے تھے کہ ''اے اللہ! اگر آپ کسی کو یہ دولت عطا کریں کہ وہ قبر میں نماز پڑھے، تو مجھے بھی اس دولت سے سرفراز فرما'' کہا جاتا ہے کہ آپؒ کی دعاء قبول ہوئی اور موت کے بعد آپؒ قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھے گئے۔(۲)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: امام مسلمؒ نے انس بن مالک ﷜ سے یہ حدیث روایت کی کہ حضور اکرم ﷺ شب معراج میں جب حضرت موسیٰ ؑ کے پاس سے گزرے، تو آپ ؑ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ امام احمدؒ، عفان سے وہ حماد سے نقل کرتے ہیں کہ ثابتؒ یہ دعاء کرتے تھے کہ اے اللہ! اگر کسی کو آپ اس کی قبر میں نماز ادا کرنے کی توفیق عطا کریں، تو مجھے بھی اپنی قبر میں نماز ادا کرنے کی توفیق عطاء فرما۔ ابونعیمؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبیرؒ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے ہی ثابتؒ کو ان کی لحد میں رکھا تھا، اس وقت میرے ساتھ حمید الطویل بھی تھے، جب ہم نے لحد کی ساری اینٹیں جمادیں تو ایک اینٹ گرگئی اور میں نے دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔(۳)

سر کا بدن سے جدا ہونے کے باوجود قرآن پڑھنا اور بات کرنا

ابراہیم بن اسماعیل بن خلفؒ فرماتے ہیں کہ: احمد بن نصرؒ کو تنہائی میں ڈال دیا گیا اور اسی آزمائش و مصیبت کے زمانہ میں ان کو قتل کر دیا گیا اور ان کے سر کو سولی پر لٹکایا گیا، مجھے بتایا گیا کہ ان کا سر قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے، میں اس کے پاس قریب گیا اور ساری رات اس پر نگاہ رکھے ہوئے رہا، سر کے پاس اس کی حفاظت کیلئے بہت پیادے اور سوار فوجی تھے۔ جب لوگ سو گئے تو میں نے ان کے سر کو یہ پڑھتے ہوئے سنا: ''الٓمٓ. **أحسب الناس أن يتركوا أن يقولوا آمنا وهم لا يفتنون**''.

یہ سن کر میرے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی، کچھ مدت بعد میں نے احمد بن نصرؒ کی خواب میں زیارت کی، آپ کے جسم پر سندس اور استبرق کی پوشاک تھی اور سر پر تاج تھا، میں نے ان سے پوچھا: بھائی آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا۔

۱؎ طبقات الحنابلہ:۱/۴۰۷۔ ۲؎ سیر اعلام النبلاء:۵/۲۲۰، تذکرہ ثابت بن اسلم بنانیؒ۔ ۳؎ مؤلفات الشیخ:۳/۴۰۔

جواب دیا: میرے گناہوں کو معاف کر دیا اور مجھے جنت میں داخل فرما دیا۔ (۱)

احمد بن کاملؒ بیان کرتے ہیں کہ: احمد بن نصر کو بغداد سے غار "سرمن راہ" لے جایا گیا، وہاں واثق نے آپؒ کو قتل کر دیا اور آپؒ کے سر کو بغداد کے پل کے پاس لٹکا دیا اور مجھ کو بتایا کہ اس نے ان کو دیکھا اور اس سر کے نگران شخص نے بھی ذکر کیا کہ اس نے بھی دیکھا ہے کہ ان کا سر رات کے وقت قبلہ کی طرف گھوم جاتا ہے اور صاف زبان میں سورۂ یٰسین پڑھتا ہے۔ (۲)

ایک مردہ کی وجہ سے دُوسرے مردہ کو جہنم سے نجات

عبداللہ بن نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ: مدینہ منورہ کے ایک باشندہ کا انتقال ہو گیا، ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ اہل جہنم میں ہے، یہ دیکھ کر اس کو بیحد رنج ہوا، کچھ ہی دیر یا چند ثانیوں کے بعد اس نے دوبارہ اس کو دیکھا کہ وہ اہل جنت میں ہے۔ خواب دیکھنے والے نے پوچھا: کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ تو جہنمیوں میں ہے؟ اس نے کہا: میں دوزخیوں میں تھا، مگر ہمارے قبرستان میں ایک نیک و صالح آدمی کو دفن کیا گیا، اس نے اپنے چالیس پڑوسی قبروں کے بارے میں شفاعت کی ہے، میں بھی انہیں میں ہوں۔ (۳)

احمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے ایک ساتھی نے بیان کیا کہ میرے ایک بھائی کا انتقال ہو گیا، میں نے اس کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: جب تمہیں قبر میں رکھا گیا اس وقت تمہاری کیا حالت تھی؟ انھوں نے کہا: ایک آنے والا آگ کا ایک شعلہ لے کر میرے پاس آیا، اس وقت اگر ایک دعاء کرنے والا میرے واسطے دعا نہ کرتا، تو میرا خیال تھا کہ وہ اس سے مجھے مارتا۔

مُردہ کا قبر میں قرآن پڑھنا

سلمہ بن شبیبؒ کہتے ہیں کہ گورکن حماد نے مجھ سے ذکر کیا کہ وہ جمعہ کے دن جب قبرستان جاتے ہیں، تو جس قبر کے پاس سے بھی ان کا گزر ہوتا ہے، اس میں سے تلاوت قرآن کی آواز آتی ہے۔ (۴)

شیخ محمد بن عبدالوہابؒ لکھتے ہیں کہ: ابن جریر ابراہیم مہلبیؒ کا یہ قول ہے کہ انھوں نے فرمایا: مجھے ان لوگوں نے بتایا جو فجر سے پہلے جس (ایک مقام) کے پاس سے گزرتے ہیں: کہ ہم جبانہ میں جب بھی ثابت بنانیؒ کی قبر کے پاس سے گزرتے، تو تلاوت قرآن کی آواز ہمیں سنائی دیتی۔ (۵)

۱؎ طبقات الحنابلہ: ۱/ ۸۱، تذکرہ احمد بن نصرؒ۔ ۲؎ طبقات الحنابلہ: ۱/ ۸۱، تذکرہ احمد بن نصرؒ۔ ۳؎ کتاب الروح: ۱۰۳/۔

۴؎ طبقات الحنابلہ: ۱/ ۲۰۷۔ ۵؎ مؤلفات الشیخ: ۳/ ۳۰۔

قبر میں حفظ قرآن کریم

شیخ اپنی اس کتاب میں رقمطراز ہیں: ابن ابی الدنیاؒ، حضرت حسنؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ مومن جب مرجاتا ہے اور ابھی اس کا حفظ مکمل نہیں ہوا، تو اس کے محافظ فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ قبر میں اس کو قرآن سکھائیں؛ حتیٰ کہ وہ قیامت میں حفاظ قرآن کے ساتھ اُٹھے گا۔ ابن ابی الدنیاؒ نے یزید رقاشی سے بھی اس طرح کی روایت نقل کی اور سلفی نے عطیہ عوفی کے مراسیل سے اسی معنی کی روایت کی تخریج کی۔ (۱)

قبروں کے پاس قرآن پڑھنا

امام احمد بن حنبلؒ ایک جنازہ کے ساتھ تھے، جب قبر کے پاس پہونچے، تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک قبر کے قریب قرآن پڑھ رہا ہے، آپؒ نے فرمایا: اس کو کھڑا کردو، آپ کے پہلو میں اس وقت محمد بن قدامہ جوہریؒ تھے، انھوں نے سوال کیا: اے ابو عبداللہ! مبشر بن اسماعیل آپ کی رائے میں کیسے آدمی ہیں؟ ارشاد فرمایا: ثقہ ہیں، محمد نے عرض کیا: انھوں نے مجھے خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن علاء بن الجلال نے مجھ سے کہا: جب میری روح پرواز کر جائے، تو مجھے لحد میں رکھ کر قبر کو برابر کردو، پھر میری قبر کے پاس بیٹھ کر سورۂ فاتحہ سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیتوں کی تلاوت کرو؛ کیونکہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ (یہ سن کر) امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: اس شخص کے پاس ایک آدمی بھیج کر کہہ دو کہ وہ تلاوت میں مشغول ہوجائے۔ (۲)

مردوں کا قبروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرنا اور اس کے لیے اپنے رشتہ داروں سے نیا کپڑا منگوانا

شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اپنی کتاب میں ایک اور قصہ نقل کرتے ہیں کہ: ابن ابی الدنیاؒ قابلِ اعتبار سند سے راشد بن سعد کے واسطے سے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہوگیا، اس نے خواب میں بہت سی عورتوں کو دیکھا؛ لیکن ان کے ساتھ اس کی بیوی نظر نہیں آئی، اس شخص نے ان عورتوں سے اپنی بیوی کے بارے میں دریافت کیا، تو ان عورتوں نے جواب دیا کہ تم نے اس کو پورا کفن نہیں دیا؛ اس لئے وہ ہمارے ساتھ نکلنے سے شرما رہی ہے، یہ شخص حضور اکرم ﷺ کی

---

۱ مؤلفات الشیخ: ۲/۳۱۔ ۲ طبقات الحنابلہ: تذکرہ عثمان بن احمد موصلی: ۱/۲۲۱۔

خدمت میں حاضر ہو کر خواب عرض کیا: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی قابل بھروسہ راستہ تلاش کرو، یہ شخص ایک قریب المرگ انصاری ﷺ کے پاس آئے اور ان کو واقعہ سے آگاہ کیا، انصاری ﷺ نے جواب دیا: اگر کوئی مُردوں تک پہنچ سکتا ہے، تو میں پہنچ جاؤں گا، کچھ دیر بعد انصاری ﷺ کا انتقال ہوگیا، یہ شخص زعفران میں رنگے ہوئے دو کپڑے لے کر آئے اور ان کو انصاری ﷺ کے کفن میں رکھ دیا، جب رات ہوئی تو ان کو خواب میں وہی عورتیں نظر آئیں اور ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں، جن کے جسم پر دو زرد کپڑے تھے۔ علامہ ابن جوزیؒ نے بھی محمد بن یوسف فریابیؒ سے اس عورت کا قصہ نقل کیا ہے، جس نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا، جو اس سے کفن (کی کمی) کی شکایت کر رہی تھی، لوگوں نے یہ قصہ محمد کے سامنے ذکر کر کے ان سے مسئلہ دریافت کیا: اس قصہ میں یہ بھی ہے کہ ماں نے اس عورت سے کہا: میرے واسطے ایک کفن خرید و اور فلاں عورت کے ساتھ اس کو بھیج دو۔ فریابیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث یاد آئی کہ مُردے اپنے کفنوں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں؛ چنانچہ میں ان لوگوں سے کہا کہ اس ماں کے لئے ایک کفن خرید لو اور اس عورت کا اسی دن انتقال ہوگیا، جو دن اس کی ماں نے بتایا تھا اور لوگوں نے اس کے ساتھ کفن کو رکھ دیا۔ (۱)

ایک کافر کا شدت عذاب کی بناء پر قبر سے نکل کر پانی مانگنا

ابن ابی الدنیاؒ، حویرث بن الربابؒ سے نقل کرتے ہیں کہ: میں ''اثایہ'' مقام سے گزر رہا تھا کہ اچانک قبر سے ایک شخص نکلا، اس کا چہرہ اور سر آگ سے جھلس رہا تھا، اس کے ہاتھ لوہے کی ہتھکڑیوں سے گردن سے بندھے ہوئے تھے، وہ کہنے لگا: مجھے پانی پلاؤ، پانی پلاؤ، اس کے پیچھے ایک اور شخص نمودار ہوا جو کہہ رہا تھا: اس کافر کو پانی مت پلاؤ، پیچھے والے شخص نے اس کافر کو دبوچ لیا اور زنجیر سے اس کے ایک حصہ کو جکڑ لیا، پھر اوندھے منہ کھینچتے ہوئے اس کو قبر میں لے کر چلا گیا۔ حویرثؒ فرماتے ہیں: اونٹنی میرے قابو سے باہر ہوگئی؛ حتیٰ کہ ''عرق الظبیہ'' نامی مقام پر (اس کا چلنا) دشوار ہوگیا تو وہ بیٹھ گئی۔ میں اس سے اترا، مغرب اور عشاء کی نماز ادا کی، پھر اس پر سوار ہوا اور صبح کے وقت مدینہ منورہ پہنچ گیا اور فوراً حضرت عمر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ آپ ﷺ کے گوش گذار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے حویرث! بخدا میں تم پر شک تو نہیں کرتا یقیناً تم نے بڑی سخت خبر سنائی ہے، پھر حضرت عمر ﷺ نے ''کنفی الصفواء'' کے عمر رسیدہ بوڑھے افراد کو بلا بھیجا، جنھوں نے جاہلیت کا زمانہ بھی دیکھا تھا، پھر حضرت حویرثؒ کو طلب کیا اور ان تمام کے سامنے فرمایا کہ انھوں نے مجھ سے ایک بات بیان کی ہے، میں ان پر کوئی بدگمانی نہیں کرتا۔ اے حویرث! ان کو بھی وہ واقعہ بتاؤ، جو مجھے بتلایا، میں نے ان کے سامنے بھی وہ واقعہ دوہرایا، ان

---

(۱) مؤلفات: ۳/۳۱۔

سن رسیدہ افراد نے کہا: امیر المؤمنین! ہم نے اس شخص کو پہچان لیا، وہ بنی غفار کا ایک آدمی تھا، جو زمانۂ جاہلیت میں مر گیا اور وہ مہمان نوازی نہیں کیا کرتا تھا۔

ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت عروہ سے یہ حکایت بھی نقل کی کہ: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک سوار جا رہا تھا کہ ایک قبرستان پر سے اس کا گزر ہوا، اچانک ایک شخص اپنی قبر سے نمودار ہوا، جس سے آگ کے شعلے اُٹھ رہے تھے، وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا: اے اللہ کے بندے! مجھ پر پانی چھڑکو، اے اللہ کے بندے! مجھ پر پانی ڈالو، اس کے پیچھے دوسرا شخص برآمد ہوا، وہ یوں کہہ رہا تھا: اللہ کے بندے مت چھڑکو، اے اللہ کے بندے! پانی مت ڈالو (یہ دیکھ کر) سوار بیہوش ہو گیا، جب صبح کو وہ بیدار ہوا، تو اس کے بال سفید ہو گئے تھے۔ حضرت عثمان ؓ کو اس کی اطلاع دی گئی، تو آپ ؓ نے لوگوں کو (اس جگہ) تنہا سفر کرنے سے روک دیا۔(۱)

ابو سبرہ نخعیؒ فرماتے ہیں کہ: ایک شخص یمن سے آ رہا تھا، وہ راستہ میں تھا کہ اس کا گدھا مر گیا، وہ شخص ٹھہر گیا، وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی، پھر یہ دعاء کی: اے اللہ! میں ''دثینہ'' میں آپ کے راستہ میں لڑنے اور آپ کی خوشنودی کی طلب میں نکلا، میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور قبروں میں پڑے ہوئے لوگوں کو دوبارہ جلاتا ہے، اے اللہ! آج میرے دوش کو کسی کے احسان سے گراں بار مت بنایئے۔ میری آپ سے التجا ہے کہ میرے گدھے کو میرے لئے زندگی دیدے۔ ابو سبرہؒ بیان کرتے ہیں کہ: اس پر گدھا کان جھاڑتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔(۲)

ضعیف خاتون کی دعاء سے مردہ کا زندہ ہونا

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ: ہم ایک انصاری کے پاس گئے، وہ بہت بیمار تھے۔ ہم ان کے یہاں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ ان کی روح پرواز کر گئی، ہم نے ان پر چادر ڈال دی، ان کے سر کے پاس ان کی بوڑھی والدہ کھڑی ہوئی تھیں، ایک شخص نے ان کی طرف دیکھ کر کہا: اماں جان! اس مصیبت پر اللہ کے پاس ثواب کی اُمید رکھیں، اس پر اس خاتون نے کہا: کون سی مصیبت؟ کیا میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا؟ ہم نے کہا کہ: ہاں! انصاری ؓ کی ماں نے پوچھا کیا تم بالکل سچ کہہ رہے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں! انھوں نے پھر وہی سوال کیا کہ کیا تم سچ بول رہے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں! تب انھوں نے اللہ کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور دعاء کرنے لگیں کہ اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں مسلمان ہوئی اور آپ کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کی اِس اُمید پر کہ آپ ہر مصیبت و آسانی کے وقت میری مدد فرمائیں گے۔ اے اللہ! آج مجھ پر یہ مصیبت مت

۱؎ مؤلفات: ۳/ ۲۷۔ ۲؎ تذکرۃ الحفاظ: ۱/ ۲۸۳، تذکرہ عبد اللہ بن ادریس۔

ڈالدیجئے، حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ ان کے چہرہ کو کھولا گیا اور ہم نے ان انصاری ﷺ کے ساتھ کھانا تناول کر کے وہاں سے رخصت ہوئے۔(۱)

موت سے پہلے انوار کا مشاہدہ

یوسف بن عبدالہادیؒ، حسن بن احمد بن حسن بن احمد بن عبدالہادیؒ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ: بروز جمعہ ۸۹۹ھ بماہ ۱۲/ رجب بمقام صالحیہ، آپؒ کی وفات ہوئی، تہائی یا نصف شب کو آپؒ پر نزع کی کیفیت طاری ہوگئی تھی، اس وقت آپ پر انوارات کی بارش ہو رہی تھی، میں نے آپ کے بارے میں بہت سے مبشرات دیکھے، ہم نے ان سے اچھی کسی کی موت نہیں دیکھی اللہ ان پر اور ہم پر اپنی رحمت نازل کرے۔(۲)

جنازہ جس کو ملائکہ نے کندھا دیا

یوسف بن عبدالہادیؒ اپنے دادا احمد بن حسن بن احمد بن عبدالہادیؒ کے متعلق لکھتے ہیں کہ: میرے دادا کے جنازہ میں شریک رہنے والے کئی افراد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ لوگ اپنے ہاتھ اُٹھاتے تھے؛ مگر جنازہ تک ان کے ہاتھ نہیں پہنچ رہے تھے، لوگ توقف کرنا چاہتے تھے؛ چنانچہ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم دوڑتے تھے، پھر بھی جنازہ سے قریب نہیں ہو رہے تھے اور کئی لوگوں نے مجھے بتایا: جب میں نے یہ معاملہ دیکھا، تو اپنے ہاتھوں کو جنازہ کے پایوں پر رکھ دیا اور اس سے لٹک گیا؛ تاکہ اس کو نیچے لاؤں، لیکن میں خود گر گیا۔(۳)

مُردہ کا اپنے ہاتھوں کو کترنا

ابوالحریشؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوجعفر نے جب کوفہ کی خندق کھودی، تو لوگوں نے اپنے مُردے دوسری جگہ دفن کر دیئے، اس اثناء میں، ہم نے ایک نوجوان کو دیکھا، جو دوسری قبر میں منتقل کیا جا رہا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو کتر رہا تھا۔(۴)

قبر میں رکھنے کے بعد مُردہ کا ہنسنا

گورکن قاسم بیان کرتے ہیں کہ: میں نے اپنے دادا سے سنا کہ: جب میں تو اسؒ کو دفن کرنے کے لئے ان کی قبر میں اترا اور قبر میں اتارنے کے لئے اپنے ہاتھ پر ان کو رکھ لیا، تو میں نے ان کی ہنسی کی آواز سنی، آپؒ کو امام احمدؒ کے قریب دفن کیا گیا۔(۵)

---

۱ صفۃ الصفوۃ: ۲/۳۷۔ ۲ ذیل علی طبقات ابن رجب: ص/۲۷۔ ۳ ایضاً: ص/۱۸۔ ۴ کتاب الروح: ص/۸۰۔ ۵ طبقات الحنابلہ: ۲/۱۳۳۔

TooBaa-Research-Library

غسل کے وقت مُردہ کا غسال سے جھگڑنا

حافظ اسماعیل کے بھتیجے ابوجعفر محمد بن الحسن بیان کرتے ہیں کہ احمد اسواری نے جو میرے چچا کے غسل کے ذمہ دار تھے اور قابل اعتماد آدمی تھے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے غسل کے لئے ستر سے کپڑا ہٹانے کا ارادہ کیا تو میرے چچا اسماعیل نے ان کا ہاتھ کھینچ لیا اور پنی ستر کو ڈھانپ لیا، احمد اسواری بول پڑے: کیا موت کے بعد بھی حیات؟(۱)

وصیت کو پورا نہ کرنے پر مُردہ کا ڈانٹنا

حافظ ابن عساکرؒ نقل کرتے ہیں کہ حمیدی نے انتقال کے بعد مظفر ابن رئیس الرؤساء کو وصیت کی تھی کہ ان کو بشرؒ کے پہلو میں دفن کیا جائے، مظفر نے آپ کی وصیت کو پورا نہیں کیا، ایک مدت کے بعد مظفر نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ اس کو ڈانٹ رہے ہیں، اس کے بعد مظفر نے ماہ صفر ۹۱ھ میں آپ کی نعش کو اسی جگہ منتقل کر دیا، اس وقت بھی آپ کا کفن نیا اور بدن تروتازہ تھا اور اس سے عمدہ خوشبو آ رہی تھی۔(۲)

انتقال کے بعد تصرف

عمر بن علی سرخیسؒ فرماتے ہیں کہ: میں ابوعلی حسن وخشیؒ کے انتقال کے وقت قریب البلوغ تھا، میں اس وقت ان کے پاس گیا جب ان کی نعش قبر میں رکھی گئی، تو ہم نے ایک چیخ سنی، بیان کیا جاتا ہے کہ (اس آواز کے بعد) قبرستان سے تمام حشرات الارض نکل کر قبرستان کے ایک جانب وادی تھی اسمیں چلے گئے، میں نے دیکھا کہ بچھو اور گبریلے بھی وادی کی طرف چلے گئے اور لوگوں نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا۔(۳)

میت کا اپنی قبر پر بیٹھ کر پرندوں کی بول چال پر گفتگو کرنا

ابوالتیاحؒ فرماتے ہیں کہ مطرف بن عبداللہ جنگل میں رہتے تھے اور ہر جمعہ کی رات گھوڑے پر سوار ہو کر قبرستان جاتے تھے، بسا اوقات (راستہ میں) ان کا گھوڑا روشنی سے چمکنے لگتا تھا، ایک مرتبہ جب آپؒ قبرستان پہنچے، تو گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اونگھنے لگے۔ مطرفؒ کہتے ہیں کہ: میں نے اہلِ قبور کو دیکھا کہ ہر قبر والا اپنی قبر پر بیٹھا ہوا ہے، جب انھوں نے مجھے دیکھا، تو کہنے لگے کہ یہ مطرف ہیں، جو ہر جمعہ آتے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا تم کو جمعہ کے دن کا بھی پتہ چلتا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! اس دن پرندے کیا کہتے ہیں اس کا بھی ہمیں علم ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا: پرندے اس دن کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے

۱ تذکرۃ الحفاظ: ۴/۱۲۸۰، تذکرہ ابوالقاسم اسماعیل بن محمد تیمی۔ ۲ تذکرۃ الحفاظ: ۴/۱۲۲۱، تذکرہ امام حمیدیؒ۔ ۳ تذکرۃ الحفاظ: ۳/۱۱۷۲، تذکرہ حافظ ابوعلی حسن وخشیؒ۔

جواب دیا: وہ کہتے ہیں: "سلام سلام من یوم صالح" یہ واقعہ صحیح سند سے منقول ہے۔(۱)

احمد بن ابی المکارم مقدسی حنبلیؒ کی تعویذ سے صحت کا حاصل ہونا

احمد بن ابوالمکارم مقدسیؒ نے اپنے شیخ امام عمادالدینؒ کی بہت ساری کرامات کا ذکر فرمایا، مثلاً زیادہ کھانے کی ضرورت کے وقت کھانے کا زیادہ ہوجانا اور آپ کی لکھی ہوئی تعویذ سے مرگی سے نجات کامل جانا وغیرہ(۲)

حضور اقدس ﷺ کے موئے مبارک سے شفا حاصل کرنا

عبداللہ بن احمدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ محترم امام احمد بن حنبلؒ کو دیکھا کہ آپ حضور اقدس ﷺ کا ایک بال مبارک تھامے ہوئے ہیں، اس کو اپنے ہونٹوں پر رکھ کر بوسہ دے رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ آپؒ نے اس کو آنکھوں پر رکھا پانی میں ڈبویا اور شفا حاصل کرنے کیلئے اس کو پی لیا۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ آپؒ نے نبی اکرم ﷺ کا مبارک پیالہ لیا اولوں کے پانی سے اس کو دھویا اور اس سے پانی نوش فرمایا۔ میں نے آپؒ کو طلبِ شفاء کے لئے زمزم پیتے اور اسے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو تر کرتے ہوئے دیکھا۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: امام احمدؒ کی ذات میں غلو کرنے والے اور آپ پر نکیر کرنے والے کہاں ہیں؟ حالانکہ صحیح سند سے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ حضرت عبداللہؒ نے اپنے والد (امام احمدؒ) سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا، جو حضور اکرم ﷺ کے منبر شریف کی لکڑی کو ہاتھ لگائے اور حجرہ شریف کو بوسہ دے؟ تو آپؒ نے جواب دیا: میں اس میں کوئی گناہ نہیں سمجھتا (علامہ ذہبیؒ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم لوگوں کو خوارج کے نظریہ اور بدعات سے محفوظ رکھے۔(۳)

امام ذہبیؒ سند متصل کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن عقیلؒ نے ایک انگوٹھی نکالی، جس کے بارے میں ان کا گمان تھا کہ اسے نبی کریم ﷺ نے پہنا ہے اس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی، میں نے ایک جماعت کو دیکھا کہ انھوں نے اس انگوٹھی کو دھویا، پھر وہ پانی پی لیا۔(۴)

رسولِ اکرم ﷺ کی چادرِ مبارک سے برکت حاصل کرنا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نبی ﷺ کی ردائے مبارک پہنتے اور عید کے دن اس کے گریبان کو پکڑے رکھتے تھے۔(۵)

---

۱ سیر اعلام النبلاء ۴/۱۹۳، تذکرہ مطرف بن عبداللہ بن شخیر۔ ۲ ذیل علی طبقات الحنابلہ ۲/۱۶۴، تذکرہ احمد بن ابوالمکارم۔
۳ سیر اعلام النبلاء ۱۱/۲۱۲، تذکرہ امام احمد بن حنبلؒ۔ ۴ سیر اعلام النبلاء ۷/۱۶، تذکرہ معمر بن راشدؒ۔ ۵ سیر اعلام النبلاء ۵/۱۳۵، تذکرہ عمر بن عبدالعزیزؒ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ٹوپی سے حصول برکت

معاذ بن معاذ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابوعونؒ کے سر پر اُون کی ایک ٹوپی دیکھی، جو پتلی اور خوبصورت تھی، کسی نے ان سے پوچھا: اے ابوعون! یہ ٹوپی کونسی ہے؟ جواب دیا: یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ٹوپی ہے، جو آپ نے علامہ انس بن سیرینؒ کو پہنائی تھی۔ میں نے آپ کے ترکہ میں سے اس کو خرید لی۔ (۱)

اس لباس سے تبرک حاصل کرنا جس میں جنگ بدر لڑی تھی

امام زہریؒ بیان کرتے ہیں کہ: جب حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ کے انتقال کا وقت قریب آیا، تو آپ ﷺ نے ایک پرانا اُونی جبہ منگایا اور فرمایا کہ مجھے اس میں کفن دیں، میں نے اس کپڑے میں بدر کے دن جنگ لڑی تھی اور آج ہی کے دن کے لئے اس کو اُٹھا رکھا تھا۔ (۲)

یحیٰ بن یحییٰ تمیمیؒ کے لباس سے حصولِ برکت

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یحییٰؒ نے امام احمدؒ کے واسطے اپنے کپڑوں کی وصیت کی، جب یہ کپڑے امام احمدؒ کی خدمت میں پہونچے، تو آپؒ نے اس میں سے برکت کے لئے ایک کپڑا لے لیا اور باقی کو لوٹا دیا، پھر فرمایا کہ: ان کے لباس کی سلائی اور تراش خراش ہمارے ملک کی وضع قطع جیسی نہیں ہے۔ (۳)

رسولِ خدا ﷺ کے بالوں (کی برکت سے) بلا کا دُور ہونا

علامہ ذہبیؒ (۴) کہتے ہیں کہ: مسئلہ خلق قرآن میں جو ابتلاء امام احمد بن حنبلؒ کو پیش آیا تھا، تو اسی زمانے میں نبی ﷺ کا ایک بال امام احمدؒ کی قمیص کی آستین میں رہ گیا تھا، جس کی یاد دہانی اسحاق بن ابراہیمؒ نے کی تھی، لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ یہ بال کیسا ہے؟ تو امام احمدؒ نے فرمایا کہ: یہ نبی کریم ﷺ کا بال ہے، یہ سن کر بعض لوگوں نے میری قمیص چاک کرنی چاہی؛ لیکن معتصم نے اس سے منع کیا اور کہا کہ یہ قمیص اُتار لو، میرا خیال یہ ہے کہ معتصم نے پھاڑنے سے اس لیے منع کیا کہ اس میں نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک تھے۔

---

۱ سیر اعلام النبلاء: ۶/۳۷۰، تذکرہ ابوعونؒ۔

۲ تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۲، تذکرہ حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ۔

۳ سیر اعلام النبلاء: ۱۰/۵۱۷، تذکرہ یحیٰ بن یحیٰ تمیمیؒ نیشاپوری۔

۴ سیر اعلام النبلاء: ۱۱/۲۵۰ ترجمہ امام احمد بن حنبلؒ۔

حضورِ اکرم ﷺ کے بالوں اور ناخنوں سے مصیبتوں کا دُور ہونا

عبدالرحمٰن بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ کا ایک موئے مبارک اور چند ناخن منگائے اور فرمایا: ان کو میرے کفن میں رکھ دو۔(۱)

عام لوگوں کا محدث کبیر ابومسہرؒ کے ہاتھوں کا بوسہ لینا

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ ابومسہرؒ پر رحم کرے، کیا ہی ثقہ اور قابلِ اعتماد آدمی تھے اور آپؒ ان کی بیحد تعریف کرنے لگے۔(۲) ابوحاتم رازیؒ لکھتے ہیں کہ: میں نے ابومسہرؒ سے زیادہ باعظمت اور ذی احترام شخص کوئی دوسرا نہیں دیکھا، جب آپؒ مسجد سے باہر آئے، تو میں دیکھتا تھا کہ لوگ قطار بنا کر ٹھہر جاتے، آپؒ کو سلام کرتے اور ہاتھوں کو چومتے تھے۔(۳)

محدث شہیر سفیان بن عیینہؒ کا فضیل بن عیاضؒ کے ہاتھوں کا بوسہ لینا

ابراہیم بن اشعثؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے ابن عیینہؒ کو فضیل بن عیاضؒ کے ہاتھوں کا دو مرتبہ بوسہ لیتے ہوئے دیکھا۔(۴)

امام مسلمؒ کا امام بخاریؒ کی پیشانی اور قدموں کا بوسہ لینے کی خواہش کا اظہار

ابوحامد احمد بن حمدون قصارؒ بیان کرتے ہیں کہ: ایک مرتبہ امام بخاریؒ امام مسلمؒ کے یہاں تشریف لائے، تو امام مسلمؒ نے امام بخاریؒ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور میں نے آپؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے اپنے پیروں کا بوسہ بھی لینے دیجئے۔(۵)

عام علماء، فقہاء، محدثین، بنی ہاشم، قریش اور انصار کا امام احمدؒ کے ہاتھوں اور سر کو بوسہ دینا

حضرت عبداللہ بن امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ: میں کئی علماء، فقہاء، محدثین، بنو ہاشم، بنو قریش اور بنو انصار کو دیکھا کہ ان حضرات نے میرے والد محترم کے ہاتھوں کا بوسہ لیا اور بعض نے آپؒ کے سر کا۔(۶)

---

۱ طبقات ابن سعد: ۵/۳۰۶۔ ۲ سیر اعلام النبلاء: ۱۰/۲۳۵، تذکرہ ابومسہرؒ۔ ۳ الجرح والتعدیل: ۶/۲۹۔

۴ تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۴۶۔ ۵ سیر اعلام النبلاء: ۱۲/۴۳۶، تذکرہ امام بخاریؒ۔ ۶ سیر اعلام النبلاء: ۱۱/۳۰۴۔

ہاتھ اور چہرہ کو چومنے کا مسئلہ

شیخ محمد بن عبدالوہابؒ مؤلفات میں رقمطراز ہیں: بہرحال ہاتھوں کو چومنا تو اس جیسی چیز کا انکار کرنا جائز نہیں ہے، یہ ایسا مسئلہ ہے، جس میں اہلِ علم کے مابین اختلاف رہا ہے۔ حضرت زید بن ثابت ؓ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور فرمایا: ہم کو اہلِ بیت نبی ﷺ کے ساتھ یہی برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے۔(۱)

حضرات سلف صالحین کا اہتمام تلاوتِ قرآن

یحییٰ بن اکثمؒ کا بیان ہے کہ میں سفر و حضر میں ہر وقت امام وکیعؒ کی صحبت میں رہتا تھا، آپؒ صائم الدھر تھے اور ہر رات میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔(۲)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ لکھتے ہیں کہ: ابوداؤد کی حضرت عبداللہ بن عمرو اور اوس بن حذیفہ ؓ والی حدیث کی بناء پر ہر سات دن میں ایک قرآن ختم کرنا مستحب ہے، آپ ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ ختمِ قرآن کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے؛ بلکہ نشاط و دلجمعی پر اس کا مدار ہے؛ اس لئے کہ حضرت عثمان ؓ ہر رات میں ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے۔(۳)

حضرت شعبہؒ فرماتے ہیں کہ سعد بن ابراہیم بن عوف زہریؒ صوم دھر رکھتے اور ایک دن و رات میں ایک قرآن پڑھتے تھے۔(۴)

اسماعیل بن علیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جتنے لوگوں سے ملاقات کی، ان میں سب سے زیادہ قرآن سے شغف رکھنے والے محمد بن عبدالرحمٰن بن شبرمہؒ تھے، میں نے ایک مرتبہ ان سے پوچھا کہ آپ نے گرما کے لمبے دنوں میں کسی ایک دن زیادہ سے زیادہ کتنا قرآن پڑھا ہے؛ جبکہ آپ کثرت و سرعتِ تلاوت میں معروف بھی تھے، آپؒ نے بتانے سے انکار کیا؛ لیکن میں برابر اصرار کرتا رہا؛ حتیٰ کہ آپؒ نے مجھے بتادیا کہ گرما کے طویل ایام میں ایک دن میں نے چار مرتبہ قرآن ختم کئے، پانچویں مرتبہ سورۂ برأت تک پہنچا تھا کہ مؤذن نے عصر کی اذان دیدی، آپؒ کا شمار سچے لوگوں میں ہوتا ہے۔(۵)

حضرت ربیع بن سلیمانؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ ہر رات میں قرآن کا ایک دَور پورا کرتے؛ لیکن ماہِ رمضان المبارک میں ہر رات میں ایک اور ہر دن میں ایک قرآن ختم فرماتے، اس طرح پورے رمضان میں ساٹھ دَور کرتے تھے۔(۶)

---

۱ مؤلفات: ۲۸۳/۵۔ ۲ طبقات الحنابلہ: ۳۹۲/۱۔ ۳ مؤلفات: ۱۵۸/۳۔ ۴ صفۃ الصفوۃ: ۱۳۶/۲۔
۵ تاریخ خطیب بغدادی: ۳۱۵/۲، تذکرہ محمد بن عبدالرحمٰن بن شبرمہ الضبیؒ۔ ۶ تاریخ خطیب بغدادی: ۶۳/۲، تذکرہ امام شافعیؒ۔

محدث علیؒ فرماتے ہیں کہ: یحییٰ بن سعید قطانؒ ہر رات و دن میں مغرب وعشاء کے درمیانی وقفہ میں ایک قرآن پڑھ لیتے تھے اور یحییٰ بن معینؒ کا قول ہے کہ: یحییٰ بن سعید قطانؒ بیس برس تک ہر رات نماز میں ایک قرآن پڑھتے تھے اور چالیس سال آپؒ کا معمول رہا کہ زوال سے پہلے مسجد میں رہتے اور کبھی آپؒ کو جماعت کے لیے دوڑتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔(۱)

ابو ہشام رفاعیؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے ابو بکر بن عیاشؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: میرا ایک کمرہ ہے، جس تک پہنچنے سے میں عاجز ہوں اور اس سے اُترنے سے مجھے یہ بات روک رہی ہے کہ میں ساٹھ سال سے ہر دن ایک قرآن پاک اس میں ختم کرتا ہوں۔(۲)

ذوالریاستین سے روایت ہے کہ بادشاہ مامون الرشید نے ماہِ رمضان میں تینتیس ۳۳ قرآن پاک ختم کیے۔(۳)

محمد بن زہیرؒ بیان کرتے ہیں کہ: میرے والد زہیر بن محمدؒ رمضان المبارک میں ہر دن اور رات میں تین مرتبہ ختم قرآن کے وقت ہم لوگوں کو جمع کرتے تھے، اس طرح پورے رمضان میں آپؒ نے نوے (۹۰) قرآن ختم کیے۔(۴)

مسیح بن سعیدؒ نقل کرتے ہیں کہ: محمد بن اسماعیل، رمضان کے مبارک مہینہ میں روزآنہ دن میں ایک قرآن پڑھتے تھے اور تراویح کے بعد تین راتوں میں ایک قرآن پورا کرتے تھے۔(۵)

حور کے ساتھ گفتگو اور چار ہزار ختمِ قرآن کے عوض خریداری

حضرت ابو یحییٰ الناقدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک حور قرآن شریف کے چار ہزار ختم کے بدلے میں خریدی، جب آخری دَور چل رہا تھا، تو میں نے حور کو یہ کہتے ہوئے سنا: تم نے اپنا وعدہ پورا کیا، تو لو میں وہی ہوں، جس کی تم نے خریداری کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ (ابو یحییٰ) کا اس کے تھوڑے دن بعد ہی انتقال ہو گیا۔(۶)

سلفِ صالح کا راستہ: فجر سے اشراق تک اوراد و اذکار

ولید بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام اوزاعیؒ کو دیکھا کہ (فجر کے بعد سے) سورج نکلنے تک مصلے پر ہی ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے اور ہمیں کہتے تھے کہ اسلاف کا یہی طریقۂ کار رہا ہے، جب سورج طلوع ہو جاتا، تو وہ ایک دوسرے سے ملتے اور اللہ کے ذکر اور علمِ دین حاصل کرنے میں مشغول ہو جاتے۔(۷)

---

۱ تاریخ خطیب بغدادی: ۱۴/۱۴۱، تذکرہ یحییٰ بن سعید القطانؒ۔ ۲ تاریخ خطیب بغدادی: ۱۴/۳۸۲، تذکرہ ابو بکر بن عیاشؒ۔

۳ تاریخ خطیب بغدادی: ۱۰/۱۹۰، تذکرہ مامون بن ہارون رشیدؒ۔ ۴ تاریخ خطیب بغدادی: ۸/۴۸۵، تذکرہ زہیر بن محمد بن قمیرؒ۔ ۵ سیر اعلام النبلاء: ۲۱/۴۲۸۔

۶ طبقات الحنابلہ: ۱/۱۵۹، تذکرہ زکریا بن یحییٰ ابو یحییٰ الناقد البغدادی الحنبلیؒ۔ ۷ سیر اعلام النبلاء: ۷/۱۱۴، تذکرہ امام اوزاعیؒ۔

عرفہ کی رات دیگر شہروں میں عرفہ منانے میں کوئی حرج نہیں

امام احمدؒ کا ارشادِ گرامی ہے: عام شہروں میں عرفہ کو رات کو جمع ہونا کوئی بُرا نہیں ہے؛ کیونکہ یہ جمع ہونا دعاء اور ذکر اللہ کے لئے ہے اور سب سے پہلے یہ عمل کرنے والے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمرو ابن حریث ہیں اور ابراہیم نے بھی ایسا کیا ہے۔(۱)

یعقوب بن دورقیؒ فرماتے ہیں کہ: میں ابوعبداللہ امام احمدؒ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا، جو عرفہ کے دن مسجد میں حاضر ہوتا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا: مسلمانوں کی دعاء میں شرکت کے لئے عرفہ کے دن حاضر ہونے میں کوئی گناہ نہیں ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی عرفہ کے دن بصرہ میں عرفہ منایا تھا؛ لہٰذا اس میں کوئی خرابی نہیں ہے کہ آدمی مسجد میں آئے اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہو؛ تا کہ اللہ اس پر رحم کرے؛ کیونکہ یہ تو ایک دعاء ہے۔ یعقوبؒ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے عرفہ کی رات یحیٰ بن معینؒ کو جامع مسجد میں دیکھا، آپؒ لوگوں کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوئے تھے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ آپؒ نے (عرفہ کے دن) پانی پیا، آپؒ اس روز روزہ سے نہیں تھے۔(۲)

دانوں کی تسبیح اور اس پر تسبیح پڑھنا

اسماعیل بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت سحنونؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان دنوں آپؒ قاضی تھے، اور آپؒ کے گلے میں تسبیح تھی، اس پر آپؒ تسبیح پڑھ رہے تھے۔(۳)

جو شخص دُنیا میں مشغول ہوئے بغیر اس کی ضروریات کو پورا کرے اور اس کی دنیوی ضروریات محدود ہوں، تو میں وہی کہوں گا جو تمہارے چچا جریر نے عبدالعزیز بن الولید سے کہا تھا کہ ایسا شخص نہ دُنیا میں اپنے حصہ سے محروم ہونے والا ہے، نہ دُنیا کی زیب و زینت اس کو دین سے غافل کرسکتی ہے۔(۴)

خالد بن معدانؒ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ: وہ ایک دن میں ستر ہزار بار سبحان اللہ پڑھتے تھے۔(۵)

حضرت عکرمہؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے ارشاد فرمایا: میں ہر روز اپنے گناہوں کے بقدر بارہ ہزار مرتبہ توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ منقول ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس ایک دھاگہ تھا، جس میں دو ہزار گرہیں تھیں، جب تک آپؓ ان کے بقدر تسبیح نہ پڑھ لیتے سوتے نہیں تھے۔(۶)

---

۱ طبقات الحنابلہ:۱/۳۹۔ ۲ طبقات الحنابلہ:۱/۴۱۴، تذکرہ یعقوب بن ابراہیم دورقیؒ۔ ۳ سیر اعلام النبلاء:۱۲/۶۶، تذکرہ حضرت سحنونؒ۔

۴ تاریخ خطیب بغدادی:۱۰/۱۸۹، تذکرہ مامون بن ہارون الرشیدؒ۔ ۵ تذکرۃ الحفاظ:۱/۹۳، تذکرہ خالد بن معدانؒ۔ ۶ تذکرۃ الحفاظ:۱/۳۵، تذکرہ حضرت ابوہریرہؓ۔

خواب میں حضرت علی ﷺ کا ایک شخص کے چہرہ پر مارنا اور اس کے آدھے چہرہ کا کالا ہو جانا

ابن ابی الدنیاؒ نے ''کتاب المنامات'' میں قریش کے ایک عمر رسیدہ شخص سے نقل کیا ہے کہ اس نے بیان کیا: میں نے ملک شام میں ایک شخص کو دیکھا، جس کا آدھا چہرہ سیاہ تھا اور اپنے چہرہ کو ڈھانپے ہوئے تھا، میں نے اس سے اس کا سبب دریافت کیا: تو اس نے بتایا کہ میں نے اللہ کے لئے یہ نذر مانی ہے کہ جو بھی مجھ سے اس کی وجہ پوچھے گا، میں اس کو بتادوں گا، پھر اس نے کہا کہ میں حضرت علی بن ابی طالب ﷺ کا شدید مخالف تھا، میں ایک رات سو رہا تھا کہ ایک شخص خواب میں آئے اور مجھ سے کہنے لگے: تو میرا شدید مخالف ہے یہ کہہ کر آپ ﷺ نے میرے آدھے چہرہ پر طمانچہ مارا، جب میں صبح بیدار ہوا، تو میرا نصف منھ کالا ہو چکا تھا؛ جیسا تم دیکھ رہے ہو۔(۱)

سونے والے شخص کا خواب میں ایک رافضی کا ذبح کرنا اور اس کا واقعۃً مذبوح ہو جانا

علامہ ابن القیروانیؒ نے اپنی ''کتاب البستان'' میں بعض سلف سے نقل کیا کہ: انھوں نے بیان فرمایا: میرا ایک پڑوسی تھا، جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ ایک دن جب اس نے بہت زیادہ بُرا بھلا کہا، تو مجھ میں اور اس میں بحث وتکرار اور تلخ کلامی ہوئی اور میں مغموم ومحزون گھر واپس آیا، رات کا کھانا بھی نہ کھایا اور اسی حالت میں سو گیا، خواب میں محبوب کبریا ﷺ تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اے حبیب خدا ﷺ! فلاں شخص آپ ﷺ کے صحابہ کو گالیاں دیتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے کون سے صحابہ؟ میں نے عرض کیا: ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چُھری لو اور اس سے اس کو ذبح کردو، میں نے وہ چُھری لے لی اور اس (گستاخ) شخص کو زمین پر لٹا کر ذبح کر دیا۔ میں نے دیکھا میرے ہاتھوں کو اس کا خون لگ گیا ہے، تو میں نے چُھری پھینک دی اور ان کو پونچھنے کے لئے زمین کی طرف جھکا۔ اچانک میری آنکھ کھل گئی اس وقت میں نے اس شخص کے گھر کی جانب سے چیخوں کی آواز سنی۔ میں نے کہا یہ کیسی چیخیں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ: فلاں (گستاخ) شخص اچانک مرگیا۔ جب صبح ہوئی، تو میں نے اس کے گھر جا کر دیکھا، تو اس کے گلے پر نشان تھا۔(۲)

روحوں کی قوی تاثیرات

علامہ ابن القیمؒ لکھتے ہیں کہ: بعض رُوحوں کا بعض پر اثر انداز ہونا ایسی بات ہے، جس کا ذوق صحیح اور عقلِ سلیم رکھنے والا کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا، خصوصاً جب وہ جسمانی بندھنوں اور رکاوٹوں سے آزاد ہوتی ہے، تو اس کی طاقت وقوت اسی

۱ کتاب الروح: ص/۲۱۲۔ ۲ کتاب الروح: ص/۲۱۱۔

اعتبار سے کئی گنا بڑھ جاتی ہے، بالخصوص جب خواہشات کی مخالفت کی جاتی ہے اور عفت و پاکدامنی، شجاعت و بہادری، عدل و انصاف پروری اور سخاوت و فیاضی جیسے بلند اخلاق پر اس کی تربیت کی جاتی ہے، گھٹیا اخلاق رذیل اور خراب عادات سے اس کو دور رکھا جاتا ہے، تو عالم میں اس کی تاثیر بہت قوی ہو جاتی ہے، جس سے بدن اور اس کے اجزاء قاصر ہیں، اگر کسی بڑی چٹان پر اس کی نگاہ پڑے، تو وہ پھٹ جائے، اگر کسی طویل القامت جاندار کو دیکھے، تو وہ ہلاک ہو جائے اور اگر کوئی اچھی چیز نظر آئے، تو وہ ختم ہو جائے، اقوام عالم زمانۂ قدیم سے پُر اثر توجہات کی تاثیر کا برابر مشاہدہ کرتی آ رہی ہیں، ان سے مدد لی جاتی ہے اور ان کے اثرات سے احتیاط برتی جاتی ہے، لوگوں نے خواب میں روح کے بدن سے علیحدہ ہو جانے کے بعد رُوحوں کے ایک دوسرے پر اثر اندازی کے ایسے عجیب تجربے کئے ہیں، جن کی گنتی مشکل ہے، رُوحوں کی دُنیا بالکل ایک الگ دُنیا ہے، جو مادّی دُنیا سے بہت بڑی ہے، اس کے احکام اور آثار عالمِ اجسام سے بہت زیادہ تعجب خیز ہیں؛ بلکہ دُنیا میں انسان کے جتنے حالات ہیں، وہ سب رُوحوں کی ہی تاثیر ہے؛ مگر بدن کے واسطے سے، رُوح اور بدن یہ دونوں (کسی چیز کے) اثرات کے ظہور پر ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں؛ جیسا کہ دو شریک کسی کام میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں؛ لیکن کچھ تاثیرات ایسے ہیں، جو تنہاء رُوح کے ساتھ خاص ہیں، ان میں بدن کا کچھ دخل نہیں؛ جبکہ بدن کا کوئی تصرف ایسا نہیں جس میں رُوح کی شرکت نہ ہو۔(۱)

علامہ ابن تیمیہؒ کا تعویذ لکھنا

علامہ ابن تیمیہؒ نکسیر کے لئے نکسیر زدہ کی پیشانی پر تحریر کرتے تھے: "وقيل يا أرض ابلعي ماء ك ويا سماء اقلعي و غيض الماء و قضي الأمر". علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا: میں نے یہ آیت کئی لوگوں کے لئے لکھی اور اس کو اس مرض سے نجات مل گئی۔(۲)

پھڑکنے والی رگ کے لئے نسخۂ شفاء

امام ترمذیؒ حضرت ابن مبارکؒ کی یہ حدیث نقل کی کہ حضور اکرم ﷺ بخار اور ہر قسم کے درد کے لئے صحابہ کرام ﷺ کو یہ دعاء سکھاتے تھے: "بسم الله الكبير أعوذ بالله العظيم من شر عرق نعار ومن شرحر النار". (۳)

داڑھ کے درد کو دُور کرنے کے لئے

درد والے رخسار پر یہ دعاء لکھیں: "بسم الله الرحمٰن الرحيم قل هو الذي أنشاكم وجعل لكم

---

۱ کتاب الروح: ص/۳۳۹۔ ۲ الطب النبوی: ص/۲۷۸۔ ۳ الطب النبوی: ص/۲۷۹۔

السمع و الأبصار والأفئدة قليلا ماتشكرون" اگر چاہے تو یہ بھی لکھ لیں: "وله ماسكن في الليل والنهار وهو السميع العليم". (۱)

پھوڑے پھنسیوں کے لیے

اس جگہ یہ آیت کریمہ لکھ دی جائے: "ويسئلونك عن الجبال فقل ينسفها ربي نسفا فيذرها قاعا صفصفا لاترى فيها عوجاً و لا أمتا".

سر کی تکلیف دہ بھوسی کے لیے

اس پر یہ کلمات لکھ دیے جائیں: "فأصابها اعصارفيه نار فاحترقت بحول الله وقوته".

اس مرض کی ایک دوسری تعویذ بھی ہے، جس کو سر پر سورج کی زردی کے وقت لکھا جائے: "يأ يها الذين آمنوا اتقوا الله و آمنوا برسوله يؤتكم كفلين من رحمته ويجعل لكم نورا تمشون به ويغفر لكم والله غفور رحيم". (۲)

باری والے بخار کے لیے

تین باریک کاغذوں پر مندرجۂ ذیل دعا لکھ کر ہر دن ایک کاغذ لیں اور اس کو اپنے منھ میں رکھ کر پانی کے ساتھ نگل جائیں۔ وہ دعا یہ ہے: "بسم الله فرت باسم الله مرت باسم الله قلّت".

عرق النسا سے صحت کے لیے

علامہ ابن القیمؒ اس کے لئے یہ دعا تحریر فرماتے ہیں: "بسم الله الرحمٰن الرحيم اللّهم رب كل شيء و مليك كل شيء وخالق كل شيء أنت خلقتني وأنت خلقت عرق النسا في فلا تسلطه عليّ بأذني و ولا تسلطني عليه بقطع واشفني شفاء لا يغادر سقما لاشافي إلا أنت".

تعویذوں کے فوائد کا بیان علامہ ابن قیمؒ کے قلم سے

آپؒ رقمطراز ہیں: جتنی بھی تعویذات پیچھے لکھی گئی ہیں، ان کا لکھنا فائدہ بخش ہے اور علماءِ سلف کی ایک جماعت نے قرآن کی کسی آیت کو لکھنے اور اس کو (گھول کر) پینے کی رخصت دی ہے اور اس کو شفایابی کا ذریعہ قرار دیا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رکھی ہے۔ (۳)

۱؎ الطب النبوی ص/۲۷۹۔ ۲؎ ایضاً: ص/۲۷۸۔ ۳؎ ایضاً: ص/۲۷۷۔

ولادت میں آسانی کے لیے

عکرمہؒ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ: ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایسی گائے پر گذر ہوا، جس کے پیٹ میں بچھڑا ٹیڑھا ہوگیا تھا، اس گائے نے عرض کیا: اے کلمۃ اللہ! اللہ سے دعاء کیجئے کہ مجھے اس مصیبت سے نجات مل جائے۔ آپ علیہ السلام نے فوراً دعاء کی کہ: اے جان کو جان سے پیدا کرنے والے! اے جان کو جان سے چھٹکارا دلانے والے! اے جان کو جان سے نکالنے والے! اس گائے کو نجات دیدے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس گائے نے اس وقت بچہ جن دیا اور اس کو کھڑی کھڑی سونگھنے لگی۔ آپ فرماتے ہیں: ولادت کے وقت جب عورت کو بہت تکلیف ہونے لگے، تو یہ دعاء اس پر لکھ دو: "يا خالق النفس من النفس ويا مخلص النفس من النفس ويا مخرج النفس من النفس خلصها".

دردِزہ کی دُوسری دعاء

ایک پاک صاف برتن میں "إذا السماء انشقت وأذنت لربها وحقت وإذا الأرض مدت وألقت مافيها وتخلت" لکھیں۔ حاملہ عورت کو اس سے پانی پلائیں اور اس کے پیٹ پر اس برتن کے پانی کا چھڑکاؤ کریں۔

امام احمدؒ کا تعویذ دینا

امام ابوبکر مروزیؒ بیان کرتے ہیں کہ: ابوعبداللہ (امام احمدؒ) کی خدمت میں ایک شخص آ کر کہنے لگا: اے ابوعبداللہ! ایک عورت دُوروز سے دردِزہ کی تکلیف میں مبتلا ہے، اس کے لئے کوئی تعویذ لکھ دیجئے! آپؒ نے فرمایا: اس شخص سے کہو کہ وہ ایک چوڑا پیالہ اور زعفران لائے۔ ابوبکر مروزیؒ کہتے ہیں کہ میں نے آپؒ کو کئی لوگوں کے لئے تعویذ لکھتے دیکھا۔(۱)

عبداللہ بن امام احمدؒ نقل کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا والدِ محترم، دردِزہ میں مبتلا عورت کے لئے کسی بڑے سفید پیالے پر یا کسی پاک صاف چیز پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث تحریر فرماتے: "لا إله إلا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين كأنهم يوم يرونها لم يلبثوا إلا عشية أو ضحاها كأنهم يوم يرون مايوعدون لم يلبثوا إلا ساعة من نهار بلاغ فهل يهلك إلا القوم الفاسقون".

بخار کی تعویذ

علامہ مروزیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے بخار آ گیا، جب امام احمدؒ کو اس کی خبر ہوئی، تو آپؒ نے میرے واسطے

(۱) الطب النبوی، ص/۱۷۷۔

بخار کی تعویذ لکھی، اس میں لکھا تھا: ''بسم الله الرحمٰن الرحيم باسم الله وبالله ومحمد رسول الله قلنا يا نار كوني بردا وسلاما على إبراهيم وأراد وبه كيدا فجعلنا هم الآخرين اللّهم رب جبرئيل وميكائيل و إسرافيل أشف صاحب هذا الكتاب بحولك وقوتك و جبروتك إله الخلق'' آمین۔

آپؒ ہی سے یہ بھی منقول ہے کہ امام احمدؒ کے سامنے یہ روایت پڑھی گئی اور میں اس کو سن رہا تھا، ہم سے ابومنذر عمرو بن مجمعؒ نے بیان کیا، ان سے یونس بن حبانؒ نے بیان کیا کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علیؒ سے گلے میں تعویذ ڈالنے کے متعلق سوال کیا، تو آپؒ نے فرمایا: اگر اس میں قرآن کی کوئی آیت ہو، یا کوئی دعاءِ ماثور ہو، تو اس کو ڈال لو اور بقدر استطاعت اس سے شفا حاصل کرو۔ میں نے کہا: کیا بخار کے شروع میں، میں یہ کلمات لکھ لوں؟ ''باسم الله وبالله و محمد رسول الله الخ؟ آپؒ نے فرمایا: ہاں! لکھ لو۔(۱)

بلاؤں کو دُور کرنے کے لیے

امام احمدؒ سے تعویذوں کے بارے میں پوچھا گیا: تو آپؒ نے جواب دیا، بلاء کے نازل ہونے کے بعد لٹکایا جاسکتا ہے اور فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، عبداللہ بن احمدؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے والدِ مکرم کو مصیبت میں گرفتار ہونے کے بعد گھبرائے ہوئے شخص کے لئے اور بخار کے لئے تعویذ لکھتے ہوئے دیکھا۔(۲)

تعویذ کے متعلق حضرت عطاءؒ کا فتویٰ

جس حائضہ عورت کے گلے میں کوئی تعویذ، یا کوئی لکھی ہوئی چیز ہو، اس کے متعلق حضرت عطاءؒ نے فرمایا: اگر وہ چمڑے میں ہو، تو اس کو نکال دو اور اگر چاندی کی نلکی میں ہو، تو کوئی حرج نہیں ہے، اگر وہ چاہے تو رکھ لے اور اگر چاہے تو نہ رکھے۔ حضرت عبداللہؒ سے پوچھا گیا کہ: کیا آپ کی بھی یہی رائے ہے؟ فرمایا: ہاں!(۳)

شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے نزدیک تعویذ کا حکم

شیخ موصوفؒ مؤلفات میں تحریر کرتے ہیں: تعویذ وہ شئی ہے، جو نظر بد سے حفاظت کی خاطر بچوں کے گلے میں لٹکائی جاتی ہے، اگر وہ قرآن سے ہو، تو بعض اسلاف نے اس کی اجازت دی ہے۔(۴)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: جھاڑ پھونک، معوذتین کی تعویذ اور دعائیں کرنا اور دوائیں استعمال کرنا جائز ہے۔(۵)

---

۱ الطب النبوی: ص/ ۲۷۶۔ ۲ ایضاً: ص/ ۲۷۷۔ ۳ سنن الدارمی: حدیث نمبر: ۱۱۷۷۔ ۴ مؤلفات: ۱/ ۲۹۔ ۵ مؤلفات: ۱/ ۷۹۔

تیسرا باب

فضائلِ اعمال میں ضعیف احادیث کا حکم

ضعیف احادیث کا حکم

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب کسی حدیث کی سند بہت زیادہ ضعیف ہو، تو اس پر عمل جائز نہیں ہے۔ یہ قول علامہ سیوطیؒ نے (۱) حافظ صلاح الدین علائیؒ سے نقل کیا۔ میرا (مصنف کا) خیال ہے کہ بہت زیادہ ضعیف سے مراد موضوع حدیث ہے؛ جیسا کہ یہ بات کئی علماء سے منقول ہے؛ لیکن جب حدیث کا ضعف بہت شدید نہ ہو، تو دو ائمہ حدیث علامہ نوویؒ اور محدث ملا علی القاریؒ نے اپنی کتابوں میں فضائلِ اعمال، شرافت واخلاق، قصص ونصائح، ترغیب وترہیب اور ایسی اُمور میں جن کا تعلق عقائد ومسائل سے نہیں ہے، ضعیف حدیث پر عمل (کے جائز ہونے) پر اجماع نقل کیا ہے؛ چنانچہ علامہ نوویؒ اپنی کتاب "الاربعین" کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں: فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کے جواز پر علماءِ اُمت کا اتفاق ہے۔(۲)

آپؒ نے اس رسالہ میں بھی اس پر اتفاق نقل کیا، جس میں اہلِ علم وفضل کے لیے کھڑے ہونے کی اباحت کو ثابت کیا؛ چنانچہ آپؒ لکھتے ہیں: محدثین اور دوسرے علماء نے فضائل اور اس جیسے ابواب میں جس کے اندر عقائد اور صفاتِ الٰہی کا ذکر نہ ہو ضعیف حدیث پر عمل کے جائز ہونے پر اتفاق کیا ہے۔

ملاعلی قاریؒ "فتح باب العناية" میں (ایک حدیث کے تحت) لکھتے ہیں کہ: اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے؛ لیکن اس بات پر اتفاق ہے کہ فضائلِ اعمال میں ایسی حدیث پر عمل جائز ہے۔(۳)

اپنے رسالہ "الحظ الأوفر في الحج الأكبر" میں ایک حدیث کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند کے متعلق بعض محدثین نے کہا ہے کہ: وہ ضعیف ہے، اگر اس کے ضعف کو تسلیم بھی کرلیا جائے، تب بھی مقصود میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا؛ کیونکہ تمام باکمال علماء کے نزدیک فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث معتبر وقابل عمل ہے۔(٤)

مرقاۃ میں رقمطراز ہیں: بالاتفاق فضائلِ اعمال میں ضعیف روایت روبہ عمل لائی جاسکتی ہے، چاہے دوسری حدیث

(۱) تدریب الراوی:۱/۲۹۸۔ (۲) الفتح المبين للهيتمي: ص/۳۲۔ (۳) فتح باب العنایة:۱/۳۹۔ (٤) الحظ الأوفر في الحج الأكبر ق: ١٤٩/ب.

سے اس کو تقویت نہ ملے؛ جیسا کہ علامہ نوویؒ کا قول ہے اور اس ضعیف حدیث پر عمل صرف ان اعمال میں کیا جائے گا، جن کی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت ہو۔(۱)

دوسری کتاب ''الموضوعات الکبریٰ'' میں ارشاد فرماتے ہیں: فضائل میں ضعیف حدیث بالا جماع قابلِ عمل ہے۔(۲)

شیخ محمود سعید دامت برکاتہم لکھتے ہیں: اگر اعتراض کیا جائے کہ اس سلسلہ میں تین مذہب ہیں۔ پہلا تو یہی (جو ذکر ہوا) دوسرا یہ کہ ضعیف حدیث پر مطلقاً عمل جائز ہے (کوئی قید نہیں ہے) اور تیسرا یہ ہے کہ: ضعیف حدیث پر عمل مطلقاً منع ہے، تو اس صورت میں (پہلے مذہب پر) اجماع کیسے ہوسکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ: یہ تینوں قسمیں احکام وغیرہ میں مطلقاً عمل کرنے کے بارے میں ہیں؛ لیکن علامہ نوویؒ نے شرائط کے ساتھ جو جواز نقل فرمایا ہے، وہ عقائد واحکام کے علاوہ فضائل، ترغیب وترہیب وغیرہ سے متعلق ہے، جو متفقہ قول ہے۔(۳)

خلاصہ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں جمہور محدثین وفقہاء کے اس مسلک کے علاوہ کہ فضائلِ اعمال، پندونصائح، قصص و حکایات، ترغیب وترہیب میں ضعیف حدیث کی سند میں نرمی اختیار کرتے ہیں اور بوقت روایت اس کے ضعف کو بیان کیے بغیر بھی لائقِ عمل ہے کوئی اور رائے یا مذہب ہے ہی نہیں؛ لیکن جہاں تک عقائد کا مسئلہ ہے؛ جیسے اللہ تعالیٰ کی صفات اور جو اس کی شان کے لائق ومناسب ہے اور جو مناسب نہیں ہے، یا حلال وحرام کے احکام کا دائرہ ہے، تو اس معاملہ میں نہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا درست ہے، نہ اس کی اسناد میں تساہل جائز ہے، نہ ضعف کی وضاحت کے بغیر اس کو روایت کرنا روا ہے اور فضائلِ اعمال سے مراد اُن اعمال کے فضائل ہیں، جو اعمال ثابت شدہ ہیں، مستحب ہیں، ان کو کرنے والا مستحقِ ثواب ہے اور نہ کرنے والا لائقِ ملامت نہیں ہے۔ آئندہ مستقل ایک باب قائم کروں گا، جس میں ضعیف حدیث پر عمل کے جواز اور عدمِ جواز کے متعلق علماء کے اقوال سے بحث کی جائے گی۔

سردست آپ کے سامنے علماء کے وہ صریح اقوال پیش کیے جا رہے ہیں، جو جمہور محدثین وفقہاء کے مسلک کی مؤید ہیں۔ محدث خطیبؒ تحریر فرماتے ہیں: یہ باب احکام کی احادیث میں سختی اور فضائلِ اعمال میں توسع کے بارے میں ہے۔

یہ قول کئی علماءِ متقدمین سے منقول ہے کہ حلال وحرام سے متعلق احادیث کو صرف ایسے ہی شخص سے روایت کرنا جائز ہے، جو (جھوٹ کی) تہمت سے پاک ہو اور بدگمانی سے دُور ہو (یعنی اس کے متعلق کسی کو بدگمانی بھی نہ ہو) لیکن ترغیب و ترہیب اور پندونصائح وغیرہ کی احادیث کو ہر شیخ سے لکھنا درست ہے۔ سفیان ثوریؒ کا ارشاد ہے کہ: حلال وحرام سے متعلق احادیث کا علم صرف ان مشہور ومعروف علماء حدیث ہی سے حاصل کرو، جو اس فن میں ہونے والی کمی بیشی سے اچھی طرح

---

۱ مرقاۃ المفاتیح ۲/۳۸۱۔ ۲ الاسرار المرفوعۃ: ص/۳۱۵، حدیث نمبر:۴۳۴۔ ۳ مقدمہ التعریف ۱/۹۸۔

واقف ہیں، اس کے علاوہ دیگر شعبوں سے متعلق احادیث کوکسی بھی استاذ سے حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ علامہ ابن عیینہؒ کا ارشاد ہے کہ: بقیہ سے سنت (احکام والی حدیث) مت سنو۔ (ہاں) ثواب غیرہ سے متعلق احادیث سن سکتے ہو۔

امام احمد بن حنبلؒ کا فرمان ہے کہ: جب ہم رسول اللہ ﷺ سے مروی حلال وحرام، سنن واحکام پر مشتمل احادیث روایت کرتے ہیں، تو اس کی سند میں سختی اور تشدد اختیار کرتے ہیں اور جب فضائلِ اعمال اور امر ونہی کے متعلق حدیثیں روایت کرتے ہیں، تو سند (کی جانچ پڑتال کرنے اور قبول کرنے) میں نرمی برتتے ہیں۔

محدث میمونیؒ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے ابو عبداللہ (امام احمدؒ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ: عبرت ونصیحت اور پند وموعظت والی حدیثوں میں اس وقت تک تساہل اور نرمی اختیار کی جاسکتی ہے، جب تک کہ اس میں کوئی مسئلہ بیان نہ کیا گیا ہو۔

ابو زکریا عنبریؒ کا قول ہے کہ: جب کوئی ایسی حدیث آئے، جو حرام کو حلال نہ کرتی ہو، نہ حلال کو حرام ٹھہراتی ہو، نہ کسی حکم کو واجب قرار دیتی ہو؛ بلکہ اس کا تعلق ترغیب وترہیب، تاکید وتشدید، یا رخصت واجازت سے ہو، تو اس (کی سند کے ضعف سے) چشم پوشی کرنا اور اس کے راویوں (کی شرائط) میں نرمی اختیار کرنا واجب ہے۔ (۱)

محدث کبیر عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرمایا کرتے تھے: جب ہم (کسی نیکی کا) ثواب یا (کسی گناہ کا) عذاب یا کسی عمل کی فضیلت والی احادیث نقل کرتے ہیں، تو سند میں تساہل سے کام لیتے ہیں اور راویوں میں سختی نہیں کرتے؛ لیکن جب حلال وحرام اور مسائل کی حدیثیں روایت کرتے ہیں، تو سند میں کڑی شرطیں لگاتے ہیں اور راویوں کو خوب پرکھتے ہیں۔ (۲)

اخلاق وآداب اور مواعظ ونصائح میں ضعیف راویوں کی روایت قبول کی جاسکتی ہے۔ محدث عبدالرحمٰن بن ابو حاتم "کتاب الجرح والتعدیل" کے مقدمہ میں مذکورہ عنوان کے تحت رقمطراز ہیں: امام المحدثین عبداللہ بن مبارکؒ نے ایک شخص کے واسطے سے ایک حدیث بیان کی، کسی نے کہا کہ یہ ضعیف راوی ہے، تو آپؒ نے فرمایا: اس شخص سے اتنی مقدار کی احادیث یا اس جیسی حدیثیں روایت کی جاسکتی ہیں، محدث عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ: میں امام عبدہؒ سے پوچھا: کس طرح کی حدیثیں؟ آپؒ نے جواب دیا: آداب ونصیحت یا زہد وغیرہ پر مشتمل حدیثیں۔ (۳)

علامہ عراقیؒ تحریر کرتے ہیں: جو روایت موضوع نہ ہو، حضرات محدثینؒ نے اس کی سند میں نرمی اختیار کرنے اور اس کے ضعف کی وضاحت کے بغیر اس کو روایت کرنے کی اجازت دی ہے؛ جبکہ وہ احکام وعقائد سے متعلق نہ ہو؛ بلکہ نصیحت، حکایات، فضائلِ اعمال اور ترغیب وترہیب کی باتوں سے اس کا تعلق ہو؛ لیکن اگر اس میں حلال وحرام وغیرہ شرعی مسائل کا، یا اللہ تعالیٰ کی صفات اور کونسی باتیں اس کے شان کے لائق ہیں اور کونسی باتیں خلاف شان؟ اس کا بیان ہو، تو ایسی صورت میں

۱۔ الکفایۃ: ص/۱۳۳۔ ۲۔ المدخل الی کتاب الاکلیل: ص/۲۹۔ ۳۔ مقدمہ الجرح والتعدیل: ۲/۱/۳۰۔

پھر تساہل ونرمی کا کوئی بھی روادار نہیں ہے۔ ائمہ حدیث میں سے عبدالرحمٰن بن مہدیؒ، احمد بن حنبلؒ اور عبداللہ بن المبارکؒ وغیرہ حضرات نے اس کی صراحت کی ہے۔(۱)

حافظ ابن رجب حنبلیؒ لکھتے ہیں کہ: امام ترمذیؒ نے جو بات کہی اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف احکامِ شرعیہ اور عملی معاملات میں (ان راویوں سے) استدلال نہیں کیا جائے گا؛ کیونکہ آپؒ انھیں میں سے ایک راوی سے ترغیب وترہیب میں حدیث روایت کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں؛ آداب ونصائح کے باب میں بے شمار محدثین نے ضعیف راویوں سے حدیث روایت کرنے کی رخصت دی ہے، جن میں عبدالرحمٰن بن مہدیؒ اور احمد بن حنبلؒ بھی ہیں، پھر آپؒ آگے لکھتے ہیں: ترغیب وترہیب، زہد وآداب میں ان اہلِ غفلت راویوں کی روایات بھی لی جاسکتی ہیں، جو متہم بالکذب نہ ہوں؛ لیکن جو متہم بالکذب ہوں، تو ان کی حدیثیں چھوڑ دی جائیں گی؛ جیسا کہ ابن ابی حاتمؒ کا قول ہے۔(۲)

فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کے جواز کے قائل علماء کی مراد کو واضح کرتے ہوئے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں (اس سے) ان علماء کی مراد وہ اعمال ہیں، جن کا اللہ کو پسند یا ناپسند ہونا نص یا اجماع سے ثابت ہو چکا ہے۔ مثلاً: تلاوت قرآن، تسبیح، دعاء، صدقات اور غلاموں کو آزاد کرنا وغیرہ۔

چنانچہ جب کسی مستحب عمل کی فضیلت اور اس کا ثواب یا کسی عمل کی مذمت اور اس کا عذاب کسی حدیث میں بیان کیا جائے اور ثواب وعذاب کی مقدار اور اس کی اقسام میں کوئی ایسی روایت ذکر کی جائے، جس کا موضوع ہونا علم میں نہ ہو، تو اس کو روایت کرنا اور اس پر عمل کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ آدمی اس ثواب کی اُمید رکھتا ہو اور عذاب سے ڈرتا ہو؛ جیسے ایک شخص یہ جانتا ہو کہ تجارت نفع بخش ہے، پھر اس کو معلوم ہوا کہ تجارت میں بے انتہا نفع ہے، اگر یہ خبر سچی ہو، تو اس کا فائدہ ہے اور اگر جھوٹی ہو، تو اس کا کوئی نقصان نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے؛ جیسے اسرائیلی روایتوں، خوابوں حضرات سلف اور علماء کے اقوال اور اہلِ علم کے واقعات وغیرہ ایسی چیزوں سے ترغیب دینا، یا خوف پیدا کرنا کہ محض ان سے کسی حکمِ شرعی یا ان کے استحباب کو ثابت کرنا ہو، تو درست نہیں ہے؛ لیکن رغبت وشوق کو اُبھارنے خوف وخشیت پیدا کرنے (رحمتِ الٰہی سے) اُمید لگانے اور (فاسق وفاجر کو) خوف دلانے کے واسطے ان کو نقل کرنا درست ہے، پھر اس کے بعد آپؒ نے پوری تفصیل کے ساتھ اس بحث پر روشنی ڈالتے ہوئے آخر میں فرمایا: خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ چیزیں (اسرائیلیات اور خواب وغیرہ) صرف ترغیب وترہیب کے لئے روایت کی جاسکتی ہیں اور ان پر عمل کیا جاسکتا ہے، مستحب سمجھتے ہوئے ان کو کرنا درست نہیں ہے، پھر ان کے اثرات یعنی ثواب وعذاب کی مقدار کے اعتقاد کے لئے کسی دلیلِ شرعی کا ہونا ضروری ہے۔(۳)

۱؎ شرح الالفیہ: ۲/۲۹۱۔ ۲؎ شرح علل الترمذی: ۱/۲۷،۲۸۔ ۳؎ مجموع الفتاویٰ: ۱۸/۶۵،۶۷۔

شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ فرماتے ہیں: (اس کا) فائدہ اس پر عمل کا جائز ہونا ہے؛ کیونکہ فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔(۱)

علامہ نوویؒ (ایک مسئلہ کے ضمن میں) فرماتے ہیں: مختار قول یہ ہے کہ (جو مصلی سترہ نہ پائے اس کا اپنے سامنے) لکیر کھینچنا مستحب ہے؛ اگر چہ (اس کی) حدیث ثابت نہیں ہے؛ کیونکہ اس صورت میں مصلی کے واسطے نماز کی جگہ کا احاطہ ہو جاتا ہے اور ماقبل میں ہم اس پر علماء کا اتفاق نقل کر آئے ہیں کہ حرام وحلال کے علاوہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے اور یہ مسئلہ بھی فضائلِ اعمال ہی کی مانند ہے۔(۲)

ایک دوسری کتاب میں آپؒ رقمطراز ہیں: ضعیف سندوں میں تساہل کرنا اور موضوع کے علاوہ ضعیف حدیثوں کو ان کا ضعف بیان کئے بغیر روایت کرنا اور ان پر عمل کرنا؛ جبکہ وہ عقائد واحکام کے بارے میں نہ ہو، وہ اہلِ حدیث کے نزدیک جائز ہے۔(۳)

اپنی کتاب ''الاذکار'' میں لکھتے ہیں: محدثین وفقہاء کرامؒ کا قول ہے کہ: ضعیف حدیث اگر موضوع نہ ہو، تو فضائلِ اعمال اور ترغیب وترہیب میں اس پر عمل کرنا جائز اور مستحب ہے؛ لیکن جہاں تک احکام کا معاملہ ہے؛ جیسے حلال و حرام، خرید وفروخت، نکاح وطلاق وغیرہ تو ان میں صرف صحیح یا حسن حدیث پر عمل کیا جائے گا، الا یہ کہ ان معاملات میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے میں (زیادہ) احتیاط ہو۔(۴)

شہاب خفاجیؒ تحریر کرتے ہیں: کیا تمہیں اس بات کی خبر نہیں ہے کہ اگر کسی ایسے عمل کے ثواب اور اس کی ترغیب میں کوئی ضعیف حدیث مروی ہو، جس کا استحباب دوسری حدیث سے ثابت ہو، یا کسی صحابی کی فضیلت ضعیف احادیث میں آئی ہو، یا مسنون اذکار وادعیہ میں کوئی ضعیف روایت آئی ہو، تو اس سے لازم نہیں آتا کہ ضعیف احادیث سے حکم بھی ثابت ہو سکتا ہے، ایسی صورت میں احکام واعمال کی تخصیص کی بھی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ اعمال اور فضائل اعمال میں فرق واضح ہے۔

علامہ حلبیؒ اس بات کو یوں رقم فرماتے ہیں: کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ سیرت وسوانح کی کتابیں موضوع کے علاوہ صحیح، ضعیف، کمزور، بلاغات ومراسیل، منقطع اور معضل ہر طرح کی روایتوں کو شامل ہیں۔ امام احمدؒ اور دیگر محدثین کا فرمان ہے کہ: حلال وحرام کی روایت میں ہم نے سختی سے کام لیا اور فضائل میں نرمی سے کام چلایا۔(۵)

علامہ محمد بن سید الناسؒ کا کہنا ہے کہ: اہلِ عرب کے انساب گزشتہ لوگوں کے حالات، عرب کی جنگوں کے واقعات

---

۱ فتح العلام ص/۳۸۲۔ ۲ المجموع للنوویؒ ۳/۳۴۸۔ ۳ التقریب بشرح التدریب ص/۱۹۶۔

۴ الاذکار ص/۷،۸۔ ۵ إنسان العيون في سيرة الأمين المامون: ۱/۲۔

اوران کے احوالِ زندگی اوراس طرح کی دیگر چیزیں جوکلبی سے مروی ہیں ان کا بہت بڑا حصہ وہ ہے، جس کولوگوں نے چشم پوشی کرتے ہوئے ایسے راویوں سے نقل کیا ہے جن سے احکام نقل نہیں کیے جاتے اوراس کی جن حضرات نے اجازت دی ہے ان میں امام احمد بن حنبلؒ بھی ہیں۔ (۱)

امام بیہقیؒ، یحییٰ بن سعید بن قطانؒ کا یہ قول حوالۂ قرطاس کرتے ہیں کہ: محدثین تفسیر میں ایسے افراد سے بھی تساہل کے ساتھ روایت لے لیتے ہیں جن پر حدیث کے معاملہ میں اعتماد نہیں کرتے بطور مثال آپؒ نے لیث بن ابی سلیم، جو یبر بن سعید، ضحاک اور محمد بن سائب کلبی کا نام لیا اور فرمایا: یہ ایسے لوگ ہیں جن کی (بیان کردہ) احادیث لائقِ تعریف ہیں اوران کی تفسیری روایات لکھی جاسکتی ہیں۔ (۲)

علامہ ابن عبدالبرؒ صراحت کے ساتھ راقم ہیں: تمام اہلِ علم فضائل (کی احادیث میں) تساہل اختیار کرتے ہیں اور ہرطرح کے راوی کی احادیث نقل کرتے ہیں؛ جبکہ احکام کی احادیث میں سخت شرائط لگاتے ہیں۔ (۳) آپؒ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: فضائل کی احادیث میں راوی کا قابلِ اعتماد وحجت ہونا ضروری نہیں ہے۔ (۴)

حافظ ابن صلاحؒ وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں: اہلِ حدیث اور دیگر علماء کے قول کے مطابق موضوع حدیثوں کے علاوہ ضعیف احادیث کی دیگر اقسام کی سندوں میں نرمی اختیار کرنا اور ضعف کو بیان کئے بغیر ان کو روایت کرنا جائز ہے؛ جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور حلال وحرام وغیرہ شرعی احکام سے متعلق نہ ہوں۔ (۵)

حافظ ابن حجر ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ: فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث پرعمل کے جائز ہونے پر علماء کا اتفاق ہے، اسلئے کہ اگر وہ نفس الامر (حقیقت) میں صحیح ہو، تو اس پرعمل کا حق پورا ہوگا اور اگر صحیح نہ ہوتو کوئی ایسی خرابی وجود میں نہیں آئے گی، جس سے حرام حلال ہوجائے، یا حلال حرام ہوجائے، یا کسی کا حق ضائع ہوجائے۔ (۶)

علامہ ابن وزیر یمانیؒ کا ارشاد ہے کہ موضوع حدیث اس کی نوع کو بتائے بغیر ذکر کرنا جائز نہیں ہے اور غیر موضوع ضعیف احادیث جو احکام ومسائل اور اللہ کی ذات وصفات سے متعلق نہ ہوں ان کی سند میں آسانی روا رکھنے اور بغیر بیانِ ضعف کے ان کی روایت کو علماء نے جائز قرار دیا ہے؛ لیکن عقائد واحکام میں اس کی اجازت نہیں دی۔ ائمہ محدثین میں سے امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ وغیرہ حضرات نے اس اُصول کی صراحت فرمائی ہے۔ (۷)

علامہ سیوطیؒ ایک واقعہ نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں: ماضی وحال کے تمام علماء ومحدثین اس واقعہ کو نقل فرماتے ہیں

---

۱ عیون الاثر: ۱/۱۵۔ ۲ المدخل الصغیر: ص/۳۷۔ ۳ جامع بیان العلم وفضلہ: ۱/۲۲۔ ۴ فتح المغیث: ص/۱۲۰۔

۵ علوم الحدیث: ص/۹۳۔ ۶ الفتح المبین: ص/۳۲۔ ۷ تنقیح الانظار: ۲/۱۰۹، ۱۱۱۔

اس کو (حضور اکرم ﷺ کی) خصوصیات اور معجزات کی فہرست میں شمار کرتے ہیں اور آپ کے مناقب واعزازات کی صف میں جگہ دیتے ہیں۔ ان حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اس مقام پر سند کا ضعف لائق چشم پوشی ہے اور فضائل ومناقب میں ایسی احادیث کو ذکر کرنا جو سنداً صحیح نہ ہوں درست ہے۔(۱)

''طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا'' میں لکھتے ہیں: جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ (حدیث بیان کرنے کے دوران تلقین (لقمہ دینا) بدعت ہے۔ علامہ عزالدین بن عبدالسلامؒ آخری شخص ہیں، جنھوں نے اس کے بدعت ہونے کا فتویٰ دیا، لیکن چونکہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کو قبول کر لیا جاتا ہے؛ اسی لئے علامہ ابن صلاحؒ اور ان کے بعد علامہ نوویؒ نے تلقین کو مستحب قرار دیا ہے۔(۲)

اپنے ایک رسالہ میں تحریر کرتے ہیں کہ: میں نے فتویٰ دیا تھا کہ حدیث ''اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے واسطے آپ کی والدہ محترمہ کو زندہ کر دیا تھا'' موضوع نہیں ہے؛ جیسا کہ حفاظ حدیث کی ایک جماعت کا دعویٰ ہے؛ بلکہ یہ اس ضعیف کی قبیل سے ہے، جس کی فضائل میں روایت قابل قبول ہے۔(۳)

علامہ ابن قدامہؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ: نوافل اور فضائل کی احادیث میں سند کا صحیح ہونا شرط نہیں ہے۔(۴)

شیخ ابو محمد مقدسیؒ کا قول ہے کہ (صلاۃ التسبیح کے پڑھنے میں) کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ فضائل میں حدیث کا صحیح ہونا شرط نہیں ہے۔(۵)

حافظ ابن ناصر الدین دمشقیؒ کا فرمان ہے کہ: وہ احادیث جو ایسے فضائل کو پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کرتی ہیں، جن کے حصول کی رغبت اور خواہش ہوتی ہے، تو ائمہ حدیث نے ان میں سے بعض حدیثوں کی سند اور متن کو صحیح قرار دیا ہے اور بعض کو بحیثیت استدلال صحیح کے ساتھ لاحق کر دیا؛ اگرچہ وہ صحیح سے کم درجہ کی ہیں اور بعض قسمیں ان کے علاوہ ہیں اور حدیث کی سب سے بری قسم واضعین (گھڑنے والوں) کی احادیث ہیں، جن کو اختلاف کی صراحت یا موضوع ہونے کی وضاحت کے بغیر مرفوعاً روایت کرنا حلال نہیں ہے، رہی ان راویوں کی احادیث جن کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، اگر وہ فضائل اعمال سے متعلق ہوں، تو عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن مہدی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے متقدمین کی ایک بڑی تعداد سے اور جمیع متاخرین سے روایت کیا ہے کہ وہ اس ضعیف حدیث کی روایت میں تساہل سے کام لیتے تھے، جس کی سند میں کلام ہو؛ جبکہ وہ ترغیب وترہیب قصص وامثال، مواعظ اور فضائل اعمال کے سلسلے میں وارد ہوئی ہو اور جس طرح ان امور میں وارد شدہ ضعیف حدیث کی روایت جائز ہے، اسی طرح جمہور علماء کے نزدیک اس پر عمل بھی درست ہے۔(۶)

۱؎ القلقلۃ السندسیۃ: ص/۵۔ ۲؎ طلوع الثریا: ۲/۱۹۱ الحاوی۔ ۳؎ التعظیم والمنۃ فی ان ابوی رسول اللہ ﷺ فی الجنۃ: ص/۲۔
۴؎ المغنی: ۱/۱۰۴۴۔ ۵؎ الاختیارات العلمیۃ: ص/۱۰۰ الابن تیمیہؒ۔ ۶؎ الترجیح لحدیث صلاۃ التسبیح: ص/ ۳۶۔

''شرح الکوکب المنیر''، میں مذکور ہے کہ: امام احمدؒ، علامہ موفقؒ اور اکثر ائمہ کے نزدیک فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ امام احمدؒ کا ارشاد ہے کہ: حلال وحرام میں جب ہم نے حضور اکرم ﷺ سے کوئی حدیث نقل کی تو اس کی سند میں سخت شرطیں لگائیں اور جب فضائلِ اعمال یا امرونہی کے علاوہ میں آپ ﷺ سے کوئی حدیث نقل کی تو سند میں کچھ نرم شرائط اختیار کیں؛ نیز امام احمدؒ نے ایک روایت میں عید کی رات میں جمع ہونے کو مستحب قرار دیا جو ضعیف حدیث کے قابلِ عمل ہونے پر دلیل ہے۔ (۱)

علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں: اس باب میں مذکور آیات اور احادیث مغرب اور عشاء کے درمیان نماز کی کثرت کرنے پر دلالت کرتی ہیں؛ اگرچہ اکثر حدیثیں ضعیف ہیں؛ لیکن ان کا مجموعہ قابلِ اعتبار ہے خصوصاً فضائلِ اعمال میں۔ (۲)

علامہ سید عبداللہ بن صدیق الغماریؒ ''ریاض الصالحین'' کے مقدمہ اور ''القول المقنع'' میں تحریر کرتے ہیں: فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کے جواز پر حفاظِ حدیث کا اتفاق ہے۔ صرف قاضی ابوبکر بن العربیؒ نے اس کے خلاف کہا۔ ان کا کہنا ہے کہ احکام کی طرح فضائل میں بھی ضعیف حدیث پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ سید صدیق خان قنوجیؒ نے اپنی کتاب ''نزل الابرار'' میں انھیں کی تقلید کی ہے؛ لیکن ان دونوں حضرات کی رائے مردود اور ناقابلِ قبول ہے اور درست بات حفاظِ حدیث ہی کی ہے، انھیں کے ساتھ چاروں مسالک کے فقہاء ہیں اور انہی حضرات کی رائے ہے کہ ''مستحبات کی حد تک نرمی اختیار کی جائے گی اور فرائض میں شدت برتی جائے'' یہی حضرات قابلِ اقتداء اور لائقِ اتباع ہیں۔ (۳)

کیا فضائل کے باب میں ضعیف حدیث پر عمل مطلقاً ناجائز ہے؟

شیخ جمال الدین قاسمیؒ نے (۴) یہ قول امام بخاری، مسلم، یحییٰ بن معین اور ابوبکر ابن العربی رحمہم اللہ کی طرف منسوب کیا ہے کہ فضائل کے باب میں بھی حدیثِ ضعیف پر عمل نہیں کیا جائے گا، اسی طرح علامہ ابن سید الناسؒ نے (۵) یحییٰ بن معین کی طرف، علامہ سخاویؒ نے (۶) ابن العربی مالکیؒ کی طرف، ابن رجب حنبلیؒ نے (۷) امام مسلمؒ کی طرف اور علامہ شہرستانیؒ نے ''الملل والنحل'' میں علامہ ابن حزمؒ کی طرف اس قول کی نسبت کی ہے۔

مگر درحقیقت ممانعت کا دعویٰ مذکورہ اماموں میں سے کسی بھی امام سے صراحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے، جہاں تک امام بخاریؒ کا تعلق ہے تو صحیح بخاری میں آپؒ کا طرز خود فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کے جواز کی نشاندہی کرتا ہے؛ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ ''فتح الباری'' کے مقدمہ میں محمد بن عبدالرحمن طفاویؒ کے تذکرہ میں حدیث شریف ''کن في الدنیا

۱ شرح الکوکب المنیر: ۲/۵۶۹۔ ۲ نیل الاوطار: ۳/۶۸۔ ۳ القول المقنع: ۳۰۲۔ ۴ قواعد التحدیث، ص: ۱۱۳۔
۵ عیون الاثر: ۱/۴۴۔ ۶ فتح المغیث: ۱/۲۶۸۔ ۷ شرح علل الترمذی: ۱/۷۴۔

كأنك غريب" کے تحت رقمطراز ہیں:

''اس حدیث کو طفاوی تنہا بیان کرتے ہیں اور وہ صحیح غریب حدیثوں میں سے ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے ترغیب وترہیب سے متعلق ہونے کی وجہ سے اس میں اپنی شرائط کی رعایت نہیں فرمائی''۔(۱)

اور راوی فلیح بن سلیمان خزاعیؒ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

''امام بخاریؒ نے ان پر اس طرح اعتماد نہیں کیا؛ جیسا امام مالکؒ اور ابن عیینہؒ وغیرہ پر کیا، ان سے جو روایات آپؒ نے لی ہیں، ان کا بڑا حصہ مناقب میں ہے اور کچھ رقاق سے متعلق ہے''۔(۲)

نیز اُسید بن زیدؒ، جمال کے تذکرہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''کسی محدث سے ان کی توثیق میری نظر سے نہیں گزری، ہاں امام بخاریؒ نے ''کتاب الرقاق'' میں ایک دوسری حدیث کے ساتھ ان سے بھی ایک حدیث نقل کی''۔(۳)

حسن بن ذکوانؒ کے تذکرہ میں راقم ہیں:

''امام بخاریؒ نے ان سے ''کتاب الرقاق'' میں ایک روایت ذکر کی''۔(۴)

حافظ ابن حجرؒ کی کتاب ''ہدی الساری مقدمہ فتح الباری'' کی یہ چند مثالیں ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے بخاری کے راویوں پر کئے جانے والے اعتراضات کے جواب کے لئے اس کتاب میں ایک باب قائم کیا، بعض اعتراضات کا جواب تو آپؒ نے معترضین کی تردید کرتے ہوئے دیا اور بعض کے متعلق فرمایا کہ وہ متابعات کے طور پر ہیں اور بعض کے بارے میں کہا کہ یہ ترغیب وترہیب اور رقاق سے متعلق ہیں۔ علامہ ظفر احمد عثمانیؒ ''قواعد علوم الحدیث'' میں "تساهل البخاري في أحاديث الترغيب و الترهيب" کے عنوان کے تحت حافظ ابن حجرؒ کے جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس میں اس مشہور بات کی تائید ملتی ہے کہ محدثین فضائل کی احادیث میں نرمی برتتے ہیں؛ جبکہ بعض لوگ بے جا اس مسئلہ میں اُلجھ گئے۔ اورانھوں نے فضائل کے باب میں بھی سخت شرائط کو واجب قرار دیدیا۔(۳)

اور جہاں تک صحیح بخاری کے علاوہ دیگر کتابوں مثلاً: کتاب العقیدہ، کتاب الاحکام، کتاب الادب اور کتاب التراجم

---

۱ ہدی الساری: ص/۴۶۳۔ ۲ ایضاً: ص/۴۵۷۔ ۳ ایضاً: ص/۴۱۰۔

۴ ہدی الساری ص/۴۱۶، دیکھئے: تذکرہ احمد بن ابوالطیب بغدادی: ص/۴۰۶، تذکرہ احمد بن عبدالملک۔ ۵ قواعد علوم الحدیث: ص/۴۲۶۔

وغیرہ کی بات ہے، تو اس میں بھی امام بخاریؒ نے ضعیف احادیث کو درج کیا ہے۔ مثلاً: کتاب العقیدہ "خلق أفعال العباد" کے مسئلہ پر ہے۔ میں نے اس کتاب کے بعض ضعیف راویوں کی تخریج پر اکتفا کیا۔ کتاب الاحکام "جزء رفع الیدین" اور "جزء القرأة خلف الأمام" پر مشتمل ایک رسالہ ہے۔ اس میں بھی میں نے بطور نمونہ صرف بعض ضعیف راویوں کی تخریج کی۔ کتاب الادب دراصل الادب المفرد ہے۔ میں نے اس کتاب کی صرف ان احادیث کے نمبرات درج کر دیئے، جن پر شیخ فضل اللہ جیلانیؒ نے اپنی شرح "فضل اللہ الصمد في توضیح الأدب المفرد" میں کلام کیا ہے۔ کتاب التراجم یہ "التاریخ الکبیر" ہے۔ اس میں میں نے دکتور محمد بن عبدالکریم بن عبید حفظہ اللہ کی ان تحریروں پر اعتماد کیا، جو آپ نے احادیث ضعیفہ کی تخریج میں نقل فرمائی ہیں۔

امام بخاریؒ کی کتاب "خلق أفعال العباد" کے بعض ضعیف راویوں کے نام

(۱) ثعلبہ بن عباد عبدی: مجہول ہے۔(۱) اسودؒ نے اس سے روایت کی، ابن المدینیؒ کا قول ہے کہ اسود مجہول راویوں سے بھی روایت لیتے تھے، ابن حزمؒ کہتے ہیں کہ: ثعلبہ مجہول ہے۔(۲)

(۲) خالد بن عبداللہ قسری دمشقی: ناصبی ہے، سب وشتم کرتے تھے۔(۳) یہ شخص صدوق ہے، مگر ناصبی اور بڑا کینہ پرور اور ظالم ہے، ابن معینؒ کا فرمان ہے کہ: بُرا آدمی ہے، حضرت علی ﷺ کی عیب جوئی کرتا تھا۔(۴)

(۳) زیاد بن اسماعیل: یحییٰ بن معینؒ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔(۵) اور "میزان الاعتدال" میں یحییٰ بن معینؒ کا یہ قول منقول ہے کہ: زیاد ضعیف ہیں، اور ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ: زیاد کی احادیث لکھی جاسکتی ہیں۔ امام نسائیؒ کہتے ہیں کہ: زیاد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴) سعید بن عبدالرحمٰن جمحی: محدث ابن حبانؒ نے ان کو متہم قرار دیا۔(۶) ابن معینؒ وغیرہ ثقہ کہتے ہیں۔ ابن عدیؒ فرماتے ہیں: یہ حسن درجہ کی غریب احادیث روایت کرتے ہیں، محدث فسویؒ نے ان کو لین (کمزور) کہا، ابو حاتمؒ کا فیصلہ ہے کہ: ان سے استدلال نہ کیا جائے، ساجیؒ کا کہنا ہے کہ: یہ ایسی احادیث روایت کرتے ہیں، جن کا کوئی متابع نہیں ہوتا اور محدث ابن حبانؒ جو بڑے محقق اور وسیع العلم ہیں، انھوں نے فرمایا: سعید ثقہ حضرات کی طرف نسبت کر کے گھڑی ہوئی باتیں بیان کرتے ہیں۔(۷)

(۵) سلیمان بن داؤد قرشی: مجہول راوی ہے۔(۸)

---

۱ دیوان الضعفاء: ص/ ۶۹۸۔ ۲ میزان: ص/ ۱۳۸۹۔ ۳ دیوان الضعفاء: ص/ ۱۲۲۴۔ ۴ میزان: ص/ ۲۴۳۶۔
۵ دیوان الضعفاء: ص/ ۱۴۸۹۔ ۶ ایضاً: ص/ ۱۶۲۷۔ ۷ میزان: ص/ ۳۲۲۷۔ ۸ دیوان الضعفاء: ص/ ۱۷۴۴، میزان: ص/ ۳۴۵۵۔

(۶) صالح بن جبیر: یہ راوی مشہور نہیں ہے۔ (۱) ابن معینؒ نے ان کو ثقہ کہا؛ لیکن یہ معروف راوی نہیں ہے، ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: مجہول راوی ہے۔ (۲)

(۷) ابو نعیم ضرار بن صرد: امام نسائیؒ اور دوسرے محدثین کا قول ہے: یہ شخص متروک ہے۔ (۳) امام بخاریؒ وغیرہ کا بھی کہنا ہے کہ یہ متروک راوی ہے۔ (۴) یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: کوفہ میں دو جھوٹے ہیں ایک یہ (ابو نعیم ضرار) اور دوسرا ابو نعیم نخعی، امام نسائیؒ کا ارشاد ہے: ثقہ نہیں ہے۔ ابو حاتمؒ کا قول ہے: صدوق ہے؛ لیکن لائق استدلال نہیں ہے۔ دار قطنیؒ کا فرمان ہے کہ یہ ضعیف ہے، ابن عدیؒ (۵) لکھتے ہیں: وہ کوفہ کے شیعوں میں سے ہے۔

(۸) عاصم بن عبیداللہ بن عاصم بن عمر بن الخطاب عدوی: نسائی وغیرہ کہتے ہیں کہ: یہ متروک ہے۔ (۶) امام مالکؒ نے ان سے روایت لی، پھر ان کو ضعیف قرار دیدیا، یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں کہ: وہ ضعیف ہے، ان سے احتجاج نہیں کیا جاسکتا۔ ابن حبانؒ کہتے ہیں کہ: وہ کثیر الوہم ہے، غلطی بہت کرتے ہے؛ اس لئے ان کو ترک کردیا گیا، امام احمدؒ، ابن عیینہؒ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ: اکابر محدثین عاصم بن عبیداللہ کی حدیث نقل کرنے سے بچتے تھے۔ نسائی کا کہنا ہے کہ: وہ ضعیف ہے۔ ابوزرعہ اور ابو حاتم نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے۔ دار قطنیؒ کا کہنا ہے کہ: وہ متروک اور بہت غافل ہے۔ محدث ابن خزیمہؒ کہتے ہیں کہ: ان کے حافظہ کے خراب ہونے کی وجہ سے میں ان سے استدلال نہیں کرتا۔ (۷)

(۹) عمارہ بن جوین ابوہارون عبدی: ذہبیؒ کا کہنا ہے کہ: وہ بالاتفاق ضعیف ہے۔ حماد بن زیدؒ کہتے ہیں کہ: وہ کذاب ہے۔ (۸) ذہبیؒ یہ بھی کہتے ہیں کہ: وہ تابعی ہیں تلخ مزاجی کی وجہ سے ضعیف قرار دیئے گئے اور حمادؒ بن زید نے ان کو کذاب کہا۔ شعبہؒ کا کہنا تھا کہ: میں آگے بڑھوں اور تم میری گردن پر چپت لگاؤ، یہ مجھے ابوہارون سے حدیث نقل کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ امام احمدؒ کہتے ہیں کہ: عمارہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ابن معینؒ کہتے ہیں کہ: وہ ضعیف ہیں، حدیث میں ان کی تصدیق نہ کی جائے۔ نسائیؒ کا کہنا ہے کہ: وہ متروک الحدیث ہے۔ دار قطنیؒ کہتے ہیں کہ: وہ رنگین مزاج آدمی ہے، خارجی اور شیعی ہے۔ جوز جانیؒ کا کہنا ہے کہ: کذاب اور افتراء پرداز شخص ہے۔ (۹)

(۱۰) عمرو بن مالک نکری: ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ: یہ شخص حدیثوں کی چوری کرتا ہے۔ (۱۰) ابویعلی کا کہنا ہے کہ: وہ

---

۱ دیوان الضعفاء، ص/1915۔ ۲ میزان: ص/۳۷۷۷۔ ۳ دیوان الضعفاء، ص/۱۹۸۹۔ ۴ میزان: ۳۹۵۱۔
۵ الکامل: ۷/۹۵۰۔ ۶ دیوان الضعفاء، ص/۱۹۸۹۔ ۷ میزان: ص/۴۰۵۶۔ ۸ دیوان الضعفاء، ص/۳۰۰۰۔
۹ میزان: ص/۶۰۱۸۔ ۱۰ دیوان الضعفاء، ص/۳۲۰۷۔

ضعیف ہے۔ابن عدیؒ یہ بھی کہتے ہیں کہ: وہ احادیث کو چراتا تھا۔ابوزرعہؒ نے اس سے حدیث لینا ترک کر دیا تھا؛ لیکن ابن حبانؒ نے عمر و کو ثقات میں ذکر کیا۔(۱)

(۱۱) قاسم بن محمد بن حمید معمری: ابن معینؒ کہتے ہیں کہ: وہ کذاب اور خبیث ہے۔(۲) محدث قتیبہؒ نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ عثمان دارمیؒ کا کہنا ہے کہ: وہ ویسے نہیں ہیں؛ جیسا یحییٰ بن معینؒ نے کہا ہے، میں بغداد میں ان سے ملا ہوں۔(۳) ابن عدیؒ تحریر کرتے ہیں، مشہور راوی نہیں ہے۔(۴)

(۱۲) ولید بن مغیرہ مخزومی: ذہبیؒ کہتے ہیں کہ: وہ مجہول ہے۔(۵)

(۱۳) یزید بن ابوزیاد کوفی: علامہ ذہبیؒ نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا۔(۶) ذہبی یہ بھی کہتے ہیں کہ: وہ حافظہ کی کمزوری میں کوفہ کے معروف علماء میں سے ہے۔یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں کہ: وہ قوی نہیں ہے، ان سے استدلال نہ کیا جائے۔ابن مبارکؒ کا کہنا ہے کہ: ان کو پھینک دو۔امام احمدؒ کہتے ہیں کہ: ان کی حدیث کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔(۷)

امام بخاریؒ کی کتاب "جزء رفع الیدین" کے بعض ضعیف راویوں کے نام

(۱) اسماعیل بن عبدالملک بن ابوالصغیر اسدی: امام نسائیؒ کا کہنا ہے کہ: وہ قوی نہیں ہے۔(۸) ابو حاتمؒ اور ابن معینؒ کہتے ہیں کہ: وہ قوی نہیں ہے اور محدث ابن مہدیؒ نے ان کو انتہائی کمزور قرار دیا ہے۔یحییٰ قطانؒ کا کہنا ہے کہ: میں نے ترک کر دیا، پھر سفیانؒ کے واسطے سے ان کی احادیث نقل کیں۔(۹)

(۲) اسماعیل بن عیاش ابوعتبہ: ذھبیؒ کا کہنا ہے کہ: وہ شامی حضرات کے علاوہ دوسروں سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں۔(۱۰)

(۳) تمام بن نجیح: ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ: وہ ثقہ نہیں ہے۔(۱۱) یحییٰؒ نے ان کی توثیق کی۔امام بخاریؒ کا کہنا ہے کہ: ان میں کلام ہے۔ابن عدیؒ یہ بھی کہتے ہیں کہ: یہ جو روایات بیان کرتے ہیں اس میں ثقہ راوی ان کی متابعت نہیں کرتے اور یہ راوی خود بھی ثقہ نہیں ہے۔ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ: وہ ذاہب الحدیث ہے۔ابوزرعہؒ کا کہنا ہے کہ: وہ ضعیف ہے۔ابن حبانؒ کہتے ہیں کہ: وہ جان بوجھ کر ثقہ افراد کی سند سے موضوع باتیں بیان کرتے ہیں۔(۱۲)

---

۱ میزان: ص/۶۴۳۵۔ ۲ دیوان الضعفاء: ص/۳۴۴۴۔ ۳ میزان: ۶۸۳۶۔ ۴ الکامل/۷/۳۸۵۱۔
۵ دیوان الضعفاء: ص/۴۵۷۰، میزان: ص/۹۴۰۹۔ ۶ دیوان الضعفاء: ص/۴۷۲۳۔ ۷ میزان: ص/۹۶۹۵۔
۸ دیوان الضعفاء: ص/۴۴۴۔ ۹ میزان: ص/۹۱۱۔ ۱۰ دیوان: ص/۴۳۱۔ ۱۱ دیوان الضعفاء: ص/۶۷۴۔ ۱۲ میزان: ص/۱۳۴۱۔

(۴) عبدربہ بن سلیمان: ذہبیؒ کا کہنا ہے کہ: وہ مجہول ہے۔(۱) اور ''میزان الاعتدال'' میں بھی ان کو مجہول کہا ہے؛ مگر ابن حبانؒ کے نزدیک ثقہ ہیں۔(۲)

(۵) فضیل بن مرزوق کوفی: ذہبیؒ کا کہنا ہے کہ: وہ کوفی شیعی ہے۔ امام نسائیؒ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا۔ حاکمؒ کہتے ہیں کہ: امام مسلمؒ پر یہ عیب لگایا جاتا ہے کہ آپؒ نے ان سے حدیث نقل کی ہے۔(۳) سفیان بن عیینہؒ اور ابن معینؒ نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ابن عدیؒ کا کہنا ہے کہ: مجھے اُمید ہے کہ ان کے اندر کوئی عیب نہیں ہے۔ عثمان بن سعیدؒ نے ان کو ضعیف کہا۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ: فضیل کا شیعہ ہونا مشہور ہے؛ لیکن وہ صحابہ پر سب وشتم نہیں کرتے۔ ابن حبانؒ کہتے ہیں کہ: وہ بڑے منکر الحدیث ہیں، ثقہ راویوں سے غلط روایات؛ نیز عطیہ سے موضوع احادیث نقل کرتے ہیں۔ میں (ذہبیؒ) کہتا ہوں کہ عطیہ فضیل سے زیادہ ضعیف ہیں اور احمد بن ابوحیثمہ نے امام احمدؒ سے نقل کیا کہ وہ ضعیف ہیں۔(۴)

(۶) موسیٰ بن دہقان: دار قطنیؒ نے ان کو ضعیف کہا۔(۵) اور ''میزان الاعتدال'' میں ہے کہ: دار قطنیؒ نے ان کو ضعیف قرار دیا اور ابن معینؒ نے فرمایا کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔(۶)

(۷) نعیم بن حکیم: ازدیؒ کا کہنا ہے کہ: ان کی احادیث میں نکارت ہے۔(۷) ابن معینؒ وغیرہ نے ان کو ثقہ کہا، ازدیؒ کے قول کے مطابق ان کی احادیث منکر ہیں۔ ابن سعدؒ کہتے ہیں کہ: ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ امام نسائیؒ کا کہنا ہے کہ: وہ قوی نہیں ہے۔(۸)

امام بخاریؒ کی کتاب ''جزء القرأة'' کے بعض ضعیف روات

(۱) جواب بن عبیداللہ تیمی: ابن نمیرؒ کا کہنا ہے کہ: وہ ضعیف ہے۔(۹) ابن معینؒ نے ان پر جرح کی اور ابن نمیرؒ نے ان کو ضعیف قرار دیا۔(۱۰) ابن عدیؒ فرماتے ہیں: زہد میں آپ کے کئی اجزاء ہیں، میں نے ان کی کوئی منکر حدیث نہیں دیکھی؛ البتہ ان پر ارجاء کی تہمت لگائی جاتی تھی۔(۱۱)

(۲) ابواسحاق خازم بن حسین حمیسی: ذہبیؒ کا کہنا ہے کہ: ان کی اکثر حدیثیں منکر ہیں۔(۱۲) ابن معینؒ کہتے ہیں کہ: کچھ بھی نہیں ہے۔ ابوداوٗدؒ کہتے ہیں کہ: منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں۔(۱۳) ابن عدیؒ(۱۴) رقمطراز ہیں: ان کے

---

۱ دیوان الضعفاء: ص/۲۷۱۸۔ ۲ میزان: ص/۴۷۹۹۔ ۳ دیوان الضعفاء: ص/۳۳۹۱۔ ۴ میزان: ص/۶۷۷۱۔

۵ دیوان الضعفاء: ص/۴۲۷۷۔ ۶ میزان: ص/۸۸۶۲۔ ۷ دیوان الضعفاء: ص/۴۳۹۵۔ ۸ میزان: ۹۱۰۱۔ ۹ دیوان الضعفاء: ص/۷۹۵۔

۱۰ الکامل: ۹۳/۴۶۳۔ ۱۱ میزان: ص/۹۸۵۱۔ ۱۲ دیوان الضعفاء: ص/۸۹۱۱۔ ۱۳ میزان: ۲۳۹۸۔ ۱۴ الکامل: ۱۵/۱۲۶۔

اکثر حدیثوں کا کوئی متابع نہیں ہے اور ان کی غریب حدیثوں کے مشابہ ہیں، خازمؒ کا کہنا ہے کہ: اگر چہ ضعیف ہیں؛ لیکن ان کی احادیث لکھی جاتی ہیں۔

(۳) زیاد بن ابوزیاد جصاص بصری: ذہبیؒ کا کہنا ہے کہ: محدثین نے ان کو ترک کر دیا۔(۱) ابن معینؒ اور ابن مدینیؒ کہتے ہیں کہ: ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ابو زرعہؒ کا کہنا ہے کہ: بالکل واہیات بیان کرنے والا ہے۔ نسائیؒ اور دار قطنیؒ کہتے ہیں کہ: زیاد متروک راوی ہے۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں: زیاد کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔(۲) ابن عدیؒ لکھتے ہیں: متروک الحدیث ہے۔(۳)

(۴) معقل بن مالک بصری: ازدیؒ فرماتے ہیں: منکر الحدیث ہے۔ ازدیؒ اور دوسرے محدثین ان کو منکر الحدیث کہتے ہیں۔(۴) ابن حبانؒ نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔(۵)

(۵) عبداللہ بن عیسیٰ ابوخلف: ذہبیؒ کا کہنا ہے کہ: ان کے اندر ضعف ہے۔(۶) ابو زرعہؒ کہتے ہیں کہ: وہ منکر الحدیث ہے۔ نسائیؒ کہتے ہیں کہ: وہ ثقہ نہیں ہے۔(۷) ابن عدیؒ (۸) تحریر فرماتے ہیں: مضطرب الحدیث ہے، ان کی تمام احادیث افرادات ہیں۔ (یعنی اس راوی کا کسی حدیث میں کوئی متابع نہیں ہے) یہ شخص قابلِ استدلال راویوں میں سے نہیں ہے۔

(۶) عمارہ بن میمون: ذھبیؒ کا کہنا ہے کہ: وہ مجہول راوی ہے۔ ان سے حماد بن سلمہؒ کے علاوہ کسی محدث نے روایت نہیں لی، اس وجہ سے یہ مجہول ہیں۔(۹)

(۷) عمرو بن وہب: ابوحاتمؒ کا کہنا ہے کہ: یہ مضطرب الحدیث راوی ہے۔(۱۰)

الادب المفرد کے علامہ جیلانی والے نسخے کی ضعیف احادیث کی تعداد (۹۹) تک پہونچ جاتی ہے، اختصار کی خاطر ذیل میں صرف ان کے نمبرات لکھے جاتے ہیں؛ تاکہ اہلِ علم ان کی طرف مراجعت کرسکیں: (اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں:)

۱؎ دیوان الضعفاء ص/۱۴۹۷۔ ۲؎ میزان: ۲۹۳۸۔ ۳؎ الکامل: ۳/۶۸۸۔ ۴؎ دیوان الضعفاء: ص/۴۱۹۸۔
۵؎ میزان ص/۸۶۶۵۔ ۶؎ دیوان الضعفاء: ص/۲۲۵۹۔ ۷؎ میزان: ۴۳۹۶۔ ۸؎ الکامل ۱۹/۱۰۸۶۔
۹؎ دیوان الضعفاء ص/۳۰۰۹۔ ۱۰؎ دیوان الضعفاء: ص/۳۲۲۸، میزان: ص/۶۴۷۳۔

٢ - ١٤ - ١٨ - ٢٢ - ٢٣ - ٣٠ - ٤٣ - ٥١ - ٥٩ - ٦١ - ٦٢ - ٦٣ - ٦٥ -
٦٦ - ٧٧ - ٩٤ - ٩٥ - ١٠٩ - ١١١ - ١١٢ - ١٢٠ - ١٢٥ - ١٢٦ - ١٣٠ -
١٣٧ - ١٣٩ - ١٤١ - ١٤٩ - ١٥٠ - ١٥٦ - ١٧٠ - ١٨٤ - ١٨٥ - ١٨٨ -
٢٠٧ - ٢٢١ - ٢٣٥ - ٢٤٠ - ٢٤٦ - ٢٨٣ - ٢٨٨ - ٢٩٠ - ٣٠١ - ٣٠٨ -
٣٣٠ - ٣٤٦ - ٣٦٣ - ٣٨٢ - ٣٩٨ - ٤٠٣ - ٤٢٠ - ٤٢١ - ٤٤٠ - ٤٤٣ -
٤٦١ - ٤٧٣ - ٤٨٧ - ٤٩٧ - ٥٣٠ - ٥٧٦ - ٥٧٩ - ٥٨٤ - ٥٨٩ - ٥٩١ -
٥٩٤ - ٥٩٦ - ٦٣٠ - ٦٥٥ - ٦٨٦ - ٦٩٧ - ٧١٢ - ٧٨٤ - ٧٩٢ - ٧٩٥ -
٨٠٠ - ٨١٧ - ٩١٨ - ٩٢١ - ٩٥٠ - ٩٥٦ - ١٠٠٧ - ١٠٢٣ - ١٠٧٧ - ١٠٨٤ -
١١٠٢ - ١١٠٥ - ١١٣٨ - ١١٧٠ - ١١٩٦ - ١١٩٨ - ١٢٠٠ - ١٢٠٢ - ١٢٠٣ -
١٢٠٧ - ١٢٣٥ - ١٢٣٩ - ١٢٤١ - ١٢٦٢ - ١٣١٤

''تاریخ کبیر'' میں راویوں کے تذکروں میں آنے والی احادیث کی نوعیت بقول: دکتور محمد بن عبدالکریم بن عبید حفظہ اللہ کے مرفوع (۱۱۲۷) ہے، جن میں صحیح احادیث (۲۱۰)، حسن احادیث (۳۷۰)، ضعیف اور بالکل ناقابلِ اعتبار احادیث (۳۹۹) اور موضوع حدیث ایک ہے۔ اختصار کی خاطر ہم ذیل میں جن راویوں کے حالات کے تحت ضعیف احادیث آئی ہیں، ان کے صرف نمبرات لکھنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(٥/١٤/١) (٥/١٤/١) (٧/١٥/١) (١١/١٧/١) (١٥/١٩/١) (١٦/٢٠/١)
(١٦/٢٠/١) (٢٠/٢٠/١) (٢٠/٢٢/١) (٢٧/٢٩/١) (٤٩/٣٠/١) (٥٩/٣٣/١)
(٦٠/٣٤/١) (٦٠/٣٥/١) (٩٠/٤١/١) (١٠٠/٤٤/١) (١١٤/٤٨/١) (١٣٤/٥٤/١)
(١٣٤/٥٥/١) (١٣٩/٥٦/١) (١٥١/٥٩/١) (١٨٣/٦٥/١) (٢٠٣/٦٩/١) (٢٢١/٧٣/١)
(٢٤٧/٧٩/١) (٢٤٧/٧٩/١) (٢٤٨/٧٩/١) (٢٤٨/٧٩/١) (٣٦٠/٨٤/١) (٢٦٧/٨٦/١)

(٢٦٧/٨٦/١) (٢٦٧/٨٦/١) (٢٧٨/٨٨/١) (٢٨٨/٩١/١) (٢٨٨/٩٢/١) (٣٥٥/١٠٧/١)
(٣٥٧/١٠٨/١) (٣٥٧/١٠٨/١) (٣٥٧/١٠٨/١) (٣٧٠/١٢٤/١) (٣٧٢/١١١/١)
(٣٧٢/١١١/١) (٣٧٣/١١١/١) (٣٧٣/١١١/١) (٣٧٣/١١١/١) (٣٧٣/١١١/١)
(٣٨١/١١٣/١) (٣٨٩/١١٥/١) (٤١٤/١٢١/١) (٤١٧/١٢٣/١) (٤٢٧/١٢٧/١)
(٤٤٠/١٣١/١) (٤٥٩/١٣٧/١) (٤٥٩/١٣٧/١) (٤٥٩/١٣٧/١) (٤٥٩/١٣٧/١)
(٤٦١/١٣٨/١) (٤٦١/١٣٨/١) (٤٦٨/١٤٠/١) (٤٦٩/١٤١/١) (٤٧٠/١٤١/١)
(٤٧٦/١٤٢/١) (٤٧٧/١٤٣/١) (٤٧٧/١٤٣/١) (٤٧٧/١٤٣/١) (٤٧٧/١٤٣/١)
(٤٧٧/١٤٣/١) (٤٨٦/١٤٥/١) (٤٩٤/١٤٧/١) (٤٩٤/١٤٨/١) (٥٠٤/١٥٠/١)
(٥١٤/١٥٣/١) (٥٢٥/١٥٥/١) (٥٢٦/١٥٥/١) (٥٢٦/١٥٥/١) (٥٣٨/١٥٧/١)
(٥٤١/١٥٨/١) (٥٤٢/١٥٨/١) (٥٤٩/١٦٠/١) (٥٦٢/١٦٢/١) (٥٧٢/١٦٥/١)
(٥٧٦/١٦٨/١) (٦٠٠/١٧٣/١) (٦٠٠/١٧٣/١) (٦١٢/١٧٦/١) (٦١٤/١٧٧/١)
(٦١٨/١٧٨/١) (٦١٨/١٧٨/١) (٦٣٥/١٨١/١) (٦٣٥/١٨١/١) (٦٥٦/١٨٥/١)
(٦٦٦/١٨٩/١) (٦٦٨/١٩٠/١) (٦٧٣/١٩١/١) (٦٧٩/١٩٢/١) (٦٩٦/١٩٨/١)
(٧٠٠/١٩٩/١) (٧٠٤/٢٠٠/١) (٧١٢/٢٠٢/١) (٧١٣/٢٠٢/١) (٧١٧/٢٠٣/١)
(٧٢٨/٢٠٦/١) (٧٢٨/٢٠٦/١) (٧٤٧/٢١٠/١) (٧٥٨/٢١٢/١) (٧٧٤/٢١٧/١)
(٧٨١/٢١٨/١) (٧٩٩/٢٢٣/١) (١٣٧/٢٣٢/١) (٨٤٠/٢٣٣/١) (٨٤٠/٢٣٣/١)
(٨٤٥/٢٣٥/١) (٨٦٢/٢٣٨/١) (٨٧٥/٤٢١/١) (٨٨٦/٢٤٥/١) (٨٨٦/٢٤٦/١)
(٨٩٣/٢٤٧/١) (٨٩٧/٢٤٩/١) (٩٣٠/٢٥٧/١) (٩٣٠/٢٥٨/١) (٩٣٠/٢٥٨/١)
(٩٣٠/٢٥٨/١) (٩٣٥/٢٥٩/١) (٩٣٧/٢٦٠/١) (٩٤٢/٢٦١/١) (٩٥٠/٢٦٤/١)
(٩٥٠/٢٦٤/١) (٩٥٠/٢٦٤/١) (٩٥٠/٢٦٤/١) (٩٧٥/٢٧٤/١) (٩٨١/٢٧٥/١)
(٩٩٢/٢٧٩/١) (٩٩٢/٢٨٠/١) (٩٩٣/٢٨٢/١) (١٠٠٧/٢٨٧/١) (١٠٤٦/٢٩٧/١)

(١/٣٠١/١٠٦٣) (١/٣٠٤/١٠٧٣) (١/٣٠٩/١٠٨٩) (١/٣١٠/١٠٩٤) (١/٣١٠/١٠٩٤)
(١/٣١٦/١١١٦) (١/٣٢٣/١١٤٧) (١/٣٢٥/١١٥٠) (١/٣٣٦/١١٩١) (١/٣٤٣/١٢٢٢)
(١/٣٤٧/١٢٤٠) (١/٣٥٠/١٢٤٥) (١/٣٥٤/١٢٥٨) (١/٣٥٦/١٢٦٢) (١/٣٥٦/١٢٦٢)
(١/٣٥٩/١٢٧٨) (١/٣٦١/١٢٨٦) (١/٣٧١/١٣١٧) (١/٣٧٧/١٣٤٤) (١/٣٨٣/١٣٧٣)
(١/٣٨٣/١٣٧٦) (١/٣٩٤/١٤٠٦) (١/٣٩٦/١٤١٣) (١/٣٩٩/١٤٢١) (١/٣٩٩/١٤٢٢)
(١/٤٠٥/١٤٣٩) (١/٤٠٦/١٤٤٣) (١/٤١١/١٤٦٢) (٢/٢/١٤٨٨) (٢/١٢/١٥٣٠)
(٢/١٦/١٥٣٩) (٢/١٦/١٥٣٩) (٢/١٦/١٥٣٩) (٢/٢٠/١٥٥٢) (٢/٢١/١٥٥٦)
(٢/٢٢/١٥٥٧) (٢/٢٢/١٥٥٩) (٢/٢٣/١٥٦١) (٥/٢٧/١٥٧٦) (٢/٤٠/١٦١٦)
(٢/٤٧/١٦٤٢) (٢/٥٠/١٦٤٩) (٢/٥٩/١٦٨٢) (٢/٦٠/١٦٨٥) (٢/٦٢/١٦٩١)
(٢/٦٣/١٦٩٦) (٢/٦٦/١٧٠٧) (٢/٧١/١٧٢٥) (٢/٧٨/١٧٥١) (٢/٨٦/١٧٧٨)
(٢/٨٦/١٧٧٩) (٢/٩٣/١٨٠٢) (٢/٩٤/١٨٠٨) (٢/١٠١/١٨٣٩) (٢/١٠٤/١٨٤٦)
(٢/١٠٦/١٨٥١) (٢/١٠٧/١٨٥٣) (٢/١٠٧/١٨٥٣) (٢/١٠٩/١٨٦١) (٢/١١١/١٨٧٣)
(٢/١١٣/١٨٧٥) (٢/١١٣/١٨٧٥) (٢/١١٤/١٨٧٨) (٢/١١٥/١٨٧٩) (٢/١٢٦/١٩٢٣)
(٢/١٢٦/١٩٢٤) (٢/١٢٧/١٩٢٤) (٢/١٢٧/١٩٢٤) (٢/١٢٩/١٩٣٠) (٢/١٢٩/١٩٣١)
(٢/١٢٩/١٩٣٣) (٢/١٣٥/١٩٥٥) (٢/١٤٠/١٩٧٤) (٢/١٤٧/٢٠٠١) (٢/١٥٨/٢٠٤٨)
(٢/١٥٨/٢٠٥٠) (٢/١٦٢/٢٠٥٦) (٢/١٧٠/٢٠٩١) (٢/١٧٨/٢١٢١) (٢/١٧٩/٢١٢٤)
(٢/١٧٩/٢١٢٤) (٢/١٨٠/٢١٢٤) (٢/١٨٢/٢١٣٢) (٢/١٩٥/٢١٧١) (٢/٢٠٢/٢١٩٦)
(٢/٢١٨/٢٢٥٤) (٢/٢٢١/٢٢٦٧) (٢/٢٢٤/٢٢٧٧) (٢/٢٢٤/٢٢٧٧) (٢/٢٢٨/٢٢٨٨)
(٢/٢٢٨/٢٢٩٠) (٢/٢٣٠/٢٢٩٢) (٢/٢٣٠/٢٢٩٢) (٢/٢٣٠/٢٢٩٣) (٢/٢٣٣/٢٢٩٨)
(٢/٢٣٥/٢٣٠٢) (٢/٢٣٧/٢٣١٠) (٢/٢٣٧/٢٣١٠) (٢/٢٤٢/٢٣٣٠) (٢/٢٤٥/٢٣٤١)
(٢/٢٤٩/٢٣٥٤) (٢/٢٥٣/٢٣٧١) (٢/٢٥٤/٢٣٧٥) (٢/٢٥٤/٢٣٧٥) (٢/٢٥٧/٢٣٨١)

(٢/٢٦١/٢٣٩٢) (٢/٢٦١/٢٣٩٥) (٢/٢٦٢/٢٣٩٦) (٢/٢٧١/٢٤٣٢) (٢/٢٧١/٢٤٣٢)
(٢/٢٧٦/٢٤٤٨) (٢/٢٧٨/٢٤٥٧) (٢/٢٨٦/٢٤٩٢) (٢/٢٩٣/٢٥١٤) (٢/٢٩٣/٢٥١٤)
(١/٣٠٠/٢٥٤٠) (٢/٣٠٠/٢٥٤٠) (٢/٣٠٠/٢٥٤٠) (٢/٣٠٤/٢٥٥٧) (٢/٣٤٨/٢٧٠٦)
(٢/٣٨٨/٢٨٧٣) (٣/٦/١٩) (٣/٣٠/١٢١) (٣/٥٢/١٩٤) (٣/٦٦/٢٣٦) (٣/٩٦/٣٣٤)
(٣/١١٠/٣٧٤) (٣/٢٣٤/٧٩٢) (٣/٤٥٢/١٠٠٩) (٤/١/١٧٥٢) (٤/١٤/١٨٠٥)
(٤/٣٣/١٨٧١) (٤/٤٥/١٩١٣) (٤/٤٦/١٩١٤) (٤/٤٧/١٩١٧) (٤/٤٩/١٩٢٢)
(٤/٥٤/١٩٣٥) (٤/٥٩/١٩٥٨) (٤/٦١/١٩٦٦) (٤/٧٣/١٩٩٥) (٤/٧٣/١٩٩٥)
(٤/٧٣/١٩٩٥) (٤/٧٣/١٩٩٥) (٤/٧٤/١٩٩٧) (٤/٧٥/٢٠٠٢) (٤/٧٨/٢٠١٦)
(٤/٨٦/٢٠٥٩) (٤/٩٦/٢٠٨٨) (٤/١٠٢/٢١٠٧) (٤/١٠٥/٢١٢٠) (٤/١٠٦/٢١٣٠)
(٤/١١٠/٢١٣٦) (٤/١١٧/٢١٦١) (٤/١١٩/٢١٦٩) (٤/١٣٦/٢٢٣٥) (٤/١٣٦/٢٢٣٦)
(٤/١٤٦/٢٢٧٣) (٤/١٥١/٢٢٨٩) (٤/١٥٨/٢٣١٧) (٤/١٦١/٢٣٣٦) (٤/١٦٨/٢٣٥٨)
(٤/١٧١/٢٣٧١) (٤/١٧٦/٢٤٠٠) (٤/١٧٧/٢٤٠١) (٤/١٨٠/٢٤١١) (٤/١٩٠/٢٤٤١)
(٤/١٩٣/٢٤٥٨) (٤/٢٠٠/٢٤٨٦) (٤/٢٠١/٢٤٩٣) (٤/٢٠٩/٢٥٢٤) (٤/٢٢٧/٢٦٠٧)
(٤/٢٣٢/٢٦٢٦) (٤/٢٣٧/٢٦٤٦) (٤/٢٤١/٢٦٥٩) (٤/٢٤٦/٢٦٨٢) (٤/٢٤٧/٢٦٩٠)
(٤/٢٤٨/٢٦٩١) (٤/٢٥٠/٢٦٩٤) (٤/٢٥٢/٢٧٠٣) (٤/٢٥٢/٢٧٠٣) (٤/٢٥٧/٢٧٢٧)
(٤/٢٥٩/٢٧٣١) (٤/٢٥٩/٢٧٣١) (٤/٢٦٤/٢٧٤٨) (٤/٢٦٧/٢٧٥٦) (٤/٢٩٣/٢٨٦٩)
(٤/٢٩٩/٢٨٩٨) (٤/٣٠٠/٢٩٠٥) (٤/٣٠٣/٢٩١٤) (٤/٣٠٤/٢٩٢٠) (٤/٣٠٥/٢٩٢٣)
(٤/٣١٠/٢٩٤١) (٤/٣١٣/٢٩٥٧) (٤/٣١٤/٢٩٦١) (٤/٣١٤/٢٩٦٢) (٤/٣١٥/٢٩٦٣)
(٤/٣١٩/٢٩٧٨) (٤/٣٢٠/٢٩٨٣) (٤/٣٢٧/٣٠٠٢) (٤/٣٣٣/٣٠٢١) (٤/٣٣٣/٣٠٢١)
(٤/٣٣٦/٣٠٣٦) (٤/٣٣٨/٣٠٤٨) (٤/٣٣٨/٣٠٥٠) (٤/٣٣٩/٣٠٥٠) (٤/٣٣٩/٣٠٥٠)
(٤/٣٤٤/٣٠٦٨) (٤/٣٤٤/٣٠٧٢) (٤/٣٤٥/٣٠٧٦) (٤/٣٤٧/٣٠٨٢) (٤/٣٥٣/٣١١٧)

(٣١٤٢/٣٦٠/٤) (٣١٤٤/٣٦٠/٤) (٦٤/٣٥/٥) (٧٥٠/٢٢٩/٥) (٨٧/١٩/٧) (٨٧/٢٠/٧) (٧٨٢/١٧٣/٧) (٩٥٦/٢٢٢/٧) (١٠٢٦/٢٣٨/٧) (١٤٠٥/٣٢٧/٧) (١٥٢٠/٣٥٢/٧) (١٧٠٦/٣٩٢/٧) (١٧٤٦/٣٩٢/٧) (٢٠٧٩/٤٠/٨) (٢١٧٤/٦٥/٨) (٢٨٥٤/٢٣٨/٨) (٢٩٩٣/٢٧٨/٨) (٣١١٩/٣٠٨/٨) (٣٣٤٩/٣٦٦/٨) (٣٣٨٩/٣٧٨/٨) (٣٥٩٠/٤٢٨/٨)

امام مسلمؒ نے ''صحیح مسلم'' کے مقدمہ میں احادیث کو تین قسموں میں تقسیم فرمایا:

پهلي قسم: جس حدیث کو ثقہ حفاظ بیان کریں۔

دُوسري قسم: وہ حدیث جسکو مستور اور حفظ و اتقان میں متوسط درجہ کے محدثین روایت کریں۔

تیسري قسم: جس حدیث کے راوی ضعیف اور متروک ہوں۔

امام مسلمؒ تیسرے طبقہ کے افراد سے بھی متابعات اور شواہد کے طور پر نقل کرتے ہیں۔ صحیح مسلم میں امام مسلمؒ کا یہی طرز عمل ہے۔

صحیح مسلم کے مقدمہ میں (۱) آپؒ رقمطراز ہیں: ''جان لو، خدا تم کو توفیق دے، جو شخص صحیح اور ضعیف روایت کے درمیان اور ثقہ اور غیر ثقہ راویوں کے درمیان تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو، اس کے ذمہ واجب ہے کہ صرف انھیں روایتوں کو بیان کرے، جن ناقلین کے حفظ و عدالت کے اور ان کے مستور الحفظ ہونے کو جانتا ہو اور متہم (غیر ثقہ) اور متعصب قسم کے بدعتی افراد کی حدیثوں کو نقل کرنے سے احتراز کرے''۔

امام مسلمؒ کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص صرف احادیثِ صحیحہ پر مشتمل کتاب تصنیف کر رہا ہو، تو اس پر واجب ہے کہ صرف مشہور و معروف ثقہ اور قابل اعتماد راویوں ہی سے روایت کرے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ضعیف راویوں سے بالکل روایت نہ کرے؛ کیونکہ طلبِ حدیث کی خاطر اور دشت و بیابان کی آبلہ پائی کرنے والے کسی کثیر الاسفار حافظِ حدیث کی ایسی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی، جس نے سارے کے سارے ضعیف راویوں کی روایت کو چھوڑ دیا ہو؛ حتیٰ کہ امام مسلمؒ (نے بھی ضعیف راوی کی روایت کو ترک نہیں فرمایا) جمہور ائمہ حدیث تو مختلف وجوہ کی بناء پر جھوٹے اور متہم راویوں سے بھی روایت لے لیتے ہیں۔

۱؎ مقدمہ صحیح مسلم:۱/۴۔

حضرت یحییٰ بن معین ؒ کا ارشاد ہے: ایسا کون سا محدث ہے جس نے کسی کذاب سے ہزار حدیثیں نہ لکھی ہوں۔(۱)

ولید بن ابان کرابیسیؒ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے حضرت یزید بن ہارونؒ سے پوچھا: اے ابو خالد! کیا آپ ان ضعیف شیوخ سے بھی حدیث نقل کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے لوگوں (محدثین) کو دیکھا کہ وہ ہر ایک سے حدیث لکھتے ہیں۔(۲)

حافظ ابن سید الناسؒ فرماتے ہیں کہ: امام شعبہؒ نے جابر جعفی، ابراہیم ہجری، محمد بن عبید اللہ عرزمی وغیرہ ایسے کئی ایک راویوں سے روایت لی ہے، جو حدیث میں ضعیف ہیں۔(۳)

میں (راقم الحروف) کہتا ہوں کہ تمام ائمہ حدیث نے ضعفاء سے روایت کی ہے اور اسماء الرجال کی کتابیں ضعیف راویوں کے تذکروں سے بھری پڑی ہیں۔

امام مسلمؒ نے "صحیح مسلم" میں جو احادیث نقل فرمائیں، ان کے صحیح ہونے کی شرطیں زیادہ سخت ہیں۔ مسلم میں ذکر کردہ احادیث میں اتنی شدت نہیں ہے اور "صحیح مسلم" کے علاوہ آپ کی دُوسری تمام تصنیفات کی بھی یہی حالت ہے۔

آپؒ کی ایک کتاب "التمیز" ہے، جو دکتور مصطفیٰ اعظمی حفظہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی، اس کتاب کے درج ذیل آثار کا متن غلط نقل کیا گیا: ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳۔

وہ اخبار جن کے صرف متن میں آپ کو وہم ہو گیا: ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸۔

وہ خبر جس کے متن کے نقل کرنے میں آپ کو وہم ہو گیا: ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲۔

وہ اخبار جن کے متن اور سند دونوں میں آپ کو وہم ہو گیا: ۵۸، ۵۹۔

وہ روایات جو غلطی اور تصحیف کے ساتھ منقول ہو گئی: ۶۰۔

وہ حدیث جس کے متن میں وہم ہے: ۶۱، ۶۲۔

وہ حدیث جس کا متن اچھی طرح یاد نہیں تھا اور آپ کو وہم ہو گیا: ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶۔

ایک بالکل کمزور واہی روایت جس کی صحیح روایات تردید کرتی ہیں: ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳۔

ایک فاسد و باطل روایت جس کی کوئی نظیر رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں نہیں ہے اور علماء کا اس روایت کے مخالف قول پر اتفاق ہے: ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸۔

غیر محفوظ المتن روایت: ۷۹، ۸۰۔

وہ روایت جس کا کوئی متابع نہیں ہے، نہ متن کا نہ سند کا: ۸۳، ۸۴، ۸۵۔

۱۔ تاریخ بغداد: ۱/۳۴۳۔ ۲۔ المحدث الفاصل: ص/ ۴۱۷۔ ۳۔ عیون الاثر: ۱/۱۴۔

وہ روایات جن کو بیان کرنے میں سند میں بعض راویوں سے غلطی ہوگئی: ۸۶، ۸۷۔ اس میں ایک دُوسری روایت کی سند محفوظ نہیں ہے: ۸۸، ۸۹، ۹۰۔

سند ومتن میں غلطی کے ساتھ نقل کردہ حدیث: ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۲۰۱، ۳۰۱، ۴۰۱، ۵۰۱، ۶۰۱۔

یہ وہ روایات ہیں، جو امام مسلمؒ نے سند کے ساتھ مذکورہ کتاب میں نقل فرمائیں اور اس میں روایت کے صحیح ہونے کی شرط نہیں لگائی؛ بلکہ آپؒ نے صرف معلل اور صحیح روایتوں میں تمیز کرنے کا ارادہ کیا اور صحیح احادیث کا ویسا التزام نہیں کیا؛ جیسا صحیح مسلم میں کیا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے صحت کا التزام اپنی صرف دو کتابوں صحیحین (بخاری ومسلم) ہی میں کیا ہے اور ان دونوں میں بھی معلقات اور شواہد میں ضعیف احادیث بھی مذکور ہیں؛ جیسا کہ ماہرین فن حدیث نے اس کی وضاحت کردی ہے۔ ان دونوں کتابوں کو دیکھ کر یہ استدلال کرنا کہ امام بخاریؒ وامام مسلمؒ نے تمام تصنیفات اور ساری مرویات میں صحت کا التزام کیا ہے، غلط اور خلافِ واقعہ امر ہے؛ بلکہ صحیحین کے علاوہ ان حضرات کی دیگر کتابوں میں بہت ساری ضعیف روایات پائی جاتی ہیں؛ جیسا کہ ہم ماقبل میں اس کو تفصیل سے بیان کرچکے ہیں۔ محدث کبیر امام یحییٰ بن معینؒ ضعیف حدیث پرعمل کے سلسلے میں) آپؒ سے مختلف اقوال منقول ہیں: علامہ ابن سیدالناسؒ نے (۱) آپؒ سے عدمِ جواز نقل کیا؛ جیسا کہ پہلے گزرچکا، خطیبؒ (۲) نے اور علامہ سخاویؒ (۳) نے آپؒ سے (ضعیف حدیث پرعمل کا) جواز نقل کیا۔ ابن عدیؒ (۴) ابن ابی مریم سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا میں نے ابن معینؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ادریس بن سنان سے رقاق کے متعلق احادیث لی جاسکتی ہیں، ان عبارتوں سے آپؒ کے نزدیک بھی جواز کی ترجیح ہی معلوم ہوتی ہے۔

''توجیہ النظر'' میں علامہ جزائریؒ ایک جگہ تحریر کرتے ہیں: محدثین کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ ضعیف حدیث کی کسی بھی قسم پرعمل کرنا جائز نہیں ہے۔ علامہ عبدالرحمٰن معروف بابی شامہؒ (۵) حافظ ابن عساکرؒ سے ماہِ رجب کی فضیلت میں ایک حدیث نقل کرنے کے بعد یہ لکھتے ہیں: کتنا اچھا ہوتا، اگر ابن عساکرؒ یہ حدیث ذکرنہ کرتے؛ کیونکہ اس میں منکر احادیث سے ثابت ہونے والے اعمال کا اثبات ہے۔ ابن عساکرؒ کا مقام ومرتبہ اس سے اونچا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرکے ایسی بات بیان کریں، جس کے جھوٹ ہونے کا ان کو بھی علم ہو؛ لیکن اس معاملے میں انھوں نے اہلِ حدیث حضرات کی ایک جماعت کی روش اختیار کی؛ حالانکہ علماء اُصولِ فقہ کے نزدیک ایسا کرنا غلط ہے، اگر حافظ ابن عساکرؒ

---

۱ عیون الاثر: ۱/۲۵۔ ۲ کفایہ: ص/۲۱۳۔ ۳ فتح المغیث: ۱/۳۲۲۔
۴ الکامل: ۱/۳۶۶۔ ۵ کتاب الباعث علی انکار البدع و الحوادث: ص/۷۵۔

کو علم تھا، تو ان کے واسطے مناسب تھا کہ وہ اس کی حقیقت بیان کر دیتے، ورنہ وہ حضور اکرم ﷺ کی اس وعید کے مستحق ہو جائیں گے "جو شخص میری طرف منسوب کر کے ایسی بات بیان کرے، جس کو وہ جھوٹ سمجھتا ہو، تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے"۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ مقدمہ "فتح الملهم" میں علامہ جزائریؒ کی اس بات کا رد کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: جزائریؒ نے ابو شامہؒ کا جو قول نقل کیا، اس کے اندر فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے پر کوئی نکیر نہیں ہے؛ بلکہ امام ابو شامہؒ نے ابن عساکرؒ کی مذکورہ بالا روایت پر اور ان کے اس عمل پر اعتراض کیا کہ وہ ضعیف اور منکر احادیث ان کے ضعف اور نکارت کو واضح کیے بغیر روایت کرتے چلے جاتے ہیں، باوجودیکہ وہ جلیل القدر محدث اور حافظ حدیث ہیں اور انھوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ لوگ جن کو علم حدیث میں رسوخ اور مہارت حاصل نہیں ہے، وہ ابن عساکرؒ کے نقل و روایت پر اعتماد کرتے ہوئے ان منکر اور بالکل واہیات و کمزور حدیثوں کو ثابت تسلیم کر لیں؛ حالانکہ محدثین کرامؒ کے نزدیک یہ احادیث حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہی نہیں ہیں۔ (۱)

اسی طرح (۲) قاضی شوکانیؒ کی عبارتوں سے دھوکہ میں مت پڑیئے؛ کیونکہ انھوں نے (۳) صراحت کے ساتھ اس کے خلاف تحریر فرمایا ہے۔ فصل اول کے آخر میں قاضی صاحبؒ کی یہ صراحت آ چکی ہے، اگر چاہیں تو وہاں دیکھ لیں اور جہاں تک یہ سوال ہے کہ کیا "نیل الاوطار"، "تحفۃ الذاکرین" اور "فتح القدیر" وغیرہ میں قاضی صاحبؒ نے صحت کی شرط لگائی ہے؟ تو جو شخص ان کتابوں کو پڑھتا ہے، وہ ضعیف احادیث سے ان کو لبریز پاتا ہے اور ان ضعیف احادیث کو شاذ کہتے ہوئے شرماتا ہے۔

ابو محمد علامہ ابن حزمؒ اپنی کتاب "الإحكام في أصول الأحكام" پر رقمطراز ہیں: امام ابو حنیفہؒ کا ارشاد ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے مروی ضعیف روایت بھی قیاس سے اولی ہے اور اس کے ہوتے ہوئے قیاس کرنا جائز نہیں ہے۔ (۴)

علامہ ابن حزم اس سختی اور تشدد کے باوجود اس مسئلہ میں امام اعظمؒ کی کوئی مخالفت نہیں کر رہے ہیں، پھر آگے لکھتے ہیں: گویا امام صاحبؒ کا مذہب یہ ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا؛ جبکہ اس باب میں کوئی دوسری حدیث نہ ہو، دوسری کتاب "المحلي" میں تحریر کرتے ہیں:

یہ روایت اگرچہ اس درجہ کی نہیں ہے، جس سے استدلال کیا جائے؛ لیکن ہم اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی اور حدیث نہیں پاتے اور امام احمد بن حنبلؒ کا ارشاد ہے کہ: ضعیف حدیث ہمیں رائے کے مقابلہ میں زیادہ پسندیدہ ہے، ابن حزمؒ کہتے ہیں کہ ہم بھی اسی کے قائل ہیں۔ (۵)

---

۱ مقدمہ فتح الملہم: ۱/ ۱۵۷۔ ۲ بذل الجہد: ص/ ۱۱، الفوائد المجموعۃ: ص/ ۲۸۳۔ ۳ نیل الاوطار: ۳/ ۶۸۔

۴ الاحکام فی اصول الاحکام: ۷/ ۵۴۔ ۵ المحلي: ۳/ ۱۴۸۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مصنف کتاب) کہتا ہوں کہ: یہ اس مسئلہ میں بالکل قول صریح ہے؛ لہٰذا اب دوسرا احتمال ہی نہیں رہا۔

ابوبکر بن عربی مالکیؒ: محدث محمود سعید حفظہ اللہ ''التعریف'' [۱] پر تحریر فرماتے ہیں: فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل سے منع کرنے والی کوئی صراحت ابوبکر ابن العربیؒ سے منقول نہیں ہے (اور آپؒ سے ممانعت کیسے منقول ہوسکتی ہے جبکہ) آپؒ فقہاء کے طریقہ کے محافظ اور حدیث مرسل پر اس کی عام شرائط کے ساتھ عمل کرنے کے مسئلہ میں اپنے مالکی مذہب پر کاربند ہیں؛ حالانکہ حدیث مرسل محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ میں نے دیکھا کہ ''جامع ترمذی'' کی ''کتاب الادب'' کی شرح میں (۲) آپؒ نے ضعیف حدیث پر عمل کی صراحت فرمائی ہے۔ آپؒ کے الفاظ یہ ہیں۔ ''ابوعیسیٰ (امام ترمذیؒ) نے ایک مجہول حدیث نقل کی ہے، اگر تم چاہو تو ان کے لئے دشمنوں کی ہنسی سے حفاظت کی دعاء کرو اور نہ چاہو تو نہ کرو، یہ حدیث اگر چہ مجہول ہے؛ مگر اس پر عمل مستحب ہے؛ کیونکہ اس میں بھلائی کی دعاء، ہم نشینوں کے ساتھ صلہ رحمی اور اس کے لئے محبت کا اظہار ہے''۔ (محمود سعید حفظہ اللہ لکھتے ہیں) فرض کرلو! اگر ابوبکر ابن العربیؒ سے ممانعت ثابت بھی ہوتی، تو وہ شاذ قول ہوتا، نہ اس پر عمل کیا جاتا نہ اس میں کچھ غور وفکر ہوتا؛ کیونکہ وہ ائمہ متقدمین کے اجماع کے خلاف ہوتا۔

سید صدیق حسن خان قنوجیؒ نے اپنی کتاب ''نزل الابرار'' کے آغاز میں دعویٰ سے کہا تھا کہ وہ اس کتاب میں ضعیف احادیث نقل کرنے سے احتراز کریں گے اور آپؒ نے جگہ جگہ علامہ نوویؒ کے طرز عمل کا رد بھی کیا؛ لیکن اس کے باوجود مذکورہ کتاب کو ضعیف اور کمزور حدیثوں سے بھر دیا؛ جیسا کہ حافظ ابن الملقنؒ نے بھی اپنی کتاب ''تحفۃ المحتاج'' کے دیباچہ (۳) میں اس ارادہ کا اظہار کیا تھا کہ: میری شرط یہ ہے کہ میں صرف صحیح یا حسن حدیث ذکر کروں گا، ضعیف نقل نہیں کروں گا؛ لیکن پھر ضعیف حدیثوں کو ذکر کردیا اور یہ کہتے ہوئے معذرت کرنے لگے کہ شدید ضرورت کی بناء پر کہیں کہیں میں نے ضعیف حدیثوں کو ان کے ضعف کی نشاندہی کرتے ہوئے درج کردیا ہے۔ (اس کتاب کے) مقدمہ کے آخر میں میں نے مذکورہ کتاب کی ضعیف احادیث کی بھی تخریج کردی ہے۔

تنبیہ

حضرات محدثین کرامؒ نے ضعیف حدیث پر عمل کے لئے اس کے ضعف کو بیان کرنے کو شرط قرار نہیں دیا؛ بلکہ یہ فرمایا کہ ضعف کو بیان کرنا مطلوب نہیں ہے۔

---

۱ التعریف ص/۱۰۱۔ ۲ شرح کتاب الادب: ۱۰/۲۰۵۔ ۳ تحفۃ المحتاج: ۱/۱۳۹۔

علامہ ابن الصلاحؒ ''مقدمہ'' میں فرماتے ہیں: اس کے ضعف کے بیان کے اہتمام کے بغیر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔(۱)

اور علامہ عراقیؒ لکھتے ہیں: ضعف کی وضاحت کے بغیر بھی عمل کرنا جائز ہے۔(۲)

علامہ ابن الصلاحؒ تحریر فرماتے ہیں: جب تم ضعیف حدیث کو سند کے بغیر بیان کرنا چاہو، تو یوں مت کہو کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے، یا اس کے مانند ایسے الفاظ جن سے محسوس ہوتا ہو کہ رسولِ خدا ﷺ نے یقیناً یہ بات فرمائی ہے؛ بلکہ یوں کہو کہ رسولِ کریم ﷺ سے ایسی حدیث روایت کی گئی ہے، یا ہم تک آپ ﷺ کی طرف سے فلاں بات پہنچی ہے، یا آپ ﷺ سے ایسی بات منقول ہے، یا آپ ﷺ کی طرف سے اس طرح کی بات آئی ہے، یا بعض لوگوں نے روایت کیا ہے، یا اسی کے مشابہ الفاظ استعمال کرو۔ یہ حکم اس حدیث کا ہے، جس کے صحیح یا ضعیف ہونے میں شک ہو اور اگر کسی حدیث کی صحت اس طریقہ سے ظاہر ہو جائے، جس کو ہم شروع میں بیان کر چکے ہیں، تو پھر تم یہ کہہ سکتے ہو: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' واللہ اعلم۔(۳)

عقائد کی کتابوں میں درج شدہ ضعیف اور موضوع احادیث

فصلِ اوّل میں علامہ نوویؒ(۴) حافظ ابن صلاحؒ(۵) علامہ عراقیؒ(۶) علامہ ابن الوزیر الیمانیؒ(۷) وغیرہ حضرات کے حوالہ سے یہ بات گذر چکی ہے کہ ضعیف حدیث فضائل میں قابلِ عمل ہے نہ کہ عقائد واحکام میں اور یہ بات اُصول کے مطابق ہے؛ کیونکہ عقائد وہ بنیاد ہے، جس پر دین کی عمارت قائم ہے اور اسی سے اعمال درست ہوتے ہیں۔ صحیح عقائد کے بغیر اعمال بے فائدہ اور سببِ ہلاکت ہیں اور غلط عقیدہ کے ساتھ کوئی عمل درست نہیں ہوتا، عقائد توقیفی ہوتے ہیں (یعنی ان کا تعلق وحی سے ہوتا ہے) اجتہاد ورائے کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا؛ لہٰذا عقائد کا کتاب وسنت کی قطعی دلیلوں سے ثابت ہونا ضروری ہے اور حدیث بھی ایسی ہو، جس میں کسی طرح کا کوئی ضعف نہ ہو۔ علامہ عبدالحئی لکھنویؒ کا ارشاد گرامی ہے کہ: اگر کوئی ضعیف حدیث حق تعالیٰ کی کسی صفت پر دلالت کر رہی ہے اور وہ صفت دوسری کسی معتبر دلیل سے ثابت نہ ہو، تو اس حدیث کا کوئی اعتبار نہیں ہے؛ کیونکہ کسی معتبر دلیل کے بغیر باری تعالیٰ کی صفات اور اسماء کے متعلق کچھ کہنے کی خطرناک جسارت نہیں کی جاسکتی؛ اس لئے کہ اس کا رشتہ اعمال کے دائرہ میں نہیں؛ بلکہ عقائد کے شعبہ سے ہے اور بقیہ تمام دینی عقائد کا سرا بھی صفاتِ الٰہیہ سے جا کر ملتا ہے؛ اسی لئے عقائد کا ثبوت صحیح یا حسن لذاتہ یا حسن لغیرہ حدیث ہی کے ذریعہ ہوسکتا، ضعیف حدیث سے عقائد کا ثبوت ہو بھی کیسے سکتا ہے؛ جبکہ محدثین نے صراحت کی ہے کہ خبرِ واحد اگرچہ صحیح ہو تب بھی عقائد کے باب میں کافی نہیں ہے، تو ضعیف حدیث کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اور خبرِ واحد کے کافی نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے قطعی یقین

۱؎ مقدمہ ابن الصلاح: ص/۱۱۲۔ ۲؎ الفیۃ الحدیث: ۱/۳۳۰۔ ۳؎ مقدمہ ابن الصلاح: ص/۱۱۲۔ ۴؎ التدریب: ص/۱۹۶۔

۵؎ علوم الحدیث: ص/۹۳۔ ۶؎ شرح الالفیۃ: ۲/۲۹۱۔ ۷؎ تنقیح الانظار: ۲/۱۰۹۔

کا فائدہ نہیں ہوتا، اسی وجہ سے ایسے عقائد میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، جن میں بندوں کو پختہ اور مضبوط طریقہ سے ایمان کا مکلف بنایا گیا ہو۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ضعیف حدیث مفید ظن بھی نہیں ہے اور نہ یہ معنی ہے کہ اس کا عقائد میں سرے سے کوئی اعتبار ہی نہیں؛ جیسا کہ ہمارے زمانہ کے اکثر لوگوں کا گمان ہے۔ شب معراج میں حضور اکرم ﷺ کی رویت باری تعالیٰ کی بحث میں امام قرطبیؒ کا قول کیا نظر سے نہیں گزرا؟ جس میں وہ رقمطراز ہیں: ''چونکہ اس مسئلہ کا تعلق عمل سے نہیں ہے کہ ظنی دلائل ہی پر اکتفا کرلیا جائے؛ بلکہ اس کا تعلق اعتقادات سے ہے؛ لہٰذا اس مسئلہ میں صرف قطعی دلائل پر ہی اکتفا کیا جائے گا''۔(۱)

اور علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں: اس کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ حدیث قطعی اور متواتر ہو؛ بلکہ جو حدیث صحیح ہو چاہے، وہ خبر واحد کے قبیل سے ہو، تو ایسی روایت پر بھی اعتماد کرنا درست ہے؛ کیونکہ یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے، جس کا تعلق ان عقائد سے ہو، جس میں قطعیت کی شرط لگائی گئی ہے۔ (۲)

علامہ تفتازانیؒ عصمت ملائکہ پر بحث کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: یہ جو کہا جاتا ہے کہ اعتقادات کے باب میں ظنیات کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اگر اس کے یہ معنی لئے جائیں کہ اس سے اعتقادِ جازم اور پختہ یقین حاصل نہیں ہوتا اور اس کے ذریعہ کوئی قطعی حکم لگانا درست نہیں ہے، تو اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے؛ لیکن اس اگر اس کا یہ مفہوم لیا جائے کہ (یہ حدیث) اس حکم کے ظن کا بھی فائدہ نہیں دیتی، تو اس کا غلط ہونا بالکل ظاہر ہے۔ (۳)

گذشتہ سطروں میں ہم نے ائمہ محدثین سے بطور نمونہ۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ جو کچھ نقل کیا اس کو پڑھئے، پھر یہ بھی دیکھئے کہ اس کے برخلاف کچھ اکابر اہل علم اور جلیل القدر محدثین نے صفاتِ باری میں ضعیف اور منکر احادیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ محدث جلیل عبد الفتاح ابوغدہؒ "ظفر الامانی" کے حاشیہ میں راقم ہیں: اسی لئے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے اس مہلک اور ہلاکت خیز گڑھے میں پڑنے سے ڈرایا تھا اور اس شخص پر شدید نکیر کی تھی، جو اس خطرناک بھنور میں پھنسا ہے۔ آپؒ کا ارشاد ہے کہ: یہ طریقہ بدترین سزاؤں کی مستحق بدعات اور گمراہیوں کا ہے، آپؒ نے اپنی کئی کتابوں میں اس پر متنبہ کیا اور اس نکیر کو دہرایا۔ یہاں ایک کتاب سے آپؒ کے کلام کو نقل کرتا ہوں۔ علامہ ابن تیمیہؒ(۴) تحریر فرماتے ہیں: جب ہم اہل حدیث اور اہلِ کلام کی دو جماعتوں کا موازنہ کرتے ہیں، تو کچھ لوگ بعض محدثین اور اہل الجماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ انھوں نے کتابوں میں ہر طرح کے اقوال بھر لئے ہیں اور وہ کم علمی اور کم فہمی کا بھی الزام ان کو دیتے ہیں۔ پہلا الزام (کا ثبوت یہ ہے کہ) وہ ضعیف، موضوع اور ناقابلِ استدلال آثار سے استدلال کرتے ہیں اور دوسرا الزام بھی راست ہے؛

۱ ظفر الامانی ص/۲۰۰۔ ۲ السیف المسلول علی من سب الرسول ﷺ۔ ۳ شرح المقاصد للتفتازانی۔ ۴ مجموع الفتاوی ۴/۳۴۔

کیونکہ وہ صحیح حدیثوں کے معنی نہیں سمجھتے؛ بلکہ دو متضاد باتیں کہہ دیتے ہیں اور اس کا کوئی جواب بھی نہیں پاتے۔ اس کی وجہ دو باتیں ہیں: پہلی بات یہ ہے کہ موضوع احادیث کی طرح غیر معتبر باتوں کو بھی قابلِ اعتماد سمجھ کر بیان کر دیتے ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ وہ اقوال تو معتبر ہوتے ہیں؛ لیکن وہ حضرات اس کے صحیح مفہوم سے واقف نہیں ہوتے؛ جبکہ حدیث کی اتباع کے لئے سب سے پہلے حدیث کے صحیح ہونے کی اور پھر اس کے معنی کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے؛ جیسا کہ اتباعِ قرآن کے لئے بھی یہ چیز ضروری ہے، ان دونوں بنیادی باتوں میں سے کسی ایک بات کو ترک کر دینے کی وجہ سے وہ جہالت کا شکار ہو جاتے ہیں، جو لوگ ان پر انگلی اُٹھاتے ہیں، اس کی وجہ یہی ہوتی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ بات بعض اہلِ حدیث حضرات میں موجود ہے، وہ لوگ اُصولی اور فروعی تمام مسائل میں موضوع احادیث، گھڑی ہوئی روایات اور غیر صحیح حکایات سے استدلال کر لیتے ہیں اور قرآن وحدیث کا بغیر سمجھے تذکرہ کرنے لگتے ہیں، بسا اوقات اس کی غلط سلط تاویل کر دیتے ہیں اور کبھی غلط محمل پر اس کو محمول کر دیتے ہیں، ان ضعیف روایات اور لچر تاویلات پر مزید یہ کہ وہ اُمت کے جلیل القدر اکابرین واسلاف ہی کو کافر وگمراہ اور جاہل قرار دیتے ہیں، ان میں بعض لوگ کا حق کے بارے میں کوتاہی اور مخلوق پر ظلم میں گرفتار ہیں، جو کبھی تو قابلِ معافی غلطی کی حد تک رہتا ہے اور کبھی قول زور جیسے حرام کام تک جا پہنچتا ہے اور کبھی ایسی بدعت وگمراہی کا سبب بن جاتا ہے، جس پر سخت سزا دینی چاہئے اور یہ ایک بدیہی بات ہے، جس کو سوائے جاہل یا ظالم کے کوئی نہیں کرتا اور اس کے نتیجے میں میں نے بہت سی عجیب وغریب باتیں دیکھیں۔ (۱)

علامہ ابن تیمیہؒ مزید لکھتے ہیں: قائل کا کہنا کہ فرقہ حشویہ کے افراد کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ ہے جو حشو وتشبیہ اور تجسیم باری تعالیٰ (کے عقائد) سے گریز نہیں کرتا اور دوسرا وہ جو اسلافِ اُمت کے مذہب کا پیرو ہے اور اسلاف کا مذہب تو حید وتنزیہ ہے نہ کہ تشبیہ وتجسیم، پس اس کلام میں حق اور باطل ملا ہوا ہے۔ حق وہ ہے جس میں اس شخص کی مذمت کی گئی ہے، جو اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوقات کے مثل قرار دیتا ہے اور اس کی صفات کو مخلوق کی صفات کی قبیل سے گردانتا ہے؛ حالانکہ حق تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: "ليس كمثله شيء" "ولم يكن له كفوا أحد" "هل تعلم له سميا" یقیناً اس میں اس شخص کی تردید ہے، جو اسلاف کے اقوال سے ناواقف ہونے یا کمی بیشی کے ذریعہ ان کی مخالفت کے باوجود ان حضرات کے مذہب پر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مانند قرار دینا اور اسلاف پر جھوٹ بولنا منکر وحرام افعال میں سے ہے چاہے اس کو حشو کہا جائے یا نہ کہا جائے اور یہ بات ان بہت سے لوگوں کو شامل ہے، جو صفاتِ باری میں موضوع حدیثوں پر یقین رکھتے ہیں؛ جیسے حدیث "عرق الخيل" ہے، یا "جمل أورق" پر عرفہ کی رات اللہ کا اترنا اور پیدل چلنے والوں سے مصافحہ کرنا اور

(۱) ظفر الامانی، ص/۱۰۲۔

سواروں سے معانقہ کرنا اور زمین میں اپنے نبی کے لیے اللہ کی تجلی کا ہونا یا نبی ﷺ کا اللہ تعالیٰ کو زمین اور آسمان کے درمیان بیٹھا ہوا دیکھنا، یا طواف کے دوران، یا مدینہ منورہ کی کسی گلی میں نبی ﷺ کا اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا اور اس کے علاوہ دیگر موضوع احادیث، میں نے اس کی وجہ سے ایسے اُمور دیکھے، جو زبردست منکرات اور کفریات ہیں، میرے پاس کئی ایک لوگوں کے لکھے ہوئے رسالے اور ایسی کتابیں پیش کی گئیں، جس میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر افتراء تھا اور ان احادیث کی سند بھی بیان کی گئی تھی؛ حتیٰ کہ بعض لوگوں نے شیخ ابوالفرج مقدسیؒ کی کتاب کا بھی سہارا لیا، جس میں آپؒ نے سنی اور بدعتی کے درمیان فرق بیان کیا اور اس کتاب کے بارے میں یہ بیان کیا کہ یہ وہ کتاب ہے، جو اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج میں حضور ﷺ کی طرف وحی کی اور آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو آزمائیں، جو اس کا اقرار کرے وہ سنی ہے اور جو اس کا اقرار نہ کرے وہ بدعتی ہے، اس کے علاوہ انھوں نے شیخ ابوالفرجؒ کی طرف ایسی ایسی جھوٹی باتیں منسوب کیں، جن کو وہ یا کوئی عقلمند شخص نہیں کہہ سکتا۔(۱)

اپنی اسی کتاب میں آپؒ رقمطراز ہیں: فصل: اُصول وفروع میں ائمہ کی اتباع سے انحراف کرنے والے لوگ؛ جیسے جیلان کے بعض خراسانی افراد ہیں اور ان کے علاوہ ہو جو امام احمدؒ یا کسی دوسرے امام کی طرف منسوب ہیں، ان کا انحراف آٹھ طرح کا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کا ایسی باتوں کا قائل ہونا، جس کو نہ امام احمدؒ نے فرمایا اور نہ آپؒ کے مشہور اصحاب علم میں سے کسی نے کہا جیسے ان منحرفین میں سے متاخرین کا کہنا ہے کہ انسان کا کلام قدیم ہے اور جب قرآن اٹھالیا جائے گا، تو لوگ گونگے ہو جائیں گے، وہ اہل الرائے کی تکفیر کرتے ہیں اور فلاں کے باپ پر لعنت کرتے ہیں اسی طرح مصحف کی روشنائی قدیم مانتے ہیں، وہ لوگ ان اقوال کو بھی مانتے ہیں، جو امام احمدؒ کے اصحاب میں بعض علماء نے کہا اور اس میں ان سے خطا ہوئی؛ جیسے بندہ کی آواز کا قدیم ہونا، ضعیف حدیثوں کو روایت کرنا اور ان کے ذریعہ صفاتِ باری، تقدیر؛ نیز قرآن اور فضائل وغیرہ میں استدلال کرنا وغیرہ۔ (خلاصہ)(۲)

جان لو کہ سنت اور توحید کے دوسرچشمے ہیں:

(۱) وہ کتابیں جو اسی موضوع پر لکھی گئی؛ جیسے امام عبداللہ بن امام احمد بن حنبلؒ شیبانی (وفات ۲۹۰ھ) کی کتاب ''السنۃ'' اور حافظ ابوبکر عمرو بن ابوعاصم ضحاک بن مخلد شیبانیؒ (وفات ۲۸۷ھ) کی کتاب ''السنۃ'' نیز امام ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون خلالؒ (وفات ۳۱۱ھ) کی کتاب ''السنۃ'' اسی طرح امام ابوبکر محمد بن حسین بن عبداللہ آجری بغدادی مکیؒ (وفات ۳۶۰ھ) کی کتاب ''الشریعۃ'' اور امام حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقیؒ (وفات ۴۵۸ھ) کی کتاب ''الاسماء

---

۱ مجموع الفتاوی ۱۴۴/۴، ۱۴۵۔ ۲ مجموع الفتاوی: ۱۸۴/۲۰۔

والصفات''، امام بخاریؒ (وفات ۲۵۶ھ) کی کتاب ''خلق افعال العباد''، امام ابوداود سجستانیؒ (وفات ۲۷۵ھ) کی ''کتاب القدر''۔

(۲) وہ کتابیں جو کسی جامع کتاب میں ضمناً تحریر کی گئیں؛ جیسے: ''سنن ابن ماجہ'' اس کے شروع میں کتاب السنۃ ہے اور ''سنن ابوداؤد'' اس کے آخر میں کتاب السنۃ ہے، اس کے علاوہ وہ کتابیں جو اس پہلو کو بھی شامل ہیں اور اس کے علی الرغم سنت وعقائد پر کتابیں ضعیف منکر اور موضوع احادیث سے بھری ہوئی ہیں۔

یہ امام اہل سنت والجماعت امام احمد بن حنبل شیبانیؒ ہیں، جن کے صاحبزادہ نے ''کتاب السنۃ'' تحریر کی اور اس کو ضعیف منکر موضوع حدیثوں سے پُر کردیا۔

یہاں میں سنت وتوحید کے مذکورہ ان پانچ کتابوں پر اکتفاء کرتا ہوں، ان کی اہمیت کے سبب اور اس وجہ سے کہ اس موضوع پر بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں؛ نیز میں نے ان کتابوں کی تحقیق کرنے والوں اس کی احادیث کی تخریج کرنے اور اس پر تعلیقات لکھنے والوں ہی کے حوالے سے ان کی احادیث پر ضعف کا حکم لگایا ہے۔

حافظ ابوبکر عمر بن ابو عاصم ضحاک بن مخلد شیبانیؒ (وفات ۲۸۷ھ) کی ''کتاب السنۃ'' کی ضعیف اور موضوع کی تعداد (۲۹۸) ہے، اختصار کی خاطر صرف ان احادیث کے نمبرات ذکر کیے جاتے ہیں۔ (اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے!)

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
١	٣، م	٢٣	٦٨
٢	٤	٢٤	٧٠
٣	٧، م	٢٥	٧١
٤	٩	٢٦	٧٩
٥	١٠	٢٧	٨٠
٦	١١	٢٨	٨١
٧	١٢	٢٩	٨٢
٨	١٥	٣٠	٨٣
٩	١٦	٣١	٨٤
١٠	٢٣	٣٢	٨٦
١١	٣٥	٣٣	١٠٠
١٢	٣٦	٣٤	١١٢
١٣	٣٧	٣٥	١١٤
١٤	٣٨	٣٦	١١٥
١٥	٣٩	٣٧	١١٨
١٦	٤٠	٣٨	١٢٥
١٧	٤١	٣٩	١٢٧
١٨	٤٢	٤٠	١٢٨
١٩	٤٣	٤١	١٣١
٢٠	٤٥	٤٢	١٣٢
٢١	٤٩	٤٣	١٣٥
٢٢	٥٠	٤٤	١٣٦

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٥	١٧٠	٧٠	٣٢٩
٤٦	١٧٢	٧١	٣٣٠
٤٧	١٧٣	٧٢	٣٣١
٤٨	١٧٨	٧٣	٣٣٢
٤٩	١٨١	٧٤	٣٣٣
٥٠	١٩٢	٧٥	٣٣٤
٥١	١٩٦	٧٦	٣٣٥
٥٢	٢٠٠	٧٧	٣٣٦
٥٣	٢٠١	٧٨	٣٣٧
٥٤	٢٠٣	٧٩	٣٤٠
٥٥	٢١٣	٨٠	٣٤١
٥٦	٢١٧	٨١	٣٤٣
٥٧	٢٢٥	٨٢	٣٤٤
٥٨	٢٣٩	٨٣	٣٤٥
٥٩	٢٤٩	٨٤	٣٤٦
٦٠	٢٥٠	٨٥	٣٥٩
٦١	٢٥٣	٨٦	٣٦٤
٦٢	٢٥٨	٨٧	٣٦٩
٦٣	٢٧٩	٨٨	٣٧١
٦٤	٢٩٦	٨٩	٣٧٢
٦٥	٣٠٣	٩٠	٣٧٣
٦٦	٣١٥	٩١	٣٧٤
٦٧	٣٢٤	٩٢	٣٧٥
٦٨	٣٢٥	٩٣	٣٧٦
٦٩	٣٢٦	٩٤	٣٧٧

نمبر شمار	حدیث نمبر
٩٥	٣٧٨
٩٦	٣٧٩
٩٧	٣٨٧
٩٨	٣٨٩
٩٩	٣٩١
١٠٠	٤٠٨
١٠١	٤٠٩
١٠٢	٤١٤
١٠٣	٤١٥
١٠٤	٤١٦
١٠٥	٤١٧
١٠٦	٤١٨
١٠٧	٤٢٣
١٠٨	٤٢٦
١٠٩	٤٣١
١١٠	٤٣٧
١١١	٤٣٤
١١٢	٤٣٧
١١٣	٤٣٨
١١٤	٤٧١
١١٥	٤٨٤
١١٦	٤٨٦
١١٧	٤٨٨
١١٨	٥٠٣
١١٩	٥٠٦
١٢٠	٥٠٨
١٢١	٥٠٩
١٢٢	٥١٠
١٢٣	٥١٢
١٢٤	٥١٥
١٢٥	٥١٧
١٢٦	٥١٨
١٢٧	٥٢١
١٢٨	٥٢٤
١٢٩	٥٣٥
١٣٠	٥٣٧
١٣١	٥٤٠
١٣٢	٥٤٥
١٣٣	٥٥٠
١٣٤	٥٥١
١٣٥	٥٧٨
١٣٦	٥٧٩
١٣٧	٥٨٥
١٣٨	٥٨٦
١٣٩	٥٨٧
١٤٠	٦٠٣
١٤١	٦٠٧
١٤٢	٦١٢
١٤٣	٦٢٠
١٤٤	٦٣٠

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٤٥	٦٣٦
١٤٦	٦٣٧
١٤٧	٦٣٨
١٤٨	٦٣٩
١٤٩	٦٤٠
١٥٠	٦٤١
١٥١	٦٤٢
١٥٢	٦٤٣
١٥٣	٦٤٥
١٥٤	٦٤٩
١٥٥	٦٥٠
١٥٦	٦٦٠
١٥٧	٦٦١
١٥٨	٦٦٣
١٥٩	٦٦٤
١٦٠	٦٦٥
١٦١	٦٦٧
١٦٢	٦٦٨
١٦٣	٦٦٩
١٦٤	٦٧٠
١٦٥	٦٧٦
١٦٦	٦٧٧
١٦٧	٦٧٨
١٦٨	٦٨١
١٦٩	٦٨٤
١٧٠	٦٨٥
١٧١	٦٨٦
١٧٢	٦٩٠
١٧٣	٦٩١
١٧٤	٦٩٣
١٧٥	٦٩٤
١٧٦	٦٩٥
١٧٧	٦٩٦
١٧٨	٦٩٧
١٧٩	٧٠٢
١٨٠	٧٠٣
١٨١	٧٠٧
١٨٢	٧١٠
١٨٣	٧١٧م
١٨٤	٧٢٠
١٨٥	٧٢٣
١٨٦	٧٢٩
١٨٧	٧٣٠
١٨٨	٧٣٤
١٨٩	٧٤٦
١٩٠	٧٤٨م
١٩١	٧٥٠
١٩٢	٧٥٤
١٩٣	٧٥٨
١٩٤	٧٦٠
١٩٥	٧٦٥
١٩٦	٧٦٦
١٩٧	٧٦٩
١٩٨	٧٧٤

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٩٩	٧٧٦
٢٠٠	٧٨٤
٢٠١	٧٨٨
٢٠٢	٧٩٠م
٢٠٣	٧٩١
٢٠٤	٧٩٥
٢٠٥	٨٠١
٢٠٦	٨١٤
٢٠٧	٨١٥
٢٠٨	٨٢٢
٢٠٩	٨٢٣
٢١٠	٨٢٧
٢١١	٨٢٩
٢١٢	٨٣٣
٢١٣	٨٤٦
٢١٤	٨٥٦
٢١٥	٨٥٩
٢١٦	٨٧٧
٢١٧	٩٠٧
٢١٨	٩١١
٢١٩	٩١٨
٢٢٠	٩١٩
٢٢١	٩٢٠
٢٢٢	٩٢٦
٢٢٣	٩٢٧
٢٢٤	٩٤٠
٢٢٥	٩٤٣
٢٢٦	٩٤٦
٢٢٧	٩٤٧
٢٢٨	٩٤٨
٢٢٨	٩٤٩
٢٣٠	٩٥٠
٢٣١	٩٥١،٩٥٢
٢٣٢	٩٥٤
٢٣٣	٩٦٠
٢٣٤	٩٦٧
٢٣٥	٩٦٩
٢٣٦	٩٧٢
٢٣٧	٩٧٤
٢٣٨	٩٧٦
٢٣٩	٩٧٧
٢٤٠	٩٧٨
٢٤١	٩٧٩
٢٤٢	٩٨٠
٢٤٣	٩٨١
٢٤٤	٩٨٢
٢٤٥	٩٨٥
٢٤٦	٩٨٧
٢٤٧	٩٩٢
٢٤٨	٩٩٤
٢٤٩	٩٩٥
٢٥٠	٩٩٩
٢٥١	١٠٠٠
٢٥٢	١٠٠٢

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٥٣	١٠٠٤
٢٥٤	١٠٠٥
٢٥٥	١٠١٣
٢٥٦	١٠١٦
٢٥٧	١٠١٩
٢٥٨	١٠٢٠
٢٥٩	١٠٢٣
٢٦٠	١٠٤٦
٢٦١	١٠٤٧
٢٦٢	١٠٥٠
٢٦٣	١٠٥١
٢٦٤	١٠٥٨
٢٦٥	١٠٥٩
٢٦٦	١٠٧٣
٢٦٧	١٠٨٨
٢٦٨	١٠٩٥
٢٦٩	١٠٩٩
٢٧٠	١١٠٤
٢٧١	١١٠٥
٢٧٢	١١١٦
٢٧٣	١١١٧
٢٧٤	١١٢٣
٢٧٥	١١٢٦
٢٧٦	١١٢٧
٢٧٧	١١٣٤
٢٧٨	١١٤١
٢٧٩	١١٤٢

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٨٠	١١٤٥
٢٨١	١١٥٠م
٢٨٢	١١٥٢
٢٨٣	١١٥٥
٢٨٤	١١٥٧
٢٨٥	١١٥٨
٢٨٦	١١٦٥
٢٨٧	١١٦٨م
٢٨٨	١١٦٩
٢٨٩	١١٧٠م
٢٩٠	١١٧١
٢٩١	١١٧٤
٢٩٢	١١٨٢
٢٩٣	١١٨٣م
٢٩٤	١١٨٤
٢٩٥	١١٨٦
٢٩٦	١١٨٩
٢٩٧	١٢٠٠
٢٩٨	١٢٠٢

امام ابوعبد الرحمٰن عبداللہ بن امام احمد بن حنبل شیبانی متوفی ۲۹۰ھ کی ''کتاب السنۃ'' میں ضعیف اور موضوع احادیث کی تعداد (۳۰۳) ہے۔ اختصار کی خاطر صرف ان کے نمبرات درج کیے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
١	١٢	٢٣	١٦٠
٢	٢٤	٢٤	١٦٥
٣	٢٩	٢٥	١٩٠
٤	٣٦	٢٦	١٩٣
٥	٤٣	٢٧	٢٠١
٦	٦٥	٢٨	٢٠٢
٧	٧٣	٢٩	٢١٥
٨	٨٤	٣٠	٢١٧
٩	٩١	٣١	٢١٨
١٠	١١٧	٣٢	٢٢٨
١١	١١٨	٣٣	٢٣٥
١٢	١١٩	٣٤	٢٣٩
١٣	١٢٢	٣٥	٢٤٣
١٤	١٢٣	٣٦	٢٤٦
١٥	١٢٥	٣٧	٢٦١
١٦	١٢٦	٣٨	٢٧٤
١٧	١٢٧	٣٩	٢٩٦
١٨	١٢٨	٤٠	٣٠١
١٩	١٢٩	٤١	٣١٤
٢٠	١٣٢	٤٢	٣١٧
٢١	١٣٣	٤٣	٣١٨
٢٢	١٤٦	٤٤	٣٢٨

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٥	٣٣٦
٤٦	٣٦٥
٤٧	٣٦٧
٤٨	٣٨٥
٤٩	٣٨٩
٥٠	٣٩١
٥١	٣٩٣
٥٢	٤٤٤
٥٣	٤٤٧
٥٤	٤٤٨
٥٥	٤٥٠
٥٦	٤٥١
٥٧	٤٥٢
٥٨	٤٥٣
٥٩	٤٥٦
٦٠	٤٦٠
٦١	٤٦١
٦٢	٤٦٢
٦٣	٤٦٤
٦٤	٤٦٥
٦٥	٤٦٩
٦٦	٤٧٠
٦٧	٤٧٣
٦٨	٤٧٧
٦٩	٤٨٤
٧٠	٤٨٥
٧١	٤٨٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
٧٢	٤٩٤
٧٣	٤٩٨
٧٤	٥٠٤
٧٥	٥٢٣
٧٦	٥٢٤
٧٧	٥٣٨
٧٨	٥٣٩
٧٩	٥٤٠
٨٠	٥٤٢
٨١	٥٤٣
٨٢	٥٤٤
٨٣	٥٤٥
٨٤	٥٤٧
٨٥	٥٦٤
٨٦	٥٦٨
٨٧	٦٧٢
٨٨	٥٧٣
٨٩	٥٨٥
٩٠	٥٨٨
٩١	٥٨٩
٩٢	٥٩٣
٩٣	٥٩٥
٩٤	٥٩٦
٩٥	٦٢٠
٩٦	٦٤٠
٩٧	٦٤٢
٩٨	٦٥٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
٩٩	٦٦٥
١٠٠	٦٦٦
١٠١	٦٦٧
١٠٢	٦٧١
١٠٣	٦٧٤
١٠٤	٦٧٦
١٠٥	٦٨١
١٠٦	٧٠٥
١٠٧	٧٠٦
١٠٨	٧١٤
١٠٩	٧١٥
١١٠	٧٢٢
١١١	٧٢٥
١١٢	٧٢٧
١١٣	٧٢٩
١١٤	٧٣٠
١١٥	٧٣١
١١٦	٧٣٢
١١٧	٧٤١
١١٨	٧٤٦
١١٩	٧٥١
١٢٠	٧٥٧
١٢١	٧٦٢
١٢٢	٧٦٥
١٢٣	٧٨٠
١٢٤	٧٨١
١٢٥	٧٨٦
١٢٦	٧٨٩
١٢٧	٧٩٢
١٢٨	٨٠١
١٢٩	٨٠٧
١٣٠	٨١٩
١٣١	٨٢٠
١٣٢	٨٢٩
١٣٣	٨٣٦
١٣٤	٨٣٨
١٣٥	٨٤١
١٣٦	٨٤٦
١٣٧	٨٤٩
١٣٨	٨٥٥
١٣٩	٨٥٧
١٤٠	٨٦٣
١٤١	٨٦٥
١٤٢	٨٧٢
١٤٣	٨٩٦
١٤٤	٩٠٠
١٤٥	٩١٥
١٤٦	٩٢٥
١٤٧	٩٢٨
١٤٨	٩٢٩
١٤٩	٩٣٨
١٥٠	٩٥٥
١٥١	٩٥٩
١٥٢	٩٧١

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٥٣	٩٧٥
١٥٤	٩٧٦
١٥٥	٩٧٧
١٥٦	٩٨٣
١٥٧	٩٨٩
١٥٨	٩٩١
١٥٩	٩٩٤
١٦٠	١٠٠١
١٦١	١٠٠٤
١٦٢	١٠٠٥
١٦٣	١٠٠٦
١٦٤	١٠٠٧
١٦٥	١٠٠٨
١٦٦	١٠١٣
١٦٧	١٠١٨
١٦٨	١٠١٩
١٦٩	١٠٢٢
١٧٠	١٠٢٣
١٧١	١٠٢٥
١٧٢	١٠٢٨
١٧٣	١٠٣٣
١٧٤	١٠٣٥
١٧٥	١٠٤٠
١٧٦	١٠٤٦
١٧٧	١٠٤٩
١٧٨	١٠٥٥
١٧٩	١٠٦٤

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٨٠	١٠٧٠
١٨١	١٠٧٢
١٨٢	١٠٨١
١٨٣	١٠٨٥
١٨٤	١٠٨٧
١٨٥	١٠٨٩
١٨٦	١٠٩٣
١٨٧	١٠٩٤
١٨٨	١٠٩٦
١٨٩	١٠٩٧
١٩٠	١٠٩٨
١٩١	١٠٩٩
١٩٢	١١٠٠
١٩٣	١١٠٣
١٩٤	١١١٣
١٩٥	١١١٨
١٩٦	١١٢٠
١٩٧	١١٢١
١٩٨	١١٢٢
١٩٩	١١٢٤
٢٠٠	١١٥٤
٢٠١	١١٥٦
٢٠٢	١١٥٧
٢٠٣	١١٦٢
٢٠٤	١١٦٨
٢٠٥	١١٦٩
٢٠٦	١١٧١

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٠٧	١١٧٥
٢٠٨	١١٨١
٢٠٩	١١٨٢
٢١٠	١١٨٤
٢١١	١١٨٥
٢١٢	١١٨٦
٢١٣	١٢٠٤
٢١٤	١٢٠٦
٢١٥	١٢٠٩
٢١٦	١٢٢٣
٢١٧	١٢٢٥
٢١٨	١٢٢٦
٢١٩	١٢٣٥
٢٢٠	١٢٤١
٢٢١	١٢٤٤
٢٢٢	١٢٥٢
٢٢٣	١٢٦٢
٢٢٤	١٢٦٣
٢٢٥	١٢٦٧
٢٢٦	١٢٦٨
٢٢٧	١٢٦٩
٢٢٨	١٢٧٠
٢٢٩	١٢٧١
٢٣٠	١٢٧٢
٢٣١	٢٢٨١
٢٣٢	١٢٨٣
٢٣٣	١٢٨٧

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٣٤	١٢٩٠
٢٣٥	١٢٩٦
٢٣٦	١٢٩٧
٢٣٧	١٢٩٨
٢٣٨	١٢٩٩
٢٣٩	١٣٠٠
٢٤٠	١٣٠١
٢٤١	١٣٠٤
٢٤٢	١٣٠٥
٢٤٣	١٣٠٦
٢٤٤	١٣٠٩
٢٤٥	١٣١١
٢٤٦	١٣١٢
٢٤٧	١٣١٣
٢٤٨	١٣١٨
٢٤٩	١٣٢٠
٢٥٠	١٣٢٣
٢٥١	١٣٢٤
٢٥٢	١٣٢٥
٢٥٣	١٣٢٨
٢٥٤	١٣٢٩
٢٥٥	١٣٣٠
٢٥٦	١٣٣١
٢٥٧	١٣٣٢
٢٥٨	١٣٣٤
٢٥٩	١٣٣٥
٢٦٠	١٣٣٧

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٦١	١٣٣٩
٢٦٢	١٣٤٢
٢٦٣	١٣٤٤
٢٦٤	١٣٤٥
٢٦٥	١٣٥٦
٢٦٦	١٣٦٠
٢٦٧	١٣٦١
٢٦٨	١٣٦٤
٢٦٩	١٣٦٥
٢٧٠	١٣٦٧
٢٧١	١٣٦٨
٢٧٢	١٣٧٣
٢٧٣	١٣٨٤
٢٧٤	١٣٨٥
٢٧٥	١٣٨٦
٢٧٦	١٣٨٨
٢٧٧	١٣٨٩
٢٧٨	١٣٩٣
٢٧٩	١٣٩٤
٢٨٠	١٣٩٨
٢٨١	١٣٩٩
٢٨٢	١٤٠٥
٢٨٣	١٤٠٦
٢٨٤	١٤٠٧
٢٨٥	١٤١٠
٢٨٧	١٤١٢
٢٨٧	١٤١٣

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٨٨	١٤٤٤
٢٨٩	١٤٤٥
٢٩٠	١٤٤٩
٢٩١	١٤٥٥
٢٩٢	١٤٦٠
٢٩٣	١٤٦٢
٢٩٤	١٤٧٠
٢٩٥	١٤٩٧
٢٩٧	١٤٩٩
٢٩٧	١٥٠٣
٢٩٨	١٥٠٤
٢٩٩	١٥٠٦
٣٠٠	١٥١١
٣٠١	١٥١٤
٣٠٢	١٥١٥
٣٠٣	١٥١٧

ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون خلال (متوفی: ٣١١ھ) کی ''کتاب السنۃ'' کی ضعیف اور موضوع روایت کی تعداد (٣٨٩) ہے۔ اختصار کی خاطر صرف ان کے نمبرات ذیل میں لکھے جاتے ہیں:

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
١	٤	٢٣	٧٧
٢	٢٠	٢٤	٧٩
٣	٢١	٢٥	٨٠
٤	٢٣	٢٦	٨٢
٥	٢٤	٢٧	٨٤
٦	٢٥	٢٨	٨٥
٧	٢٦	٢٩	٨٨
٨	٢٧	٣٠	٩٠
٩	٢٨	٣١	٩٤
١٠	٣١	٣٢	٩٦
١١	٣٧	٣٣	٩٨
١٢	٤١	٣٤	١٠٥
١٣	٥٠	٣٥	١٠٧
١٤	٥٣	٣٦	١١٩
١٥	٦٥	٣٧	١٢٣
١٦	٦٦	٣٨	١٣٤
١٧	٦٧	٣٩	١٣٦
١٨	٦٨	٤٠	١٣٨
١٩	٧٠	٤١	١٤٠
٢٠	٧٣	٤٢	١٤٦
٢١	٧٥	٤٣	١٤٩
٢٢	٧٦	٤٤	١٦٨

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٥	١٧١	٧٠	٢٤٣
٤٦	١٧٦	٧١	٢٤٤
٤٧	١٨٦	٧٢	٢٤٥
٤٨	١٩٢	٧٣	٢٤٦
٤٩	١٩٣	٧٤	٢٤٨
٥٠	١٩٤	٧٥	٢٥٢
٥١	١٩٥	٧٦	٢٥٥
٥٢	١٩٦	٧٧	٢٦١
٥٣	٢٠١م	٧٨	٢٦٧
٥٤	٢١٠	٧٩	٢٧٠
٥٥	٢١٢	٨٠	٢٧٦
٥٦	٢١٣	٨١	٢٧٧
٥٧	٢١٥	٨٢	٢٧٨
٥٨	٢١٦	٨٣	٢٧٩
٥٩	٢٢٢	٨٤	٢٨٠
٦٠	٢٢٤	٨٥	٢٨٢
٦١	٢٢٨	٨٦	٢٨٤
٦٢	٢٣٠	٨٧	٢٨٥
٦٣	٢٣٢	٨٨	٢٨٦
٦٤	٢٣٥	٨٩	٢٨٨
٦٥	٢٣٦	٩٠	٢٩٢
٦٦	٢٣٧	٩١	٢٩٣
٦٧	٢٣٩	٩٢	٢٩٤
٦٨	٢٤١	٩٣	٢٩٥
٦٩	٢٤٢	٩٤	٢٩٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
٩٥	٢٩٧
٩٦	٢٩٨
٩٧	٢٩٩
٩٨	٣٠٠
٩٩	٣٠٢
١٠٠	٣٠٣
١٠١	٣٠٦
١٠٢	٣٠٧
١٠٣	٣٠٨
١٠٤	٣٠٩
١٠٥	٣١٤
١٠٦	٣١٥
١٠٧	٣١٨
١٠٨	٣١٩
١٠٩	٣٢١
١١٠	٣٢٢
١١١	٣٢٣
١١٢	٣٣٢
١١٣	٣٣٥
١١٤	٣٣٨
١١٥	٣٤١
١١٦	٣٤٣
١١٧	٣٤٥
١١٨	٣٤٦
١١٩	٣٤٩

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٢٠	٣٥٠
١٢١	٣٥١
١٢٢	٣٥٤
١٢٣	٣٥٥
١٢٤	٣٥٩
١٢٥	٣٦٢
١٢٦	٣٦٣
١٢٧	٣٧١
١٢٨	٣٧٢
١٢٩	٣٨٣
١٣٠	٣٨٦
١٣١	٣٨٧
١٣٢	٣٨٨
١٣٣	٣٩١
١٣٤	٣٩٦
١٣٥	٣٩٨
١٣٦	٤٠٠
١٣٧	٤٠١
١٣٨	٤٠٣
١٣٩	٤١٥
١٤٠	٤١٧
١٤١	٤٢٠
١٤٢	٤٣٤
١٤٣	٤٤٠
١٤٤	٤٤١

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٤٥	٤٤٨
١٤٦	٤٤٩
١٤٧	٤٥١
١٤٨	٤٥٢
١٤٩	٤٥٣
١٥٠	٤٥٤
١٥١	٤٦٢
١٥٢	٤٦٥
١٥٣	٤٦٦
١٥٤	٤٦٧
١٥٥	٤٦٨
١٥٦	٤٧٢
١٥٧	٤٧٣
١٥٨	٥١٥
١٥٩	٥١٦
١٦٠	٥١٧
١٦١	٥٢٠
١٦٢	٥٢٢
١٦٣	٥٢٣
١٦٤	٥٢٩
١٦٥	٥٤٨
١٦٦	٥٥٥
١٦٧	٥٥٦
١٦٨	٥٨٧
١٦٩	٥٩٠

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٧٠	٦١٦
١٧١	٦٢٣
١٧٢	٦٤٩
١٧٣	٦٥٦
١٧٤	٦٦٥
١٧٥	٦٦٦
١٧٦	٦٦٩
١٧٧	٦٧٢
١٧٨	٦٧٣
١٧٩	٦٧٤
١٨٠	٦٨١
١٨١	٦٨٦
١٨٢	٦٨٧
١٨٣	٦٨٨
١٨٤	٦٨٩
١٨٥	٦٩٤
١٨٦	٦٩٥
١٨٧	٦٩٨
١٨٨	٦٩٩
١٨٩	٧٠٠
١٩٠	٧٠١
١٩١	٧٠٢
١٩٢	٧٠٣
١٩٣	٧٠٤
١٩٤	٧٠٨

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
۱	۲۹	۲۳	۲۹۹
۲	۷۱	۲٤	۳۰۰
۳	۷۷	۲٥	۳۰٥
٤	۸۳	۲٦	۳۱٥
٥	۸۹	۲۷	۳٤۰
٦	۹۰	۲۸	۳٦۲
۷	۱۰۳	۲۹	۳٦۹
۸	۱۰۲	۳۰	۳۷۰
۹	۱۲۲	۳۱	۳۷۳
۱۰	۱٥۱	۳۲	۳۸۸
۱۱	۱٥۲	۳۳	۳۹۰
۱۲	۱٦٤	۳٤	٤۱۲
۱۳	۱٦۷	۳٥	٤۱۳
۱٤	۲۰۰	۳٦	٤۱٥
۱٥	۲۰۸	۳۷	٤٤۱
۱٦	۲۱۷	۳۸	٤٥۸
۱۷	۲۳۷	۳۹	٤٦۸
۱۸	۲٥٦	٤۰	٤٦۹
۱۹	۲۷۲	٤۱	٤۷۰
۲۰	۲۷۳	٤۲	٤۷۲
۲۱	۲۷۸	٤۳	٤۷۹
۲۲	۲۸۹	٤٤	٤۸۱

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٤٥	١١٠١
٢٤٦	١١٠٢
٢٤٧	١١٠٤
٢٤٨	١١٠٥
٢٤٩	١١٠٦
٢٥٠	١١١٣
٢٥١	١١١٤
٢٥٢	١١١٥
٢٥٣	١١١٦
٢٥٤	١١١٧
٢٥٥	١١١٨
٢٥٦	١١١٩
٢٥٧	١١٢٢
٢٥٨	١١٢٩
٢٥٩	١١٣٤
٢٦٠	١١٣٦
٢٦١	١١٣٩
٢٦٢	١١٤١
٢٦٣	١١٤٣
٢٦٤	١١٤٥
٢٦٥	١١٥٩
٢٦٦	١١٦١
٢٦٧	١١٦٥
٢٦٨	١١٦٧
٢٦٩	١١٦٨
٢٧٠	١١٧٠
٢٧١	١١٧١
٢٧٢	١١٧٢
٢٧٣	١١٧٥
٢٧٤	١١٨١
٢٧٥	١١٨٥
٢٧٦	١١٨٦
٢٧٧	١١٨٨
٢٧٨	١١٩٠
٢٧٩	١١٩٥
٢٨٠	١١٩٨
٢٨١	١١٩٩
٢٨٢	١٢٠١
٢٨٣	١٢٠٢
٢٨٤	١٢٠٣
٢٨٥	١٢٠٤
٢٨٦	١٢٠٥
٢٨٧	١٢٠٦
٢٨٨	١٢٠٧
٢٨٩	١٢١٢
٢٩٠	١٢٢١
٢٩١	١٢٢٢
٢٩٢	١٢٢٣
٢٩٣	١٢٢٦
٢٩٤	١٢٢٩

نمبرشمار	حدیث نمبر	نمبرشمار	حدیث نمبر
٢٩٥	١٢٣٠	٣٢٠	١٣٠٠
٢٩٦	١٢٤٣	٣٢١	١٣٠٢
٢٩٧	١٢٤٤	٣٢٢	١٣٠٣
٢٩٨	١٢٥١	٣٢٣	١٣٠٤
٢٩٩	١٢٥٢	٣٢٤	١٣٠٥
٣٠٠	١٢٥٤	٣٢٥	١٣٠٩
٣٠١	١٢٥٥	٣٢٦	١٣١١
٣٠٢	١٢٦٠	٣٢٧	١٣١٢
٣٠٣	١٢٦٥	٣٢٨	١٣١٣
٣٠٤	١٢٦٧	٣٢٩	١٣١٥
٣٠٥	١٢٦٩	٣٣٠	١٣١٩
٣٠٦	١٢٧١	٣٣١	١٣٢١
٣٠٧	١٢٧٢	٣٣٢	١٣٢٢
٣٠٨	١٢٧٣	٣٣٣	١٣٢٣
٣٠٩	١٢٧٥	٣٣٤	١٣٢٤
٣١٠	١٢٧٦	٣٣٥	١٣٢٥
٣١١	١٢٧٨	٣٣٦	١٣٢٦
٣١٢	١٢٨٠	٣٣٧	١٣٢٧
٣١٣	١٢٨٢	٣٣٨	١٣٢٨
٣١٤	١٢٨٣	٣٣٩	١٣٣٠
٣١٥	١٢٨٤	٣٤٠	١٣٣٢
٣١٦	١٢٨٥	٣٤١	١٣٣٣
٣١٧	١٢٩٠	٣٤٢	١٣٣٨
٣١٨	١٢٩٢	٣٤٣	١٣٤٢
٣١٩	١٢٩٣	٣٤٤	١٣٤٤

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٤٥	١٣٤٥	٣٧٠	١٣٩٢
٣٤٦	١٣٤٦	٣٧١	١٣٩٣
٣٤٧	١٣٤٧	٣٧٢	١٣٩٤
٣٤٨	١٣٥٠	٣٧٣	١٣٩٥
٣٤٩	١٣٥٢	٣٧٤	١٣٩٦
٣٥٠	١٣٥٤	٣٧٥	١٤٠١
٣٥١	١٣٥٥	٣٧٦	١٤٠٢
٣٥٢	١٣٥٦	٣٧٧	١٤٠٦
٣٥٣	١٣٥٧	٣٧٨	١٤٠٧
٣٥٤	١٣٥٨	٣٧٩	١٤١١
٣٥٥	١٣٦٠	٣٨٠	١٤١٥
٣٥٦	١٣٦١	٣٨١	١٤١٩
٣٥٧.	١٣٦٢	٣٨٢	١٤٢٤
٣٥٨	١٣٦٤	٣٨٣	١٤٢٧
٣٥٩	١٣٦٧	٣٨٤	١٤٣٠
٣٦٠	١٣٦٩	٣٨٥	١٤٣٢
٣٦١	١٣٧٠	٣٨٦	١٤٤٧
٣٦٢	١٣٧٢	٣٨٧	١٤٤٨
٣٦٣	١٣٧٥	٣٨٨	١٤٤٩
٣٦٤	١٣٧٦	٣٨٩	١٤٥٠
٣٦٥	١٣٧٩		
٣٦٦	١٣٨٣		
٣٦٧	١٣٨٦		
٣٦٨	١٣٨٧		
٣٦٩	١٣٩٠		

ابوبکر محمد بن حسین آجری بغدادی کی ''کتاب الشریعۃ'' میں مذکور ضعیف اور موضوع روایات کی تعداد (٦٥٧) ہے۔اختصار کی خاطر صرف ان کے نمبرات ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
١	١	٢٣	٧٩
٢	٢	٢٤	٨٢
٣	٤	٢٥	٨٣
٤	١٤	٢٦	٨٥
٥	١٧	٢٧	٩٩
٦	١٨	٢٨	١٠٠
٧	٢٣	٢٩	١٠٢
٨	٢٤	٣٠	١٠٤
٩	٢٥	٣١	١٠٥
١٠	٢٩	٣٢	١١٧
١١	٣٠	٣٣	١٢٨
١٢	٣٥	٣٤	١٣٥
١٣	٣٦	٣٥	١٤٤
١٤	٤١	٣٦	١٥١
١٥	٤٢	٣٧	١٥٢
١٦	٤٦	٣٨	١٥٤
١٧	٥١	٣٩	١٥٦
١٨	٥٣	٤٠	١٦٢
١٩	٥٤	٤١	١٦٥
٢٠	٥٨	٤٢	١٦٨
٢١	٦٣	٤٣	١٧٣
٢٢	٦٥	٤٤	١٩٣

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٥	١٩٥
٤٦	١٩٦
٤٧	١٩٨
٤٨	٢٠٨
٤٩	٢١٤م
٥٠	٢٢٠
٥١	٢٢٨
٥٢	٢٣١
٥٣	٢٣٨
٥٤	٢٤١
٥٥	٢٥٤
٥٦	٢٥٥
٥٧	٢٦٥
٥٨	٢٧٤
٥٩	٢٧٦
٦٠	٢٧٧
٦١	٢٧٨
٦٢	٢٧٩م
٦٣	٢٨٠
٦٤	٢٨٧
٦٥	٣٠٠
٦٦	٣٠٦
٦٧	٣١١
٦٨	٣١٤
٦٩	٣٢٩
٧٠	٣٣٠
٧١	٣٣١
٧٢	٣٣٢
٧٣	٣٣٤
٧٤	٣٣٥
٧٥	٣٤٣
٧٦	٣٤٦
٧٧	٣٤٧
٧٨	٣٤٨
٧٩	٣٥٣
٨٠	٣٥٨
٨١	٣٥٥
٨٢	٣٦٠
٨٣	٣٦١
٨٤	٣٦٤
٨٥	٣٦٩
٨٦	٣٧٠
٨٧	٣٨١
٨٨	٣٨٣
٨٩	٣٨٦
٩٠	٣٩٢
٩١	٤٠١
٩٢	٤٠٣
٩٣	٤٠٤
٩٤	٤٠٧

نمبر شمار	حدیث نمبر
٩٥	٤٠٨
٩٦	٤١٩
٩٧	٤٢١
٩٨	٤٢٢
٩٩	٤٢٤
١٠٠	٤٢٥
١٠١	٤٢٧م
١٠٢	٤٣٠
١٠٣	٤٣١
١٠٤	٤٣٢
١٠٥	٤٣٣
١٠٦	٤٥٢
١٠٧	٤٥٣
١٠٨	٤٥٤
١٠٩	٤٥٧
١١٠	٤٥٩
١١١	٤٦٠
١١٢	٤٦٤
١١٣	٤٧٢
١١٤	٤٧٤
١١٥	٤٧٧
١١٦	٤٨٠
١١٧	٤٨٢
١١٨	٤٨٧
١١٩	٤٩١

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٢٠	٤٩٥
١٢١	٤٩٦
١٢٢	٤٩٧
١٢٣	٤٩٨
١٢٤	٥٠٢
١٢٥	٥٢١
١٢٦	٥٢٢
١٢٧	٥٢٣
١٢٨	٥٢٥
١٢٩	٥٢٦
١٣٠	٥٢٩
١٣١	٥٣٤
١٣٢	٥٣٧
١٣٣	٥٣٨
١٣٤	٥٣٩
١٣٥	٥٤٢
١٣٦	٥٤٤
١٣٧	٥٧٢
١٣٨	٥٧٣
١٣٩	٥٧٦
١٤٠	٥٧٩
١٤١	٥٨٤
١٤٢	٥٨٦
١٤٣	٥٨٨
١٤٤	٥٩٤

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٤٥	٥٩٥
١٤٦	٦٠٩
١٤٧	٦١٠
١٤٨	٦١٢
١٤٩	٦١٣
١٥٠	٦١٤
١٥١	٦٢٣
١٥٢	٦٢٤
١٥٣	٦٢٥
١٥٤	٦٢٦
١٥٥	٦٢٩
١٥٦	٦٣٠
١٥٧	٦٤١
١٥٨	٦٤٩
١٥٩	٦٥٢
١٦٠	٦٥٣
١٦١	٦٥٧
١٦٢	٦٥٨
١٦٣	٦٦٢
١٦٤	٦٦٣
١٦٥	٦٦٦
١٦٦	٦٦٧
١٦٧	٦٦٨
١٦٨	٦٧٨
١٦٩	٦٨١

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٧٠	٦٨٣
١٧١	٧٠٦
١٧٢	٧١٠
١٧٣	٧١٣
١٧٤	٧١٩
١٧٥	٧٣٠
١٧٦	٧٣٢م
١٧٧	٧٣٣م
١٧٨	٧٣٤
١٧٩	٧٣٧
١٨٠	٧٦٣
١٨١	٧٦٥
١٨٢	٧٧٠
١٨٣	٧٧٤
١٨٤	٨٠٠
١٨٥	٨١١
١٨٦	٨٢٥
١٨٧	٨٣٠
١٨٨	٨٣٤
١٨٩	٨٣٦
١٩٠	٨٤٩
١٩١	٨٥٠
١٩٢	٨٥١
١٩٣	٨٦١
١٩٤	٨٦٩م

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
١٩٥	٨٧٠	٢٢٠	٩٨٨
١٩٦	٨٧٢	٢٢١	٩٩٦
١٩٧	٨٧٩	٢٢٢	١٠٠٥
١٩٨	٨٧٨	٢٢٣	١٠٠٦
١٩٩	٨٨٠	٢٢٤	١٠٠٧
٢٠٠	٨٩٢	٢٢٥	١٠٠٨
٢٠١	٨٩٦	٢٢٦	١٠١٢
٢٠٢	٩٠١	٢٢٧	١٠١٧
٢٠٣	٩٠٩	٢٢٨	١٠١٨
٢٠٤	٩١٢	٢٢٩	١٠١٩
٢٠٥	٩٣٣	٢٣٠	١٠٢٠
٢٠٦	٩٤٠	٢٣١	١٠٢١
٢٠٧	٩٤٦	٢٣٢	١٠٢٥
٢٠٨	٩٤٨	٢٣٣	١٠٢٩
٢٠٩	٩٥٧	٢٣٤	١٠٣٠
٢١٠	٩٥٩	٢٣٥	١٠٣١
٢١١	٩٦٠	٢٣٦	١٠٣٥
٢١٢	٩٦١	٢٣٧	١٠٣٨
٢١٣	٩٦٢	٢٣٨	١٠٤٠
٢١٤	٩٦٦	٢٣٩	١٠٤٣
٢١٥	٩٦٧	٢٤٠	١٠٤٤
٢١٦	٩٦٨	٢٤١	١٠٤٥
٢١٧	٩٧٦	٢٤٢	١٠٥٥
٢١٨	٩٨٤	٢٤٣	١٠٥٦
٢١٩	٩٨٧	٢٤٤	١٠٦٦

نمبرشمار	حدیث نمبر	نمبرشمار	حدیث نمبر
٢٤٥	١٠٧٢	٢٧٠	١١٨٧
٢٤٦	١٠٧٣	٢٧١	١١٩٠
٢٤٧	١٠٧٧	٢٧٢	١١٩٢
٢٤٨	١٠٧٩	٢٧٣	١١٩٣
٢٤٩	١٠٨٢	٢٧٤	١١٩٤
٢٥٠	١٠٨٣م	٢٧٥	١٢٠٨
٢٥١	١٠٨٥	٢٧٦	١٢١٣م
٢٥٢	١٠٨٩	٢٧٧	١٢١٧
٢٥٣	١٠٩٣	٢٧٨	١٢١٩
٢٥٤	١٠٩٥	٢٧٩	١٢٢٣
٢٥٥	١٠٩٧	٢٨٠	١٢٢٥
٢٥٦	١١١٠	٢٨١	١٢٢٦
٢٥٧	١١١٢	٢٨٢	١٢٢٧م
٢٥٨	١١١٣	٢٨٣	١٢٢٨
٢٥٩	١١١٨	٢٨٤	١٢٣١
٢٦٠	١١٢١	٢٨٥	١٢٤١
٢٦١	١١٣٠	٢٨٦	١٢٤٨
٢٦٢	١١٥٠	٢٨٧	١٢٤٩
٢٦٣	١١٥٥	٢٨٨	١٢٥١
٢٦٤	١١٥٦	٢٨٩	١٢٥٢
٢٦٥	١١٥٧	٢٩٠	١٢٥٣
٢٦٦	١١٦٠	٢٩١	١٢٥٥م
٢٦٧	١١٦٦	٢٩٢	١٢٥٦
٢٦٨	١١٧٧	٢٩٣	١٢٦٢
٢٦٩	١١٨٥	٢٩٤	١٢٦٤

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٩٥	١٢٦٧
٢٩٦	١٢٧٠
٢٩٧	١٢٧٦
٢٩٨	١٢٨١م
٢٩٩	١٢٨٢
٣٠٠	١٢٨٤
٣٠١	١٢٩٢م
٣٠٢	١٢٩٩
٣٠٣	١٣٠٤
٣٠٤	١٣٠٦
٣٠٥	١٣١٦
٣٠٦	١٣١٨
٣٠٧	١٣٢٠
٣٠٨	١٣٢٥
٣٠٩	١٣٢٨
٣١٠	١٣٢٩
٣١١	١٣٣٥
٣١٢	١٣٣٦
٣١٣	١٣٣٧
٣١٤	١٣٤٣
٣١٥	١٣٤٥
٣١٦	١٣٤٦
٣١٧	١٣٥٠
٣١٨	١٣٥١
٣١٩	١٣٥٥

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٢٠	١٣٦٢
٣٢١	١٣٦٣
٣٢٢	١٣٦٤
٣٢٣	١٣٦٩
٣٢٤	١٣٧٠
٣٢٥	١٣٧٢
٣٢٦	١٣٧٣
٣٢٧	١٣٧٤
٣٢٨	١٣٧٩
٣٢٩	١٣٨٠
٣٣٠	١٣٨١
٣٣١	١٣٨٢
٣٣٢	١٣٨٥
٣٣٣	١٣٨٦
٣٣٤	١٣٨٧
٣٣٥	١٣٨٨م
٣٣٦	١٣٨٩
٣٣٧	١٣٩٣
٣٣٨	١٣٩٤
٣٣٩	١٣٩٥
٣٤٠	١٣٩٦
٣٤١	١٣٩٧
٣٤٢	١٣٩٨
٣٤٣	١٤٠٦
٣٤٤	١٤٠٨

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٤٥	١٤٠٩
٣٤٦	١٤١٤م
٣٤٧	١٤١٥
٣٤٨	١٤١٦
٣٤٩	١٤٢٦ن
٣٥٠	١٤٢٧
٣٥١	١٤٢٩
٣٥٢	١٤٤٥
٣٥٣	١٤٤٩م
٣٥٤	١٤٥٠م
٣٥٥	١٤٥١با
٣٥٦	١٤٥٧
٣٥٧	١٤٥٨
٣٥٨	١٤٥٩
٣٥٩	١٤٦١
٣٦٠	١٤٦٣
٣٦١	١٤٦٤
٣٦٢	١٤٦٥
٣٦٣	١٤٦٦
٣٦٤	١٤٦٧
٣٦٥	١٤٧١
٣٦٦	١٤٧٢
٣٦٧	١٤٧٨
٣٦٨	١٤٨١
٣٦٩	١٤٨٣

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٧٠	١٤٨٤
٣٧١	١٤٨٥
٣٧٢	١٤٨٦
٣٧٣	١٤٨٨
٣٧٤	١٤٩٠
٣٧٥	١٤٩١
٣٧٦	١٤٩٢
٣٧٧	١٤٩٣
٣٧٨	١٤٩٤
٣٧٩	١٤٩٧
٣٨٠	١٤٩٨
٣٨١	١٤٩٩
٣٨٢	١٥٠٠
٣٨٣	١٥٠٣
٣٨٤	١٥٠٤
٣٨٥	١٥٠٦
٣٨٦	١٥١٢
٣٨٧	١٥١٣
٣٨٨	١٥١٥
٣٨٩	١٥١٦
٣٩٠	١٥١٧
٣٩١	١٥١٨
٣٩٢	١٥٢٠
٣٩٣	١٥٢١
٣٩٤	١٥٢٣

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٩٥	١٥٢٩
٣٩٦	١٥٣٠
٣٩٧	١٥٣٢م
٣٩٨	١٥٣٣م
٣٩٩	١٥٣٥
٤٠٠	١٥٣٧
٤٠١	١٥٣٨
٤٠٢	١٥٣٩م
٤٠٣	١٥٤٢
٤٠٤	١٥٤٣م
٤٠٥	١٥٤٥م
٤٠٦	١٥٤٦ن
٤٠٧	١٥٤٨
٤٠٨	١٥٥٠
٤٠٩	١٥٥٢ن
٤١٠	١٥٥٣
٤١١	١٥٥٤
٤١٢	١٥٥٥
٤١٣	١٥٥٦
٤١٤	١٥٥٨
٤١٥	١٥٥٩
٤١٦	١٥٦٠
٤١٧	١٥٦١
٤١٨	١٥٦٢
٤١٩	١٥٦٥

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٢٠	١٥٦٨
٤٢١	١٥٦٩
٤٢٢	١٥٧٠
٤٢٣	١٥٧٣
٤٢٤	١٥٧٤
٤٢٥	١٥٧٥
٤٢٦	١٥٧٦
٤٢٧	١٥٧٨
٤٢٨	١٥٨٠
٤٢٩	١٥٨٣
٤٣٠	١٥٨٤
٤٣١	١٥٨٩
٤٣٢	١٥٩٣
٤٣٣	١٥٩٤
٤٣٤	١٥٩٦
٤٣٥	١٦٠٠
٤٣٦	١٦٠٢م کذب
٤٣٧	١٦٠٣
٤٣٨	١٦٠٤م
٤٣٩	١٦٠٥
٤٤٠	١٦٠٦
٤٤١	١٦٠٧م
٤٤٢	١٦٠٨م
٤٤٣	١٦٠٩م
٤٤٤	١٦١١

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٤٥	١٦١٥
٤٤٦	١٦١٦
٤٤٧	١٦١٧
٤٤٨	١٦١٨
٤٤٩	١٦١٩
٤٥٠	١٦٢٤
٤٥١	١٦٢٨
٤٥٢	١٦٣٣
٤٥٣	١٦٣٤
٤٥٤	١٦٣٥
٤٥٥	١٦٣٦
٤٥٦	١٦٣٧
٤٥٧	١٦٣٨م
٤٥٨	١٦٣٩
٤٥٩	١٦٤٠
٤٦٠	١٦٤٣
٤٦١	١٦٤٤
٤٦٢	١٦٤٥
٤٦٣	١٦٤٨م
٤٦٤	١٦٥٠م
٤٦٥	١٦٥٢
٤٦٦	١٦٥٧
٤٦٧	١٦٦٣
٤٦٨	١٦٦٥م
٤٦٩	١٦٧٢

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٧٠	١٦٧٣م
٤٧١	١٦٧٤م
٤٧٢	١٦٧٥م
٤٧٣	١٦٧٧م
٤٧٤	١٦٧٨
٤٧٥	١٦٧٩
٤٧٦	١٦٨٠
٤٧٧	١٦٨١م
٤٧٨	١٦٨٢م
٤٧٩	١٦٨٥
٤٨٠	١٦٨٨
٤٨١	١٦٩٣
٤٨٢	١٦٩٦
٤٨٣	١٦٩٨
٤٨٤	١٦٩٩
٤٨٥	١٧٠١
٤٨٦	١٧٠٧
٤٨٧	١٧٠٨
٤٨٨	١٧١١
٤٨٩	١٧١٢
٤٩٠	١٧٢١
٤٩١	١٧٢٢
٤٩٢	١٧٢٣
٤٩٣	١٧٢٥
٤٩٤	١٧٢٦

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٩٥	١٧٢٨	٥٢٠	١٧٧٩
٤٩٦	١٧٢٩	٥٢١	١٧٨٠
٤٩٧	١٧٣٠	٥٢٢	١٧٨٢
٤٩٨	١٧٣١م	٥٢٣	١٧٨٣
٤٩٩	١٧٣٣	٥٢٤	١٧٨٤
٥٠٠	١٧٣٤	٥٢٥	١٧٨٥
٥٠١	١٧٣٧	٥٢٦	١٧٨٦
٥٠٢	١٧٣٩	٥٢٧	١٧٨٧
٥٠٣	١٧٤٢م	٥٢٨	١٧٨٩
٥٠٤	١٧٤٤	٥٢٩	١٧٩٠
٥٠٥	١٧٤٧م	٥٣٠	١٧٩٣
٥٠٦	١٧٤٨	٥٣١	١٧٩٤
٥٠٧	١٧٤٩	٥٣٢	١٧٩٥
٥٠٨	١٧٥٠	٥٣٣	١٧٩٧
٥٠٩	١٧٥٤	٥٣٤	١٧٩٨
٥١٠	١٧٥٧	٥٣٥	١٧٩٩
٥١١	١٧٥٨	٥٣٦	١٨٠٠
٥١٢	١٧٥٩	٥٣٧	١٨٠١
٥١٣	١٧٦٠	٥٣٨	١٨٠٣
٥١٤	١٧٦١	٥٣٩	١٨٠٤
٥١٥	١٧٦٣	٥٤٠	١٨٠٥
٥١٦	١٧٧٣	٥٤١	١٨٠٩
٥١٧	١٧٧٥	٥٤٢	١٨١٠
٥١٨	١٧٧٧	٥٤٣	١٨١٩
٥١٩	١٧٧٨	٥٤٤	١٨٢٠

نمبرشمار	حدیث نمبر	نمبرشمار	حدیث نمبر
٥٤٥	١٨٢٢	٥٧٠	١٩٠٠
٥٤٦	١٨٢١	٥٧١	١٩٠١
٥٤٧	١٨٢٤	٥٧٢	١٩٠٢
٥٤٨	١٨٢٥م	٥٧٣	١٩٠٤
٥٤٩	١٨٢٧	٥٧٤	١٩٠٨
٥٥٠	١٨٣٢	٥٧٥	١٩٠٩
٥٥١	١٨٣٤	٥٧٦	١٩١١
٥٥٢	١٨٤٥	٥٧٧	١٩٢١
٥٥٣	١٨٤٦	٥٧٨	١٩٢٢
٥٥٤	١٨٤٩	٥٧٩	١٩٢٥
٥٥٥	١٨٥٤	٥٨٠	١٩٢٦
٥٥٦	١٨٥٥	٥٨١	١٩٢٧
٥٥٧	١٨٦١	٥٨٢	١٩٢٨
٥٥٨	١٨٦٢	٥٨٣	١٩٣٢
٥٥٩	١٨٦٥	٥٨٤	١٩٣٧
٥٦٠	١٨٧٢	٥٨٥	١٩٤٥
٥٦١	١٨٨٢	٥٨٦	١٩٥٠
٥٦٢	١٨٨٣	٥٨٧	١٩٥٣
٥٦٣	١٨٨٤	٥٨٨	١٩٦٩
٥٦٤	١٨٨٥	٥٨٩	١٩٧٠
٥٦٥	١٨٨٨	٥٩٠	١٩٧١
٥٦٦	١٨٨٩	٥٩١	١٩٧٢
٥٦٧	١٨٩١م	٥٩٢	١٩٧٣
٥٦٨	١٨٩٢م	٥٩٣	١٩٧٧
٥٦٩	١٨٩٣م	٥٩٤	١٩٧٨

نمبر شمار	حدیث نمبر
٥٩٥	١٩٧٩
٥٩٦	١٩٨٢
٥٩٧	١٩٨٣
٥٩٨	١٩٨٥م
٥٩٩	١٩٨٤م
٦٠٠	١٩٨٦
٦٠١	١٩٨٧
٦٠٢	١٩٨٨
٦٠٣	١٩٨٩
٦٠٤	١٩٩٠
٦٠٥	١٩٩١
٦٠٦	١٩٩٢
٦٠٧	١٩٩٣م
٦٠٨	١٩٩٨م
٦٠٩	١٩٩٩ن
٦١٠	٢٠٠١
٦١١	٢٠٠٩
٦١٢	٢٠١٠
٦١٣	٢٠١٣
٦١٤	٢٠١٥
٦١٥	٢٠٢٢
٦١٦	٢٠٢٤
٦١٧	٢٠٣٠
٦١٨	٢٠٣١
٦١٩	٢٠٣٣

نمبر شمار	حدیث نمبر
٦٢٠	٢٠٣٩
٦٢١	٢٠٤٠
٦٢٢	٢٠٤١
٦٢٣	٢٠٤٢
٦٢٤	٢٠٤٣
٦٢٥	٢٠٤٤
٦٢٦	٢٠٤٥
٦٢٧	٢٠٤٦
٦٢٨	٢٠٤٧م
٦٢٩	٢٠٥٣
٦٣٠	٢٠٥٥
٦٣١	٢٠٥٦م
٦٣٢	٢٠٥٧
٦٣٣	٢٠٥٨م
٦٣٤	٢٠٥٩م
٦٣٥	٢٠٦٠م
٦٣٦	٢٠٦١م
٦٣٧	٢٠٦٣
٦٣٨	٢٠٦٤
٦٣٩	٢٠٦٥
٦٤٠	٢٠٦٦
٦٤١	٢٠٦٧
٦٤٢	٢٠٦٨
٦٤٣	٢٠٧٠
٦٤٤	٢٠٧٣

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٦٤٥	٢٠٨٠		
٦٤٦	٢٠٨١		
٦٤٧	٢٠٨٥		
٦٤٨	٢٠٩٠		
٦٤٩	٢٠٩١		
٦٥٠	٢٠٩٢		
٦٥١	٢٠٩٣		
٦٥٢	٢٠٩٤		
٦٥٣	٢٠٩٥		
٦٥٤	٢١٠٥		
٦٥٥	٢١٠٨		
٦٥٦	٢١٢٨م		
٦٥٧	٢١٢٩		

امام بیہقی کی ''کتاب الاسماء والصفات'' کی موضوع اور ضعیف روایات کی تعداد (۳۲۹) ہے۔ اختصار کی غرض سے صرف ان کے نمبرات ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

نمبرشمار	حدیث نمبر	نمبرشمار	حدیث نمبر
١	٣	٢٣	٣٤
٢	٤	٢٤	٣٥
٣	٥	٢٥	٣٦
٤	٧	٢٦	٣٧
٥	٨	٢٧	٣٨
٦	١١	٢٨	٤٠
٧	١٢	٢٩	٤١
٨	١٣	٣٠	٤٢
٩	١٤	٣١	٤٣
١٠	١٥	٣٢	٤٥م
١١	١٧	٣٣	٤٧م
١٢	١٨	٣٤	٤٦
١٣	١٩	٣٥	٤٩
١٤	٢٠	٣٦	٥٠
١٥	٢١	٣٧	٥١
١٦	٢٢	٣٨	٥٢
١٧	٢٣	٣٩	٥٥
١٨	٢٥	٤٠	٥٦
١٩	٢٦	٤١	٥٧
٢٠	٢٨	٤٢	٥٨
٢١	٣٠	٤٣	٥٩
٢٢	٣٣	٤٤	٦٠

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٥	١٣٦	٧٠	٢٠٥
٤٦	١٣٩	٧١	٢٠٨
٤٧	١٤٠	٧٢	٢١١
٤٨	١٤١	٧٣	٢١٢
٤٩	١٥٥	٧٤	٢١٤
٥٠	١٥٩	٧٥	٢١٥
٥١	١٦٠	٧٦	٢١٦
٥٢	١٦١	٧٧	٢١٧
٥٣	١٦٣	٧٨	٢٢٤
٥٤	١٦٤	٧٩	٢٢٥
٥٥	١٦٥	٨٠	٢٢٦
٥٦	١٦٦	٨١	٢٢٨
٥٧	١٦٧	٨٢	٢٣٠
٥٨	١٦٨	٨٣	٢٣١
٥٩	١٨٤	٨٤	٢٣٢
٦٠	١٨٥	٨٥	٢٣٣
٦١	١٩١	٨٦	٢٣٤
٦٢	١٩٢	٨٧	٢٣٦
٦٣	١٩٧	٨٨	٢٣٨
٦٤	١٩٨	٨٩	٢٤١
٦٥	١٩٩	٩٠	٢٤٢
٦٦	٢٠٠	٩١	٢٤٥
٦٧	٢٠١	٩٢	٢٤٦
٦٨	٢٠٢	٩٣	٢٤٧
٦٩	٢٠٤	٩٤	٢٤٨

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٩٥	٢٤٩	١٢٠	٣٤٣
٩٦	٢٥٠	١٢١	٣٤٤
٩٧	٢٥٢	١٢٢	٣٤٥
٩٨	٢٥٣	١٢٣	٣٤٧
٩٩	٢٥٤	١٢٤	٣٦٣
١٠٠	٢٦٥	١٢٥	٣٦٤
١٠١	٢٦٦	١٢٦	٣٦٨
١٠٢	٢٦٧	١٢٧	٣٧٠
١٠٣	٢٧٢	١٢٨	٣٧٢
١٠٤	٢٧٤	١٢٩	٣٧٤
١٠٥	٢٨٩	١٣٠	٣٧٧
١٠٦	٢٩١	١٣١	٣٧٨
١٠٧	٣٠٦	١٣٢	٣٧٩
١٠٨	٣٠٧	١٣٣	٣٨٧
١٠٩	٣٠٨	١٣٤	٣٨٨
١١٠	٣٢٢	١٣٥	٤١٠
١١١	٣٢٣	١٣٦	٤١٨
١١٢	٣٢٤	١٣٧	٤١٩
١١٣	٣٢٥	١٣٨	٤٢٤
١١٤	٣٢٦	١٣٩	٤٢٥
١١٥	٣٢٧	١٤٠	٤٣٥
١١٦	٣٣٤	١٤١	٤٣٨
١١٧	٣٣٥	١٤٢	٤٦٥
١١٨	٣٣٨	١٤٣	٤٨١
١١٩	٣٤٢	١٤٤	٤٨٢

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
١٤٥	٤٨٤	١٧٠	٥٣٠
١٤٦	٤٨٥	١٧١	٥٣٣
١٤٧	٤٨٦	١٧٢	٥٣٥
١٤٨	٤٨٧	١٧٣	٥٣٩
١٤٩	٤٨٨	١٧٤	٥٤٠
١٥٠	٤٩١	١٧٥	٥٤١
١٥١	٥٠٢	١٧٦	٥٤٨
١٥٢	٥٠٣	١٧٧	٥٤٩
١٥٣	٥٠٥	١٧٨	٥٥١
١٥٤	٥٠٦	١٧٩	٥٦٣
١٥٥	٥٠٧	١٨٠	٥٦٤
١٥٦	٥٠٨	١٨١	٥٧٢
١٥٧	٥٠٩	١٨٢	٥٧٣
١٥٨	٥١٢	١٨٣	٥٧٨
١٥٩	٥١٧	١٨٤	٥٨١
١٦٠	٥١٨	١٨٥	٥٨٢
١٦١	٥١٩	١٨٦	٥٨٦
١٦٢	٥٢٠	١٨٧	٥٩٤
١٦٣	٥٢١	١٨٨	٥٩٥
١٦٤	٥٢٢	١٨٩	٦٠١
١٦٥	٥٢٣	١٩٠	٦٠٢
١٦٦	٥٢٤	١٩١	٦٠٣
١٦٧	٥٢٥	١٩٢	٦٠٤
١٦٨	٥٢٦	١٩٣	٦٠٦
١٦٩	٥٢٧	١٩٤	٦٠٧

نمبرشمار	حدیث نمبر	نمبرشمار	حدیث نمبر
١٩٥	٦٠٨	٢٢٠	٦٩٢
١٩٦	٦١٠	٢٢١	٧٠٠
١٩٧	٦١١	٢٢٢	٧٠١
١٩٨	٦١٢	٢٢٣	٧٠٣
١٩٩	٦١٣	٢٢٤	٧٠٦
٢٠٠	٦١٤	٢٢٥	٧٠٩
٢٠١	٦١٨	٢٢٦	٧١٠
٢٠٢	٦١٩	٢٢٧	٧١١
٢٠٣	٦٤٠	٢٢٨	٧١٣
٢٠٤	٦٤٣	٢٢٩	٧٢١
٢٠٥	٦٥٢	٢٣٠	٧٢٥
٢٠٦	٦٥٧	٢٣١	٧٢٦
٢٠٧	٦٥٩	٢٣٢	٧٢٨
٢٠٨	٦٦٠	٢٣٣	٧٢٩
٢٠٩	٦٦١	٢٣٤	٧٣٥
٢١٠	٦٦٣	٢٣٥	٧٣٧
٢١١	٦٦٤	٢٣٦	٧٤٦
٢١٢	٦٦٦	٢٣٧	٧٥٠
٢١٣	٦٦٧	٢٣٨	٧٥٢
٢١٤	٦٧٣	٢٣٩	٧٥٧
٢١٥	٦٧٤	٢٤٠	٧٦١
٢١٦	٦٨٢	٢٤١	٧٦٤
٢١٧	٦٨٨	٢٤٢	٧٦٥
٢١٨	٦٨٩	٢٤٣	٧٦٦
٢١٩	٦٩١	٢٤٤	٧٧٠

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٤٥	٧٧٢
٢٤٦	٧٧٣
٢٤٧	٧٨٠
٢٤٨	٧٨١
٢٤٩	٧٨٢
٢٥٠	٧٨٤
٢٥١	٧٨٥
٢٥٢	٧٨٨
٢٥٣	٧٩٢
٢٥٤	٨٠١
٢٥٥	٨٠٧
٢٥٦	٨٠٨
٢٥٧	٨١٤
٢٥٨	٨٢٠
٢٥٩	٨٢٣
٢٦٠	٨٢٤
٢٦١	٨٢٦
٢٦٢	٨٢٨
٢٦٣	٨٣٠
٢٦٤	٨٣١
٢٦٥	٨٣٣
٢٦٦	٨٣٩
٢٦٧	٨٤٧
٢٦٨	٨٤٩
٢٦٩	٨٥٠

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٧٠	٨٥٤
٢٧١	٨٥٨
٢٧٢	٨٥٩
٢٧٣	٨٦١
٢٧٤	٨٦٢
٢٧٥	٨٦٤
٢٧٦	٨٧٢
٢٧٧	٨٧٣
٢٧٨	٨٨٢
٢٧٩	٨٨٣
٢٨٠	٨٨٥
٢٨١	٨٨٦
٢٨٢	٨٨٧
٢٨٣	٨٨٨
٢٨٤	٨٩٢
٢٨٥	٨٩٣
٢٨٦	٨٩٤
٢٨٧	٨٩٩
٢٨٨	٩٠٠
٢٨٩	٩٠٥
٢٩٠	٩٠٧
٢٩١	٩١٠
٢٩٢	٩١٢
٢٩٣	٩١٤
٢٩٤	٩١٥

نمبر شمار	حدیث نمبر
۲۹۵	۹۱۸
۲۹۶	۹۲۷
۲۹۷	۹۳٤
۲۹۸	۹۳٥
۲۹۹	۹٤۲
۳۰۰	۹٤۳
۳۰۱	۹٦٤
۳۰۲	۹٦٥
۳۰۳	۹۷۰
۳۰٤	۹۷۱
۳۰٥	۹۷٤
۳۰٦	۹۷٦
۳۰۷	۹۸۰
۳۰۸	۹۸۳
۳۰۹	۹۸٥
۳۱۰	۹۸۷
۳۱۱	۹۹۳
۳۱۲	۱۰۰٤
۳۱۳	۱۰۱٦
۳۱٤	۱۰۱۷
۳۱٥	۱۰۱۸
۳۱٦	۱۰۲۳
۳۱۷	۱۰۲۷
۳۱۸	۱۰۳۰
۳۱۹	۱۰٤٦
۳۲۰	۱۰٥۰
۳۲۱	۱۰٥۳
۳۲۲	۱۰٥٦
۳۲۳	۱۰٦٥
۳۲٤	۱۰٦۹
۳۲٥	۱۰۷۰
۳۲٦	۱۰۷۳
۳۲۷	۱۰۷٥
۳۲۸	۱۰۷٦
۳۲۹	۱۰۷۷

احکامِ شرعیہ اور ضعیف احادیث

مسائلِ شرعیہ اور احکامِ فقہیہ میں حدیث سے استدلال کرنے کے سلسلے میں ضعیف احادیث کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ حدیث ضعیف ہو، یا اس کو ضعیف قرار دیا گیا ہو، یا اس میں کچھ کمزوری اور ضعف پایا جاتا ہو۔

(۲) وہ حدیث متوسط الضعف ہو، یعنی اس حدیث کی سند میں کوئی راوی کمزور حافظہ والا ہو، یا مختلف فیہ ہو، یا منکر الحدیث ہو۔

(۳) وہ حدیث بالکل بے اصل اور موضوع ہو، یعنی اس میں کوئی ایسا راوی پایا جاتا ہو، جو متہم بالکذب (جس پر جھوٹ بولنے کی تہمت لگائی گئی) ہو اور اُصولِ حدیث میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ مسائل میں صحیح اور حسن درجہ کی حدیثوں سے استدلال کیا جاسکتا ہے اور بہت سے ائمہ وفقہاءِ کرام مسائلِ شرعیہ میں پہلے درجہ کی ضعیف حدیث سے بھی استدلال فرماتے ہیں، یہ حدیث ''مقبول احادیث'' کی قبیل سے ہے اور اس طرح کی احادیث کو ''صالح''، یعنی قابلِ استدلال کہا جاتا ہے۔ ثواب وعذاب اور فضائلِ اعمال میں دوسرے درجہ کی ضعیف حدیث بھی قابلِ قبول ہوتی ہے؛ لیکن تیسرے درجہ کی احادیث سے مسائل اور فضائل کسی میں بھی استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

علماء کی تصریحات

علامہ عبدالحی لکھنویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: (اوپر) ذکر کردہ اور اس طرح کی دیگر کتابوں میں جو احادیث ہیں، ان سے استدلال درست نہیں ہے، جب تک کہ غور وفکر نہ کرلیا جائے اور صحیح اور غلط میں امتیاز پیدا نہ کرلیا جائے؛ کیونکہ پچھلے صفحات میں یہ بات آچکی ہے کہ ان کتابوں میں صحیح، حسن اور ضعیف حدیثیں بھی لکھی ہوئی ہیں؛ لہٰذا ضروری ہے کہ صحیح لذاتہٖ، صحیح لغیرہٖ، حسن لذاتہٖ، حسن لغیرہٖ کے درمیان اور ضعیف اور اس کی قسموں کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھا جائے۔ صحیح وحسن اور اس کی دونوں قسموں سے استدلال کیا جائے اور ضعیف اور اس کی قسموں سے استدلال نہ کیا جائے۔ پس (قاری) حسن کو اس کی جگہوں سے لے اور صحیح کو اس کے ماٴخذ سے حاصل کرے اور قابلِ اعتماد محققین کی تصریحات کی طرف رجوع کرے، اگر وہ خود اس کی

اہلیت وقابلیت رکھتا ہو، تو خود تحقیق وجستجو کرے اور اگر حضرات محدثین کا کوئی قول نہ پائے اور نہ خود اہلِ نقد میں سے ہو، تو پھر توقف کرے۔(۱)

حافظ ابن حجرؒ تحریر فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص سننِ اربعہ خصوصاً ابن ماجہ، مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق جن میں درجۂ حدیث کی شناخت ایک مشکل معاملہ ہے، یا کتبِ مسانید کی کسی حدیث کو اپنی دلیل بنارہا ہو، تو چونکہ ان کتابوں کے مصنفین نے اپنی کتاب میں صرف صحیح یا حسن درجہ کی احادیث لکھنے کا التزام نہیں کیا ہے؛ لہٰذا ایسا شخص اگر نقل وتصحیح کی قابلیت رکھتا ہو، تو دونوں قسم کی کتابوں "سنن ومسانید" کی احادیث سے اس وقت تک استدلال نہ کرے، جب تک کہ اس کے درجہ سے اچھی طرح واقف نہ ہو جائے اور اگر اتنی اہلیت نہیں رکھتا، تو پھر اس صورت میں احادیث کی تصحیح وتحسین کی قدرت رکھنے والے محدث کو پائے، تو اس کی تقلید کرے اور اگر ایسا شخص نہ ملے، تو حاطبِ لیل (رات میں لکڑیاں چننے والا یعنی جس طرح رات میں لکڑیاں چننے والا بے مقصد چیز کو بھی اٹھالیتا ہے، اسی طرح یہ نا قابلِ استدلال حدیث سے استدلال نہ کر بیٹھنے) کی طرح ان کتابوں سے استدلال نہ کرے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ناواقفیت میں وہ کسی غلط اور موضوع حدیث سے استدلال کرلے۔ (۲)

شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ رقمطراز ہیں: سنن یا کتبِ مسانید کی کسی حدیث سے استدلال کرنے والا شخص اگر اپنی مستدل حدیث اور دوسری احادیث کے درمیان امتیاز کرنے کی اہلیت رکھتا ہو، تو مسند حدیث کے اتصال اور راویوں کے حالات میں غور وفکر کیے بغیر ان کتابوں کی احادیث سے استدلال نہ کرے اور اگر اتنی صلاحیت نہ رکھتا ہو، تو اگر کسی امام حدیث نے اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا ہو، تو اس کی تقلید کرے (اور اس حدیث سے استدلال کرے) ورنہ اس سے استدلال نہ کرے۔ (۳)

احکام کے باب میں ضعیف احادیث پر عمل

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں: احکام ومسائل کے اندر ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جائے گا، اگر اس پر عمل کرنے میں زیادہ احتیاط ہو۔ (۴) علامہ زرکشیؒ لکھتے ہیں: (علامہ ابن الصلاحؒ) نے احکام میں ضعیف حدیث پر عمل نہ کرنے کے سلسلہ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے، اس سے چند صورتوں کا استثناء کرنا مناسب ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اس حدیث کے علاوہ اس باب میں کوئی دوسری حدیث نہ ہو۔ علامہ ماوردیؒ نے ذکر کیا ہے کہ امام شافعیؒ کو جب کسی باب میں حدیث مرسل کے علاوہ کوئی اور دلیل نہ ملتی، تو وہ مرسل سے بھی استدلال فرمایا کرتے تھے۔ علامہ کی رائے یہ ہے کہ ضعیف حدیث کی دوسری قسموں کا بھی

---

(۱) الاجوبۃ الفاضلۃ: ص/۱۴۰
(۲) مرقاۃ لملا علی القاری: ۱/۲۱۔
(۳) فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی: ۱/۱۰۷۔
(۴) التدریب: ۱/۲۹۹۔

حکم ہے۔ امام احمدؒ کے بارے میں منقول ہے کہ اگر آپؒ کو کسی باب میں صرف ضعیف حدیث ہی ملتی اور کوئی دوسری حدیث اسکے خلاف نہ ہوتی، تو آپؒ اس ضعیف حدیث پر عمل کر لیتے۔ حضرت اثرمؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے ابوعبداللہ (امام احمد بن حنبلؒ) کو دیکھا کہ آپؒ کے پاس نبی کریم ﷺ کی کوئی ایسی حدیث آتی، جس میں کچھ ضعف ہوتا (جیسے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اور ابراہیم ہجری وغیرہ کی احادیث) تو جب تک اس سے زیادہ صحیح حدیث نہ آجاتی، آپؒ اس سے استدلال کرتے تھے۔ بسا اوقات مرسل حدیث پر بھی آپؒ عمل فرماتے؛ جبکہ کوئی صحیح حدیث اسکے مخالف نہ ہو۔ قاضی ابویعلیٰؒ کا قول ہے کہ امام احمدؒ حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں کوئی شرط نہیں لگاتے۔ حضرت مھناؒ کا بیان ہے کہ (ایک مرتبہ) امام احمدؒ نے فرمایا: تمام لوگ ایک دوسرے کے کفو (یعنی درجہ میں برابر) ہیں سوائے موچی (جوتوں کی اصلاح کرنے والے) پچھنہ لگانے والے اور اپاہج کے۔ لوگوں نے عرض کیا: آپ یہ بات حدیث شریف "کل الناس اکفاء" کے تحت کہہ رہے ہیں؛ حالانکہ آپؒ تو اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں؟ تو امام احمدؒ نے فرمایا: ہم اس کی سند کو ضعیف قرار دیتے ہیں؛ لیکن ہمارا عمل اسی پر ہے۔ علامہ ابن مشیشؒ کی روایت میں بھی اسی طرح کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے امام احمدؒ سے پوچھا کہ: ایک شخص کے لیے زکوٰۃ و صدقات کا لینا حلال ہوگیا، تو اس مسئلے میں آپ کس حدیث پر عمل کریں گے؟ آپؒ نے جواب میں فرمایا: حکیم بن جبیر کی حدیث پر۔ ابن مشیشؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: آپؒ کے نزدیک حکیم ثقہ ہیں؟ آپؒ نے فرمایا: میرے نزدیک وہ حدیث میں ثقہ نہیں ہیں۔ قاضیؒ فرماتے ہیں: ان واقعات میں امام احمدؒ کے ضعیف کہنے کا مطلب یہ تھا کہ یہ حدیث حضرات محدثین کی شرائط کے اعتبار سے ضعیف ہے؛ کیونکہ یہ حضرات اس سبب سے بھی احادیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں، جس کی وجہ سے فقہاء کے نزدیک حدیث ضعیف نہیں ہوتی۔ مثلاً ارسال، تدلیس اور تنہا ایک شخص کا حدیث کو کچھ زیادتی کے ساتھ بیان کرنا۔ اور ''اسی پر عمل'' کا مطلب ہے فقہاء کی شرائط کے مطابق۔

حضرت مھناؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت احمد بن حنبلؒ سے حدیث رسول ﷺ "معمر عن الزهري عن سالم عن ابن عمر عن النبي أن غيلان اسلم وعنده عشرة نسوة" کے بارے میں دریافت کیا: تو آپؒ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے؛ لیکن معمول بہا ہے یعنی (اس پر عمل جاری ہے) محدث کبیر عبدالرزاق اس حدیث کو معمر عن الزہری کی سند سے مرسلاً روایت کرتے تھے۔ (۱)

مصنف لکھتے ہیں: علامہ خلالؒ کا قول ہے کہ امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ جب حدیث ضعیف کے مخالف کوئی حدیث نہ ہو، تو اس سے استدلال کیا جائیگا۔ علامہ نے حائضہ سے وطی کرنے پر کفارہ کے مسئلہ کے تحت فرمایا: احادیث کے متعلق امام

---

۱ النکت علی ابن صلاح: ۲/۳۱۳۔

"کا طریقہ کار یہ ہے کہ اگر وہ مضطرب ہو اور کوئی حدیث اس کے مخالف نہ ہو، تو آپؒ اس سے استدلال کرتے تھے۔
حضرت عبداللہؒ کی روایت میں ہے کہ امام احمدؒ نے فرمایا: میرا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی باب میں ضعیف حدیث ہو اور کوئی دوسری حدیث اس کے خلاف نہ ہو، تو میں اس ضعیف حدیث کی مخالفت نہیں کرتا (بلکہ اس پر عمل کرتا ہوں)۔(۱)

علامہ ابن قدامہؒ تحریر فرماتے ہیں: خطبہ کے دوران احتباء (گوٹ مار کر کپڑا کمر اور پیروں کے گرد لپیٹ کر بیٹھنے) میں کوئی گناہ نہیں ہے، یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور صحابہ کی ایک جماعت سے ثابت ہے۔ آگے لکھتے ہیں: لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسا نہ بیٹھا جائے؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن دورانِ خطبہ اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا ہے؛ لہٰذا اس حدیث کی وجہ سے ایسا نہ بیٹھنا بہتر ہے، اگرچہ یہ روایت ضعیف ہے۔(۲)

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں: امام احمدؒ نے جن اُصولوں پر اپنے فتاویٰ کی بنیاد رکھی ہے، ان میں چوتھی اصل یہ ہے کہ مرسل اور ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا، اگر اس باب میں کوئی حدیث اس کے خلاف نہ ہو۔ امام احمدؒ ضعیف حدیث کو قیاس (رائے) پر ترجیح دیتے ہیں، آپؒ کے نزدیک ضعیف سے مراد ایسی حدیث ہے، جو جھوٹی نہ ہو، منکر نہ ہو، اس میں کوئی ایسا راوی نہ ہو، جو متہم بالکذب ہو (یعنی جس پر جھوٹ کی تہمت لگائی گئی ہو) آپؒ ایسی احادیث سے استدلال کرنے اور ان پر عمل کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے؛ بلکہ آپؒ کی نگاہ میں ضعیف حدیث صحیح کی قسیم (مقابل) اور حسن کی قسموں میں سے ایک قسم تھی؛ نیز آپؒ حدیث کو صحیح، حسن اور ضعیف میں تقسیم نہیں کرتے تھے؛ بلکہ صحیح اور ضعیف دو قسم کرتے، پھر ضعیف کے درجے مقرر فرماتے، کسی باب میں ضعیف حدیث کے مخالف نہ کوئی دوسری حدیث ہو، نہ کسی صحابی کا قول ہو اور نہ اس کے خلاف اجماع ہو، تو آپؒ کے نزدیک ایسی ضعیف حدیث پر عمل کرنا قیاس پر عمل کرنے سے بہتر ہے اور تمام ائمہ فقہ وحدیث فی الجملہ اس اصل میں آپ کے موافق ہیں، ائمہ کرام میں سے ہر امام نے حدیث ضعیف کو قیاس پر ترجیح دی ہے۔

چنانچہ امام ابوحنیفہؒ نماز میں قہقہہ والی حدیث کو قیاس پر ترجیح دیتے ہیں؛ جبکہ تمام محدثین اسکے ضعف پر متفق ہیں اور نبیذ تمر سے وضو کرنے کی حدیث کو آپؒ نے قیاس پر مقدم کیا؛ حالانکہ اکثر محدثین اسکو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ حیض کی اکثر مدت دس دن بیان کرنے والی حدیث، جو باتفاق محدثین ضعیف ہے، آپؒ نے قیاس محض پر اسکو مقدم فرمایا؛ کیونکہ عورت تیرھویں دن جو خون دیکھتی ہے، وہ تعریف، حقیقت اور صفت تینوں میں دسویں دن کے خون سے یکساں ہوتا ہے، اسی طرح آپؒ نے حدیث شریف "مہر کی مقدار دس درہم سے کم نہیں ہے" کو اپنی رائے محض پر ترجیح دی؛ حالانکہ اس حدیث کے ضعیف بلکہ بے اصل ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔ مہر، ملکِ بضع کا بدلہ اور معاوضہ ہے، تو طرفین (مرد، عورت) جس مقدار پر بھی

---

۱ شرح الکوکب المنیر: ۲/۵۷۳۔ ۲ المغنی: ۲/۱۷۱۔

راضی ہوجائیں جائز ہے، چاہے وہ مقدار تھوڑی ہو یا زیادہ، اسی طرح امام شافعیؒ نے صیدوج کو حرام قرار دینے والی حدیث کو اس کے ضعیف ہونے کے باوجود قیاس پر ترجیح دی؛ نیز انھوں نے مکۃ المکرمہ میں ممنوع اوقات کے اندر ادائیگی نماز کو جائز قرار دینے والی حدیث کو قیاس پر مقدم کیا؛ حالانکہ وہ ضعیف ہے اور دوسرے مقامات کے اعتبار سے قیاس کے بھی خلاف ہے، اسی طرح آپؒ نے اپنے ایک قول میں حدیث شریف ''جس کو (دورانِ نماز) قئے آجائے، یا ناک سے خون بہنے لگے، تو وہ وضو کرے اور اپنی پہلی نماز پر بناء کرلے'' کو قیاس پر مقدم کیا؛ جبکہ یہ ضعیف اور مرسل روایت ہے اور حضرت امام مالکؒ تو حدیث مرسل، منقطع، بلاغات اور صحابی کے قول کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہیں۔

الغرض کسی مسئلہ میں اگر امام احمدؒ کے علم میں نہ کوئی نص (آیت یا حدیث) ہوتی، نہ تمام صحابہ یا کسی ایک صحابی کا قول ہوتا، نہ کوئی مرسل یا ضعیف روایت ہوتی، تو آپ پانچویں اصل ''قیاس'' کی طرف متوجہ ہوتے اور ضرورتاً اس سے کام لیتے تھے۔ ''کتاب الخلال'' میں آپؒ کا یہ قول مذکور ہے کہ: میں نے امام شافعیؒ سے قیاس کے بارے میں پوچھا: تو آپؒ نے جواب دیا: ضرورت کے موقع پر اس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ یہ لفظ یا اس کے قریب قریب الفاظ انھوں نے ارشاد فرمائے۔(۱)

علامہ ابن القیمؒ نے امام احمدؒ کی طرف نسبت کر کے صحیح اور ضعیف کے متعلق جو نئی اصطلاح ایجاد کی ہے، اس بحث کے آخر میں ''نوٹ'' کے تحت ہم اس پر تفصیلی گفتگو کریں گے۔ انشاء اللہ

علامہ ابن حزمؒ تحریر فرماتے ہیں: امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ارشاد گرامی ہے: رسول اللہ ﷺ سے مروی ضعیف روایت قیاس سے بہتر ہے اور اس ضعیف روایت کے ہوتے ہوئے قیاس کرنا درست نہیں ہے۔(۲)

امام شوکانیؒ کے اُستاذ شیخ عبدالقادر بن احمد الکوکبانیؒ اپنی کسی تالیف میں لکھتے ہیں: جب متاخرین محدثین (بعد کے زمانے کے محدثین کرامؒ) یہ کہیں ''یہ حدیث غیر صحیح ہے، یا صحیح نہیں ہے'' تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس حدیث سے استدلال کرنا مردود ہے اور نہ یہ مطلب ہے کہ اس حدیث پر عمل جاری نہیں ہے، ہم ان حضرات کا ایسا ایک لفظ بھی نہیں پاتے جو اس مطلب کی صراحت کرتا ہو؛ لہٰذا جب متاخرین میں سے کوئی محدث کسی حدیث کے متعلق یہ کہہ دے کہ یہ حدیث غیر صحیح ہے، یا صحیح نہیں ہے، اس سے زیادہ کچھ نہ کہے، تو اس کا قول قابلِ قبول ہوگا، پھر اس حدیث کی تحقیق کی جائے گی، اگر وہ حسن یا ضعیف اور معمول بہ ہو، تو اس پر عمل کیا جائے گا، ورنہ اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔(۳)

شیخ احمد بن صدیقؒ رقمطراز ہیں:

۱؎ اعلام الموقعین: ۱/۳۱۔ ۲؎ الاحکام فی اصول الاحکام: ۷/۵۴۔ ۳؎ التحفة المرضية في حل بعض المشكلات الحديثية: ص/۱۸۶۔

احکام ومسائل میں ضعیف احادیث سے استدلال کرنا صرف مالکیہ کے ساتھ خاص نہیں ہے؛ بلکہ تمام ائمہ کرام حدیث ضعیف سے استدلال کرتے ہیں، اسی وجہ سے ائمہ کرام کا یہ قول کہ: ''احکام میں ضعیف احادیث پر عمل نہیں کیا جائے گا''، مطلق نہیں ہے؛ جیسا کہ اکثر یا تمام لوگوں کا خیال ہے؛ اس لیے کہ جب تم احکام ومسائل سے متعلق ان احادیث میں غور کروگے، جن سے تمام ائمہ کرام نے متفقہ طور پر یا انفرادی طور پر استدلال فرمایا ہے، تو آدھے بلکہ آدھے سے زیادہ حدیثوں کو ضعیف پاؤ گے اور بسا اوقات ان میں منکر اور موضوع سے قریب درجہ کی ساقط حدیثیں بھی دیکھوگے، اِن جیسی احادیث کے سلسلے میں بعض کے متعلق ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث مقبول ہوگئی ہے، بعض کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: اس کے مضمون (کے صحیح ہونے پر) اجماع ہے اور بعض کے متعلق کہتے ہیں: یہ حدیث قیاس کے موافق ہے اور جس حدیث میں وہ کوئی ایسا سبب نہ پاتے، جس سے اس کو سہارا ملے (یعنی کچھ مضبوطی اس میں پیدا ہو جائے) تو اپنے بیان کردہ قاعدہ ''احکام میں ضعیف حدیث پر عمل نہیں کیا جائے گا'' سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اس حدیث کے خبرِ واحد اور معلول ہونے کے باوجود اس سے استدلال کرتے تھے؛ اس لیے کہ شارع (ﷺ) سے جو بھی منقول ہے؛ اگر چہ اس کی سند ضعیف ہو، تب بھی اس سے تجاوز نہیں کیا جائے گا؛ کیونکہ شریعت تو وہی ہے، جو آپ ﷺ نے مقرر فرمائی اور قابلِ تسلیم بات تو وہی ہے، جو آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہو۔ ضعیف حدیث کی رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت نہ ہونے کی وجہ سے وہ موضوع نہیں ہوتی، جب تک کہ وہ بالکل بے اصل یا اس سے زیادہ قوی اصل کے مخالف نہ ہو؛ لہٰذا جب کسی مسئلہ میں صرف ضعیف حدیث ہی موجود ہو، تو ہم اس سے استدلال کو غلط قرار نہیں دیتے؛ بلکہ ہمارا گمان یہ ہے کہ اس سے استدلال کرنا ہی بہتر اور واجب ہے، ایسی احادیث کے متعلق شک وشبہ اور اضطراب میں رہنے (یعنی مخالفت کے وقت اس کو چھوڑ دینے اور اس سے استدلال کو ناپسند کرنے اور موافقت واستحسان کے وقت اسی پر عمل کرنے) کو ہم غلط قرار دیتے ہیں۔

مزید لکھتے ہیں:

علامہ خطابیؒ نے مطلقاً ضعیف حدیث سے استدلال کرنے کو غلط قرار دیا ہے، چاہے وہ موافق ہو، یا مخالف؛ لیکن آپؒ کی یہ بات خود آپؒ کے مسلک کے اُصولوں سے میل نہیں کھاتی؛ چنانچہ امام شافعیؒ نے اپنی کتابوں میں کتنی ہی ضعیف حدیثوں سے استدلال فرمایا ہے؛ بلکہ شاگردوں نے ایک مرتبہ آپؒ سے درخواست کی کہ ہمیں صحیح احادیث لکھوا دیجئے، تو آپؒ نے قبول نہیں کیا اور فرمایا: صحیح احادیث بہت کم ہیں، اسی طرح آپؒ نے ایسے راویوں (کی احادیث) سے بھی استدلال فرمایا ہے، جن کا دوسرے محدثین کے نزدیک ضعیف ہونا مشہور تھا اور امام شافعیؒ کو ان کے مجروح ہونے کا علم تھا؛ لیکن اس بات نے آپؒ کو ان کی روایتوں سے استدلال کرنے سے نہیں روکا، اسی طرح امام مالکؒ ایسے راویوں کی بلاغات اور مرسل روایتوں

سے بھی استدلال فرماتے ہیں، جن کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔ بقیہ حضرات کی بھی یہی حالت ہے، تمام ائمۂ کرام بہت سے احکام میں ضعیف حدیث کو قبول کرنے پر مجبور ہیں، بعض حضرات نے صاف کہہ دیا ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث اپنی رائے سے قوی اور قیاس پر مقدم ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے کئی مسائل میں حدیث ضعیف کو قیاس پر ترجیح دی ہے، جس کی تفصیل طوالت کا باعث ہے، اس بات کی سچائی اور حقیقت جاننے کا سب سے آسان راستہ وہ ہے، جس کو امام ترمذیؒ اپنی سنن میں احادیث کے بعد ذکر کرتے ہیں۔ آپؒ پہلے حدیث کے ضعیف یا غریب ہونے کی صراحت کرتے ہیں، پھر فرماتے ہیں: اہل علم اسی پر عمل پیرا ہیں۔ (۱)

امام احمد بن حنبلؒ اور حدیث ضعیف

علامہ ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبلؒ اور ان سے پہلے والے علماء کے عرف میں حدیث کی دو ہی قسمیں تھیں: (۱) صحیح (۲) ضعیف۔ پھر ضعیف کی دو قسمیں ہیں: (الف) ضعیف متروک (جس کو چھوڑ دیا گیا) (ب) ضعیف حسن (جو قابل عمل ہے) سب سے پہلے امام ترمذیؒ نے اپنی "جامع ترمذی" میں حدیث کی تین قسموں صحیح، حسن اور ضعیف سے متعارف کروایا۔ آپؒ کے نزدیک حسن وہ حدیث ہے، جس کی ایک سے زیادہ سندیں ہوں، اس کے راویوں میں کوئی راوی متہم بالکذب نہ ہو اور وہ حدیث شاذ نہ ہو، اس طرح کی احادیث کو امام احمدؒ ضعیف کہتے ہیں اور اس سے استدلال بھی فرماتے ہیں، اسی وجہ سے آپؒ نے ان ضعیف احادیث کو جن سے استدلال کیا جاسکتا ہے (اپنی مسند میں) نقل فرمایا ہے؛ جیسے عمرو بن شعیب اور ابراہیم الہجری وغیرہ کی احادیث۔ جو شخص امام احمدؒ کے بارے میں یہ کہے کہ آپؒ اس ضعیف حدیث سے بھی استدلال فرماتے تھے، جو نہ صحیح ہے، نہ حسن تو اس نے غلط کہا۔ (۲) ابن تیمیہؒ کے شاگرد رشید علامہ ابن قیمؒ نے بھی (۳) یہی بات نقل فرمائی ہے۔

لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کا یہ کہنا کہ جو حدیث امام ترمذیؒ کے نزدیک حسن ہے، وہ امام احمدؒ کے نزدیک ضعیف ہے، فن حدیث کی اصطلاح میں کوئی صریح اور حتمی قاعدہ نہیں ہے؛ بلکہ ان دونوں حضرات نے دیکھا کہ متقدمین نے حدیث کی دو قسمیں صحیح اور ضعیف بیان کیں اور سب سے پہلے امام ترمذیؒ نے تین قسمیں صحیح، حسن اور ضعیف بیان فرمائیں، تو ان حضرات نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ جو حدیث امام ترمذیؒ کے پاس حسن ہے، وہ امام احمدؒ کے پاس ضعیف ہے؛ لیکن یہ بات دو اعتبار سے غلط ہے۔ (الف) حدیث حسن کا تذکرہ علی بن مدینیؒ اور بعض پرانے محدثین کے کلام میں بھی

---

۱ المشونی والمختار: ۱/۱۸۰، ۱۸۱۔ ۲ مجموع الفتاویٰ: ۱/۲۵۱۔ ۳ اعلام الموقعین: ۱/۳۱۔

موجود ہے۔(ب) امام ترمذیؒ نے ایسی احادیث کو بھی حسن قرار دیا ہے، جو صحیح مسلم یا صحیح بخاری میں موجود ہیں؛ نیز حدیث حسن کی جو تعریف امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: وہ حدیث ضعیف کی اس تعریف کے خلاف ہے، جو جمہور محدثین بیان کرتے ہیں: ہاں! کبھی کبھی امام ترمذیؒ کی حسن حدیث درجہ میں امام احمدؒ کی ضعیف حدیث کے مانند ہو جاتی ہے؛ لیکن ایسا ہمیشہ یا اکثر نہیں ہوتا، یہ بات علامہ سید عبداللہ بن صدیق الغماریؒ نے شیخ علامہ سید محمود سعید ممدوح دامت برکاتہم کے نام اپنے ایک خط میں کہی ہے۔(۱)

حافظ عراقیؒ رقمطراز ہیں: حدیث حسن کی اصطلاح اور تعبیر امام احمدؒ سے پہلے کے طبقۂ علماء میں بھی پائی جاتی ہے؛ جیسے امام شافعیؒ ہیں۔ چنانچہ آپؒ اپنی کتاب ''اختلاف الحدیث'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث شریف ''لقد ارتقیت علیٰ ظھر بیت لنا'' کے تحت تحریر فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث مسند ہے اور اس کی سند حسن درجہ کی ہے، اسی کتاب میں ایک جگہ آپؒ لکھتے ہیں: میں نے حسن درجہ کی سند سے روایت کرنے والے شخص سے سنا کہ حضرت ابوبکرۃؓ نے نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا کہ وہ صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع میں چلے گئے تھے۔(۲)

علامہ ابن الصلاح (۳) لکھتے ہیں: امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ کی کتاب علمِ حدیث میں بنیادی کتاب ہے، وہ امام ترمذیؒ ہی ہیں، جنہوں نے حدیث (کی دوسری قسم) حسن کو مشہور کیا اور اپنی ''جامع ترمذی'' میں بے شمار جگہ اس کو ذکر فرمایا۔ حدیث حسن کا تذکرہ آپؒ کے بعض اساتذہ اور آپؒ سے پہلے کے علماء جیسے امام احمد بن حنبلؒ اور امام بخاریؒ وغیرہ کے کلام میں بھی مختلف مقامات پر ملتا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ ذکر فرماتے ہیں کہ: امیر المومنین فی الحدیث علی بن مدینیؒ اپنی ''مسند'' اور ''کتاب العلل'' میں بے شمار احادیث کو صحیح اور حسن قرار دیتے ہیں، اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ نے اصطلاحی معنی ہی مراد لئے ہیں، گویا آپؒ اس اصطلاح کے سب سے پہلے امام (موجد) ہیں اور امام بخاریؒ، یعقوب بن شیبہؒ وغیرہ حضرات نے آپؒ ہی سے یہ اصطلاح لی اور پھر امام بخاریؒ سے امام ترمذیؒ نے اخذ کیا۔(۴)

علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں: بعض حضرات نے ابن مندہؒ کے قول کو اس معنی پر محمول کیا کہ یہاں ضعیف کہہ کر حسن حدیث کو مراد لیا گیا ہے؛ جیسا کہ مؤلف (ابن حجرؒ) نے اپنی کتاب ''النکت'' میں ''من تقبل روایته وترد'' کی بحث میں بیان کیا ہے؛ لیکن یہ بات حقیقت سے بہت بعید ہے، اسی طرح امام ابوداؤدؒ نے اپنی کتاب ''ابوداؤد شریف'' کے اوصاف بیان کرتے ہوئے جو خط اہلِ مکہ کے نام تحریر فرمایا ہے، اس خط کا مضمون بھی اسکی تردید کرتا ہے۔(۵)

۱ مقدمہ کتاب التعریف: ص/۱۶۰۔ ۲ التقیید والایضاح: ص/۶۳۔ ۳ مقدمہ: ص/۶۳۔ ۴ النکت علی ابن الصلاح: ۱/ ۴۲۸ تا ۴۳۰۔ ۵ فتح المغیث: ۱/ ۹۷۔

قاضیؒ نے حدیث ضعیف اور اس پر عمل سے متعلق امام احمدؒ کے کلام کو نقل کیا اور حضرت اثرمؒ سے نقل کیا وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ابو عبداللہ (احمد بن حنبلؒ) کو دیکھا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ سے مروی کسی حدیث کی سند میں کچھ ضعف ہوتا، تو آپؒ اس حدیث ضعیف پر عمل فرماتے، جب تک کہ آپ کے پاس اس کے مخالف اس سے زیادہ صحیح حدیث نہ آتی؛ جیسے عمرو بن شعیب اور ابراہیم الہجریؒ کی احادیث اور کبھی آپؒ ایسی مرسل حدیثوں سے استدلال فرماتے تھے، جس کے خلاف کوئی دوسری حدیث آپؒ کے پاس نہ ہوتی، آپ کے صاحبزادہ عبداللہ فرماتے ہیں کہ والد محترم سے میں نے دریافت کیا: ربعی بن حراشؒ کی حدیث کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو آپؒ نے پوچھا: جس کو عبدالعزیز بن ابی رواد بیان کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! تو آپؒ نے جواب دیا: اس کے خلاف کوئی حدیث نہیں ہے اور اس روایت کو حفاظ حدیث نے ربعی کے واسطے سے روایت کیا ہے اور وہ ایسے آدمی سے روایت کرتے ہیں، جس کا حال محدثین کو معلوم نہیں ہے۔ عبداللہ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: آپؒ نے اس روایت کو مسند میں ذکر کیا ہے؟ امام احمدؒ نے فرمایا: میں نے مسند میں مشہور روایتوں کو درج کیا اور لوگوں کو اللہ کے عفو و کرم پر چھوڑ دیا، اگر میں صرف ان احادیث کو بیان کرنا چاہوں، جو میرے نزدیک صحیح ہیں، تو اس مسند میں بہت کم روایت بیان کر سکوں گا؛ لیکن میرے بیٹے! حدیث میں میرا طریقہ یہ ہے کہ میں ضعیف حدیث کی مخالفت نہیں کرتا ہوں، جب تک کہ اس باب میں اس کے مخالف کوئی دوسری حدیث نہ ہو۔ اثرمؒ فرماتے ہیں: میں نے ابو عبداللہ (امام احمدؒ) کو یہ کہتے ہوئے سنا: جب کسی مسئلہ میں نبی کریم ﷺ سے کوئی حدیث منقول ہو، تو ہم اس مسئلہ میں حدیث کے خلاف کسی صحابی یا تابعی کے قول کو نہیں لیتے اور جب کسی مسئلہ میں صحابہ کرامؓ سے مختلف اقوال منقول ہوں، تو ہم ان میں سے کسی ایک قول کو اختیار کرتے ہیں اور ان کے قول کو چھوڑ کر بعد والوں کے قول کو اختیار نہیں کرتے اور اگر کسی مسئلہ میں نہ نبی کریم ﷺ سے کوئی بات مروی ہو، نہ آپ ﷺ کے صحابہ سے کوئی صراحت منقول ہو، تو پھر ہم تابعین کے قول کو اختیار کرتے ہیں اور جب نبی کریم ﷺ کی حدیث کی سند میں کچھ کمزوری ہوتی ہے، تو ہم اس پر عمل کرتے ہیں، جب تک کہ اس کے مخالف اس سے زیادہ صحیح حدیث نہ آجائے اور کبھی ہم مرسل حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں؛ جبکہ اس کے مخالف اس سے زیادہ صحیح حدیث نہ ہو۔(۱)

امام احمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ احکام شرعیہ اور علوم ضروریہ کے تحت داخل نہ ہونے والے حوادث و مسائل میں اللہ کے احکام کے دلائل پانچ اُصولوں سے لئے جائیں گے: پہلے نمبر پر کتاب اللہ، دوسرے نمبر پر سنت رسول اللہ ﷺ، تیسرے نمبر پر علماء زمانہ کا اجماع، چوتھے نمبر پر کسی صحابی کا قول مشہور، پانچویں نمبر پر قیاس اور خبر واحد۔ قیاس اور خبر واحد کی قطعیت کے یقین کے بغیر ان کے حکم پر عمل کرنا اور مدلول کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔(۲)

۱؎ المسودہ: ص/۲۷۳ تا ۲۷۶۔ ۲؎ طبقات ابی الحسین: ۳/۲، ۲۸۴۔

امام احمدؒ کے یہاں سنت کی دو قسمیں ہیں: سنتِ ثابتہ (جو صحیح سند سے ثابت ہے) آپؒ نے اس کو قرآن کے ساتھ ذکر کیا۔ دوسری وہ سنت جو صحیح سندوں سے ثابت نہیں ہے، اس کو آپؒ نے اخیر میں قیاس کے ساتھ ذکر فرمایا۔ امام احمدؒ کا احکام ومسائل کے استخراج (نکالنے) میں اس طریقہ کو اختیار کرنا صاف طور سے اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ ضعیف حدیث پر اس کے ضعف کا علم ہونے کے باوجود بھی عمل کیا جائے گا، اگر امام احمدؒ کے نزدیک ضعیف سے مراد وہ حدیث ہوتی، جو امام ترمذیؒ کے ہاں حسن ہے، تو امام احمدؒ اس کو اخیر میں ذکر نہ فرماتے؛ بلکہ اصل اوّل (کتاب اللہ) کے ساتھ اس کو ذکر کرتے۔ علامہ شیخ محمود سعید مدظلہ العالی نے (۱) یہی بات استدلال میں پیش فرمائی ہے۔ تفصیل کیلئے مذکورہ کتاب کا مطالعہ کیجئے! علامہ خلالؒ نے فرمایا: امام احمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ جب حدیث ضعیف کے خلاف کوئی دوسری حدیث نہ ہو، تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ آپ حائضہ سے وطی پر کفارہ کی بحث میں فرماتے ہیں: احادیث کے باب میں امام احمدؒ کا طریقہ کار یہ ہے کہ اگر وہ مضطرب (ضعیف) ہو اور اس کے مخالف کوئی اور حدیث نہ ہو، تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ بروایت (صاحبزادہ) عبداللہ امام احمدؒ کا ارشاد ہے: میرا طریقہ یہ ہے کہ میں ضعیف حدیث کو نہیں چھوڑتا ہوں، اگر اس باب میں اس کے مخالف کوئی حدیث نہ ہو۔ (۲)

نجم طوفیؒ بیان کرتے ہیں کہ: ابن تیمیہؒ نے فرمایا: میں نے مسند احمدؒ کی تحقیق کی، تو اس کو ابوداؤد کی شرط کے موافق پایا۔ مقدمہ ابن الصلاح پر حافظ ابن حجرؒ کی النکت (۳) میں یہی لکھا ہوا ہے؛ جبکہ مسند احمد میں احکام ومسائل والی کئی احادیث کی سندیں بہت زیادہ ضعیف ہیں اور خصوصاً جبکہ مسند کے مصنف وجامع کی نظر میں بھی مسند کی یہی حالت ہو۔ امام احمدؒ نے اپنی مسند میں ایسے راویوں سے بھی روایتیں لی ہیں، جو جھوٹ بولتے تھے، یا متہم بالکذب تھے؛ جیسے ابراہیم بن ابی اللیث جس کو یحییٰ بن معینؒ نے جھوٹا کہا، حسین بن عبداللہ بن ضمرہ حمیری جس کو امام مالکؒ نے جھوٹا قرار دیا، رشید الھجری الکوفی جس نے حضرت علیؓ پر جھوٹ باندھا۔ سلمہ بن حفص السعدی واضع حدیث اور عبدالواحد بن زید قصہ گو جس کو امام بخاریؒ نے منکر الحدیث کہا۔ علامہ ابن عبدالبرؒ کا قول ہے کہ: محدثین اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں، اسی طرح عمر بن موسیٰ الوجیہی واضع حدیث۔

الغرض امام احمدؒ نے احکام میں ضعیف حدیث کی تمام قسموں کی تخریج کی ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ضعیف احادیث کی بعض قسمیں قابلِ استدلال ہیں اور امام ابوداؤد کا بھی یہی مذہب ہے۔ گویا ابن تیمیہؒ (یہ کہہ کر اپنی بات کی) خود تردید فرما رہے ہیں، شیخ محمود سعید مدظلہ العالی کی بات کا خلاصہ یہی ہے۔

عقائد کے علاوہ میں ضعیف حدیث پر عمل کے شرائط

حافظ سخاویؒ رقمطراز ہیں: میں نے اپنے شیخ ابن حجرؒ کو بارہا یہ کہتے ہوئے سنا کہ ضعیف حدیث پر عمل کی تین

۱ مقدمہ کتاب التعریف: ۱/۱۵۹۔ ۲ شرح الکوکب المنیر: ۲/۵۷۳۔ ۳ النکت: ۱/۴۳۸۔

شرطیں ہیں: جن میں سے پہلی شرط تمام محدثین کے نزدیک متفق علیہ ہے اور وہ یہ کہ اس حدیث کا ضعف بہت زیادہ نہ ہو۔ پس وہ احادیث نکل گئیں، جس کو کاذب یا متہم بالکذب یا بہت زیادہ غلطی کرنے والے راویوں نے روایت کیا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ ضعیف حدیث شریعت کے کسی عمومی قاعدہ اور اصل کے تحت ہو۔ پس وہ موضوع احادیث الگ ہوگئیں، جن کی کوئی اصل نہیں ہے اور تیسری شرط یہ ہے کہ اس حدیث پر عمل کے وقت رسول اللہ ﷺ سے اس حدیث کے ثابت ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جائے؛ تاکہ آپ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب نہ ہو جائے، جو آپ ﷺ نے نہیں فرمائی۔ اخیر کی دو شرطیں ابن عبدالسلامؒ اور ابن دقیق العیدؒ سے منقول ہیں اور پہلی شرط کے بارے میں علامہ علائیؒ نے تمام علماء کا اتفاق نقل کیا ہے۔(۱)

ضعیف حدیث اور اسکی تصحیح کے غیر معروف قواعد

علامہ خطیبؒ لکھتے ہیں: کبھی کسی روایت کے صحیح ہونے پر یہ دلیل بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس میں ایسی بات بیان کی گئی ہو، جو قرآن یا حدیثِ متواتر کے مضمون کے موافق ہو، یا پوری اُمت اس کی صحت پر متفق ہو، یا تمام مسلمانوں نے اس کو قبول کرلیا ہو اور اسی وجہ سے اس کے حکم پر عمل بھی ہو رہا ہو۔(۲)

حافظ ابن حجرؒ تحریر فرماتے ہیں: قبولیت حدیث کی منجملہ شرائط میں سے ایک شرط جس کو علامہ ابن الصلاحؒ نے بیان نہیں کیا، یہ بھی ہے کہ علماءِ اُمت اس حدیث کے حکم پر عمل کرنے پر متفق ہوں، تو ایسی حدیث کو بھی قبول کیا جائے گا؛ حتی کہ اس پر عمل کرنا واجب ہوگا۔ ائمۂ اُصول کی ایک جماعت نے اس شرط کو صراحتاً بیان کیا ہے۔(۳)

اور علامہ سیوطیؒ تحریر فرماتے ہیں: حدیث مقبول وہ کہلاتی ہے، جس کو علماء قبول کرلیں؛ اگرچہ اس کی کوئی سند صحیح نہ ہو، اس بات کو علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے، جن میں علامہ ابن عبدالبرؒ بھی ہیں، ان حضرات نے بطور مثال حضرت جابر ﷺ کی حدیث "الدينار أربعة وعشرون قيراطا"، کو پیش فرمایا ہے۔ یا محدثین کے درمیان کسی نکیر واعتراض کے بغیر وہ حدیث مشہور ہو جائے، اس اصل کو استاذ ابواسحٰق الاسفرائینی اور ابن فورک نے بیان کیا ہے؛ جیسے حدیث "في الرقة الفضة الخالصة ربع العشر" اور حدیث "لاوصية لوارث" یا وہ حدیث کسی آیتِ قرآنی یا کسی قاعدۂ شرعی کے موافق ہو اور اس کی سند میں کوئی جھوٹا راوی نہ ہو؛ جیسا کہ ابن الحصارؒ نے ذکر کیا ہے۔(۴)

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ: بعض علماء نے فرمایا: حدیث پر صحیح ہونے کا حکم لگایا جائے گا؛ جبکہ لوگ اس کو قبول کرلیں؛ اگرچہ اس کی سند صحیح نہ ہو۔(۵)

---

۱ القول البدیع:ص/۱۹۵۔ ۲ کفایۃ:ص/۵۱۔ ۳ النکت علی ابن الصلاح:۱/۴۹۴۔ ۴ شرح الفیہ۔ ۵ التدریب:ص/۲۳۔

حافظ سخاویؒ فرماتے ہیں: اسی طرح جب اُمت کے افراد ضعیف حدیث کو قبول کرلیں، تو صحیح قول کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا؛ حتیٰ کہ نص قطعی کو منسوخ کرنے میں وہ متواتر کے مساوی ہوجاتی ہے، اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے حدیث شریف ''وارث کے لیے وصیت نہیں'' کے بارے میں فرمایا: محدثین (سند کے اعتبار سے) اس کو (حضور ﷺ سے) ثابت نہیں مانتے؛ لیکن تمام اُمت نے اس کو قبول کرلیا اور اس پر عمل پیرا ہے؛ حتیٰ کہ اس کی وجہ سے آیتِ وصیت کو منسوخ قرار دیا۔(۱)

ابن ہمام "طلاق الأمة ثنتان وعدتها حيضتان" کے تحت فرماتے ہیں: اس روایت کو ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے، پھر بعض حضرات سے اس کے ضعف کو نقل کرنے اور اس کا جواب دینے کے بعد لکھتے ہیں: جن وجوہ سے حدیث صحیح ہوتی ہے ان میں سے ایک علماء کا حدیث کے مطابق عمل کرنا ہے۔ امام ترمذیؒ اوپر ذکر کردہ حدیث نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور صحابہ کرامؓ اور دیگر اہلِ علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔ (۲) قاسم اور سالم رحمہما اللہ نے فرمایا: اس حدیث پر مسلمانوں کا عمل ہے اور امام مالکؒ کا ارشاد ہے کہ: مدینہ منورہ میں کسی حدیث کے مشہور ہونے کے بعد اس کو سند کے صحیح ہونے کی ضرورت نہیں رہتی۔ (۳)

امام بخاریؒ نے تعلیقاً یہ روایت ذکر فرمائی: "ويذكر أن النبي قضى بالدين قبل الوصية" حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: یہ ایک حدیث شریف کا ٹکڑا ہے، جس کو امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ وغیرہ نے حارث اعور عن علی بن ابی طالب ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے۔ حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ دین (قرض) وصیت سے پہلے ہے اور تم (قرآن میں) وصیۃ کو دین سے پہلے پڑھتے ہو، اس کی سند ضعیف ہے؛ لیکن امام ترمذیؒ لکھتے ہیں: اہلِ علم کے پاس اسی پر عمل ہے، گویا امام بخاریؒ کو اس روایت پر اعتماد ہے؛ کیونکہ اس کے حکم پر علماء کے اتفاق کی وجہ سے وہ مضبوط ہوگئی، ورنہ امام بخاریؒ کو مقامِ استدلال میں ضعیف حدیث لانے کی عادت نہیں ہے؛ نیز آپؒ اس باب میں اس کی تائید کرنے والی دوسری روایت بھی لائے ہیں۔ (۴)

علامہ ابن عبدالبرؒ سے منقول ہے کہ: سونے کے نصاب میں حسن بن عمارہ کی روایت کے علاوہ نبی ﷺ سے اور کوئی حدیث ثابت نہیں ہے اور حسن بن عمارہ کی احادیث کے قبول نہ کرنے پر اتفاق ہے؛ لیکن جمہور علماء کا عمل اسی حدیث پر ہے۔ (۵)

کتبِ فقہیہ میں ضعیف احادیث

المنتقیٰ: یہ شیخ الحنابلہ ابوالبرکات امام حافظ مجدالدین عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم بن محمد بن الخضر بن محمد بن علی

۱؎ فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث: ص/۱۲۰، ۱۲۱۔ ۲؎ فتح القدیر: ۳/۱۴۳۔ ۳؎ سنن دارقطنی ۲/۴۴۱۔

۴؎ صحیح بخاری، کتاب الوصایا: ۵/۳۷۷۔ ۵؎ زرقانی: ۲/۹۷۔

بن عبداللہ الحرانی المعروف بابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔ آپؒ اس کتاب کے شروع میں تحریر فرماتے ہیں: یہ کتاب ان احادیثِ نبویہ ﷺ کا مجموعہ ہے، جن پر اُصولِ فقہ کی بنیاد ہے اوران پر علماءِ اسلام کا اعتماد ہے۔ میں نے صحیح بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ سے ان احادیث کا انتخاب کیا۔ ہر حدیث کا حوالہ میں نے دیدیا ہے، جس کی وجہ سے سند ذکر کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ آگے لکھتے ہیں: میں نے اس ضمن میں صحابہ کرامؓ کے کچھ آثار بھی ذکر کئے اور ہمارے زمانہ کے فقہاء کی ترتیب پر اس کتاب کی احادیث کو مرتب کیا؛ تاکہ تلاش کرنے والے کو آسانی ہو؛ نیز احادیث سے پہلے مفید عناوین بھی قائم کئے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعاء ہوں کہ وہ صحیح باتوں کی ہمیں توفیق دے اور غلطیوں سے بچائے۔ بے شک وہ بڑا سخی داتا اور صاحب عفو وکرم ہے۔

علامہ شوکانیؒ تحریر فرماتے ہیں: فنِ حدیث کے ماہرین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ''المنتقی'' کے مؤلف اگر اکثر مقامات پر حدیث کی صحت وحسن اور ضعف کو بیان کرنے سے اعراض نہ کرتے، تو یہ فنِ حدیث میں لکھی گئی، بہترین کتابوں میں سے ہوتی اور ''البدر المنیر'' میں آپ کے الفاظ ہیں: حافظ مجدالدین عبدالسلام ابن تیمیہؒ کی کتاب ''احکام'' جس کا نام ''المنتقی'' ہے، یقیناً اسم بامسمّیٰ ہے، اگر علامہ ابن تیمیہؒ اکثر جگہوں پر احادیث کو صرف محدثین کی طرف منسوب کردینے پر اکتفاء نہ کرتے؛ بلکہ اس کے حسن یاضعیف ہونے کو بیان فرماتے، تو زیادہ بہترین کتاب ثابت ہوتی؛ لیکن آپؒ صرف رواہ احمد، رواہ دارقطنی، رواہ ابوداؤد کہہ دیتے ہیں؛ حالانکہ وہ حدیث ضعیف ہوتی ہے، اس سے بڑی بات یہ ہے کہ ''جامع ترمذی'' میں ایک حدیث کے ضعیف ہونے کی صراحت رہتی ہے؛ لیکن آپؒ حدیث نقل کرکے ''ترمذی'' کا حوالہ لکھ دیتے ہیں اور اس کے ضعیف ہونے کو بیان نہیں کرتے۔ بہتر ہوگا اگر کوئی حافظِ حدیث ایسے مقامات کو تلاش کرکے اس کتاب کے حاشیہ پر ان کو لکھ دے، یا کسی علیحدہ تصنیف میں یکجا ذکر کردے؛ تاکہ اس کتاب کا مکمل فائدہ ہو۔(۱)

''المنتقی'' میں واردشدہ ضعیف احادیث کی تعداد جبکہ میں نے زیادہ تفحص وتلاش سے کام نہیں لیا ہے (۲۶۲) تک پہونچتی ہے۔ اختصار کی غرض سے ذیل میں صرف جلد اور حدیث نمبر کے لکھنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ (اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں!)

---

(۱) نیل الاوطار:۱/۱۶۔

حدیث نمبر	حدیث نمبر	حدیث نمبر	حدیث نمبر
٤٤/١	١٨٧/١	٢٩٩/١	١٠٤/١
٣٩/١	١٨٨/١	٣٠٣/١	١٠٤/١
٥٤/١	١٩٠/١	٣٢٠/١	١١٦/٢
٥٥/١	١٩٤/١	٣٢١/١	١٢٣/٢
٥٥/١	١٩٥/١	٣٢٣/١	٧/٤
٣٦/١	٢٠٢/١	٣٤٦/١	١٨/٤
٦٣/١	٢٠٦/١	٣٤٦/١	٢١/٤
٩١/١	٢١٦/١	٣٥٧/١	٢٣/٤
١٠٠/١	٢٢٠/١	٣٨١/١	٢٦/٤
١٠٢/١	٢٢٨/١	٤٠٩/١	٤٦/٤
١٠٤/١	٢٣٢/١	٤٠٩/١	٥٢/٤
١٠٩/١	٢٣٨/١	٤١٠/١	٥٢/٤
١١٤/١	٢٤١/١	٤٢٣/١	٥٥/٤
١٢٣/١	٢٤٣/١	٢٦/٢	٥٦/٤
١٢٣/١	٢٤٤/١	٢٧/٢	٥٨/٤
١٣١/١	٢٤٦/١	٣٨/٢	٦٢/٤
١٣٢/١	٢٥٩/١	٤١/٢	٧٠/٤
١٤٠/١	٢٦٥/١	٤٢/٢	٧٣/٤
١٤٩/١	٥٦٥/١	٤٦/٢	٧٧/٤
١٥٢/١	٢٧٣/١	٤٨/٢	٧٨/٤
١٥٧/١	٢٧٩/١	٥٠/٢	٩٦/٤
١٥٩/١	٢٨١/١	٥٣/٢	١١٤/٤
١٥٩/١	٢٨٤/١	٦٨/٢	١١٧/٤
١٦٥/١	٢٨٥/١	٨٥/٢	١١٨/٤
١٨٤/١	٢٩٧/١	٩٣/٢	١٢٥/٤

حدیث نمبر	حدیث نمبر	حدیث نمبر	حدیث نمبر
١٢٧/٤	٣٥٧/٤	٢١١/٥	٣٦/٦
١٣٢/٤	١٢/٥	٢٢٩/٥	٣٧/٦
١٤٤/٤	١٣/٥	٢٣٣/٥	٤٧/٦
١٤٦/٤	١٣/٥	٢٤٥/٥	٥٠/٦
١٩١/٤	١٩/٥	٢٥٤/٥	٥٣/٦
٢٠٣/٤	٣٥/٥	٢٧٣/٥	٦٢/٦
٢٠٥/٤	٤٧/٥	٣١٥/٥	١٠٤/٦
٢٠٥/٤	٥٤/٥	٣١٧/٥	١٥١/٦
٢٠٨/٤	٨١/٥	٣١٨/٥	١٦٨/٦
٢١٦/٤	٨٨/٥	٣٢٣/٥	١٧٢/٦
٢١٧/٤	١٠٥/٥	٣٢٤/٥	١٨٤/٦
٢٢١/٤	١٠٨/٥	٣٣٦/٥	١٨٥/٦
٢٣٨/٤	١٠٨/٥	٣٣٦/٥	٢١٧/٦
٢٧٣/٤	١١٥/٥	٣٤٤/٥	٢٢١/٦
٢٨٠/٤	١٢٠/٥	٣٤٧/٥	٢٢١/٦
٢٨١/٤	١٢٠/٥	٣٤٩/٥	٢٥٣/٦
٢٨٧/٤	١٢٢/٥	٣٧٥/٥	٢٦٤/٦
٣٠٢/٤	١٢٥/٥	٣٧٨/٥	٢٦٨/٦
٣١١/٤	١٢٥/٥	٣٨٤/٥	٢٧٥/٦
٣١٧/٤	١٣٨/٥	٣٨٩/٥	٢٨٨/٦
٣١٧/٤	١٨٨/٥	٣٩٢/٥	٢٩٨/٦
٣٣٠/٤	١٩١/٥	٣٩٢/٥	٣٠٤/٦
٣٤٦/٤	٢٠٧/٥	٥/٦	٣٠٩/٦
٣٤٦/٤	٢٠٩/٥	٦/٦	٣١٢/٦
٣٥٢/٤	٤١١/٥	٣٢/٦	٣١٥/٦

حدیث نمبر	حدیث نمبر	حدیث نمبر
٣٢٥/٦	٢٤٢/٧	٢٥٢/٨
٣٢٨/٦	٢٩٠/٧	٢٥٥/٨
٣٣٦/٦	٣١٠/٧	٢٨٥/٨
٣٣٦/٦	٣٣١/٧	١٨/٩
٣٤٥/٦	٣٥٨/٧	٢٠/٩
٣٥١/٦	٣٦٢/٧	٧٢/٩
٣٥٢/٦	٣٠/٨	٩٣/٩
٣٥٢/٦	٣٤/٨	١١٦/٩
٢٥/٧	٤٣/٨	٢١١/٩
٤١/٧	٤٧/٨	
٨٢/٧	٥٨/٨	
٩٠/٧	٦١/٨	
٩٠/٧	٦٤/٨	
١٠٨/٧	٦٨/٨	
١١٠/٧	٧٢/٨	
١٤٨/٧	٧٧/٨	
١٧٧/٧	١٢٠/٨	
١٩٦/٧	١٣٠/٨	
٢٣٤/٧	١٣٢/٨	
٢٣٩/٧	١٣٨/٨	
٢٤٢/٧	١٧٦/٨	
٢٤٧/٧	٢٠٨/٨	
٢٦٠/٧	٢٣٣/٨	
٢٧١/٧	٢٤٨/٨	
٢٧١/٧	٢٤٩/٨	

حافظ ابن حجرؒ کی کتاب (بلوغ المرام من أدلة الأحكام)

اس کتاب کے آغاز میں حافظؒ رقمطراز ہیں: احادیث نبویہ ﷺ میں مذکور احکام شرعیہ کے اُصولی دلائل پر مشتمل اس رسالہ کو میں نے اس مقصد سے تحریر کیا ہے کہ: اس کو یاد کرنے والا شخص اپنے ہم عصروں میں فائق و با کمال عالم بن جائے۔ نیا طالب علم بھی اس سے مدد لے اور صاحبِ ذوق اہلِ علم افراد بھی اس کتاب سے استفادہ کریں۔ اُمت مسلمہ کی خیر خواہی کے پیشِ نظر میں نے ہر حدیث کے بعد یہ بھی بتا دیا ہے کہ کس امام نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ اس کتاب کا نام میں نے "بلوغ المرام من أدلة الأحكام" تجویز کیا۔

اس کتاب میں موجود ضعیف حدیثوں کو میں (ذیل میں) اختصار کے ساتھ ذکر کروں گا۔

بلوغ المرام میں درج شدہ ضعیف احادیث کی تعداد (۱۱۷) تک پہونچ جاتی ہے۔ اختصار کی خاطر صرف ان کے نمبرات درج کیے جاتے ہیں۔ (اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں!)

حدیث نمبر	حدیث نمبر	حدیث نمبر	حدیث نمبر
١٥	١٤٦	٤٣٨	٨٨٢
٣٥	١٤٧	٤٥١	٩٠٢
٥٤	١٤٨	٤٥٢	٩٢٨
٥٥	١٦٠	٤٦٥	٩٢٩
٥٦	١٧٧	٤٦٦	٩٣٩
٥٧	١٧٨	٤٩٢	٩٤٨
٦٤	١٨٤	٤٩٦	٩٥٠
٧١	١٨٥	٤٩٧	٩٦٣
٧٦	٢٠٦	٥٠٨	٩٩١
٨٠	٢١٢	٥٠٩	٩٩٣
٨٣	٢١٣	٥٨٦	١٠٤٢
٨٦	٢١٤	٦٣١	١٠٦٤
٨٧	٢١٥	٦٣٨	١٠٦٦
٨٨	٢١٦	٦٤٨	١٠٧٧
٩٣	٢٢٥	٦٨٨	١١١١
٩٨	٢٢٩	٧١١	١١١٢
٩٩	٢٣٠	٧٢٩	١١١٤
١١٠	٢٥٠	٧٣١	١١١٨
١٠١	٢٧٠	٧٦١	١١١٩
١١١	٣٣٠	٧٨٦	١١٤٦
١١٢	٣٦٠	٨٣١	١١٤٧
١١٣	٣٦١	٨٤٢	١١٤٩
١٢٧	٣٦٢	٨٤٥	١٢٠٣
١٣٤	٣٦٨	٨٦٣	١٢١٥
١٣٥	٤٠٠	٨٦٧	١٢١٥

حدیث نمبر	حدیث نمبر	حدیث نمبر
١٢٢٣		
١٢٤٦		
١٢٤٧		
١٢٦٢		
١٢٦٥		
١٣٠٧		
١٣٢٣		
١٣٤٢		
١٣٥٢		
١٣٧٠		
١٤٣٤		
١٤٤٥		
١٤٤٦		
١٤٥٦		
١٥٢٨		
١٥٢٨		
١٥٣٧		
١٥٤٢		
١٥٣٦		

امام نوویؒ کی کتاب "خلاصة الأحكام من مهمات السنن و قواعد الأسلام"

علامہ نوویؒ نے احکام سے متعلق تمام احادیث کو جمع کر کے ان کی چھان بین کی اوران میں سے صحیح اور حسن حدیثوں کو "خلاصة الأحكام" میں درج فرمایا؛ نیز ہر باب کے آخر میں ضعیف احادیث کے لئے مستقل فصل قائم کی۔

اس کتاب کے شروع میں ۱/۵۹،۶۰ پر آپؒ تحریر کرتے ہیں: احکام میں ضعیف احادیث سے استدلال کرنے اور اس پر عمل کرنے کے سلسلے میں تساہل (نرمی) برتنے والوں سے دھوکا مت کھاؤ، چاہے وہ حضرات (بڑی کتابوں کے) مصنف اور فنِ فقہ وغیرہ کے امام ہوں۔ ان حضرات نے اپنی کتابوں میں کثرت سے ضعیف روایتیں نقل کر دی ہیں اور جب ان سے (اس بارے میں) پوچھا جاتا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ: اس کتاب میں ضعیف حدیثوں کو نہیں لیا گیا ہے۔ علماء نے صرف واقعات وحکایات اور فضائلِ اعمال میں ایسی ضعیف روایات کو قبول کرنے کی اجازت دی ہے، جو (صحیح روایات کے) خلاف نہ ہوں؛ جیسا کہ اُصول میں طے ہو چکا ہے۔ مثلاً: تسبیح اور دیگر اذکار کے فضائل والی حدیثیں، اسی طرح اچھے اخلاق اور دُنیا سے بے رغبتی پر اُبھارنے والی روایتیں، جن کے اُصول وقواعد معلوم اور متعین ہیں۔ احکام کے متعلق اس رسالہ کی جمع وترتیب میں ہمیں اللہ رؤوف رحیم سے خیر و بھلائی کا طلب گار وسوالی ہوں۔ اس کتابچہ میں صحیح وحسن احادیث پر میں نے اعتماد کیا اور ہر باب کے آخر میں ضعیف حدیثوں کو اس کے ضعف کو بتانے کے لئے الگ ذکر کیا؛ تا کہ دھوکہ نہ ہو۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ: یہ امام نوویؒ کی طرف سے اس بات کا اعتراف ہے کہ فقہاء احکام ومسائل میں ضعیف روایتوں سے استدلال کرتے ہیں۔

امام نوویؒ کی کتاب "خلاصة الأحكام من مهمات السنن وقواعد الإسلام" میں نقل کردہ احادیث ضعیفہ کی تعداد (۶۵۴) تک پہونچ جاتی ہے۔ اختصار کی غرض سے صرف ان کے نمبرات درج کیے جاتے ہیں۔ (اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں!)

نمبر شمار	حدیث نمبر
١	٢٣
٢	٢٤
٣	٢٥
٤	٢٦
٥	٢٧
٦	٢٨
٧	٢٩
٨	٣٠
٩	٣١
١٠	٣٢
١١	٣٣
١٢	٥٩
١٣	٧٢
١٤	٧٣
١٥	٩٩
١٦	١١٧
١٧	١٥٣
١٨	١٥٤
١٩	١٥٥
٢٠	١٥٦
٢١	١٥٧
٢٢	١٥٨

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٣	١٥٩
٢٤	١٦٠
٢٥	١٦١
٢٦	١٦٢
٢٧	١٧٣
٢٨	١٧٧
٢٩	١٧٨
٣٠	١٧٩
٣١	١٩٠
٣٢	٢٠٣
٣٣	٢١٠
٣٤	٢١١
٣٥	٢١٢
٣٦	٢١٣
٣٧	٢١٦
٣٨	٢٢٠
٣٩	٢٢١
٤٠	٢٢٤
٤١	٢٢٦
٤٢	٢٢٩
٤٣	٢٣٠
٤٤	٢٣١

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٥	٢٣٥
٤٦	٢٣٦
٤٧	٢٣٧
٤٨	٢٣٨
٤٩	٢٣٩
٥٠	٢٤٠
٥١	٢٥١
٥٢	٢٥٢
٥٣	٢٥٣
٥٤	٢٥٤
٥٥	٢٥٥
٥٦	٢٧٧
٥٧	٢٧٨
٥٨	٢٧٩
٥٩	٢٨٠
٦٠	٢٨١
٦١	٢٨٢
٦٢	٢٨٣
٦٣	٢٨٤
٦٤	٢٨٥
٦٥	٢٨٦
٦٦	٢٨٧
٦٧	٢٨٨
٦٨	٢٨٩
٦٩	٢٩٠
٧٠	٢٩١

نمبر شمار	حدیث نمبر
٧١	٢٩٢
٧٢	٢٩٣
٧٣	٢٩٤
٧٤	٢٩٥
٧٥	٢٩٦
٧٦	٣٢٢
٧٧	٣٢٣
٧٨	٣٢٤
٧٩	٣٢٥
٨٠	٣٢٦
٨١	٣٢٧
٨٢	٣٢٨
٨٣	٣٢٩
٨٤	٣٣٠
٨٥	٣٥٨
٨٦	٣٥٩
٨٧	٣٦٠
٨٨	٣٦١
٨٩	٣٦٢
٩٠	٣٧٧
٩١	٣٧٨
٩٢	٣٧٩
٩٣	٣٨٠
٩٤	٣٨١
٩٥	٣٨٢
٩٦	٣٨٣

نمبر شمار	حدیث نمبر
٩٧	٣٨٤
٩٨	٣٩٥
٩٩	٣٩٦
١٠٠	٣٩٧
١٠١	٤١٥
١٠٢	٤١٦
١٠٣	٤١٧
١٠٤	٤٣٥
١٠٥	٤٣٦
١٠٦	٤٣٧
١٠٧	٤٣٨
١٠٨	٤٣٩
١٠٩	٤٤٠
١١٠	٤٤١
١١١	٤٤٢
١١٢	٤٤٣
١١٣	٤٥٨
١١٤	٤٨٣
١١٥	٤٨٤
١١٦	٤٨٥
١١٧	٤٨٦
١١٨	٤٨٧
١١٩	٤٩٦
١٢٠	٤٩٧
١٢١	٤٩٨
١٢٢	٤٩٩

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٢٣	٥٠٠
١٢٤	٥١١
١٢٥	٥١٧
١٢٦	٥٢١
١٢٧	٥٣٠
١٢٨	٥٣١
١٢٩	٥٣٢
١٣٠	٥٣٣
١٣١	٥٣٤
١٣٢	٥٣٥
١٣٣	٥٣٦
١٣٤	٥٣٧
١٣٥	٥٣٨
١٣٦	٥٣٩
١٣٧	٥٤٠
١٣٨	٥٤٣
١٣٩	٥٤٤
١٤٠	٥٧٥
١٤١	٥٧٦
١٤٢	٥٧٧
١٤٣	٥٧٨
١٤٤	٥٧٩
١٤٥	٥٨٠
١٤٦	٥٨١
١٤٧	٥٨٢
١٤٨	٥٨٣

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٤٩	٥٨٤
١٥٠	٥٨٥
١٥١	٥٩٧
١٥٢	٦٠٤
١٥٣	٦٠٥
١٥٤	٦٠٧
١٥٥	٦٠٨
١٥٦	٦١٦
١٥٧	٦١٧
١٥٨	٦١٨
١٥٩	٦١٩
١٦٠	٦٣٩
١٦١	٦٤٢
١٦٢	٦٤٣
١٦٣	٦٤٤
١٦٤	٦٤٥
١٦٥	٦٤٦
١٦٦	٦٤٧
١٦٧	٦٤٨
١٦٨	٦٦٥
١٦٩	٦٦٦
١٧٠	٦٦٧
١٧١	٦٨٣
١٧٢	٦٨٨
١٧٣	٧١٤
١٧٤	٧١٥

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٧٥	٧١٦
١٧٦	٧١٧
١٧٧	٧٥٣
١٧٨	٧٥٤
١٧٩	٧٥٥
١٨٠	٧٥٧
١٨١	٧٧٤
١٨٢	٧٧٥
١٨٣	٧٧٦
١٨٤	٧٨٥
١٨٥	٧٨٦
١٨٦	٧٨٧
١٨٧	٧٨٨
١٨٨	٧٨٩
١٨٩	٧٩٠
١٩٠	٧٩٤
١٩١	٧٩٥
١٩٢	٨٠٨
١٩٣	٨٠٩
١٩٤	٨١٣
١٩٥	٨١٤
١٩٦	٨١٥
١٩٧	٨١٦
١٩٨	٨٢٤
١٩٩	٨٢٥
٢٠٠	٨٢٦

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٠١	٨٢٧	٢٢٧	٩٩٨
٢٠٢	٨٣٢	٢٢٨	١٠٢١
٢٠٣	٨٣٣	٢٢٩	١٠٢٢
٢٠٤	٨٤٢	٢٣٠	١٠٢٣
٢٠٥	٨٤٣	٢٣١	١٠٢٨
٢٠٦	٨٤٥	٢٣٢	١٠٣٨
٢٠٧	٨٤٦	٢٣٣	١٠٣٩
٢٠٨	٨٤٨	٢٣٤	١٠٧٩
٢٠٩	٨٤٩	٢٣٥	١٠٨٠
٢١٠	٨٦٤	٢٣٦	١٠٨١
٢١١	٨٨٠	٢٣٧	١٠٨٢
٢١٢	٨٨١	٢٣٨	١٠٨٣
٢١٣	٨٨٤	٢٣٩	١٠٨٤
٢١٤	٨٩٥	٢٤٠	١٠٨٥
٢١٥	٨٩٦	٢٤١	١٠٨٦
٢١٦	٨٩٧	٢٤٢	١٠٩٧
٢١٧	٨٩٨	٢٤٣	١١٠٢
٢١٨	٨٩٩	٢٤٤	١١٠٣
٢١٩	٩٣٨	٢٤٥	١١٠٤
٢٢٠	٩٣٩	٢٤٦	١١٠٥
٢٢١	٩٤٠	٢٤٧	١١٠٦
٢٢٢	٩٤١	٢٤٨	١١٠٧
٢٢٣	٩٥٧	٢٤٩	١١١٦
٢٢٤	٩٨٥	٢٥٠	١١١٧
٢٢٥	٩٩٦	٢٥١	١١١٨
٢٢٦	٩٩٧	٢٥٢	١١١٩

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٥٣	١١٢٠
٢٥٤	١١٢٢
٢٥٥	١١٥٩
٢٥٦	١١٦٠
٢٥٧	١١٦١
٢٥٨	١١٧٣
٢٥٩	١١٧٤
٢٦٠	١١٧٥
٢٦١	١١٧٦
٢٦٢	١١٧٧
٢٦٣	١١٧٨
٢٦٤	١١٩٤
٢٦٥	١١٩٥
٢٦٦	١١٩٨
٢٦٧	١٢٤٣
٢٦٨	١٢٥٨
٢٦٩	١٢٥٩
٢٧٠	١٢٩٨
٢٧١	١٢٩٩
٢٧٢	١٣٠٠
٢٧٣	١٣٠٣
٢٧٤	١٣٠٤
٢٧٥	١٣٠٥
٢٧٦	١٣٢٤
٢٧٧	١٣٦٣
٢٧٨	١٣٦٥

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٧٩	١٣٦٦
٢٨٠	١٣٦٧
٢٨١	١٣٦٨
٢٨٢	١٣٦٩
٢٨٣	١٣٧٠
٢٨٤	١٣٧١
٢٨٥	١٣٩٣
٢٨٦	١٣٩٤
٢٨٧	١٣٩٥
٢٨٨	١٣٩٦
٢٨٩	١٤١١
٢٩٠	١٤١٢
٢٩١	١٤١٣
٢٩٢	١٤١٤
٢٩٣	١٤١٥
٢٩٤	١٤٦٠
٢٩٥	١٤٦١
٢٩٦	١٤٦٢
٢٩٧	١٤٦٣
٢٩٨	١٤٧٢
٢٩٩	١٤٧٣
٣٠٠	١٤٧٤
٣٠١	١٤٧٥
٣٠٢	١٤٨٥
٣٠٣	١٤٨٦
٣٠٤	١٤٨٧

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٠٥	١٤٨٨
٣٠٦	١٤٨٩
٣٠٧	١٥١٨
٣٠٨	١٥١٩
٣٠٩	١٥٢٠
٣١٠	١٥٢١
٣١١	١٥٢٢
٣١٢	١٥٢٣
٣١٣	١٥٢٤
٣١٤	١٥٦٣
٣١٥	١٥٦٤
٣١٦	١٥٦٥
٣١٧	١٥٦٦
٣١٨	١٥٨٠
٣١٩	١٥٨١
٣٢٠	١٥٨٢
٣٢١	١٥٩٩
٣٢٢	١٦٠٠
٣٢٣	١٦٠١
٣٢٤	١٦٠٢
٣٢٥	١٦١٠
٣٢٦	١٦٣١
٣٢٧	١٦٣٤
٣٢٨	١٦٣٥
٣٢٩	١٦٣٦
٣٣٠	١٦٣٧

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٣١	١٦٥٩
٣٣٢	١٦٦٠
٣٣٣	١٦٦١
٣٣٤	١٦٦٢
٣٣٥	١٦٦٣
٣٣٦	١٦٦٤
٣٣٧	١٦٧٥
٣٣٨	١٦٧٦
٣٣٩	١٦٨٧
٣٤٠	١٦٨٨
٣٤١	١٦٨٩
٣٤٢	١٧٠٣
٣٤٣	١٧٠٤
٣٤٤	١٧٣٩
٣٤٥	١٧٤٠
٣٤٦	١٧٤١
٣٤٧	١٧٤٢
٣٤٨	١٧٤٣
٣٤٩	١٧٤٤
٣٥٠	١٧٤٥
٣٥١	١٧٦٦
٣٥٢	١٧٦٧
٣٥٣	١٧٧١
٣٥٤	١٧٧٢
٣٥٥	١٨١٧
٣٥٦	١٨٣٧

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٥٧	١٨٣٨
٣٥٨	١٨٣٩
٣٥٩	١٨٤٠
٣٦٠	١٨٤١
٣٦١	١٨٥١
٣٦٢	١٨٦٠
٣٦٣	١٨٦١
٣٦٤	١٨٦٢
٣٦٥	١٨٦٣
٣٦٦	١٨٦٤
٣٦٧	١٨٨٧
٣٦٨	١٨٨٨
٣٦٩	١٨٨٩
٣٧٠	١٩١٢
٣٧١	١٩١٣
٣٧٢	١٩١٤
٣٧٣	١٩١٥
٣٧٤	١٩٣٦
٣٧٥	١٩٣٧
٣٧٦	١٩٣٨
٣٧٧	١٩٣٩
٣٧٨	١٩٤٠
٣٧٩	١٩٤١
٣٨٠	١٩٤٢
٣٨١	١٩٧١
٣٨٢	١٩٧٢

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٨٣	١٩٧٣
٣٨٤	٢٠٤١
٣٨٥	٢٠٤٢
٣٨٦	٢٠٥٣
٣٨٧	٢٠٥٤
٣٨٨	٢٠٦٠
٣٨٩	٢٠٦١
٣٩٠	٢٠٧٩
٣٩١	٢٠٨٠
٣٩٢	٢٠٨١
٣٩٣	٢٠٨٢
٣٩٤	٢١١٧
٣٩٥	٢١١٨
٣٩٦	٢١١٩
٣٩٧	٢١٢٠
٣٩٨	٢١٢١
٣٩٩	٢١٢٥
٤٠٠	٢١٤٨
٤٠١	٢١٤٩
٤٠٢	٢١٥٠
٤٠٣	٢١٥١
٤٠٤	٢١٥٢
٤٠٥	٢١٥٣
٤٠٦	٢١٥٤
٤٠٧	٢١٥٥
٤٠٨	٢١٥٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٠٩	٢١٧٢
٤١٠	٢١٧٣
٤١١	٢٢١٦
٤١٢	٢٢١٧
٤١٣	٢٢١٨
٤١٤	٢٢١٩
٤١٥	٢٢٢٠
٤١٦	٢٢٢١
٤١٧	٢٢٢٢
٤١٨	٢٢٢٣
٤١٩	٢٢٢٤
٤٢٠	٢٢٢٥
٤٢١	٢٢٢٦
٤٢٢	٢٢٢٧
٤٢٣	٢٢٢٨
٤٢٤	٢٢٤١
٤٢٥	٢٢٦٢
٤٢٦	٢٢٦٣
٤٢٧	٢٢٦٤
٤٢٨	٢٢٦٥
٤٢٩	٢٣٠٩
٤٣٠	٢٣١٠
٤٣١	٢٣١١
٤٣٢	٢٣١٢
٤٣٣	٢٣٢٤
٤٣٤	٢٣٢٥

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٣٥	٢٣٢٦
٤٣٦	٢٣٢٧
٤٣٧	٢٣٢٨
٤٣٨	٢٣٢٩
٤٣٩	٢٣٣٠
٤٤٠	٢٣٣١
٤٤١	٢٣٣٥
٤٤٢	٢٣٣٦
٤٤٣	٢٣٤٢
٤٤٤	٢٣٤٣
٤٤٥	٢٣٥٩
٤٤٦	٢٣٦٠
٤٤٧	٢٣٧٤
٤٤٨	٢٤٢٤
٤٤٩	٢٤٢٥
٤٥٠	٢٤٢٦
٤٥١	٢٤٢٧
٤٥٢	٢٤٢٨
٤٥٣	٢٤٣٢
٤٥٤	٢٤٣٣
٤٥٥	٢٤٣٤
٤٥٦	٢٤٤٦
٤٥٧	٢٤٦٠
٤٥٨	٢٤٩٣
٤٥٩	٢٥٠٠
٤٦٠	٢٥٠٧

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٦١	٢٥٠٨
٤٦٢	٢٥٠٩
٤٦٣	٢٥٢٠
٤٦٤	٢٥٥٧
٤٦٥	٢٥٥٨
٤٦٦	٢٥٧٢
٤٦٧	٢٥٧٣
٤٦٨	٢٥٧٤
٤٦٩	٢٥٧٥
٤٧٠	٢٥٧٦
٤٧١	٢٥٩٨
٤٧٢	٢٥٩٩
٤٧٣	٢٦١٣
٤٧٤	٢٦٣٩
٤٧٥	٢٦٤٠
٤٧٦	٢٦٤١
٤٧٧	٢٦٤٢
٤٧٨	٢٦٤٣
٤٧٩	٢٦٥٥
٤٨٠	٢٦٥٦
٤٨١	٢٦٦٢
٤٨٢	٢٦٦٣
٤٨٣	٢٦٦٤
٤٨٤	٢٦٧٥
٤٨٥	٢٦٧٦
٤٨٦	٢٦٧٧

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٨٧	٢٦٧٨
٤٨٨	٢٦٧٩
٤٨٩	٢٦٩٠
٤٩٠	٢٦٩١
٤٩١	٢٦٩٢
٤٩٢	٢٦٩٣
٤٩٣	٢٦٩٤
٤٩٤	٢٦٩٥
٤٩٥	٢٦٩٦
٤٩٦	٢٧١٠
٤٩٧	٢٧٣٨
٤٩٨	٢٧٣٩
٤٩٩	٢٧٤٠
٥٠٠	٢٧٥٨
٥٠١	٢٧٥٩
٥٠٢	٢٧٧٢
٥٠٣	٢٧٨٧
٥٠٤	٢٨٠١
٥٠٥	٢٨٤٥
٥٠٦	٢٨٤٦
٥٠٧	٢٨٤٧
٥٠٨	٢٨٤٨
٥٠٩	٢٨٥٤
٥١٠	٢٨٧٢
٥١١	٢٨٧٥
٥١٢	٢٨٧٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
٥١٣	٢٨٧٧
٥١٤	٢٨٨٥
٥١٥	٢٨٩٣
٥١٦	٢٨٩٤
٥١٧	٢٨٩٥
٥١٨	٢٨٩٦
٥١٩	٢٨٩٧
٥٢٠	٢٨٩٨
٥٢١	٢٨٩٩
٥٢٢	٢٩٠٠
٥٢٣	٢٩١٥
٥٢٤	٢٩١٩
٥٢٥	٢٩٥٢
٥٢٦	٢٩٥٣
٥٢٧	٢٩٥٤
٥٢٨	٢٩٥٥
٥٢٩	٢٩٥٦
٥٣٠	٢٩٥٧
٥٣١	٢٩٥٨
٥٣٢	٢٩٥٩
٥٣٣	٢٩٦٠
٥٣٤	٢٩٦١
٥٣٥	٢٩٨٣
٥٣٦	٢٩٨٤
٥٣٧	٢٩٨٥
٥٣٨	٢٩٨٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
٥٣٩	٢٩٨٧
٥٤٠	٢٩٨٨
٥٤١	٢٩٨٩
٥٤٢	٢٩٩٠
٥٤٣	٢٩٩٥
٥٤٤	٢٩٩٦
٥٤٥	٢٩٩٧
٥٤٦	٢٩٩٨
٥٤٧	٣٠٠٤
٥٤٨	٣٠٣١
٥٤٩	٣٠٩١
٥٥٠	٣١٣٣
٥٥١	٣١٣٤
٥٥٢	٣١٤٨
٥٥٣	٣١٤٩
٥٥٤	٣١٨٠
٥٥٥	٣٢١١
٥٥٦	٣٢٣٩
٥٥٧	٣٢٤٠
٥٥٨	٣٢٤٤
٥٥٩	٣٢٤٦
٥٦٠	٣٢٤٧
٥٦١	٣٢٤٨
٥٦٢	٣٢٤٩
٥٦٣	٣٢٥٠
٥٦٤	٣٢٥٩

نمبر شمار	حدیث نمبر
٥٦٥	٣٢٦٠
٥٦٦	٣٢٧٨
٥٦٧	٣٢٧٩
٥٦٨	٣٢٩٨
٥٦٩	٣٢٩٩
٥٧٠	٣٣٠٠
٥٧١	٣٣١٧
٥٧٢	٣٣١٨
٥٧٣	٣٣٢٤
٥٧٤	٣٣٢٥
٥٧٥	٣٣٢٩
٥٧٦	٣٣٣٠
٥٧٧	٣٣٣١
٥٧٨	٣٣٣٣
٥٧٩	٣٣٣٤
٥٨٠	٣٣٣٥
٥٨١	٣٣٥٢
٥٨٢	٣٣٥٣
٥٨٣	٣٣٥٨
٥٨٤	٣٣٥٩
٥٨٥	٣٣٦٠
٥٨٦	٣٣٦١
٥٨٧	٣٣٦٢
٥٨٨	٣٣٦٣
٥٨٩	٣٣٧٥
٥٩٠	٣٣٧٦
٥٩١	٣٤١٠
٥٩٢	٣٤٢٢
٥٩٣	٣٤٣٩
٥٩٤	٣٤٥٠
٥٩٥	٣٤٥١
٥٩٦	٣٥١٢
٥٩٧	٣٥١٣
٥٩٨	٣٥١٤
٥٩٩	٣٥١٩
٦٠٠	٣٥٤٦
٦٠١	٣٥٤٨
٦٠٢	٣٥٥٢
٦٠٣	٣٥٥٣
٦٠٤	٣٥٥٤
٦٠٥	٣٥٥٥
٦٠٦	٣٥٥٦
٦٠٧	٣٥٥٧
٦٠٨	٣٥٦٢
٦٠٩	٣٥٦٣
٦١٠	٣٥٦٤
٦١١	٣٥٩١
٦١٢	٣٥٩٤
٦١٣	٣٥٩٥
٦١٤	٣٦٠٨
٦١٥	٣٦٠٩
٦١٦	٣٦١٣

نمبر شمار	حدیث نمبر
٦١٧	٣٦١٦
٦١٨	٣٦١٧
٦١٩	٣٦١٨
٦٢٠	٣٦٤٨
٦٢١	٣٦٤٩
٦٢٢	٣٦٥٠
٦٢٣	٣٦٥١
٦٢٤	٣٦٦٠
٦٢٥	٣٦٦١
٦٢٦	٣٦٦٢
٦٢٧	٣٦٦٣
٦٢٨	٣٦٦٤
٦٢٩	٣٦٦٥
٦٣٠	٣٧٣٣
٦٣١	٣٧٣٤
٦٣٢	٣٧٣٥
٦٣٣	٣٧٣٦
٦٣٤	٣٧٣٧
٦٣٥	٣٧٣٨
٦٣٦	٣٧٣٩
٦٣٧	٣٧٤٠
٦٣٨	٣٧٤١
٦٣٩	٣٧٤٢
٦٤٠	٣٧٥٢
٦٤١	٣٧٦٣
٦٤٢	٣٧٦٤
٦٤٣	٣٨٠٩
٦٤٤	٣٨١٠
٦٤٥	٣٨١١
٦٤٦	٣٨٣٧
٦٤٧	٣٨٣٨
٦٤٨	٣٨٣٩
٦٤٩	٣٨٤٠
٦٥٠	٣٨٤١
٦٥١	٣٨٤٢
٦٥٢	٣٨٤٣
٦٥٣	٣٨٦٨
٦٥٤	٣٨٧٥

ابن الملقن شافعیؒ کی کتاب "تحفة المحتاج"

مصنفؒ نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں کتاب کے متعلق جو تحریر کیا ہے، یہاں پر اسی کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں:
صاحب کتاب مقدمہ میں (۱) رقمطراز ہیں: اس کتاب میں میرا اُصول یہ ہے کہ میں صرف صحیح یا حسن حدیث ہی ذکر کروں گا۔ ضعیف حدیث ذکر نہیں کروں گا۔
لیکن مصنف اپنی اس شرط کو پورا نہیں کر سکے اور بادل نخواستہ ان کو ضعیف احادیث کا سہارا لینا پڑا، جس کی معذرت خواہی کرتے ہوئے (۲) تحریر کرتے ہیں: مجھے اُمید ہے کہ اس کتاب میں مذکور تمام مسائل میں جن کے متعلق کوئی صحیح یا حسن حدیث منقول ہے، اس کے شرائط کا پورا لحاظ کیا گیا۔ رہے ضعیف احادیث اور آثار تو شاذ و نادر ہی ان کو پیش کیا؛ البتہ اس کتاب کی میری شرح "عمدة المحتاج إلى كتب المنهاج" میں میں نے ضعیف احادیث سے جا بجا استدلال کیا ہے۔

كتاب المحرّر في الحديث

(جس کو) امام محدث حافظ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن عماد الدین احمد بن عبدالهادی المقدسی الحنبلي المعروف بابن قدامہؒ نے شرعی احکام کو بیان کرنے کے لیے (تحریر کیا ہے)۔
میں یہاں پر مقدمۂ کتاب ہی سے ایک عبارت کو نقل کرنا کافی سمجھتا ہوں، جس میں مصنفؒ نے اس کتاب کے اندر صحیح وضعیف احادیث سے متعلق اپنے اختیار کردہ طریقۂ کار کی وضاحت فرمائی ہے۔
مصنف کا کہنا ہے کہ: یہ مختصر سی کتاب ان احادیث نبویہ ﷺ پر مشتمل ہے، جن کا تعلق احکام شرعیہ سے ہے۔ میں نے ان حدیثوں کو مشہور ائمۂ حدیث اور قابل اعتماد حفاظِ حدیث کی کتابوں، مثلاً: مسند احمد بن حنبل، بخاری، مسلم، سنن ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، جامع ترمذی، صحیح ابن خزیمہ، ابو حاتم، ابن حبان کی کتاب الانواع والتقاسیم، حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری کی مستدرک اور بیہقی کی سنن کبریٰ وغیرہ مشہور و معروف کتب سے انتخاب کر کے جمع کیا ہے اور میں نے ان محدثین کا نام بھی ذکر کر دیا، جنہوں نے حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دیا ہے اور راویوں پر جو جرح یا تعدیل کی گئی، اس کو بھی لکھ دیا۔

صحیح احادیث کا التزام کرنے والے مصنفین کی کتابوں میں درج شدہ ضعیف احادیث

اس عنوان کے تحت ہم نے صحیحین (بخاری ومسلم) کے علاوہ صرف چار کتب حدیث کا ذکر کیا ہے:
(۱) صحیح ابن خزیمہ (۲) صحیح ابن حبان (۳) مختارہ للضیاء المقدسی (۴) مستدرک حاکم

۱ مقدمہ تحفۃ المحتاج: ۱/۱۲۹، ۱۳۰۔ ۲ ص/۱۳۱۔

صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان

علامہ سیوطیؒ تحریر فرماتے ہیں: صحیح ابن خزیمہ کا درجہ صحیح ابن حبان سے بڑھا ہوا ہے؛ کیونکہ ان کے تحریر کردہ شرائط سخت ہیں؛ حتیٰ کہ وہ سند میں معمولی کلام کی وجہ سے بھی حدیث کو صحیح نہیں کہتے؛ بلکہ "إن صحّ الخبر، یا إن ثبت کذا" وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔(۱) علامہ ابن عمادؒ رقمطراز ہیں: اکثر ناقدین حدیث (علماء جرح وتعدیل) کی رائے یہ ہے کہ صحیح ابن خزیمہ کا درجہ ابن ماجہ سے اونچا ہے۔(۲)

علامہ ابن الصلاحؒ لکھتے ہیں: (کسی روایت کے صحیح ہونے کے واسطے) اس کا ان کتابوں میں لکھا ہوا ہونا کافی ہے، جن کے مصنفین نے اپنی کتابوں میں صحیح احادیث کو جمع کرنے کی شرط لگائی ہے، مثلاً: صحیح ابن خزیمہ۔(۳)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان کے متعلق مذکورہ خیال محلِ نظر ہے؛ کیونکہ محدث ابن خزیمہؒ اور محدث ابن حبانؒ ان محدثین میں سے ہیں، جو صحیح اور حسن کے درمیان فرق نہیں کرتے؛ بلکہ ان کے نزدیک حسن، صحیح حدیث کی ایک قسم ہے، نہ کہ مدِّ مقابل۔(۴)

علامہ عماد بن کثیرؒ لکھتے ہیں: ابن خزیمہؒ اور ابن حبانؒ نے (اپنی کتابوں میں) صحیح احادیث نقل کرنے کا التزام کیا ہے اور یہ دونوں کتابیں بہت سی خصوصیات کی وجہ سے مستدرک حاکم سے بہتر اور سند ومتن کے اعتبار سے اس سے صاف ستھری ہیں۔(۵)

حافظ ابن حجرؒ رقمطراز ہیں: جو احادیث ابن خزیمہ اور ابن حبان میں ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ وہ استدلال واحتجاج کے قابل ہیں، جب تک ان کے اندر کوئی علتِ قادحہ ظاہر نہ ہو؛ کیونکہ یہ کتابیں صحیح یا حسن احادیث پر مشتمل ہیں۔(۶)

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں: میں نے صحیح بخاری کے لیے "خ" اور صحیح مسلم کے لیے "م" ابن حبان کے لیے "حب" مستدرک حاکم کے لیے "ک" اور مختارۃ ضیاء مقدسی کے لیے "ض" کا نشان اختیار کیا ہے۔ ان کتابوں کی تمام حدیثیں صحیح ہیں؛ لہٰذا ان کتابوں میں سے کسی کتاب کا حوالہ دینا اس حدیث کے صحیح ہونے کی علامت ہوگی، سوائے مستدرک حاکم کی ان حدیثوں کے جن میں امام حاکمؒ پر نکیر کی گئی، جن کی میں صراحت کردوں گا، اسی طرح موطا مالک، صحیح ابن خزیمہ اور ابوعوانہ کی طرف کسی حدیث کو منسوب کرنا، اس کی صحت کی نشانی ہوگی۔(۷)

محدث احمد شاکرؒ تحریر کرتے ہیں: صحیح ابن خزیمہ، ابن حبانؒ کی "صحیح علی التقاسیم والأنواع" اور حاکمؒ کی "مستدرك علی الصحیحین" یہ تینوں کتابیں بخاری اور مسلم کے بعد وہ اہم ترین کتب ہیں، جو صرف صحیح احادیث پر مشتمل ہیں۔(۸)

---

۱ التدریب: ص/۵۴۔ ۲ الشذرات: ۳/۱۶۔ ۳ علوم الحدیث: ۲۱۔ ۴ النکت الظراف: ۱/۲۹۰۔

۵ اختصار علوم الحدیث: ص/۲۶۔ ۶ النکت علی کتاب ابن الصلاح: ۱/۲۹۱۔ ۷ مقدمہ جمع الجوامع: ۱/ق/۳/ب۔ ۸ مقدمہ ابن حبان: ص/۷۰۷۔

علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں: صحیح ابن خزیمہ میں کئی حدیثیں ایسی ہیں، جن پر امام ابن خزیمہؒ نے صحیح ہونے کا حکم لگایا؛ حالانکہ وہ حسن کے مرتبہ سے آگے نہیں بڑھتیں؛ بلکہ اس میں ایک تعداد ایسی احادیث کی بھی ہے، جن کو ترمذیؒ نے صحیح قرار دیا ہے؛ حالانکہ امام ترمذیؒ صحیح اور حسن کے درمیان فرق کرتے ہیں۔(۱)

علامہ صنعانیؒ لکھتے ہیں: ابن النحویؒ نے "البحر المنیر" میں تحریر فرمایا ہے کہ: صحیح ابن حبان کا بڑا حصہ ان کے شیخ محمد بن خزیمہؒ کی صحیح سے لیا گیا ہے، مگر ابن صلاحؒ کا کہنا ہے کہ: صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم دونوں کی حیثیت تقریباً برابر ہے۔ ابن حجر ہیثمیؒ اپنی کتاب "الفہرست" میں نقل کرتے ہیں کہ: امام حاکمؒ نے فرمایا: محدث ابن حبانؒ بسا اوقات مجہول راویوں سے بھی حدیث روایت کرتے ہیں اور خاص بات یہ ہے کہ ابن حبانؒ کے نزدیک حدیث حسن، حدیث صحیح کی ایک قسم ہے۔ بہر حال ماہرین فن کو چاہیے کہ وہ اجتہاد اور بحث و تحقیق سے کام لیں۔ ان حضرات (ابن حبان، امام حاکم جیسے محدثین) اور ان کے متبعین کی پیروی نہ کرے، کتنی ہی ایسی حدیثوں کو ابن حبانؒ نے صحیح کہہ دیا ہے، جو حسن کے درجہ سے اوپر نہیں اٹھتیں۔(۲)

محدث شیخ عبد الفتاح ابوغدہؒ "الأجوبة" پر اپنی تعلیقات میں لکھتے ہیں: یہ بطور مثال صحیح ابن خزیمہ کی تین ضعیف احادیث ہیں۔(۳)

محقق عصر عالی جناب ڈاکٹر مصطفی سباعی اور عالی مقام شعیب ارناؤط ابن خزیمہ کی ضعیف احادیث (۳۵۲) بیان کی ہیں۔ اختصار کی غرض سے صرف ان کے نمبرات لکھے جاتے ہیں۔ (اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں!)

---

۱ فتح المغیث: ۱/۳۱۔ ۲ توضیح الافکار: ۱/۶۳۔ ۳ الاجوبۃ: ص/۱۴۵۔

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
١	٢٩	٢٣	٢٩٩
٢	٧١	٢٤	٣٠٠
٣	٧٧	٢٥	٣٠٥
٤	٨٣	٢٦	٣١٥
٥	٨٩	٢٧	٣٤٠
٦	٩٠	٢٨	٣٦٢
٧	١٠٣	٢٩	٣٦٩
٨	١٠٢	٣٠	٣٧٠
٩	١٢٢	٣١	٣٧٣
١٠	١٥١	٣٢	٣٨٨
١١	١٥٢	٣٣	٣٩٠
١٢	١٦٤	٣٤	٤١٢
١٣	١٦٧	٣٥	٤١٣
١٤	٢٠٠	٣٦	٤١٥
١٥	٢٠٨	٣٧	٤٤١
١٦	٢١٧	٣٨	٤٥٨
١٧	٢٣٧	٣٩	٤٦٨
١٨	٢٥٦	٤٠	٤٦٩
١٩	٢٧٢	٤١	٤٧٠
٢٠	٢٧٣	٤٢	٤٧٢
٢١	٢٧٨	٤٣	٤٧٩
٢٢	٢٨٩	٤٤	٤٨١

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٥	٤٨٢	٧١	٦٨٩
٤٦	٤٩٨	٧٢	٧٠٩
٤٧	٥١٢	٧٣	٧١٥
٤٨	٥٥٦	٧٤	٧٢٧
٤٩	٥٦٠	٧٥	٧٢٨
٥٠	٥٦٤	٧٦	٧٢٩
٥١	٥٦٥	٧٧	٧٣٤
٥٢	٥٧١	٧٨	٧٣٥
٥٣	٥٧٢	٧٩	٧٤٥
٥٤	٥٨٠	٨٠	٧٦٦
٥٥	٥٨٩	٨١	٧٧٢
٥٦	٦٠٠	٨٢	٧٧٩
٥٧	٦٠١	٨٣	٧٨٠
٥٨	٦٠٤	٨٤	٧٩٧
٥٩	٦٢٦	٨٥	٨٠٨
٦٠	٦٢٨	٨٦	٨١٠
٦١	٦٢٩	٨٧	٨١١
٦٢	٦٣٧	٨٨	٨١٥
٦٣	٦٤٠	٨٩	٨٢١
٦٤	٦٤٦	٩٠	٨٢٨
٦٥	٦٥٠	٩١	٨٦٥
٦٦	٦٥٣	٩٢	٨٩٧
٦٧	٦٦٢	٩٣	٩١٦
٦٨	٦٦٨	٩٤	٩٤٠
٦٩	٦٧٠	٩٥	٩٨٢
٧٠	٦٧٦	٩٦	٩٩٨

نمبر شمار	حدیث نمبر
٩٧	١٠٠٦
٩٨	١٠٢٧
٩٩	١٠٣٣
١٠٠	١٠٤٦
١٠١	١٠٤٧
١٠٢	١٠٥١
١٠٣	١٠٦٣
١٠٤	١٠٦٧
١٠٥	١٠٧٩
١٠٦	١٠٨٠
١٠٧	١٠٨٥
١٠٨	١٠٩٣
١٠٩	١٠٩٤
١١٠	١١٠٤
١١١	١١٠٥
١١٢	١١١٩
١١٣	١١٢٤
١١٤	١١٣٦
١١٥	١١٤٣
١١٦	١١٥٨
١١٧	١١٥٩
١١٨	١١٦٥
١١٩	١١٨١
١٢٠	١١٩٠
١٢١	١١٩٥
١٢٢	١٢٠١

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٢٣	٢١٧/٢
١٢٤	١٢١٢
١٢٥	١٢١٤
١٢٦	١٢١٥
١٢٧	١٢١٦
١٢٨	١٢١٨
١٢٩	١٢٢٠
١٣٠	١٢٢٣
١٣١	١٢٣٤
١٣٢	١٢٥٣
١٣٣	١٢٥٤
١٣٤	١٢٦٠
١٣٥	١٢٦١
١٣٦	١٢٧٥
١٣٧	١٢٩٧
١٣٨	١٣١٩
١٣٩	١٣٢٠
١٤٠	١٣٢١
١٤١	١٣٢٥
١٤٢	١٣٢٦
١٤٣	١٣٢٧
١٤٤	١٣٢٨
١٤٥	١٣٣١
١٤٦	١٣٣٤
١٤٧	١٣٤٠
١٤٨	١٣٦٤

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
١٤٩	١٣٦٥	١٧٥	١٥٧٨
١٥٠	١٣٧٢	١٧٦	١٥٨١
١٥١	١٣٨٥	١٧٧	١٥٨٦
١٥٢	١٣٩٣	١٧٨	١٥٩٢
١٥٣	١٣٩٧	١٧٩	١٥٩٥
١٥٤	١٤٠٠	١٨٠	١٦٨٤
١٥٥	١٤٠٢	١٨١	١٧١٠
١٥٦	١٤٠٣	١٨٢	١٧١١
١٥٧	١٤٠٤	١٨٣	١٧٢٨
١٥٨	١٤٠٩	١٨٤	١٧٢٩
١٥٩	١٤٢٨	١٨٥	١٧٤١
١٦٠	١٤٣١	١٨٦	١٧٤٦
١٦١	١٤٣٥	١٨٧	١٧٦٦
١٦٢	١٤٣٨	١٨٨	١٧٦٧
١٦٣	١٤٣٩	١٨٩	١٧٧٦
١٦٤	١٤٥٠	١٩٠	١٧٧٨
١٦٥	١٤٥٢	١٩١	١٧٨٠
١٦٦	١٤٥٥	١٩٢	١٨٠٩
١٦٧	١٤٦٢	١٩٣	١٨١٥
١٦٨	١٤٦٤	١٩٤	١٨١٧
١٦٩	١٤٦٨	١٩٥	١٨١٩
١٧٠	١٤٨٦	١٩٦	١٨٢٤
١٧١	١٥٢٠	١٩٧	١٨٣٨
١٧٢	١٥٣٥	١٩٨	١٨٤٩
١٧٣	١٥٥٣	١٩٩	١٨٥٩
١٧٤	١٥٥٩	٢٠٠	١٨٦١

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٠١	١٨٦٢	٢٢٧	٢٠٠٧
٢٠٢	١٨٧٢	٢٢٨	٢٠٠٨ن
٢٠٣	١٨٧٨	٢٢٩	٢٠٤٠
٢٠٤	١٨٨٤	٢٣٠	٢٠٤١
٢٠٥	١٨٨٥	٢٣١	٢٠٤٢
٢٠٦	١٨٨٦	٢٣٢	٢٠٤٣
٢٠٧	١٨٨٧	٢٣٣	٢٠٥٣
٢٠٨	١٨٩٢	٢٣٤	٢٠٥٦
٢٠٩	١٨٩٣	٢٣٥	٢٠٥٧
٢١٠	١٩٠١	٢٣٦	٢٠٦٢
٢١١	١٩٣٨	٢٣٧	٢٠٦٣
٢١٢	١٩٣٩	٢٣٨	٢٠٦٥
٢١٣	١٩٤٩	٢٣٩	٢٠٦٧
٢١٤	١٩٥٠	٢٤٠	٢٠٨٩
٢١٥	١٩٥١	٢٤١	٢٠٩٥
٢١٦	١٩٧٢	٢٤٢	٢١٠١
٢١٧	١٩٧٣	٢٤٣	٢١١٩
٢١٨	١٩٧٤	٢٤٤	٢١٢٧
٢١٩	١٩٧٥	٢٤٥	٢١٣٦
٢٢٠	١٩٧٦	٢٤٦	٢١٣٨
٢٢١	١٩٧٧	٢٤٧	٢١٣٩
٢٢٢	١٩٧٨	٢٤٨	٢١٤٥
٢٢٣	١٩٨١	٢٤٩	٢١٤٧
٢٢٤	١٩٨٧	٢٥٠	٢١٥٣
٢٢٥	١٩٨٨	٢٥١	٢١٥٦
٢٢٦	٢٠٠٣	٢٥٢	٢١٦٢

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٥٣	٢١٢٦٧
٢٥٤	٢١٧٠
٢٥٥	٢١٩٠
٢٥٦	٢١٩٥
٢٥٧	٢٢٠١
٢٥٨	٢٢٣٥
٢٥٩	٢٢٣٦
٢٦٠	٢٢٤٧
٢٦١	٢٢٤٩
٢٦٢	٢٢٥٨
٢٦٣	٢٢٦٠
٢٦٤	٢٢٧٢
٢٦٥	٢٢٨٢م
٢٦٦	٢٢٩٢
٢٦٧	٢٣٠٤
٢٦٨	٢٣١٠
٢٦٩	٢٣١٦
٢٧٠	٢٣١٧
٢٧١	٢٣٢٣
٢٧٢	٢٣٣٣
٢٧٣	٢٣٣٧
٢٧٤	٢٣٩٠
٢٧٥	٢٤١٢
٢٧٦	٢٤٢٠
٢٧٧	٢٤٣٣
٢٧٨	٢٤٣٥
٢٧٩	٢٤٤١
٢٨٠	٢٤٥٠
٢٨١	٢٤٥٦
٢٨٢	٢٤٥٧
٢٨٣	٢٤٦٨
٢٨٤	٢٤٧١
٢٨٥	٢٤٧٨
٢٨٦	٢٤٧٩
٢٨٧	٢٥١٦
٢٨٨	٢٥٣٥
٢٨٩	٢٥٤٠
٢٩٠	٢٥٤٨
٢٩١	٢٥٤٩
٢٩٢	٢٥٦٤
٢٩٣	٢٥٦٨
٢٩٤	٢٥٧٢
٢٩٥	٢٥٧٩
٢٩٦	٢٥٨٠
٢٩٧	٢٥٩٥
٢٩٨	٢٦٢٣
٢٩٩	٢٦٢٨
٣٠٠	٢٦٣١
٣٠١	٢٦٤١
٣٠٢	٢٦٥٢
٣٠٣	٢٦٧٩
٣٠٤	٢٦٩١

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٠٥	٢٦٩٧
٣٠٦	٢٧٠٣
٣٠٧	٢٧٠٤
٣٠٨	٢٧٠٥
٣٠٩	٢٧١٢
٣١٠	٢٧١٣
٣١١	٢٧٢١
٣١٢	٢٧٢٧
٣١٣	٢٧٢٨
٣١٤	٢٧٣٢
٣١٥	٢٧٣٤
٣١٦	٢٧٣٧
٣١٧	٢٧٤٨
٣١٨	٢٧٦٣
٣١٩	٢٧٧٣
٣٢٠	٢٧٩١
٣٢١	٢٧٩٢
٣٢٢	٢٧٩٣
٣٢٣	٢٨٣٣
٣٢٤	٢٨٣٤
٣٢٥	٢٨٣٥
٣٢٦	٢٨٣٦
٣٢٧	٢٨٤٠
٣٢٨	٢٨٤١
٣٢٩	٢٨٤٦
٣٣٠	٢٨٥٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٣١	٢٨٧٤
٣٣٢	٢٨٨٨
٣٣٣	٢٨٩١
٣٣٤	٢٩٠٦
٣٣٥	٢٩١١
٣٣٦	٢٩١٣
٣٣٧	٢٩٥٦
٣٣٨	٢٩٦٧
٣٣٩	٢٩٦٩
٣٤٠	٢٩٧٣
٣٤١	٢٩٧٤
٣٤٢	٣٠١٢
٣٤٣	٣٠١٣
٣٤٤	٣٠٣٧
٣٤٥	٣٠٣٨
٣٤٦	٣٠٤٦
٣٤٧	٣٠٤٧
٣٤٨	٣٠٥٦
٣٤٩	٣٠٥٩
٣٥٠	٣٠٦٢
٣٥١	٣٠٦٤
٣٥٢	٣٠٦٨

صحیح ابن حبان کی ضعیف احادیث ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی اور شعیب ارناؤط کی تصریح کے مطابق (۲۹۴) ہیں۔ا ختصار کی غرض سے صرف ان کے نمبرات ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
١	١	٢٣	٤٨٣
٢	٢	٢٤	٤٨٩
٣	٨٨	٢٥	٥٣٠
٤	١٩٢	٢٦	٥٨٥
٥	١٩٣	٢٧	٦١٢
٦	٢٢٩	٢٨	٦١٣
٧	٢٧١	٢٩	٦١٦
٨	٢٩٠	٣٠	٦٢٦
٩	٣٠٣	٣١	٦٢٧
١٠	٣٠٩	٣٢	٦٦٨
١١	٣١٥	٣٣	٦٧١
١٢	٣٥٧	٣٤	٧٠٩
١٣	٣٦١	٣٥	٧٢٦
١٤	٣٦٨	٣٦	٧٤٥
١٥	٣٧٨	٣٧	٧٨٠
١٦	٣٩٨	٣٨	٨٠٨
١٧	٤٠٣	٣٩	٨٠٩
١٨	٤١٨	٤٠	٨١٦
١٩	٤٢٢	٤١	٨١٧
٢٠	٤٤٦	٤٢	٨٤٠
٢١	٤٥٨	٤٣	٨٤٧
٢٢	٤٧١	٤٤	٨٦٤

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٥	٨٧١
٤٦	٩٠٣
٤٧	٩١٥
٤٨	٩٢٢
٤٩	٩٢٦
٥٠	٩٥١
٥١	٩٨١
٥٢	١٠٠٦
٥٣	١٠٢٥
٥٤	١٠٢٦
٥٥	١٠٩٦
٥٦	١١٠١
٥٧	١١٠٦
٥٨	١١٨٩
٥٩	١٢١٩
٦٠	١٣٤٤
٦١	١٤٠٥
٦٢	١٤١٠
٦٣	١٤١٣
٦٤	١٤٢٢
٦٥	١٤٢٣
٦٦	١٤٤١
٦٧	١٤٩٠
٦٨	١٤٩٩
٦٩	١٥٦٣

نمبر شمار	حدیث نمبر
٧٠	١٦٤٦
٧١	١٧٢١
٧٢	١٧٤١
٧٣	١٧٤٣
٧٤	١٧٦٤
٧٥	١٨٤١
٧٦	١٨٨٧
٧٧	١٩١٣
٧٨	١٩٧٤
٧٩	١٩٩٥
٨٠	٢٠٣١
٨١	٢٠٦٣
٨٢	٢١٦٨
٨٣	٢١٧٠
٨٤	٢٢٠٧
٨٥	٢٢٣٧
٨٦	٢٢٤٠
٨٧	٢٢٧٧
٨٨	٢٢٨٩
٨٩	٢٣٦١
٩٠	٢٣٦٥
٩١	٢٣٧٦
٩٢	٢٤٠٩
٩٣	٢٤١٥
٩٤	٢٤٤٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
٩٥	٢٤٨٤
٩٦	٢٥١٤
٩٧	٢٥٤١
٩٨	٢٥٤٩
٩٩	٢٥٥٠
١٠٠	٢٥٦٤
١٠١	٢٦٢٨
١٠٢	٢٦٣٥
١٠٣	٢٦٣٩
١٠٤	٢٦٤٠
١٠٥	٢٦٥٢
١٠٦	٢٦٥٥
١٠٧	٢٧٦٨
١٠٨	٢٧٨٨
١٠٩	٢٧٨٩
١١٠	٢٧٩٤
١١١	٢٨١٣
١١٢	٢٨٣٤
١١٣	٢٨٥١
١١٤	٢٨٥٢
١١٥	٢٨٥٦
١١٦	٢٨٨٣
١١٧	٢٨٨٨
١١٨	٢٩١٠
١١٩	٢٩٢٢

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٢٠	٢٩٦٦
١٢١	٢٩٤٥
١٢٢	٢٩٦١
١٢٣	٣٠٠٢
١٢٤	٣٠٢٠
١٢٥	٣٠٣٥
١٢٦	٣١١٨
١٢٧	٣١٢١
١٢٨	٣١٤٠
١٢٩	٣١٥٧
١٣٠	٣١٧٧
١٣١	٣٢١٥
١٣٢	٣٢٥٢
١٣٣	٣٢٧٨
١٣٤	٣٢٧٩
١٣٥	٣٢٨٠
١٣٦	٣٣٠٩
١٣٧	٣٣٢٥
١٣٨	٣٣٣١
١٣٩	٣٣٣٤
١٤٠	٣٣٤٨
١٤١	٣٣٨٢
١٤٢	٣٣٨٣
١٤٣	٣٣٨٤
١٤٤	٣٣٩١

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
١٤٥	٣٤١٥	١٧٠	٤١٥٩
١٤٦	٣٤٣٣	١٧١	٤٢٣٦
١٤٧	٣٤٤٠	١٧٢	٤٢٦٢
١٤٨	٣٤٧٩	١٧٣	٤٢٧٤
١٤٩	٣٥٠٧	١٧٤	٤٢٧٨
١٥٠	٣٥١٤	١٧٥	٤٣١٢
١٥١	٣٦٨٣	١٧٦	٤٣٢١
١٥٢	٣٦٩٧	١٧٧	٤٣٤٣
١٥٣	٣٧٠١	١٧٨	٤٣٥٦
١٥٤	٣٧٠٦	١٧٩	٤٣٩٨
١٥٥	٣٧٣٦	١٨٠	٤٣٩٩
١٥٦	٣٧٥٢	١٨١	٤٤٠٠
١٥٧	٣٧٨٣	١٨٢	٤٥٢٥
١٥٨	٣٩١٥	١٨٣	٤٥٨٦
١٥٩	٣٩١٦	١٨٤	٤٦٥٦
١٦٠	٣٩٧١	١٨٥	٤٦٨١
١٦١	٤٠٣٤	١٨٦	٤٦٨٩
١٦٢	٤٠٤٢	١٨٧	٤٧٤٣
١٦٣	٤٠٤٦	١٨٨	٤٧٥٤
١٦٤	٤٠٧٦	١٨٩	٤٧٥٥
١٦٥	٤٠٧٧	١٩٠	٤٨٥٦
١٦٦	٤١٠٨	١٩١	٤٨٦٤
١٦٧	٤١٣٠	١٩٢	٥٠٢٣
١٦٨	٤١٣٥	١٩٣	٥٠٥٥
١٦٩	٤١٤٩	١٩٤	٥٠٥٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٩٥	٥٠٦٥
١٩٦	٥١١٤
١٩٧	٥٢٠١
١٩٨	٥٢٠٢
١٩٩	٥٢٢٤
٢٠٠	٥٢٣٠
٢٠١	٥٢٣٣
٢٠٢	٥٢٩٦
٢٠٣	٥٣٢٤
٢٠٤	٥٣٤٦
٢٠٥	٥٣٤٨
٢٠٦	٥٣٥٥
٢٠٧	٥٤٥٣
٢٠٨	٥٤٨٨
٢٠٩	٥٥١٩
٢١٠	٥٥٥٠
٢١١	٥٥٦٦
٢١٢	٥٥٧٥
٢١٣	٥٥٧٦
٢١٤	٥٥٩٧
٢١٥	٥٥٩٨
٢١٦	٥٦٣٠
٢١٧	٥٦٤١
٢١٨	٥٦٤٦
٢١٩	٥٦٤٧
٢٢٠	٥٦٧٨
٢٢١	٥٦٨٨
٢٢٢	٥٧٣٥
٢٢٣	٥٧٤٩
٢٢٤	٥٧٥٣
٢٢٥	٥٧٩٦
٢٢٦	٥٨٨٢
٢٢٧	٥٨٨٨
٢٢٨	٦٠١٩
٢٢٩	٦٠٤١
٢٣٠	٦١٢٠
٢٣١	٦١٣١
٢٣٢	٦١٣٧
٢٣٣	٦١٤١
٢٣٤	٦٢٨٦
٢٣٥	٦١٩٧
٢٣٦	٦١٩٨
٢٣٧	٦٢١٨
٢٣٨	٦٢٣٦
٢٣٩	٦٢٤٤
٢٤٠	٦٢٩٤
٢٤١	٦٢٩٥
٢٤٢	٦٣٠٢
٢٤٣	٦٣١٩
٢٤٤	٦٣٣٥

نمبر شمار	حدیث نمبر
۲۴۵	۶۲۲۲
۲۴۶	۶۵۲۲
۲۴۷	۶۶۱۳
۲۴۸	۶۶۴۳
۲۴۹	۶۶۴۴
۲۵۰	۶۶۵۲
۲۵۱	۶۶۶۸
۲۵۲	۶۶۶۹
۲۵۳	۶۶۹۶
۲۵۴	۶۷۱۶
۲۵۵	۶۷۴۲
۲۵۶	۶۷۵۸
۲۵۷	۶۷۶۱
۲۵۸	۶۷۷۶
۲۵۹	۶۷۷۸
۲۶۰	۶۸۲۵
۲۶۱	۶۸۴۴
۲۶۲	۶۸۸۲
۲۶۳	۶۸۸۳
۲۶۴	۶۸۹۹
۲۶۵	۶۹۲۳
۲۶۶	۶۹۴۱
۲۶۷	۶۹۴۲
۲۶۸	۶۹۴۴
۲۶۹	۶۹۶۷
۲۷۰	۶۹۸۰
۲۷۱	۷۰۳۴

نمبر شمار	حدیث نمبر
۲۷۲	۷۱۴۹
۲۷۳	۷۱۵۵
۲۷۴	۷۲۱۰
۲۷۵	۷۲۱۴
۲۷۶	۷۲۳۰
۲۷۷	۷۲۴۸
۲۷۸	۷۲۵۶
۲۷۹	۷۲۵۷
۲۸۰	۷۳۳۴
۲۸۱	۷۳۳۵
۲۸۲	۷۳۴۹
۲۸۳	۷۳۶۰
۲۸۴	۷۳۸۱
۲۸۵	۷۳۹۷
۲۸۶	۷۴۰۱
۲۸۷	۷۴۰۵
۲۸۸	۷۴۱۳
۲۸۹	۷۴۳۸
۲۹۰	۷۴۶۴
۲۹۱	۷۴۶۵
۲۹۲	۷۴۶۷
۲۹۳	۷۴۷۳
۲۹۴	۷۴۸۱

ضیاء الدین حنبلی مقدسی متوفی ۶۴۳ھ کی الأحادیث الجیاد المختارۃ

امام سیوطیؒ (۱) فرماتے ہیں: جن محدثین نے صحیح احادیث پر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، ان میں ایک حافظ ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد المقدسی ہیں، ان کی کتاب کا نام "الأحادیث المختارۃ" ہے، جس میں انھوں نے صحت کا التزام کیا ہے۔ علامہ کتانیؒ (۲) لکھتے ہیں: مقدسیؒ نے اپنی کتاب میں صحت کا التزام کیا ہے اور اس میں ایسی احادیث جمع کی ہیں، جن کی ان سے قبل تصحیح نہیں کی گئی، جن میں بیشتر درست ہیں، سوائے چند احادیث کے جن پر میں نے تبصرہ کیا ہے۔

ابن کثیرؒ (۳) فرماتے ہیں: "الأحادیث المختارۃ" نامی کتاب علوم حدیث کا ذخیرہ ہے، اگر یہ مکمل ہوتی، تو مستدرک حاکم سے بہتر قرار پاتی۔ علامہ سخاویؒ (۴) لکھتے ہیں: صحیح احادیث پائے جانے کے مقامات میں سے ایک مقام "الأحادیث المختارۃ" نامی کتاب ہے، جس میں وہ احادیث صحیحہ پائی جاتی ہے، جو صحیحین میں شامل نہیں ہیں۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ (۵) کہتے ہیں: حافظ ضیاء مقدسی التزام صحت کے اپنے کام کو پورا نہیں کر سکے؛ اس لیے کہ ان کی تالیف مکمل نہیں ہوسکی، اگر تالیف تکمیل پاتی، تو وہ تنقیح کے لیے خود کو فارغ کر سکتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کی کتاب میں بعض ضعیف اور منکر احادیث پائی جاتی ہیں، ایسی چند ضعیف احادیث کی نشاندہی کی جاتی ہے، جنھیں علامہ سیوطیؒ، ضیاء مقدسی کی "المختارۃ" کے حوالہ سے روایت کیا ہے؛ لیکن علماء نے ان کے ضعیف اور منکر ہونے پر تنبیہ فرمائی ہے۔

(۱) ابنو المساجد وأخرجوا القمامة منها. (۲) اتقوا دعوة المظلوم فإنها تحمل على الغمام. (۳) أربع أنزلن من كنز تحت العرش أم الكتاب وآية الكرسي وخواتيم البقرة والكوثر. (۴) ركعتان من متأهل خير من ثنتين وثمانين ركعة من العزب. (۵) علي أصلي وجعفر فرعي.

ان کے علاوہ اور کچھ احادیث ہیں، جن کو حافظ ضیاء مقدسیؒ نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے؛ لیکن علماء نے ان پر کلام کیا ہے اور بعض کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ایسی بعض احادیث مناویؒ کی "فیض القدیر" میں درج ذیل صفحات پر دیکھی جاسکتی ہے۔ ۲/۲، ۱۷۱، ۲۲۳، ۲۳۲، ۳۲۳۔

ان تفصیلات کے ساتھ یہ بات خاص طور سے قابل غور ہے کہ حافظ ضیاء مقدسی کی "الأحادیث المختارۃ" میں موجود ضعیف احادیث کی تعداد ۶۰۶ ہے۔ اختصار کی غرض سے صرف ان کے نمبرات درج کیے جاتے ہیں۔ (اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں!)

---

۱ التدریب: ۱/۱۴۴۔ ۲ الرسالۃ المستطرفۃ: ص/۱۹۰۔ ۳ التاریخ: ۱۳/۱۸۱۔
۴ فتح المغیث: ۱/۳۷۔ ۵ التعلیق علی الأجوبۃ: ۱۵۳۔

نمبر شمار	حدیث نمبر
١	١
٢	٢
٣	٨٨
٤	١٩٢
٥	١٩٣
٦	٢٢٩
٧	٢٧١
٨	٢٩٠
٩	٣٠٣
١٠	٣٠٩
١١	٣١٥
١٢	٣٥٧
١٣	٣٦١
١٤	٣٦٨
١٥	٣٧٨
١٦	٣٩٨
١٧	٤٠٣
١٨	٤١٨
١٩	٤٢٢
٢٠	٤٤٦
٢١	٤٥٨
٢٢	٤٧١
٢٣	٤٨٣
٢٤	٤٨٩
٢٥	٥٣٠
٢٦	٥٨٥
٢٧	٦١٢
٢٨	٦١٣
٢٩	٦١٦
٣٠	٦٢٦
٣١	٦٢٧
٣٢	٦٦٨
٣٣	٦٧١
٣٤	٧٠٩
٣٥	٧٢٦
٣٦	٧٤٥
٣٧	٧٨٠
٣٨	٨٠٨
٣٩	٨٠٩
٤٠	٨١٦
٤١	٨١٧
٤٢	٨٤٠
٤٣	٨٤٧
٤٤	٨٦٤

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٥	٢٤٧
٤٦	٢٤٨
٤٧	٢٧٨
٤٨	٢٧٩
٤٩	٢٨٠
٥٠	٢٨٩
٥١	٢٩٦
٥٢	٣٠٠
٥٣	٣٠١
٥٤	٣٠٢
٥٥	٣٠٣
٥٦	٣٠٤
٥٧	٣٣٤
٥٨	٣٣٥
٥٩	٣٣٦
٦٠	٣٤٣
٦١	٣٤٤
٦٢	٣٤٥
٦٣	٣٤٦
٦٤	٣٦١
٦٥	٣٦٢
٦٦	٣٦٩
٦٧	٣٧٢
٦٨	٣٧٣
٦٩	٣٧٤
٧٠	٣٧٥

نمبر شمار	حدیث نمبر
٧١	٣٧٦
٧٢	٣٨١
٧٣	٣٨٢
٧٤	٣٨٧
٧٥	٣٩٥
٧٦	٣٩٦
٧٧	٣٩٧
٧٨	٣٩٨
٧٩	٣٩٩
٨٠	٤٠٢
٨١	٤٠٣
٨٢	٤١٠
٨٣	٤١١
٨٤	٤٥٤
٨٥	٤٦٩
٨٦	٤٧٠
٨٧	٤٧١
٨٨	٤٧٢
٨٩	٤٨٤
٩٠	٤٨٥
٩١	٤٩٣
٩٢	٥٠٠
٩٣	٥٠١
٩٤	٥٠٢
٩٥	٥١٩
٩٦	٥٣٥

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٩٧	٥٣٦	١٢٣	٧١٧
٩٨	٥٤٥	١٢٤	٧٢٥
٩٩	٥٤٦	١٢٥	٧١٢
١٠٠	٥٤٨	١٢٦	٧٣٠
١٠١	٥٤٩	١٢٧	٧٣٦
١٠٢	٥٥٠	١٢٨	٧٣٧
١٠٣	٥٦٣	١٢٩	٧٣٨
١٠٤	٥٨٨	١٣٠	٧٣٩
١٠٥	٦٢٠	١٣١	٧٤٠
١٠٦	٦٣٢	١٣٢	٧٦٢
١٠٧	٦٥١	١٣٣	٧٧١
١٠٨	٦٥٤	١٣٤	٧٧٢
١٠٩	٦٥٨	١٣٥	٧٧٣
١١٠	٦٧٢	١٣٦	٧٩٢
١١١	٦٧٤	١٣٧	٨٢٠
١١٢	٦٧٥	١٣٨	٨٢١
١١٣	٦٧٩	١٣٩	٨٢٦
١١٤	٦٨٥	١٤٠	٨٢٧
١١٥	٦٩٨	١٤١	٨٢٨
١١٦	٦٩٩	١٤٢	٨٢٩
١١٧	٧٠٢	١٤٣	٨٦٨
١١٨	٧٠٣	١٤٤	٨٧٣
١١٩	٧١٣	١٤٥	٨٨١
١٢٠	٧١٤	١٤٦	٨٨٤
١٢١	٧١٥	١٤٧	٨٨٥
١٢٢	٧١٦	١٤٨	٨٨٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٤٩	٨٨٧
١٥٠	٨٨٨
١٥١	٨٨٩
١٥٢	٨٩٠
١٥٣	٩٠١
١٥٤	٩٠٢
١٥٥	٩٠٥
١٥٦	٩١٢
١٥٧	٩٢٠
١٥٨	٩٢١
١٥٩	٩٢٢
١٦٠	٩٢٥
١٦١	٩٢٧
١٦٢	٩٢٨
١٦٣	٩٢٩
١٦٤	٩٣٣
١٦٥	٩٣٩
١٦٦	٩٤٠
١٦٧	٩٤١
١٦٨	٩٤٩
١٦٩	٩٥٠
١٧٠	٩٥٥
١٧١	٩٥٦
١٧٢	٩٥٧
١٧٣	٩٦٥
١٧٤	٩٦٧
١٧٥	٩٦٨
١٧٦	٩٧٢
١٧٧	٩٧٣
١٧٨	٩٧٤
١٧٩	٩٨٢
١٨٠	٩٨٣
١٨١	٩٨٤
١٨٢	١٠١٤
١٨٣	١٠٢٤
١٨٤	١٠٢٥
١٨٥	١٠٢٦
١٨٦	١٠٣٩
١٨٧	١٠٤٩
١٨٨	١٠٥٠
١٨٩	١٠٥١
١٩٠	١٠٥٢
١٩١	١٠٥٣
١٩٢	١٠٦٨
١٩٣	١٠٩٩
١٩٤	١١٠٠
١٩٥	١١٠٨
١٩٦	١١١٤
١٩٧	١١١٥
١٩٨	١١١٦
١٩٩	١١٣٣
٢٠٠	١١٣٤

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٠١	١١٣٥
٢٠٢	١١٣٦
٢٠٣	١١٣٧
٢٠٤	١٢٠٦
٢٠٥	١٢٠٧
٢٠٦	١٢٠٨
٢٠٧	١٢١٣
٢٠٨	١٢١٤
٢٠٩	١٢٣٧
٢١٠	١٢٤٧
٢١١	١٢٤٨
٢١٢	١٢٤٩
٢١٣	١٢٥٠
٢١٤	١٢٥١
٢١٥	١٢٥٢
٢١٦	١٢٥٣
٢١٧	١٢٦٣
٢١٨	١٢٦٤
٢١٩	١٢٦٥
٢٢٠	١٢٦٦
٢٢١	١٢٦٧
٢٢٢	١٢٦٨
٢٢٣	١٢٦٩
٢٢٤	١٢٧٠
٢٢٥	١٢٨٤
٢٢٦	١٢٨٥
٢٢٧	١٢٨٦
٢٢٨	١٢٨٩
٢٢٩	١٢٩٥
٢٣٠	١٢٩٦
٢٣١	١٢٩٧
٢٣٢	١٢٩٨
٢٣٣	١٣٠٠
٢٣٤	١٣٠٣
٢٣٥	١٣٠٤
٢٣٦	١٣٠٧
٢٣٧	١٣٠٨
٢٣٨	١٣٠٩
٢٣٩	١٣١٠
٢٤٠	١٣١١
٢٤١	١٣١٢
٢٤٢	١٣١٣
٢٤٣	١٣١٥
٢٤٤	١٣٣٦
٢٤٥	١٣٣٧
٢٤٦	١٣٤٢
٢٤٧	١٣٥٩
٢٤٨	١٣٧٣
٢٤٩	١٣٧٤
٢٥٠	١٣٧٧
٢٥١	١٣٧٨
٢٥٢	١٣٩١

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٥٣	١٤١٢
٢٥٤	١٤١٨
٢٥٥	١٤١٩
٢٥٦	١٤٢٠
٢٥٧	١٤٢١
٢٥٨	١٤٢٢
٢٥٩	١٤٢٣
٢٦٠	١٤٢٤
٢٦١	١٤٢٥
٢٦٢	١٤٢٦
٢٦٣	١٤٢٧
٢٦٤	١٤٢٨
٢٦٥	١٤٣٠
٢٦٦	١٤٣١
٢٦٧	١٤٤٤
٢٦٨	١٤٤٥
٢٦٩	١٤٤٦
٢٧٠	١٤٤٧
٢٧١	١٤٤٨
٢٧٢	١٤٤٩
٢٧٣	١٤٥٠
٢٧٤	١٤٥١
٢٧٥	١٤٥٣
٢٧٦	١٤٥٧
٢٧٧	١٤٥٨
٢٧٨	١٤٥٩

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٧٩	١٤٦٠
٢٨٠	١٤٦٢
٢٨١	١٤٧١
٢٨٢	١٤٧٧
٢٨٣	١٤٩٠
٢٨٤	١٤٩١
٢٨٥	١٤٩٢
٢٨٦	١٥٤٦
٢٨٧	١٥٥٢
٢٨٨	١٥٥٣
٢٨٩	١٦٠٩
٢٩٠	١٦٢٥
٢٩١	١٦٩٩
٢٩٢	١٧١٣
٢٩٣	١٧١٤
٢٩٤	١٧٣١
٢٩٥	١٧٥٢
٢٩٦	١٧٥٣
٢٩٧	١٧٥٤
٢٩٨	١٧٥٥
٢٩٩	١٨٤٧
٣٠٠	١٨٤٨
٣٠١	١٨٥٦
٣٠٢	١٨٦٤
٣٠٣	١٩٣٩
٣٠٤	١٩٤٠

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٠٥	١٩٤١	٣٣١	٢٢٤٥
٣٠٦	٢٠٣٧م	٣٣٢	٢٢٤٦
٣٠٧	٢٠٦٥	٣٣٣	٢٢٤٧
٣٠٨	٢٠٧٨	٣٣٤	٢٢٥٦
٣٠٩	٢٠٨١	٣٣٥	٢٢٦١
٣١٠	٢٠٨٤	٣٣٦	٢٢٦٢
٣١١	٢٠٨٨	٣٣٧	٢٢٦٣
٣١٢	٢٠٨٩	٣٣٨	٢٢٦٤
٣١٣	٢٠٩٠	٣٣٩	٢٢٦٥
٣١٤	٢٠٩١	٣٤٠	٢٢٦٦
٣١٥	٢١٠١	٣٤١	٢٢٧٠
٣١٦	٢١١٠	٣٤٢	٢٢٧١
٣١٧	٢١١١	٣٤٣	٢٢٧٢
٣١٨	٢١١٢	٣٤٤	٢٢٧٣
٣١٩	٢١١٣	٣٤٥	٢٢٩٩
٣٢٠	٢١١٤	٣٤٦	٢٣٠٠
٣٢١	٢١١٥	٣٤٧	٢٣٠٧
٣٢٢	٢١٣٧	٣٤٨	٢٣١٠
٣٢٣	٢١٨٢	٣٤٩	٢٣١٢
٣٢٤	٢٢١١	٣٥٠	٢٣١٣
٣٢٥	٢٢١٢	٣٥١	٢٣٧٥
٣٢٦	٢٢١٣	٣٥٢	٢٤٠٧
٣٢٧	٢٢١٤	٣٥٣	٢٤٦٧
٣٢٨	٢٢١٩	٣٥٤	٢٤٦٨
٣٢٩	٢٢٤٣	٣٥٥	٢٤٧٤
٣٣٠	٢٢٤٤	٣٥٦	٢٤٧٥

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٥٧	٢٤٧٦
٣٥٨	٢٤٧٧
٣٥٩	٢٤٧٨
٣٦٠	٢٤٨٨
٣٦١	٢٤٨٩
٣٦٢	٢٤٩٠
٣٦٣	٢٥٠٨
٣٦٤	٢٥٠٩
٣٦٥	٢٥١٠
٣٦٦	٢٥١١
٣٦٧	٢٥١٤
٣٦٨	٢٥١٥
٣٦٩	٢٥١٦
٣٧٠	٢٥٢١
٣٧١	٢٥٣٩
٣٧٢	٢٥٥٠
٣٧٣	٢٥٥١
٣٧٤	٢٥٥٢
٣٧٥	٢٥٥٣
٣٧٦	٢٥٥٤
٣٧٧	٢٥٥٥
٣٧٨	٢٥٥٧
٣٧٩	٢٥٥٩
٣٨٠	٢٥٦٥
٣٨١	٢٥٦٦
٣٨٢	٢٥٩٦
٣٨٣	٢٥٩٧
٣٨٤	٢٦٠١
٣٨٥	٢٦١٣
٣٨٦	٢٦١٤
٣٨٧	٢٦١٥
٣٨٨	٢٦٢١
٣٨٩	٢٦٢٢
٣٩٠	٢٦٢٣
٣٩١	٢٦٢٤
٣٩٢	٢٦٢٥
٣٩٣	٢٦٢٦
٣٩٤	٢٦٢٧
٣٩٥	٢٦٢٨
٣٩٦	٢٦٢٩
٣٩٧	٢٦٣٧
٣٩٨	٢٦٤٠
٣٩٩	٢٦٥٨
٤٠٠	٢٦٥٩
٤٠١	٢٦٦٤
٤٠٢	٢٦٦٥
٤٠٣	٢٧٠٣
٤٠٤	٢٧٠٤
٤٠٥	٢٧٠٨
٤٠٦	٢٧٠٩
٤٠٧	٢٧١٠
٤٠٨	٢٧٣٣

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٠٩	٢٧٤٠
٤١٠	٢٧٤١
٤١١	٢٧٤٢
٤١٢	٢٧٥١
٤١٣	٣١
٤١٤	٣٤
٤١٥	٣٥
٤١٦	٣٦
٤١٧	٣٧
٤١٨	٣٨
٤١٩	٧١
٤٢٠	٧٢
٤٢١	٧٣
٤٢٢	١١٦
٤٢٣	١١٧
٤٢٤	١١٨
٤٢٥	١٣٣
٤٢٦	١٤٥
٤٢٧	١٦١
٤٢٨	٢٣١
٤٢٩	٢٣٢
٤٣٠	٢٣٣
٤٣١	٢٧٥
٤٣٢	٢٧٦
٤٣٣	٢٧٧
٤٣٤	٢٧٨

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٣٥	٢٧٩
٤٣٦	٢٨٠
٤٣٧	٢٨٣
٤٣٨	٢٨٤
٤٣٩	٢٨٥
٤٤٠	٢٩٠
٤٤١	٢٩١
٤٤٢	٢٩٦
٤٤٣	٢٩٧
٤٤٤	٣٠٢
٤٤٥	٣٠٣
٤٤٦	٣٠٤
٤٤٧	٣٠٥
٤٤٨	٣٠٦
٤٤٩	٣٠٧
٤٥٠	٣٠٨
٤٥١	٣١٨
٤٥٢	٣١٩
٤٥٣	٣٤١
٤٥٤	٣٤٩
٤٥٥	٤٢٠
٤٥٦	٤٢٢
٤٥٧	٤٢٣
٤٥٨	٤٢٤
٤٥٩	٤٢٥
٤٦٠	٤٤٣

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٦١	٤٧٧
٤٦٢	٤٧٨
٤٦٣	٤٧٢
٤٦٤	٤٨٤
٤٦٥	٤٨٥
٤٦٦	٤٨٦
٤٦٧	٤٨٧
٤٦٨	٤٩٠
٤٦٩	٤٩١
٤٧٠	٤٩٢
٤٧١	٤٩٣
٤٧٢	٩
٤٧٣	١٤
٤٧٤	١٥
٤٧٥	٥٨
٤٧٦	٨٩
٤٧٧	٩٠
٤٧٨	٩٧
٤٧٩	٩٨
٤٨٠	٩٩
٤٨١	١٠٠
٤٨٢	١٠١
٤٨٣	١٠٢
٤٨٤	١٠٨
٤٨٥	١١٥
٤٨٦	١١٦
٤٨٧	١١٧
٤٨٨	١١٨
٤٨٩	١١٩
٤٩٠	١٥٢
٤٩١	١٥٣
٤٩٢	١٥٥
٤٩٣	١٥٦
٤٩٤	١٥٧
٤٩٥	١٦١
٤٩٦	١٦٢
٤٩٧	١٦٣
٤٩٨	١٦٤
٤٩٩	١٦٥
٥٠٠	١٦٦
٥٠١	١٨٦
٥٠٢	١٩٩
٥٠٣	٢٠٩
٥٠٤	٢١٠
٥٠٥	٢٢٢
٥٠٦	٢٢٣
٥٠٧	٢٢٤
٥٠٨	٢٢٥
٥٠٩	٢٢٦
٥١٠	٢٢٩
٥١١	٢٣٠
٥١٢	٢٤٦

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٥١٣	٢٥٨	٥٣٩	٣٥٨
٥١٤	٢٧٩	٥٤٠	٣٥٩
٥١٥	٢٨٠	٥٤١	٣٦٠
٥١٦	٢٨١	٥٤٢	٣٦٤
٥١٧	٢٨٢	٥٤٣	٣٦٥
٥١٨	٢٨٣	٥٤٤	٣٦٨
٥١٩	٢٨٧	٥٤٥	٣٦٩
٥٢٠	٢٨٨	٥٤٦	٣٧٠
٥٢١	٢٨٩	٥٤٧	٣٧١
٥٢٢	٢٩٠	٥٤٨	٣٩١
٥٢٣	٣١٤	٥٤٩	٣٩٢
٥٢٤	٣١٥	٥٥٠	٤٠٥
٥٢٥	٣١٦	٥٥١	٤٠٦
٥٢٦	٣١٧	٥٥٢	٤٠٧
٥٢٧	٣٣٧	٥٥٣	٤٢٢
٥٢٨	٣٣٨	٥٥٤	٤٢٣
٥٢٩	٣٣٩	٥٥٥	٤٣٤
٥٣٠	٣٤٠	٥٥٦	٤٦٠
٥٣١	٣٤١	٥٥٧	٤٦٥
٥٣٢	٣٤٢	٥٥٨	٤٦٦
٥٣٣	٣٤٣	٥٥٩	٥٠٥
٥٣٤	٣٤٨	٥٦٠	٥٥١
٥٣٥	٣٤٩	٥٦١	٤٤
٥٣٦	٣٥٠	٥٦٢	٤٧
٥٣٧	٣٥١	٥٦٣	١٤٦
٥٣٨	٣٥٢	٥٦٤	١٥٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
٥٦٥	١٥٧
٥٦٦	١٦٩
٥٦٧	١٧٧
٥٦٨	٢٢٩
٥٦٩	٢٦٤
٥٧٠	٢٦٩
٥٧١	٢٧١
٥٧٢	٢٨٤
٥٧٣	٢٨٥
٥٧٤	٢٨٦
٥٧٥	٢٨٧
٥٧٦	٢٩٣
٥٧٧	٢٩٤
٥٧٨	٢٩٥
٥٧٩	٣٠٠
٥٨٠	٢٩٩
٥٨١	٣٠١
٥٨٢	٣٠٥
٥٨٣	٣٠٦
٥٨٤	٣٠٧
٥٨٥	٣٠٨
٥٨٦	٣١٢
٥٨٧	٣١٣
٥٨٨	٣١٦
٥٨٩	٣٢٥
٥٩٠	٣٢٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
٥٩١	٣٢٨
٥٩٢	٣٣٣
٥٩٣	٣٥٢
٥٩٤	٣٥٣
٥٩٥	٣٥٤
٥٩٦	٣٥٥
٥٩٧	٣٥٦
٥٩٨	٣٦٢
٥٩٩	٣٧٩
٦٠٠	٣٨١
٦٠١	٣٨٨
٦٠٢	٣٩٩
٦٠٣	٤٠٠
٦٠٤	٤٠١
٦٠٥	٤٠٤
٦٠٦	٤٢٥

امام ابوعبداللہ حاکمؒ کی کتاب "المستدرك علی الصحيحين"

علامہ عراقیؒ تحریر فرماتے ہیں: صحیح حدیثوں کو ان کتابوں سے بھی لیا جا سکتا ہے، جن میں صرف صحیح احادیث کو جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے؛ جیسے "صحیح ابن خزیمہ" ابن حبانؒ کی "التقاسیم والأنواع" ابوعبداللہ الحاکمؒ کی "مستدرك علی الصحیحین" اسی طرح جن کتابوں میں صحیحین کی احادیث کی تخریج کر کے ان میں کچھ زیادتی کی گئی، یا محذوف حصہ کو مکمل بیان کیا گیا، تو وہ (کتابیں) بھی صحیح کے حکم میں ہیں۔(۱)

علامہ سیوطیؒ نقل کرتے ہیں کہ: حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا: ابن جوزیؒ کی کتاب کا بڑا حصہ موضوع ہے اور جن حدیثوں پر انہوں نے جرح نہیں کی، اس کی تعداد ان حدیثوں سے زیادہ ہے، جن پر انہوں نے جرح فرمائی اور اس صورت میں اس بات کا اندیشہ ہے کہ غیر موضوع حدیث کو موضوع سمجھ لیا جائے، برخلاف "مستدرک حاکمؒ" کے کہ اس میں اس بات کا خوف ہے کہ غیر صحیح حدیث کو صحیح باور کر لیا جائے۔(۲)

"مصابیح السنة" کی احادیث کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ اپنی کتاب "الاجوبۃ" میں (جو مشکوۃ المصابیح مطبوعہ دمشق کے آخر میں چھپی ہوئی ہے) فرماتے ہیں: امام حاکمؒ حدیثوں کو صحیح قرار دینے میں متساہل مشہور ہیں اور احادیث کو موضوع قرار دینے میں علامہ ابن الجوزیؒ کا تساہل معروف ہے۔(۳)

حافظ سیوطیؒ لکھتے ہیں: حافظ ذہبیؒ نے "مستدرک حاکمؒ" کی تلخیص کی اور اس کی بہت سی حدیثوں کو ضعیف اور منکر قرار دیا، اس میں جو موضوع حدیثیں ہیں، ان کو ایک رسالہ میں جمع فرمایا، جن کی تعداد تقریباً سو ہے۔(۴)

علامہ ذہبیؒ تحریر فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ "مستدرک" کی بہت ساری احادیث شرائط صحت پر پوری نہیں اترتیں؛ بلکہ اس میں موضوع حدیثیں بھی ہیں۔ احادیث کی تخریج میں "مستدرک" کی یہی حالت ہے، کاش کہ امام حاکمؒ "مستدرک" کو تصنیف نہ کرتے، ان کے غلط فیصلوں نے اس کتاب کی خوبیوں کو کم کر دیا۔(۵)

محدث کبیر علامہ انور شاہ کشمیریؒ(۶) یوں لب کشا ہیں: بعض حضرات کا کہنا ہے کہ "مستدرک حاکمؒ" میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے؛ جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ روافض نے "مستدرک" میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیا ہے؛ لیکن انصاف کی بات وہ ہے، جو علامہ ذہبیؒ نے کہی کہ: اس کی آدھی احادیث صحیح اور حسن ہیں، دو سو یا اس سے کچھ زیادہ حدیثیں وہ ہیں، جن پر عمل درست نہیں ہے اور باقی حصہ ضعیف اور موضوع روایتوں پر مشتمل ہے۔

---

۱ شرح الفیۃ: ۱/۵۲۔ ۲ التدریب: ص/۱۸۲۔ ۳ مشکوۃ: ۳/۳۱۳۔ ۴ التدریب: ص/۵۲۔

۵ تذکرۃ الحفاظ: ص/۱۰۴۲-۱۰۴۵۔ ۶ مقدمہ فیض الباری: ۱/۳۶۔

ابوعبداللہ حاکمؒ کی کتاب ''المستدرک'' میں ضعیف اور موضوع احادیث کی تعداد بقول ابن الملقن اور علامہ ذہبیؒ کے (۹۰۷) ہے۔ اختصار کی غرض سے صرف ان کے نمبرات درج کیے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
١	٣	٢٣	٣٤
٢	٤	٢٤	٣٥
٣	٥	٢٥	٣٦
٤	٧	٢٦	٣٧
٥	٨	٢٧	٣٨
٦	١١	٢٨	٤٠
٧	١٢	٢٩	٤١
٨	١٣	٣٠	٤٢
٩	١٤	٣١	٤٣
١٠	١٥	٣٢	٤٥م
١١	١٧	٣٣	٤٧م
١٢	١٨	٣٤	٤٦
١٣	١٩	٣٥	٤٩
١٤	٢٠	٣٦	٥٠
١٥	٢١	٣٧	٥١
١٦	٢٢	٣٨	٥٢
١٧	٢٣	٣٩	٥٥
١٨	٢٥	٤٠	٥٦
١٩	٢٦	٤١	٥٧
٢٠	٢٨	٤٢	٥٨
٢١	٣٠	٤٣	٥٩
٢٢	٣٣	٤٤	٦٠

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٥	٦٢
٤٦	٦٣
٤٧	٦٦
٤٨	٦٧
٤٩	٦٨
٥٠	٦٩
٥١	٧١
٥٢	٧٢
٥٣	٧٣
٥٤	٧٥
٥٥	٧٦
٥٦	٧٧
٥٧	٧٨
٥٨	٧٩
٥٩	٨٠
٦٠	٨١
٦١	٨٢
٦٢	٨٣
٦٣	٨٤
٦٤	٨٧
٦٥	٨٩
٦٦	٩٠
٦٧	٩١
٦٨	٩٢
٦٩	٩٤

نمبر شمار	حدیث نمبر
٧٠	٩٥
٧١	٩٦
٧٢	٩٨
٧٣	١٠٠
٧٤	١٠٤
٧٥	١٠٥
٧٦	١٠٦
٧٧	١٠٧
٧٨	١٠٨
٧٩	١٠٩
٨٠	١١٠م
٨١	١١١
٨٢	١١٢
٨٣	١١٣
٨٤	١١٤
٨٥	١١٦
٨٦	١١٧
٨٧	١١٨
٨٨	١١٩
٨٩	١٢٠
٩٠	١٢١
٩١	١٢٣
٩٢	١٢٤
٩٣	١٢٥
٩٤	١٣٠

نمبر شمار	حدیث نمبر
٩٥	١٣١م
٩٦	١٣٢
٩٧	١٣٣
٩٨	١٣٦
٩٩	١٣٧
١٠٠	١٣٨
١٠١	١٣٩
١٠٢	١٤٠
١٠٣	١٤٢
١٠٤	١٤٧
١٠٥	١٤٨
١٠٦	١٤٩
١٠٧	١٥١
١٠٨	١٥٢
١٠٩	١٥٣
١١٠	١٥٤
١١١	١٥٥
١١٢	١٥٦
١١٣	١٥٨
١١٤	١٦٠
١١٥	١٦١
١١٦	١٦٢
١١٧	١٦٣
١١٨	١٦٤
١١٩	١٦٥

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٢٠	١٦٦
١٢١	١٦٧
١٢٢	١٦٨
١٢٣	١٦٩م
١٢٤	١٧٠
١٢٥	١٧١
١٢٦	١٧٢
١٢٧	١٧٤
١٢٨	١٧٥
١٢٩	١٧٦
١٣٠	١٧٧
١٣١	١٧٨
١٣٢	١٧٩
١٣٣	١٨٠
١٣٤	١٨١
١٣٥	١٨٢
١٣٦	١٨٣
١٣٧	١٨٤
١٣٨	١٨٥
١٣٩	١٨٦
١٤٠	١٨٧
١٤١	١٨٨
١٤٢	١٨٩
١٤٣	١٩٠
١٤٤	١٩٢

نمبر شمار	حدیث نمبر
١٤٥	١٩٥
١٤٦	١٩٦
١٤٧	١٩٨
١٤٨	٢٠٠
١٤٩	٢٠١
١٥٠	٢٠٢م
١٥١	٢٠٣
١٥٢	٢٠٤
١٥٣	٢٠٥م
١٥٤	٢٠٦
١٥٥	٢٠٧
١٥٦	٢٠٨
١٥٧	٢٠٩
١٥٨	٢١٠
١٥٩	٢١٢
١٦٠	٢١٣
١٦١	٢١٤
١٦٢	٢١٥
١٦٣	٢١٦
١٦٤	٢١٧
١٦٥	٢١٨
١٦٦	٢١٩
١٦٧	٢٢٠
١٦٨	٢٢١
١٦٩	٢٢٢
١٧٠	٢٢٣
١٧١	٢٢٤
١٧٢	٢٢٧
١٧٣	٢٢٨
١٧٤	٢٣٠
١٧٥	٢٣١
١٧٦	٢٣٣
١٧٧	٢٣٤
١٧٨	٢٣٥
١٧٩	٢٣٦
١٨٠	٢٣٨
١٨١	٢٣٩
١٨٢	٢٤٠
١٨٣	٢٤١
١٨٤	٢٤٢
١٨٥	٢٤٤
١٨٦	٢٤٥
١٨٧	٢٥٢
١٨٨	٢٥٣
١٨٩	٢٥٥
١٩٠	٢٥٦
١٩١	٢٥٩
١٩٢	٢٦٠
١٩٣	٢٦١
١٩٤	٢٦٢

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
١٩٥	٢٦٣	٢٢٠	٢٩٨
١٩٦	٢٦٥	٢٢١	٢٩٩
١٩٧	٢٦٦	٢٢٢	٣٠٠
١٩٨	٢٦٧	٢٢٣	٣٠١
١٩٩	٢٦٨	٢٢٤	٣٠٢
٢٠٠	٢٦٩	٢٢٥	٣٠٣
٢٠١	٢٧٠	٢٢٦	٣٠٤
٢٠٢	٢٧١	٢٢٧	٣٠٥
٢٠٣	٢٧٢م	٢٢٨	٣٠٦م
٢٠٤	٢٧٣	٢٢٩	٣٠٨
٢٠٥	٢٧٤	٢٣٠	٣١٤م
٢٠٦	٢٧٥	٢٣١	٣١٥
٢٠٧	٢٧٧	٢٣٢	٣١٩
٢٠٨	٢٧٩	٢٣٣	٣٢٣
٢٠٩	٢٨١	٢٣٤	٣٢٤
٢١٠	٢٨٣	٢٣٥	٣٢٥
٢١١	٢٨٥	٢٣٦	٣٢٦
٢١٢	٢٨٦	٢٣٧	٣٢٧
٢١٣	٢٨٨	٢٣٨	٣٢٨
٢١٤	٢٨٩	٢٣٩	٣٣٠
٢١٥	٢٩٠	٢٤٠	٣٣١
٢١٦	٢٩٢	٢٤١	٣٣٢
٢١٧	٢٩٤	٢٤٢	٣٣٣
٢١٨	٢٩٦	٢٤٣	٣٣٤
٢١٩	٢٩٧	٢٤٤	٣٣٥

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٤٥	٣٣٦
٢٤٦	٣٣٧
٢٤٧	٣٣٩
٢٤٨	٣٤١
٢٤٩	٣٤٢
٢٥٠	٣٤٣
٢٥١	٣٤٤
٢٥٢	٣٤٥
٢٥٣	٣٤٦
٢٥٤	٣٤٧م
٢٥٥	٣٤٨
٢٥٦	٣٥٠
٢٥٧	٣٥١
٢٥٨	٣٥٢
٢٥٩	٣٥٣
٢٦٠	٣٥٤
٢٦١	٣٥٥
٢٦٢	٣٥٦
٢٦٣	٣٥٧
٢٦٤	٣٥٨
٢٦٥	٣٥٩
٢٦٦	٣٦٠
٢٦٧	٣٦١
٢٦٨	٣٦٣م
٢٦٩	٣٦٦

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٧٠	٣٦٧
٢٧١	٣٦٩
٢٧٢	٣٧٠
٢٧٣	٣٧٢
٢٧٤	٣٧٣
٢٧٥	٣٧٥
٢٧٦	٣٧٨
٢٧٧	٣٨٠
٢٧٨	٣٨١
٢٧٩	٣٨٢
٢٨٠	٣٨٣
٢٨١	٣٨٤
٢٨٢	٣٨٥
٢٨٣	٣٨٧
٢٨٤	٣٨٨م
٢٨٥	٣٩٠
٢٨٦	٣٩٣
٢٨٧	٣٩٤
٢٨٨	٣٩٥
٢٨٩	٣٩٦
٢٩٠	٣٩٧
٢٩١	٣٩٩
٢٩٢	٤٠٠
٢٩٣	٤٠٢
٢٩٤	٤٠٤

نمبر شمار	حدیث نمبر
٢٩٥	٤٠٥
٢٩٦	٤٠٦
٢٩٧	٤٠٧
٢٩٨	٤٠٨
٢٩٩	٤١١
٣٠٠	٤١٢
٣٠١	٤١٣
٣٠٢	٤١٤
٣٠٣	٤١٥
٣٠٤	٤١٦
٣٠٥	٤١٧
٣٠٦	٤١٨
٣٠٧	٤١٩
٣٠٨	٤٢١
٣٠٩	٤٢٢
٣١٠	٤٢٣
٣١١	٤٢٤
٣١٢	٤٢٥
٣١٣	٤٢٦
٣١٤	٤٢٧
٣١٥	٤٢٨
٣١٦	٤٣١
٣١٧	٤٣٢
٣١٨	٤٣٣
٣١٩	٤٣٤

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٢٠	٤٣٧
٣٢١	٤٣٨
٣٢٢	٤٣٩
٣٢٣	٤٤٠
٣٢٤	٤٤١
٣٢٥	٤٤٢
٣٢٦	٤٤٣
٣٢٧	٤٤٤
٣٢٨	٤٤٦
٣٢٩	٤٤٧
٣٣٠	٤٤٨
٣٣١	٤٥١
٣٣٢	٤٥٢
٣٣٣	٤٥٣م
٣٣٤	٤٥٤م
٣٣٥	٤٥٦م
٣٣٦	٤٥٧م
٣٣٧	٤٥٨م
٣٣٨	٤٥٩
٣٣٩	٤٦٠
٣٤٠	٤٦١م
٣٤١	٤٦٤
٣٤٢	٤٦٦
٣٤٣	٤٦٧
٣٤٤	٤٦٨

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٤٥	٤٦٩
٣٤٦	٤٧٠
٣٤٧	٤٧٣م
٣٤٨	٤٧٤
٣٤٩	٤٧٥
٣٥٠	٤٧٦
٣٥١	٤٧٨
٣٥٢	٤٧٩
٣٥٣	٤٨٢
٣٥٤	٤٨٣
٣٥٥	٤٨٤
٣٥٦	٤٨٥
٣٥٧	٤٨٦
٣٥٨	٤٨٧
٣٥٩	٤٨٨
٣٦٠	٤٨٩
٣٦١	٤٩٠م
٣٦٢	٤٩١
٣٦٣	٤٩٢
٣٦٤	٤٩٣
٣٦٥	٤٩٥
٣٦٦	٤٩٦
٣٦٧	٤٩٧
٣٦٨	٤٩٩
٣٦٩	٥٠٠

نمبر شمار	حدیث نمبر
٣٧٠	٥٠١
٣٧١	٥٠٢
٣٧٢	٥٠٣
٣٧٣	٥٠٦م
٣٧٤	٥٠٧
٣٧٥	٥١٠
٣٧٦	٥١١م
٣٧٧	٥١٢
٣٧٨	٥١٣
٣٧٩	٥١٤
٣٨٠	٥١٥
٣٨١	٥١٦
٣٨٢	٥١٨م
٣٨٣	٥١٩
٣٨٤	٥٢٠
٣٨٥	٥٢١
٣٨٦	٥٢٣م
٣٨٧	٥٢٤
٣٨٨	٥٢٥
٣٨٩	٥٢٦
٣٩٠	٥٢٧
٣٩١	٥٢٨
٣٩٢	٥٢٩
٣٩٣	٥٣٢
٣٩٤	٥٣٣

نمبرشمار	حدیث نمبر
٣٩٥	٥٣٤
٣٩٦	٥٣٥
٣٩٧	٥٣٦
٣٩٨	٥٣٨
٣٩٩	٥٣٩
٤٠٠	٥٤٠
٤٠١	٥٤١
٤٠٢	٥٤٣
٤٠٣	٥٤٤
٤٠٤	٥٤٥
٤٠٥	٥٤٦م
٤٠٦	٥٤٧م
٤٠٧	٥٤٨م
٤٠٨	٥٤٩
٤٠٩	٥٥٠
٤١٠	٥٥١
٤١١	٥٥٢
٤١٢	٥٥٣
٤١٣	٥٥٤
٤١٤	٥٥٥
٤١٥	٥٥٦
٤١٦	٥٥٧م
٤١٧	٥٥٨م
٤١٨	٥٥٩
٤١٩	٥٦٠م

نمبرشمار	حدیث نمبر
٤٢٠	٥٦١
٤٢١	٥٦٣م
٤٢٢	٥٦٤
٤٢٣	٥٦٥
٤٢٤	٥٦٦
٤٢٥	٥٦٧
٤٢٦	٥٦٨
٤٢٧	٥٦٩
٤٢٨	٥٧٠
٤٢٩	٥٧١
٤٣٠	٥٧٣م
٤٣١	٥٧٤م
٤٣٢	٥٧٥
٤٣٣	٥٧٧
٤٣٤	٥٧٨
٤٣٥	٥٧٩
٤٣٦	٥٨٠م
٤٣٧	٥٨٢
٤٣٨	٥٨٣
٤٣٩	٥٨٤م
٤٤٠	٥٨٦
٤٤١	٥٨٧
٤٤٢	٥٨٨
٤٤٣	٥٨٩
٤٤٤	٥٩٠

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٤٥	٥٩١
٤٤٦	٥٩٣
٤٤٧	٥٩٤
٤٤٨	٥٩٥م
٤٤٩	٥٩٦
٤٥٠	٥٩٧
٤٥١	٥٩٨
٤٥٢	٥٩٩
٤٥٣	٦٠٠
٤٥٤	٦٠١م
٤٥٥	٦٠٢م
٤٥٦	٦٠٣
٤٥٧	٦٠٤
٤٥٨	٦٠٥
٤٥٩	٦٠٧
٤٦٠	٦٠٩
٤٦١	٦١٠
٤٦٢	٦١١
٤٦٣	٦١٢
٤٦٤	٦١٣
٤٦٥	٦١٤
٤٦٦	٦١٦
٤٦٧	٦١٧
٤٦٨	٦١٨
٤٦٩	٦١٩
٤٧٠	٦٢٠
٤٧١	٦٢٢
٤٧٢	٦٢٣
٤٧٣	٦٢٤
٤٧٤	٦٢٥
٤٧٥	٦٢٧
٤٧٦	٦٢٨
٤٧٧	٦٢٩
٤٧٨	٦٣٠
٤٧٩	٦٣١
٤٨٠	٦٣٢
٤٨١	٦٣٣
٤٨٢	٦٣٤
٤٨٣	٦٣٥
٤٨٤	٦٣٦
٤٨٥	٦٣٧
٤٨٦	٦٣٨
٤٨٧	٦٣٩
٤٨٨	٦٤٠
٤٨٩	٦٤٢
٤٩٠	٦٤٣
٤٩١	٦٤٤
٤٩٢	٦٤٥م
٤٩٣	٦٤٦
٤٩٤	٦٤٨

نمبر شمار	حدیث نمبر
٤٩٥	٦٤٩
٤٩٦	٦٥٠
٤٩٧	٦٥٣
٤٩٨	٦٥٤
٤٩٩	٦٥٦
٥٠٠	٦٥٧
٥٠١	٦٥٨
٥٠٢	٦٥٩
٥٠٣	٦٦٠
٥٠٤	٦٦٣
٥٠٥	٦٦٤
٥٠٦	٦٦٥
٥٠٧	٦٦٦
٥٠٨	٦٦٧
٥٠٩	٦٧٩م
٥١٠	٦٨٠م
٥١١	٦٨٢
٥١٢	٦٨٣
٥١٣	٦٨٤
٥١٤	٦٨٥
٥١٥	٦٨٦
٥١٦	٦٨٨
٥١٧	٦٨٩
٥١٨	٦٩٠
٥١٩	٦٩١
٥٢٠	٦٩٢
٥٢١	٦٩٤
٥٢٢	٦٩٥
٥٢٣	٦٩٦
٥٢٤	٦٩٧
٥٢٥	٦٩٨
٥٢٦	٦٩٩
٥٢٧	٧٠٠
٥٢٨	٧٠٢
٥٢٩	٧٠٤
٥٣٠	٧٠٥م
٥٣١	٧٠٦
٥٣٢	٧٠٧
٥٣٣	٧٠٨
٥٣٤	٧٠٩
٥٣٥	٧١٠
٥٣٦	٧١١
٥٣٧	٧١٣
٥٣٨	٧١٤
٥٣٩	٧١٥
٥٤٠	٧١٦
٥٤١	٧١٨
٥٤٢	٧١٩
٥٤٣	٧٢١
٥٤٤	٧٢٢

نمبر شمار	حدیث نمبر
٥٤٥	٧٢٤
٥٤٦	٧٢٦
٥٤٧	٧٢٨
٥٤٨	٧٣٣
٥٤٩	٧٣٤
٥٥٠	٧٣٥
٥٥١	٧٣٦
٥٥٢	٧٣٧
٥٥٣	٧٣٩
٥٥٤	٧٤٠
٥٥٥	٧٤١
٥٥٦	٧٤٢
٥٥٧	٧٤٣
٥٥٨	٧٤٤
٥٥٩	٧٤٦
٥٦٠	٧٥٠
٥٦١	٧٥١
٥٦٢	٧٥٢
٥٦٣	٧٥٣
٥٦٤	٧٥٤
٥٦٥	٧٥٥
٥٦٦	٧٥٦
٥٦٧	٧٥٧
٥٦٨	٧٥٨
٥٦٩	٧٦٢

نمبر شمار	حدیث نمبر
٥٧٠	٧٦٣
٥٧١	٧٦٤
٥٧٢	٧٦٥
٥٧٣	٧٦٧
٥٧٤	٧٦٨
٥٧٥	٧٦٩
٥٧٦	٧٧٠
٥٧٧	٧٧١
٥٧٨	٧٧٢
٥٧٩	٧٧٣
٥٨٠	٧٧٤
٥٨١	٧٧٥
٥٨٢	٧٧٦
٥٨٣	٧٧٧
٥٨٤	٧٧٨
٥٨٥	٧٧٩
٥٨٦	٧٨٠م
٥٨٧	٧٨١م
٥٨٨	٧٨٢م
٥٨٩	٧٨٣
٥٩٠	٧٨٤
٥٩١	٧٨٥م
٥٩٢	٧٨٧
٥٩٣	٧٨٨
٥٩٤	٧٨٩

نمبر شمار	حدیث نمبر
٥٩٥	٧٩٠
٥٩٦	٧٩١
٥٩٧	٧٩٢
٥٩٨	٧٩٤
٥٩٩	٧٩٥
٦٠٠	٧٩٦
٦٠١	٧٩٧
٦٠٢	٧٩٨
٦٠٣	٧٩٩
٦٠٤	٨٠٠
٦٠٥	٨٠١
٦٠٦	٨٠٢
٦٠٧	٨٠٣
٦٠٨	٨٠٤
٦٠٩	٨٠٥
٦١٠	٨٠٩
٦١١	٨١١
٦١٢	٨١٢
٦١٣	٨١٣
٦١٤	٨١٤
٦١٥	٨١٦
٦١٦	٨١٧
٦١٧	٨١٨
٦١٨	٨٢٠
٦١٩	٨٢١

نمبر شمار	حدیث نمبر
٦٢٠	٨٢٢
٦٢١	٨٢٥
٦٢٢	٨٢٦
٦٢٣	٨٢٧
٦٢٤	٨٢٨
٦٢٥	٨٢٩
٦٢٦	٨٣٠
٦٢٧	٨٣٢
٦٢٨	٨٣٣
٦٢٩	٨٣٤
٦٣٠	٨٣٦
٦٣١	٨٣٧
٦٣٢	٨٣٨
٦٣٣	٨٤٠
٦٣٤	٨٤١
٦٣٥	٨٤٢
٦٣٦	٨٤٣
٦٣٧	٨٤٤
٦٣٨	٨٤٥م
٦٣٩	٨٤٦م
٦٤٠	٨٤٧
٦٤١	٨٤٨
٦٤٢	٨٥٠
٦٤٣	٨٥١
٦٤٤	٨٥٢

نمبرشمار	حدیث نمبر	نمبرشمار	حدیث نمبر
٦٤٥	٨٥٣	٦٧٠	٨٨١
٦٤٦	٨٥٥	٦٧١	٨٨٢
٦٤٧	٨٥٦	٦٧٢	٨٨٣
٦٤٨	٨٥٧	٦٧٣	٨٨٤
٦٤٩	٨٥٨	٦٧٤	٨٨٥
٦٥٠	٨٦٠	٦٧٥	٨٨٦
٦٥١	٨٦١	٦٧٦	٨٨٧
٦٥٢	٨٦٢	٦٧٧	٨٨٨
٦٥٣	٨٦٣	٦٧٨	٨٨٩
٦٥٤	٨٦٤	٦٧٩	٨٩٠
٦٥٥	٨٦٥	٦٨٠	٨٩١
٦٥٦	٨٦٦	٦٨١	٨٩٣
٦٥٧	٨٦٧	٦٨٢	٨٩٤
٦٥٨	٨٦٨	٦٨٣	٨٩٥
٦٥٩	٨٦٩	٦٨٤	٨٩٧
٦٦٠	٨٧٠	٦٨٥	٨٩٨
٦٦١	٨٧١	٦٨٦	٩٠١
٦٦٢	٨٧٢	٦٨٧	٩٠٢
٦٦٣	٨٧٣	٦٨٨	٩٠٣
٦٦٤	٨٧٤م	٦٨٩	٩٠٤
٦٦٥	٨٧٥	٦٩٠	٩٠٥
٦٦٦	٨٧٦م	٦٩١	٩٠٦
٦٦٧	٨٧٧	٦٩٢	٩٠٧
٦٦٨	٨٧٨	٦٩٣	٩٠٨
٦٦٩	٨٧٩	٦٩٤	٩١٠

نمبر شمار	حدیث نمبر
٦٩٥	٩١٢
٦٩٦	٩١٣
٦٩٧	٩١٤
٦٩٨	٩١٥
٦٩٩	٩١٦
٧٠٠	٩١٧
٧٠١	٩١٨
٧٠٢	٩١٩
٧٠٣	٩٢٠
٧٠٤	٩٢١
٧٠٥	٩٢٣
٧٠٦	٩٢٤
٧٠٧	٩٢٥
٧٠٨	٩٢٦
٧٠٩	٩٢٧
٧١٠	٩٣٠
٧١١	٩٣٢
٧١٢	٩٣٥
٧١٣	٩٣٦
٧١٤	٩٣٨
٧١٥	٩٣٩
٧١٦	٩٤٠
٧١٧	٩٤٢
٧١٨	٩٤٣
٧١٩	٩٤٤
٧٢٠	٩٤٥
٧٢١	٩٤٦
٧٢٢	٩٤٧
٧٢٣	٩٤٨
٧٢٤	٩٤٩
٧٢٥	٩٥٠
٧٢٦	٩٥٢
٧٢٧	٩٥٤
٧٢٨	٩٥٧
٧٢٩	٩٥٩
٧٣٠	٩٦٠
٧٣١	٩٦١
٧٣٢	٩٦٢
٧٣٣	٩٦٣
٧٣٤	٩٦٤
٧٣٥	٩٦٥
٧٣٦	٩٦٦
٧٣٧	٩٦٧
٧٣٨	٩٦٨
٧٣٩	٩٦٩
٧٤٠	٩٧٠
٧٤١	٩٧١
٧٤٢	٩٧٢
٧٤٣	٩٧٣
٧٤٤	٩٧٥

نمبر شمار	حدیث نمبر
٧٤٥	٦٧٦
٧٤٦	٩٨٠
٧٤٧	٩٨١
٧٤٨	٩٨٢
٧٤٩	٩٨٦
٧٥٠	٩٨٧
٧٥١	٩٨٨
٧٥٢	٩٨٩
٧٥٣	٩٩٠
٧٥٤	٩٩١
٧٥٥	٩٩٣
٧٥٦	٩٩٥
٧٥٧	٩٩٦
٧٥٨	٩٩٧
٧٥٩	٩٩٨
٧٦٠	٩٩٩
٧٦١	١٠٠٠
٧٦٢	١٠٠١
٧٦٣	١٠٠٢
٧٦٤	١٠٠٣
٧٦٥	١٠٠٤
٧٦٦	١٠٠٥
٧٦٧	١٠٠٦
٧٦٨	١٠٠٧
٧٦٩	١٠٠٨

نمبر شمار	حدیث نمبر
٧٧٠	١٠٠٩
٧٧١	١٠١٠
٧٧٢	١٠١١
٧٧٣	١٠١٢
٧٧٤	١٠١٣
٧٧٥	١٠١٤
٧٧٦	١٠١٥
٧٧٧	١٠١٦
٧٧٨	١٠١٧
٧٧٩	١٠١٨
٧٨٠	١٠١٩
٧٨١	١٠٢٠
٧٨٢	١٠٢١
٧٨٣	١٠٢٢
٧٨٤	١٠٢٣
٧٨٥	١٠٢٤
٧٨٦	١٠٢٥
٧٨٧	١٠٢٦
٧٨٨	١٠٢٧
٧٨٩	١٠٢٨
٧٩٠	١٠٢٩
٧٩١	١٠٣٠
٧٩٢	١٠٣١
٧٩٣	١٠٣٢
٧٩٤	١٠٣٣

نمبر شمار	حدیث نمبر
٧٩٥	١٠٣٤
٧٩٦	١٠٣٦م
٧٩٧	١٠٣٧
٧٩٨	١٠٣٨
٧٩٩	١٠٣٩
٨٠٠	١٠٤٠
٨٠١	١٠٤١
٨٠٢	١٠٤٢
٨٠٣	١٠٤٣
٨٠٤	١٠٤٤
٨٠٥	١٠٤٥
٨٠٦	١٠٤٦
٨٠٧	١٠٤٧
٨٠٨	١٠٤٩
٨٠٩	١٠٥٢
٨١٠	١٠٥٣
٨١١	١٠٥٥
٨١٢	١٠٥٧
٨١٣	١٠٥٨
٨١٤	١٠٦٢
٨١٥	١٠٦٣
٨١٦	١٠٦٥
٨١٧	١٠٦٦
٨١٨	١٠٦٧
٨١٩	١٠٦٨

نمبر شمار	حدیث نمبر
٨٢٠	١٠٧٢
٨٢١	١٠٧٣
٨٢٢	١٠٧٤
٨٢٣	١٠٧٥
٨٢٤	١٠٧٦
٨٢٥	١٠٧٨
٨٢٦	١٠٧٩
٨٢٧	١٠٨٠
٨٢٨	١٠٨١
٨٢٩	١٠٨٢م
٨٣٠	١٠٨٣
٨٣١	١٠٨٤
٨٣٢	١٠٨٥
٨٣٣	١٠٨٦
٨٣٤	١٠٨٧
٨٣٥	١٠٨٨
٨٣٦	١٠٨٩
٨٣٧	١٠٩٠
٨٣٨	١٠٩١
٨٣٩	١٠٩٢
٨٤٠	١٠٩٣
٨٤١	١٠٩٥
٨٤٢	١٠٩٦
٨٤٣	١٠٩٧
٨٤٤	١٠٩٨

نمبرشمار	حدیث نمبر	نمبرشمار	حدیث نمبر
٨٤٥	١١٠٠	٨٧٠	١١٣٠
٨٤٦	١١٠٢	٨٧١	١١٣١
٨٤٧	١١٠٣	٨٧٢	١١٣٢
٨٤٨	١١٠٤	٨٧٣	١١٣٣
٨٤٩	١١٠٥	٨٧٤	١١٣٤
٨٥٠	١١٠٦	٨٧٥	١١٣٥
٨٥١	١١٠٧	٨٧٦	١١٣٧م
٨٥٢	١١٠٨م	٨٧٧	١١٣٨
٨٥٣	١١٠٩	٨٧٨	١١٣٩
٨٥٤	١١١٠	٨٧٩	١١٤٠
٨٥٥	١١١١	٨٨٠	١١٤١
٨٥٦	١١١٢	٨٨١	١١٤٢
٨٥٧	١١١٣	٨٨٢	١١٤٣
٨٥٨	١١١٤	٨٨٣	١١٤٤
٨٥٩	١١١٥	٨٨٤	١١٤٥
٨٦٠	١١١٦	٨٨٥	١١٤٧
٨٦١	١١١٧	٨٨٦	١١٤٩
٨٦٢	١١١٨	٨٨٧	١١٥٠
٨٦٣	١١١٩	٨٨٨	١١٥٣
٨٦٤	١١٢١	٨٨٩	١١٥٤
٨٦٥	١١٢٢	٨٩٠	١١٥٥
٨٦٦	١١٢٣	٨٩١	١١٥٦
٨٦٧	١١٢٦	٨٩٢	١١٥٨
٨٦٨	١١٢٧	٨٩٣	١١٥٩
٨٦٩	١١٢٨	٨٩٤	١١٦٠

نمبر شمار	حدیث نمبر	نمبر شمار	حدیث نمبر
٨٩٥	١١٦٢		
٨٩٦	١١٦٤		
٨٩٧	١١٦٥		
٨٩٨	١١٦٦		
٨٩٩	١١٦٧		
٩٠٠	١١٦٨		
٩٠١	١١٦٩		
٩٠٢	١١٧٠		
٩٠٣	١١٧١		
٩٠٤	١١٧٢		
٩٠٥	١١٧٣		
٩٠٦	١١٧٤		
٩٠٧	١١٧٥		

سید صدیق حسن خان کی کتاب "نزل الأبرار"

علامہ صدیق حسن خان صاحبؒ نے اپنی کتاب "نزل الأبرار بالعلم الماثور من الأدعية والأذكار" میں علامہ نوویؒ کی "الاذکار" اور "تحفۃ الذاکرین" وغیرہ سے منتخب کر کے اذکار اور دعاؤں کو جمع کیا، انہوں نے اس کتاب کے متعدد مقامات پر فضائلِ اعمال کے اندر ضعیف احادیث کے متعلق تساہل برتنے پر امام نوویؒ کی تردید کی۔ اس کتاب کے مقدمہ میں وہ لکھتے ہیں: ہمیں (اپنی اس کتاب میں) زیادہ ترصحیح حدیثوں کو نقل کروں گا؛ لہٰذا مجھے اُمید ہے کہ یہ ایک جامع اور سب کے لیے قابلِ اعتماد کتاب ثابت ہوگی۔

لیکن مصنف اپنی اس کتاب کے متعلق صحیح محض ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اس میں ضعیف اور کمزور حدیثوں کو بکثرت درج کرنے پر مجبور نظر آتے ہیں اور گزشتہ ابواب میں یہ بات گزر چکی ہے کہ کسی ضعیف حدیث کے ضعف کو واضح کردینے سے وہ حسن نہیں ہوجاتی اور نہ کسی قابلِ استدلال کتاب میں ذکر کے لائق ہوجاتی ہے۔

"نزل الابرار" میں درج شدہ ضعیف احادیث کی تعداد سرسری تلاش سے ہمیں (۱۳۳) ملیں، اگر کچھ دقتِ نظری سے تلاش کی جائے، تو مزید ضعیف احادیث اس میں ملیں گی۔ اختصار کی خاطر صرف ان کے نمبرات اگلے صفحہ پر لکھے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر	حدیث نمبر	حدیث نمبر	حدیث نمبر
٢١٨	٢٨٢	١٦٤	٣١
٢١٧	٢٨١	١٦٦	٤٤
٢١٥	٢٨١	١٦٧	٤٤
٢١٢	٢٨٢	١٦٩	٤٨
٢١٩	٢٨٧	١٦٩	٥٠
٢١٩	٢٧٩	١٣٠	٥١
٢١١	٢٧٣	١٣٠	٥١
٢١٢	٢٧٠	١٣٠	٦١
٢١١	٢٦٦	١٣٠	٦٤
٢٤٧	٣٠٢	١٣٢	٦٤
٢٤٥	٣٠٠	١٣٣	٦٥
٢٤١	٢٩٩	١٤٠	٦٥
٢٣٤	٢٩٢	١٤٠	٣٥٠
٢٣٤	٢٩٠	١٣٢	٣٤٦
٢٣٥	٢٨٦	١٠٣	٣٤٠
٢٢٠	٢٨٦	١١٠	٣٤٠
٢٢٠	٢٨٤	١١٢	٣٤٠
٢٦٣	٢٨٤	١١٣	٣٣٥
٢٦١	٢٨٥	١١٤	٣٣٣
٢٥٨	١٧٠	١١٨	٣٣٣
٢٥٦	١٨٤	١١٩	٣٢٥
٢٥٦	١٥١	١٢٢	٣١٧
٢٥٤	١٥٧	١٢٢	٣١٦
٢٤٩	١٥٩	١٢٤	٣١٣
٢٨٥	١٦٤	٤٧	٣١٠

حدیث نمبر	حدیث نمبر	حدیث نمبر
٣٩٣	٦٥	
٣٨٨	٦٦	
٣٨٣	٦٦	
٣٨٢	٧٠	
٣٧٢	٧٦	
٣٧٢	٧٦	
٣٧٢	٧٧	
٣٧١	٨٠	
٣٧٠	٨٢	
٣٦٨	٨٣	
٣٥٩	٨٤	
٣٥٥	١٠١	
٣٥٠	١٠١	
٣٥١		
٣٤٩		
٣٤٩		
٢٩٦		
٢٩٤		
٣٠٧		
٣٠٦		
٣٠٣		

ضعیف احادیث نقل کرنے میں اسلاف کا طریقۂ کار

قارئین کو علم ہوگا کہ یہ بحث اسی کتاب کے مقدمہ میں کئی مقامات پر آچکی ہے، جس میں میں نے عقائد، احکام اور صحیح احادیث کی کتابوں کے مصنفین کے طریقۂ کار کی وضاحت کی اور اُن میں منقول روایات کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ: کیا وہ تمام کی تمام صحیح ہیں؟ میں نے ان میں سے ایک (محدث و مصنف) کو بھی اس شرط کو پورا کرنے والا نہیں پایا؛ بلکہ عقائد کی کتابیں تو بے اصل روایات اور اسرائیلیات سے بھری پڑی ہیں۔ احکام و مسائل کی کتب میں بھی ضعیف اور منکر احادیث ہیں۔ بخاری و مسلم کے علاوہ دیگر کتب صحاح کا حال بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کی صحیحین کے علاوہ دوسری تالیفات بھی ہیں، امام بخاریؒ کی دیگر تصنیفات میں مذکورہ احادیث کے متعلق تتمہ کے تحت تفصیلی گفتگو گذر چکی ہے۔

جہاں تک امام مسلمؒ کا تعلق ہے، تو مسلم شریف کے علاوہ آپؒ نے اور کتابیں بھی تحریر فرمائی تھیں؛ لیکن آپؒ کی اکثر کتابوں کا آج کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اب صرف دو کتابیں ''مقدمہ صحیح مسلم'' اور ''کتاب التمییز'' دستیاب ہیں اور جو کتابیں گمشدگی کی نذر ہوگئیں، ان میں سے ''کتاب الجامع علی الأبواب'' اور ''المسند الکبیر علی الرجال'' کے نام علامہ ذہبیؒ نے (۱) امام حاکمؒ کے حوالے سے ذکر کئے ہیں اور غالباً امام مسلمؒ نے ان میں صحت کا ویسا التزام نہیں فرمایا ہوگا؛ جیسا ''صحیح مسلم'' میں کیا۔ اس بحث کے اختتام پر مشہور علماء سلف کے طرز و طریقۂ کار کی وضاحت کے لیے میں نے اس عنوان کا اضافہ کیا ہے؛ کیونکہ وہی حضرات ہر کوچۂ علم میں ہمارے رہبر ہیں۔

''موطا'' میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا طریقۂ کار

علامہ سیوطیؒ علامہ ابن حزمؒ کی کتاب ''مراتب الدیانۃ'' کے حوالے سے ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ''میں نے ''موطا مالک'' کی روایات اور سفیان بن عیینہؒ کی احادیث کو شمار کیا، تو ہر ایک کتاب کی مرفوع روایات میں سے پانچ سو سے زائد کو متصل اور تین سو سے زائد کو مرسل پایا۔ ''موطا مالک'' میں ستر سے زائد احادیث وہ ہیں، جن پر خود امام مالکؒ نے عمل نہیں کیا اور اس میں ضعیف حدیثیں بھی شامل ہیں، جن کے ضعف کو اکثر علماء نے واضح کیا ہے''۔ (۲)

مولانا عبدالحئی لکھنویؒ رقمطراز ہیں: اس کتاب میں کوئی موضوع حدیث نہیں ہے۔ ہاں ضعیف احادیث ہیں، جن میں سے اکثر کا ضعف ہلکا سا ہے، جو کثرت طرق سے ختم ہو جاتا ہے اور بعض روایتوں کا ضعف شدید ہے؛ لیکن مضر نہیں؛ کیونکہ صحیح سندوں سے اسی طرح کی احادیث (دوسری جگہوں پر) منقول ہیں۔ (۳)

---

۱ التذکرہ: ۲/۵۹۰۔ ۲ التدریب: ۱/۱۰۹۔ ۳ مقدمۃ التعلیق الممجد علی مؤطا محمد: ۱/۱۳۶۔

علامہ محمد حسن سنبھلی تحریر کرتے ہیں: دوسری بات یہ ہے کہ: ''موطا'' کے بہت سے راویوں میں کلام ہے۔ انہیں متکلم فیہ راویوں) میں سے عبدالکریم ابوامیہ ہے، جن کو محدثین نے ساقط اور ضعیف قرار دیا؛ حتی کہ بعض نے ان کے ناقابلِ اعتماد، کمزور اور متروک ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور وہ امام مالکؒ کے استاذ ہیں۔ اس حالت میں ''موطا مالک'' کی حدیثیں کیسے صحیح ہوسکتی ہیں؟ جبکہ اس کے اندر مرسل و منقطع حدیثیں اور ایسے آثار بھی درج ہیں، جن کی بڑی تعداد موصول نہیں ہے اور جو احادیث معناً (متصل کے حکم میں) ہیں، ان سے بہت کم ہیں۔(۱)

بخاری ومسلم کی احادیث کا عمومی حکم

علامہ سخاویؒ اُستاذ ابواسحاق اسفرائینیؒ سے نقل کرتے ہیں: ماہرینِ فنِ حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو احادیث متفق علیہ ہیں، ان کی سند اور متن بالکل قطعی اور یقینی ہے اور اس میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے اور جو کچھ اختلاف ہے، وہ اس کے طرق اور راویوں میں ہے، جو شخص صحیحین کی کسی حدیث کے برخلاف کوئی حکم بیان کرے اور اس کے پاس حدیث کی کوئی قابلِ قبول تاویل نہ ہو، تو ہم اس کے حکم کو چھوڑ دیں گے؛ کیونکہ ان احادیث کو اُمت میں قبولِ عام حاصل ہوگیا ہے۔(۲)

صحیح بخاری کی ضعیف قرار دی ہوئی روایات

علامہ قسطلانیؒ لکھتے ہیں: مضعف وہ حدیث ہے، جس کے ضعف پر اجماع واتفاق نہ ہو؛ بلکہ بعض حضرات کے ضعیف کہنے اور بعض حضرات کے قوی قرار دینے کی وجہ سے اس کی سند یا متن میں ضعف آگیا ہو، یہ قسم ضعیف حدیث سے اعلیٰ درجہ کی ہے اور ''بخاری'' میں اسی قسم کی حدیثیں ہیں۔(۳)

محدث کبیر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تحریر کرتے ہیں: علامہ ابن الجوزیؒ نے ضعیف کی ایک دوسری نئی قسم نکالی اور اس کا نام مضعف رکھا۔ مضعف وہ حدیث ہے، جس کے ضعف پر اجماع نہ ہو؛ بلکہ بعض محدثین کی تضعیف اور بعض کی طرف سے قوی قرار دیئے جانے کی وجہ سے اس کی سند یا متن میں ضعف آگیا ہو۔ اس کا درجہ متفقہ ضعیف حدیث سے اونچا ہے، یہ قسم وہاں پائی جاتی ہے، جب دو حکموں میں سے کوئی حکم راجح نہ ہو، یا ضعیف حدیث کو ترجیح دی گئی ہو، ویسے جن کتابوں میں صحتِ حدیث کا التزام کیا گیا ہے؛ حتیٰ کہ ''بخاری'' میں بھی اس قبیل کی حدیثیں موجود ہیں۔(۴)

۱؎ مقدمة تنسيق النظام شرح مسند الأمام أعظم رحمة الله: ص/۶۔ ۲؎ فتح المغیث: ۱/۵۱۔
۳؎ مقدمہ ارشاد الساری: ۱/۸۔ ۴؎ مقدمہ فتح الملہم: ۱/۱۵۳۔

صحیح بخاری کی ضعیف اور اس کی تعلیقات میں مرفوع وموقوف روایات

حافظ ابن حجرؒ تحریر فرماتے ہیں: تعلیقات سے مراد وہ حدیثیں ہیں، جس کی سند کے ابتدائی حصہ کے ایک یا اس سے زیادہ راوی مذکور نہ ہوں (ایسی روایات کو) امام بخاریؒ کبھی جزم (یقین) کے صیغہ؛ جیسے "قال" کے ساتھ بیان فرماتے ہیں اور کبھی جزم کے ساتھ بیان نہیں کرتے؛ بلکہ "یرُوی" جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ پہلے صیغہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ جس راوی سے حدیث تعلیقاً بیان کررہے ہیں، وہاں تک سلسلہ سند صحیح ہے اور اس میں وہ اُمور بھی ہوتے ہیں، جو ان کی شرائط کے ساتھ لاحق ہیں اور وہ اُمور بھی ہوتے ہیں، جو ان کی شرائط کے ساتھ لاحق نہیں ہوتے۔ دوسرے صیغہ والی روایتیں کبھی دوسرے محدثین کی شرط پر صحیح ہوتی ہیں، کبھی حسن اور حجت و استدلال کے قابل ہوتی ہیں اور کبھی ضعیف ہوتی ہیں؛ لیکن (ان کا ضعف) اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ اس کے کسی راوی پر جرح ہے؛ بلکہ اس کی سند میں تھوڑا سا انقطاع ہونے کی وجہ سے ضعف پیدا ہوجاتا ہے۔ دوسرا صیغہ، صیغۂ تمریض کہلاتا ہے (اس صیغہ کے ساتھ بیان کی ہوئی روایتیں) صحیح اور غیر صحیح دونوں طرح کی ہوتی ہیں۔ (صیغۂ تمریض سے بیان کی ہوئی) احادیث کی پہلی قسم صحیح ہوتی ہے؛ لیکن امام بخاریؒ کی شرط پر نہیں، ان میں سے بعض حدیثیں حسن ہوتی ہیں اور بعض ضعیف فرد ہوتی ہیں؛ لیکن ان کے موافق عمل ہوتا ہے اور بعض ایسی ضعیف ہوتی ہیں، جن کا ضعف کسی سے ختم نہیں ہوتا۔ موقوف حدیثوں میں جو حدیث امام بخاریؒ کے نزدیک صحیح ہوتی ہے، وہ اس کو جزم کے صیغہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں؛ اگرچہ ان کی شرط پر نہ ہو اور جس کی سند میں ضعف ہو، یا انقطاع ہو، تو اس کو جزم کے صیغہ کے ساتھ بیان نہیں کرتے؛ مگر یہ کہ دوسری سند سے منقول ہونے کی وجہ سے، یا اس حدیث کے مشہور ہونے کی وجہ سے اس کا ضعف ختم ہوگیا ہو۔ (۱)

علامہ بدرالدین عینیؒ رقمطراز ہیں: متابعات اور شواہد میں بعض ضعیف راویوں کی روایات بھی شامل ہیں اور "صحیح بخاری" میں ایسے راویوں کی ایک جماعت ہے، جن کو محدثین نے متابعات اور شواہد کے طور پر ذکر کیا ہے؛ لیکن ہر ضعیف راوی ایسا نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے دارقطنیؒ وغیرہ محدثین کہتے ہیں کہ: فلاں راوی قابلِ اعتبار ہے اور فلاں قابلِ اعتبار نہیں ہے، پھر علامہ عینیؒ نے اس کی چند مثالیں ذکر کیں۔ (۲)

وہ احادیث جن پر محدثین نے تنقید کی اوران کو شہرت حاصل نہیں ہوسکی

علامہ نوویؒ "شرح مسلم" کے "مقدمہ" میں لکھتے ہیں: محدثینؒ کی ایک جماعت نے بخاری و مسلم کی ایسی احادیث

۱؎ ہدی الساری: ص/۱۹-۲۱۔ ۲؎ عمدۃ القاری: ۱/۸۔

کی نشاندہی کی ہے، جن میں ان حضرات نے اپنی شرائط پر عمل نہیں کیا اور وہ حدیث اس درجہ سے گرگئی، جس کا انہوں نے التزام کیا تھا۔ علامہ دارقطنیؒ نے اس موضوع پر ایک کتاب تصنیف فرمائی، جس کا نام "الاستدراکات والتتبع" ہے۔ اس میں دونوں کتابوں کی دوسو حدیثیں ہیں۔ ابو مسعود دمشقیؒ نے بھی صحیحین کی اس طرح کی احادیث کو بیان کیا ہے۔ ابو علی الغسانیؒ نے بھی اپنی کتاب "تقييد المهمل في جزء العلل" میں اس کو ذکر کیا ہے، جس کا اکثر حصہ راویوں پر مشتمل ہے؛ لیکن ان تمام اعتراضات کا یا اکثر کا جواب دیدیا گیا ہے۔ علامہ ابن الصلاحؒ "مقدمہ" میں لکھتے ہیں: بخاری ومسلم کی جن حدیثوں پر گرفت کی گئی اور قابلِ اعتماد محدثین نے ان پر جرح کی ہے، تو اس کی قبولیت پر اجماع نہ ہونے کی وجہ سے وہ ہماری ذکر کردہ بات سے مستثنیٰ ہے۔ حافظ ابن حجرؒ تحریر کرتے ہیں: علامہ نوویؒ کا یہ کہنا "تمام یا اکثر اعتراضات کا جواب دیدیا گیا" بالکل صحیح ہے۔ (۱)

صحیح مسلم میں شواہد کے متعلق امام مسلمؒ کا عمل

علامہ نوویؒ تحریر فرماتے ہیں: نکتہ چینوں نے امام مسلمؒ پر اعتراض کیا ہے کہ: وہ اپنی صحیح میں دوسرے درجہ کے ضعیف اور متوسط راویوں کی ایسی جماعت سے روایت کرتے ہیں، جو صحیح کی شرائط کے مناسب نہیں ہیں۔ اس بارے میں امام مسلمؒ پر نکتہ چینی کی کوئی گنجائش نہیں ہے؛ کیونکہ ان اعتراضات کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں، جن کو امام ابو عمرو بن الصلاحؒ نے نقل فرمایا ہے۔ (ان میں سے) دوسرا جواب یہ ہے کہ ایسی روایات، متابعات اور شواہد میں پیش کی گئی ہیں، نہ کہ اُصول میں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام مسلمؒ پہلے صاف ستھری سند سے ایک حدیث ذکر کرتے ہیں، جس کے راوی ثقہ اور مضبوط ہوتے ہیں اور اس کو اصل قرار دیتے ہیں، پھر اس کے بعد متابعت کے طور پر تاکید وتقویت کے لیے یا (اس حدیث کے اندر) پچھلی حدیث میں (پوشیدہ) فائدہ کو ظاہر کرنے والی زیادتی کے پائے جانے کی وجہ سے ایک یا چند دیگر ضعیف سندوں سے دوسری روایت نقل کرتے ہیں۔ حاکم ابو عبداللہ (نیشاپوریؒ) نے بھی "صحیح مسلم" میں ایسے ضعیف راویوں سے جو صحیح کی شرائط پر پورے نہیں اترتے روایت نقل کرنے پر متابعت اور شواہد ہی کا عذر پیش کیا ہے۔ ان میں سے چند راوی یہ ہیں: مطر الوراق، بقیہ بن الولید، محمد بن اسحاق بن یسار، عبداللہ بن عمر العمری، نعمان بن راشد، امام مسلمؒ نے شواہد کے طور پر ان راویوں سے اور ان جیسے دوسرے راویوں سے روایتیں لی ہیں۔ (۲)

مقدمۂ مسلم میں امام مسلمؒ کا طریقۂ کار

صحیح مسلم میں درج شدہ احادیث اور مقدمۂ مسلم میں نقل کردہ حدیثوں کے درمیان محدثین کرامؒ فرق کرتے ہیں۔

---

۱ ہدی الساری: ص/۳۶۴۔ ۲ مقدمہ شرح مسلم: ۱/۲۴۔

چنانچہ حافظ ابن قیمؒ تحریر کرتے ہیں: تم کہتے ہو کہ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں سفیان بن حسینؒ سے روایت نقل کی ہے؛ حالانکہ ایسا نہیں ہے؛ بلکہ انہوں نے اپنی کتاب ''صحیح مسلم'' کے مقدمہ میں ان کی روایت کو ذکر کیا ہے اور امام مسلمؒ نے مقدمہ (کی احادیث) میں صحت کی شرط نہیں لگائی؛ جیسا کہ ''صحیح مسلم'' میں لگائی ہے۔ مقدمہ کی حیثیت الگ ہے اور آپؒ کی دیگر کتابوں کی حیثیت الگ ہے اور اس سلسلے میں کسی محدث کو کوئی شبہ نہیں ہے۔(۱)

مقدمۂ مسلم کے بعض راویوں کے حالات

ذیل میں مقدمۂ مسلم کے بعض راویوں کے حالات درج کئے گئے ہیں، جن کو علامہ ذہبیؒ نے نقل کر کے ان پر جرح فرمائی ہے۔

(۱) میمون بن ابی شعیب عن عائشہ رضی اللہ عنہا: علامہ ذہبیؒ ان کے متعلق رقمطراز ہیں: یحییٰ بن معینؒ نے ان کو ضعیف قرار دیا۔(۲) نیز وہ (۳) فرماتے ہیں: ابن معینؒ نے کہا ضعیف ہے۔ ابو حاتم نے فرمایا: صالح الحدیث ہے۔ امام ابوداؤدؒ کا قول ہے: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو انہوں نے نہیں پایا۔

(۲) یحییٰ بن فلان الانصاری عن ابیہ: علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں: (یہ راوی) مجہول ہے۔(۴) اور یہ بھی فرمایا: معلوم نہیں یہ کون شخص ہے۔(۵)

(۳) یحییٰ بن المتوکل: آپؒ تحریر فرماتے ہیں: کئی حضرات نے ان کو (یحییٰ کو) ضعیف قرار دیا۔(۶) اسی طرح وہ (۷) لکھتے ہیں: محدث ابن المدینیؒ اور امام نسائیؒ نے ان کو ضعیف کہا، ابن معینؒ کا قول ہے کہ: یہ کچھ نہیں ہے۔ امام احمدؒ کا ارشاد ہے: بہت کمزور ہے۔ امام ابوزرعہؒ کا قول ہے: وہ حدیث میں ضعیف ہے۔

حضرت امام احمد حنبلؒ اور مسند میں آپؒ کا طرزِ عمل

علامہ ابن جوزیؒ رقمطراز ہیں: کسی محدث نے مجھ سے دریافت کیا: کیا ''مسند احمد'' میں ایسی احادیث ہیں، جو صحیح نہیں ہیں؟ میں نے جواب میں کہا: ہاں! یہ جواب (حنبلی) مسلک والے افراد پر گراں گزرا؛ مگر میں نے اس کو عوامی مزاج کا نتیجہ سمجھتے ہوئے اس بات کو چنداں اہمیت نہیں دی؛ لیکن لوگوں نے اس کی تردید میں فتوے تحریر کئے۔ اہلِ خراسان کی جماعت نے جن میں ابوالعلاء الہمدانیؒ بھی شامل ہیں، اس جواب کو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور اس قول کے قائل کی بہت مذمت

۱؎ الفروسیۃ: ص/۱۹۷۔ ۲؎ دیوان الضعفاء: حدیث نمبر: ۴۳۲۱۔ ۳؎ میزان: حدیث نمبر: ۸۹۶۵۔

۴؎ دیوان الضعفاء: حدیث نمبر: ۴۶۷۴۔ ۵؎ میزان: حدیث نمبر: ۹۶۰۳۔ ۶؎ دیوان الضعفاء: حدیث نمبر: ۴۶۷۸۔ ۷؎ میزان: حدیث نمبر: ۹۶۱۴۔

کی۔ میں حیرت واستعجاب میں ڈوب گیا اور اپنے دل میں کہا: تعجب ہے!! اہلِ علم بھی کس طرح عام لوگوں کی مانند ہو گئے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے ایک حدیث سنی اور اس کے صحیح یا ضعیف ہونے کی تحقیق کئے بغیر یہ خیال کرنے لگے کہ جس نے بھی وہ بات کہی، جو میں نے کہی تھی، اس نے ان روایات پر اعتراض کیا، جن کو امام احمدؒ نے نقل فرمایا ہے؛ حالانکہ بات ایسی نہیں ہے۔ امام احمدؒ نے (اپنی مسند میں) مشہور، صحیح اور ضعیف ہر طرح کی روایات جمع کیں، پھر انہوں نے خود اپنی روایت کردہ بہت سی حدیثوں کو چھوڑ دیا، ان کو قبول کیا، نہ ان کو اپنا مسلک قرار دیا۔ کیا نبیذ سے وضو کرنے کی حدیث کو خود آپؒ نے مجہول نہیں کہا؟ جو شخص بھی ابو بکر خلالؒ کی تصنیف ''کتاب العلل'' کا مطالعہ کرے گا، وہ اس میں ایسی بہت ساری احادیث دیکھے گا، جو ''مسند احمد'' میں ہیں اور امام احمدؒ نے ان پر جرح کی ہے۔ قاضی ابو یعلی محمد بن الحسین الفراءؒ کی ایک تحریر نبیذ کے متعلق میں نے نقل کی تھی، جس میں وہ رقمطراز ہیں:

امام احمدؒ نے اپنی مسند میں صحیح اور ضعیف سے صرفِ نظر کرتے ہوئے مشہور روایات کو جمع کر دیا ہے، اس پر حضرت عبداللہ (صاحبزادۂ امام احمدؒ) کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والدِ محترم سے کہا: آپ ربعی بن حراش عن حذیفہ والی حدیث کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ آپؒ نے فرمایا: جس کو عبدالعزیز بن ابی رواد روایت کرتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: (دوسری کئی) احادیث اس کے خلاف ہیں۔ میں نے عرض کیا: پھر آپ نے اس کو مسند میں (کیوں) ذکر کیا؟ آپؒ نے فرمایا: مسند میں میں نے مشہور روایتوں کو نقل کرنے کا ارادہ کیا ہے، اگر میں صرف ان روایتوں کو نقل کرنے کا ارادہ کرتا، جو میرے نزدیک صحیح ہیں، تو اس مسند کا تھوڑا سا حصہ ہی نقل کر پاتا۔

مگر اے میرے بیٹے! حدیث کے سلسلے میں تم میرے طریقۂ کار سے واقف ہو، میں ایسی ضعیف حدیث کی مخالفت نہیں کرتا، جس کے خلاف اس باب میں اس سے صحیح کوئی دوسری حدیث نہ ہو۔ قاضی ابو یعلیؒ فرماتے ہیں: امام احمدؒ نے اپنے متعلق خود بتا دیا کہ مسند میں ان کا طریقہ کیا ہے؛ لہٰذا جس شخص نے مسند کو صحت کا معیار بنایا، اس نے آپؒ کی مخالفت کی اور آپؒ کے مقصد کو نظر انداز کر دیا۔ (۱)

صاحب ''تحقیق المقال'' کا احساس

میں (مؤلف) کہتا ہوں: مجھے بے حد رنج ہوتا ہے کہ اس دور کے علماء اپنی کوتاہ علمی کی وجہ سے عام لوگوں کے مانند ہو گئے ہیں، جب ان کی نظروں سے کوئی موضوع حدیث گزرتی ہے، تو وہ یوں کہہ دیتے ہیں: ''ایک روایت میں آیا ہے''۔ ہمت وحوصلوں کی یہ پستی لائق آہ و بکا ہے۔ ''لاحول ولا قوة إلا باللہ العلي العظیم''۔

۱ صید الخاطر، ص/۲۳۵۔

علامہ ابن تیمیہؒ اور ان کی کتاب "الکلم الطیب" کی احادیث

علامہ شیخ ناصر الدین البانیؒ نے اس کتاب پر تحقیقی کام کیا اور تصحیح کے ساتھ احادیث کے حوالے بھی نقل کیے، اس کتاب میں کل (۲۵۳) حدیثیں ہیں اور شیخ ناصرؒ نے جن پر ضعف کا حکم لگایا، ان کی تعداد (۵۹) ہے؛ جبکہ چار حدیثوں کو موضوع قرار دیا۔

ضعیف اور موضوع احادیث کو نقل کرنے میں علامہ ابن قیمؒ کا طریقۂ کار

علامہ ابن قیمؒ بعض کتابوں میں ضعیف اور منکر روایات بھی ضعف کی نشاندہی کیے بغیر ذکر کردیتے ہیں؛ جیسے کتاب "مدارج السالکین" میں کیا۔ علامہ عبدالفتاح ابوغدہؒ "الاجوبہ" (۱) پر اپنی تعلیقات میں تحریر کرتے ہیں: ابن قیمؒ جب ایسی حدیث روایت فرماتے ہیں، جو ان کے معروف مسلک کے مطابق ہوتی ہے، تو اس کو قوی ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگادیتے ہیں؛ حتیٰ کہ پڑھنے والا گمان کرنے لگتا ہے کہ یہ حدیث، تواتر کی قبیل سے ہے؛ حالانکہ وہ ضعیف یا غریب یا منکر حدیث ہوتی ہے۔ بطور مثال ایک حدیث کی طرف یہاں اشارہ کرتا ہوں، جو زاد المعاد (۲) میں ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: "ثم تلبثون مالبثتم ثم تبعث الصائحة"۔ پھر فرمایا: اس مہتم بالشان حدیث کی عظمت وجلالت خود یہ بتارہی ہے کہ اس حدیث شریف کا ظہور مشکاۃ نبوت ہی سے ہوا ہے، پھر آپؒ نے یکے بعد دیگرے ان تمام کتابوں کے نام ذکر کیے، جن میں یہ حدیث مروی ہے؛ حالانکہ وہ کتابیں ضعیف، منکر اور موضوع احادیث سے پُر ہونے میں مشہور ہیں اور یہ ابن قیمؒ کی علمی حیثیت سے کوئی ڈھکی چھپی بات بھی نہیں ہے؛ لیکن عادت اور مسلک کے غلبہ کی وجہ سے کتابوں کی لمبی فہرست ذکر کردی اور حدیث کی صحت وقوت سے مرعوب کرنے کے لیے ان کتب حدیث کے مؤلفین کی تعریف وتعظیم میں کئی صفحے لکھ دیئے؛ حالانکہ علامہ ابن کثیرؒ (۳) مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریبٌ جداً" ہے اور اس کے بعض الفاظ میں نکارت پائی جاتی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ بھی (۴) اس حدیث کو "غریبٌ جدًا" قرار دیتے ہیں۔ ابن قیمؒ کے اس طریقۂ کار کی وجہ سے اس طرح کی ان احادیث میں بحث وتحقیق اور غور وفکر کی ضرورت ہے، جن کو آپؒ روایت کرتے ہیں اور اپنی کتاب میں ان کی تعریف کرتے ہیں؛ جبکہ وہ ایسی کتابوں میں ہوتی ہیں، جن میں ضعیف، منکر اور موضوع روایات درج ہوتی ہیں (ملخصاً) (۵)

۱؎ الاجوبۃ: ص/۱۳۰۔ ۲؎ زاد المعاد: ۳/۵۴۔ ۳؎ تاریخ ابن کثیر: ۵/۸۰۔

۴؎ التہذیب: ۵/۵۷۔ ۵؎ الاجوبۃ: ص/۱۲۴۔

موضوع روایتیں ذکر کرنے میں علامہ ذہبیؒ کا طریقۂ کار

شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ "الاجوبۃ" پر اپنی تعلیقات میں تحریر کرتے ہیں: علامہ ذہبیؒ نے "کتاب الکبائر" میں احادیث کے سلسلے میں بہت تساہل سے کام لیا ہے؛ چنانچہ اس کتاب میں بہت ساری ضعیف احادیث اور بعض موضوع روایتوں کو بھی نقل کر دیا۔ شاید آپؒ وعظ و نصیحت کے موقعوں پر اس کو جائز سمجھتے ہوں؛ جیسا کہ آپؒ کے پیشرو علامہ ابن الجوزیؒ کا عمل تھا۔

قاری کے فائدہ کے لیے مذکورہ کتاب کی بعض موضوع روایات کی طرف یہاں اشارہ کیا جاتا ہے۔

(۱) نماز چھوڑنے کے سلسلہ میں (۱) محمد بن علی بن عباس البغدادی العطار کی سند سے ایک لمبی حدیث جس کا باطل ہونا صاف ظاہر ہے، ذکر کی۔ جس کو ضعیف و باطل قرار دیتے ہوئے (۲) آپؒ خود راقم ہیں: محمد بن علی نے نماز چھوڑنے والے کے متعلق ایک باطل حدیث ابوبکر بن زیاد نیشاپوری کی طرف منسوب کر دی۔ حافظ ابن حجرؒ بھی (۳) عطار ہی کے تذکرہ میں اس حدیث کا ایک ٹکڑا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: احادیثِ طرقیہ میں سے اس حدیث کا باطل ہونا بالکل ظاہر ہے۔

(۲) گناہِ کبیرہ "والدین کی نافرمانی" کے تحت (۴) حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی روایت سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں: اگر لفظ اُف سے بھی کم کوئی اور لفظ ہوتا، تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی منع فرماتے۔ اس کی سند میں اصرم بن حوشب ہے، جن کے بارے میں مؤلف ذہبیؒ خود (۵) تحریر فرماتے ہیں: محدث یحییٰؒ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ: وہ کذاب اور خبیث ہے۔ ابن حبانؒ کا کہنا ہے کہ: وہ ثقہ لوگوں کی سند سے احادیث گھڑ لیتا تھا۔

(۳) گناہِ کبیرہ "لواطت" کے متعلق تین حدیثیں نقل کیں، جن پر محدثین نے وضع کا حکم لگایا ہے۔

(۴) گناہِ کبیرہ "شراب پینے" کی وعید میں دو موضوع حدیثیں ذکر کیں: پہلی حضرت ابوسعید خدری ﷺ روایت سے (۶) اور دوسری حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے (۷)

امام ذہبیؒ کی دوسری کتاب "العلو للعليّ الغفار" میں بھی کچھ تساہل پایا جاتا ہے؛ لیکن اس میں آپؒ نے احادیث کو سند کے ساتھ ذکر کیا، جس کی وجہ سے عیب کچھ ہلکا ہوگیا۔

"البيان في شرح عقود أهل الإيمان" میں موضوع احادیث اور اہوازیؒ و ابن مندہؒ کا عمل

علامہ ذہبیؒ (۸) رقمطراز ہیں: قاری ابوالحسنؒ اگر یہ کتاب "البيان في شرح عقود أهل الإيمان" تالیف نہ فرماتے، تو بہتر ہوتا۔ انہوں نے اس میں موضوع اور بالکل بے اصل روایات کو درج کر دیا۔ ابن عساکرؒ نے اپنی کتاب (۹)

---

۱ الکبائر: ص/۲۲۔ ۲ میزان الاعتدال: ۳/۱۰۶۔ ۳ لسان المیزان: ۵/۲۹۵، ۲۹۶۔ ۴ الکبائر: ص/۴۰۔ ۵ میزان: ۱/۱۲۶۔

۶ الکبائر: ص/۸۰۔ ۷ ایضاً: ص/۲۸۔ ۸ میزان: ۱/۲۳۷۔ ۹ تبيين كذب المفتري فيما نسب إلى الأمام أبي الحسن الأشعري: ص/۳۶۴۔

مذکورہ کتاب اور اس کے مؤلف کی دیگر کتابوں کے بارے میں بڑی تفصیلی گفتگو فرمائی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنے تفسیری مجموعہ مطبوعہ ہند میں سورۃ العلق کی تفسیر کے تحت (۱) تحریر فرماتے ہیں: صفات باری کے موضوع پر ابوعلی اہوازی کی ایک تصنیف ہے، جس میں انہوں نے جھوٹی سچی ہر طرح کی روایات درج کر دی ہیں اور یہی حال عبدالرحمٰن بن مندہ کے مجموعۂ روایات کا بھی ہے؛ حالانکہ وہ احادیث رسول ﷺ کو اور لوگوں سے زیادہ جانتے تھے؛ لیکن اس کے باوجود صحیح وضعیف میں فرق کئے بغیر بے شمار ضعیف حدیثوں کو نقل کر دیا۔ کبھی وہ (کسی موضوع پر ایک) باب باندھتے ہیں، جس کی ساری حدیثیں ضعیف ہوتی ہیں۔ مثلاً: مٹی کھانے کی احادیث وغیرہ۔ ابن مندہ، ابوعلی اہوازی سے بھی روایتیں بیان کرتے ہیں۔ ان کی روایات میں کبھی حسن بن عدی کی طرف منسوب غریب روایات بھی آجاتی ہیں، جن کی بنیاد پر وہ باطل عقائد کی عمارت کھڑی کر دیتے ہیں۔

دارقطنیؒ کا اپنی کتابوں میں ضعیف اور موضوع احادیث نقل کرنا

علامہ زیلعیؒ (۲) تحریر کرتے ہیں: سنن دارقطنی معلول احادیث کا مجموعہ اور غریب حدیثوں کا ملغوبہ ہے۔ شیخ محمد بن جعفر الکتانیؒ (۳) نقل کرتے ہیں:

> ''امام دارقطنیؒ نے اپنی سنن میں غریب احادیث جمع کر دی ہیں اور اس کی اکثر روایتیں ضعیف، منکر بلکہ موضوع ہیں''۔

علامہ عینیؒ (۴) رقمطراز ہیں:

> ''دارقطنیؒ کی کتاب ضعیف، غریب، شاذ اور معلّل حدیثوں سے بھری ہوئی ہے۔ اس میں کتنی ہی حدیثیں ایسی ہیں، جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ: دارقطنیؒ جب مصر تشریف لے گئے، تو کسی نے (نماز میں) بسم اللہ آواز سے پڑھنے کے متعلق کچھ لکھنے کا مطالبہ کیا، تو انہوں نے اس موضوع پر ایک جزء تصنیف کر دیا۔ اس کے بعد ایک مالکی صاحب ان کے پاس آئے اور قسم دے کر کہا کہ: اس کتاب میں اگر ایک بھی صحیح حدیث ہو، تو بتائیں۔ انہوں نے فرمایا: بسم اللہ زور سے پڑھنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے جتنی حدیثیں مروی ہیں ان میں ایک بھی صحیح نہیں ہے اور صحابہ کرام ؓ سے جو روایتیں منقول ہیں، ان میں کچھ صحیح ہیں اور کچھ ضعیف''۔

---

۱ مجموعہ تفسیر ابن تیمیہ: ص/۳۵۲،۳۵۳۔ ۲ نصب الرایۃ: ۱/۳۵۶۔ ۳ الرسالۃ المستطرفۃ: ص/۳۱۔ ۴ بنایہ: ۱/۶۲۸۔

ضعیف اور موضوع احادیث نقل کرنے میں بیہقیؒ کا طریقۂ کار

علامہ ابن تیمیہؒ (۱) لکھتے ہیں: امام بیہقیؒ اپنی اکثر روایات کو صحیح قرار دیتے ہیں اور موضوع احادیث سے بہت کم استدلال کرتے ہیں؛ لیکن جہاں ایسی مرسل احادیث اور آثار موجود ہوں (جو دوسری احادیث کو) تقویت تو دے سکتی ہیں؛ لیکن ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، تو ایسے باب میں (موضوع حدیث بھی) روایت کرتے ہیں اور اپنی دوسری کتاب (۲) میں تحریر فرماتے ہیں: امام بیہقیؒ نے فضائل میں بہت ساری ضعیف بلکہ موضوع احادیث ذکر کی ہیں؛ جیسا کہ آپؒ کی طرح بعض دیگر محدثین کی بھی عادت ہے۔

شیخ حافظ احمد بن صدیق الغماریؒ نے (۳) بیہقی کی کئی احادیث کی نشاندہی کی اور ان پر موضوع ہونے کا حکم لگایا۔

خطیب، ابونعیم، ابن جوزی، ابن عساکر اور ابن ناصر کی کتابوں میں ضعیف اور موضوع احادیث کا ذکر

حافظ ذہبیؒ اپنے ایک رسالہ میں تحریر کرتے ہیں: حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیبؒ کے متعلق ابونعیمؒ نے کلام کیا ہے اور کئی علماء متاخرین ایسے ہیں، جن کا کوئی بڑا جرم میرے علم میں نہیں ہے، سوائے اس کے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں موضوع حدیثوں کو ان کے موضوع ہونے کی صراحت کئے بغیر ذکر کردیا اور یہ بات گناہ اور سنن و احادیث کے حق میں بدخواہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان حضرات کے ساتھ غفاری کا معاملہ فرمائے۔ (۴)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ تحریر کرتے ہیں: حافظ ابونعیمؒ "حلیۃ الاولیاء" کے اندر صحابہ کرامؓ کے فضائل اور زہد کے متعلق غریب احادیث ذکر کرتے ہیں، جن کے موضوع ہونے کا ان کو علم ہوتا ہے۔ خطیب، ابن جوزی، ابن عساکر اور ابن ناصر وغیرہ حضرات کا طریقۂ کار بھی یہی ہے۔ (۵)

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں: خطیب بغدادیؒ کی کتابوں کی حالت بھی یہی ہے۔ زیادتی اور تعصب میں وہ حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں اور وضع کا علم ہونے کے باوجود موضوع حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ (۶)

علامہ سیوطیؒ کا اپنی کتاب میں موضوع احادیث ذکر کرنا

شیخ احمد غماریؒ (۷) رقمطراز ہیں: علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب "الجامع الصغیر" کے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے کہ: انہوں

---

۱ الرد علی البکری: ص/۲۰۔ ۲ منهاج السنة النبوية: ۳/۸۔ ۳ المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: ص/ ۶، ۹، ۲۶، ۳۵، ۴۸، ۷۳، ۷۷، ۷۹، ۱۰۲۔ ۴ الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لا يوجب ردهم: ص/۱۱۔ ۵ الرد علی البکری: ص/۱۹۔
۶ بنایۃ: ۱/۶۲۸۔ ۷ المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: ص/۳، ۵۔

نے اس کتاب کوایسی روایات سے پاک رکھا ہے، جن کوتنہا کوئی واضع حدیث یا جھوٹا شخص روایت کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کتاب میں کوئی موضوع حدیث روایت نہیں کریں گے؛ بلکہ اس کی تمام حدیثیں (رسول اللہ ﷺ سے) ثابت ہونگی؛ لیکن ایسا نہیں ہوا؛ بلکہ انہوں نے اس میں ایسی حدیثیں بھی نقل کردیں، جس کو جھوٹے راوی تنہا بیان کرتے ہیں اور بعض احادیث کا موضوع ہونا تو بالکل ظاہر ہے؛ اگر چہ کوئی جھوٹا راوی اس کو تنہا بیان نہیں کرتا ہے؛ کیونکہ وہ احادیث جھوٹے راویوں ہی سے مروی ہیں۔ آگے لکھتے ہیں: اس کتاب کی موضوع احادیث کی وضاحت کے لئے میں نے یہ مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے، اس کے بعد وہ احادیث نقل کیں جن پر وضع کا حکم لگایا گیا، جن کی تعداد (۴۵۶) ہے۔ شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ فرماتے ہیں: علامہ سیوطیؒ اپنی کتابوں اور رسائل کے اندر ضعیف، منکر اور موضوع احادیث کو نقل کرنے میں متساہل واقع ہوئے ہیں؛ لہٰذا علماء کے اقوال کو دیکھے بغیر علامہ سیوطیؒ کی ذکر کردہ ان احادیث پر اعتماد کرنا درست نہیں ہے، جو آپؒ نے ایسی کتابوں سے نقل فرمائی ہیں، جن میں کسی حدیث کے درج ہونے سے اس حدیث کے ضعیف ہونے کا وہم ہوتا ہے۔

حضرات مفسرین کرامؒ کا طریقۂ کار

علامہ ابن تیمیہؒ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں: سیرت واخبار اور قصص الانبیاء کے اکثر مصنفین صحیح، ضعیف اور جھوٹی روایتوں میں بالکل تمیز نہیں کرتے ہیں؛ جیسے ثعلبی، واحدی، مہدوی، زمخشری، عبدالجبار بن احمد، علی بن عیسیٰ الرمانی، ابو عبداللہ بن الخطیب الرازی، ابونصر بن قشیری، ابواللیث السمر قندی، ابوعبدالرحمٰن السلمی، الکواشی الموصلی وغیرہ کتب تفسیر کے مصنفین۔ ان حضرات کو نہ صحیح اور ضعیف کی پہچان ہے، نہ روایات واحادیث میں مہارت، نہ ہی راویوں سے واقفیت۔ یہ حضرات فرق کئے بغیر صحیح اور ضعیف روایتوں کو ایک جگہ جمع کردیتے ہیں۔ ان میں سے بعض مفسرین ساری روایتوں کو بیان کرکے اس کی ذمہ داری ناقل پر ڈال دیتے ہیں؛ جیسے ثعلبی وغیرہ اور بعض مصنفین اُصول یا تصوف کے کسی قول یا فقہ کے کسی مسئلہ کی تائید میں کوئی صحیح یا ضعیف روایت نقل کرکے اس کی مخالف صحیح یا ضعیف روایت کو چھوڑ دیتے ہیں۔(۱)

۱؎ الرد علی البکری :ص/۱۵۔

فضائلِ اعمال کی احادیث کی تخریج

حضرت شیخ الحدیثؒ کے فضائل اعمال پر لکھے گئے ۹/ رسالوں کی احادیث کی تخریج کا عمل ۸/فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے۔

(۱) **فصل اول** : فضائلِ اعمال کی ان صحیح احادیث کی تخریج جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں پائی جاتی ہیں۔

(۲) **فصل دوم** : فضائلِ اعمال کی ان صحیح احادیث کی تخریج جو صرف صحیح بخاری میں پائی جاتی ہیں۔

(۳) **فصل سوم** : فضائلِ اعمال کی ان احادیث صحیحہ کی تخریج جنھیں صرف امام مسلم نے ذکر کیا ہے۔

(٤) **فصل چھارم** : فضائلِ اعمال کی ان احادیث کی تخریج جنہیں امام بخاری ومسلم کے علاوہ دیگر محدثین نے ذکر کیا ہے اور وہ ''صحیح لذاتہ'' ہیں۔

(٥) **فصل پنجم** : فضائلِ اعمال کی صحیح لغیرہ کا درجہ رکھنے والی احادیث کی تخریج

(٦) **فصل ششم** : فضائلِ اعمال کی ''حسن لذاتہ'' کا درجہ رکھنے والی احادیث کی تخریج

(۷) **فصل هفتم** : فضائلِ اعمال کی ''حسن لغیرہ'' کا درجہ رکھنے والی احادیث کی تخریج

(۸) **فصل هشتم** : فضائلِ اعمال کی ضعیف احادیث کی تخریج

فصل اوّل

فضائلِ اعمال کی وہ احادیث جو بخاری و مسلم دونوں میں ہیں، ان کی تخریجات بخاری و مسلم کے جن کتب کے تحت وہ احادیث ہوں گی، پہلے ان کے کتب ذکر کئے جائیں گے، پھر متعلقہ احادیث ذکر کی جائیں گی۔ اور آخر میں فضائل اعمال کے اِس حصے کا حوالہ درج کیا جائے گا جس میں وہ احادیث مذکور ہوں گی۔

کتاب الایمان

حدیث (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے۔ سب سے اول "لا إله إلا الله محمد رسول الله" کی گواہی دینا (یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں) اس کے بعد نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ کا ادا کرنا، حج کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (متفق علیہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام مسلمؒ (۳) اور ابن خزیمہؒ (۴) نے عاصم از والد خود محمد بن زید کے طرق سے کی ہے۔

نیز یہ حدیث امام احمدؒ (۵) امام بخاریؒ (۶) امام مسلمؒ (۷) امام ترمذیؒ (۸) امام نسائیؒ (۹) اور ابن خزیمہؒ (۱۰) نے حنظلہ بن سفیانؒ کی سندوں سے بھی تخریج کی ہے، اس میں یہ ذکر ہے کہ حنظلہ بن سفیانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عکرمہ بن خالدؒ سے یہ سنا کہ ایک آدمی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ: آپؓ جہاد میں شریک کیوں نہیں ہوتے ہیں، تو آپؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آگے، درج بالا حدیث ذکر فرمائی:

۱ فضائل نماز: ص/۵۔ ۲ مسند احمد: ۲/۱۲۰۔ ۳ مسلم: ۱/۳۴۔ ۴ صحیح ابن خزیمہ: ص/۳۰۹، ۱۱۸۱، ۲۵۰۵۔ ۵ مسند احمد: ۲/۱۴۳۔
۶ بخاری: ۱/۹۔ ۷ مسلم: ۱/۳۴۔ ۸ ترمذی: ص/۲۶۰۹۔ ۹ نسائی: ۸/۱۰۷۔ ۱۰ صحیح ابن خزیمہ: ص/۳۰۸، ۱۱۸۸۰۔

حدیث (۲)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایمان کی ۷۰ سے زیادہ شاخیں ہیں (بعض روایات میں ۷۷ آئی ہیں) ان میں سب سے افضل "لا إله إلا الله" کا پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے اور حیاء بھی ایک (خصوصی) شعبہ ہے ایمان کا۔ (متفق علیہ) (۱)

تخریج

درج بالا حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام بخاریؒ (۳) امام مسلمؒ (۴) امام ابوداؤدؒ (۵) امام ترمذیؒ (۶) امام نسائیؒ (۷) امام ابن ماجہؒ (۸) نے عبداللہ ابن دینار از ابی صالح کی سندوں سے کی ہے۔ البتہ الفاظ حدیث حضرت سہیل کی روایت کے ہیں۔

حدیث (۳)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: بے شک ایمان مدینہ کی طرف ایسا کھنچ کر آجائے گا؛ جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف آ جاتا ہے۔ (متفق علیہ) (۹)

تخریج

اِس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۰) امام بخاریؒ (۱۱) امام مسلمؒ (۱۲) اور امام ابن ماجہؒ (۱۳) نے عبیداللہ بن عمر از خبیب بن عبدالرحمٰن از حفص بن عاصم کے طرق سے کی ہے۔

---

۱ فضائل ذکر: ص/۱۱۰۔ ۲ مسند احمد: ۲/۴۱۴، ۴۴۲، ۴۴۵۔ ۳ بخاری: ۱/۹۔ ۴ مسلم: ۱/۴۶۔ ۵ ابوداؤد: ص/۴۶۷۴۔
۶ ترمذی: ص/۲۶۱۴۔ ۷ نسائی: ۸/۱۱۰۔ ۸ ابن ماجہ: ص/۵۷۔ ۹ فضائل حج ص/۱۵۴۔ ۱۰ مسند احمد: ۲/۲۸۶، ۴۲۲، ۴۹۶۔
۱۱ بخاری: ۳/۲۷۔ ۱۲ مسلم: ۱/۹۰۔ ۱۳ ابن ماجہ: ص/۳۱۱۱۔

کتاب الصلاۃ

حدیث (۴)

حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازہ پر ایک نہر جاری ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ روزانہ غسل کرتا ہو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ جل شانہ ان کی وجہ سے گناہوں کو زائل کردیتے ہیں۔ (متفق علیہ)۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) علامہ دارمیؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) امام مسلمؒ (۵) امام ترمذیؒ (۶) اور امام نسائیؒ (۷) نے یزید بن عبداللہ بن الہاد از محمد بن ابراہیم از ابوسلمہ کے طریق سے کی ہے۔

حدیث (۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ نہ سفر کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف۔ ایک مسجد حرام، دوسرے مسجد بیت المقدس، تیسرے میری یہ مسجد (متفق علیہ)۔(۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج علامہ حمیدیؒ (۹) امام احمدؒ (۱۰) امام بخاریؒ (۱۱) امام مسلمؒ (۱۲) امام ابوداؤدؒ (۱۳) امام نسائیؒ (۱۴) اور امام ابن ماجہؒ (۱۵) نے امام زہریؒ کے دو شاگرد سفیان بن عیینہؒ اور حضرت معمرؒ سے کی ہے، یہ دونوں اپنے استاذ زہریؒ سے اور وہ حضرت سعید بن مسیبؒ سے نقل کرتے ہیں۔

---

۱ فضائل نماز: ۹،۸۔ ۲ مسند احمد: ۲/۳۷۹۔ ۳ سنن دارمی: ۱۱۸۷۔ ۴ بخاری: ۱/۱۴۰۔ ۵ مسلم: ۲/۱۳۱۔
۶ ترمذی: /۲۸۶۸۔ ۷ نسائی: ۱/۲۳۰۔ ۸ فضائل حج: ص/۱۰۱۔ ۹ مسند حمیدی: ۹۴۳۔ ۱۰ مسند احمد: ۲/۲۳۴،۲۳۸،۲۷۸۔
۱۱ بخاری: ۲/۷۶۔ ۱۲ مسلم: ۴/۱۲۶۔ ۱۳ ابوداؤد: ۲۰۳۳۔ ۱۴ نسائی: ۲/۳۷۔ ۱۵ ابن ماجہ: ۱۴۰۹۔

حدیث (۶)

(نوٹ): ''اس حدیث کا صرف آخری حصہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے نقل کیا ہے۔ اور وہ یوں ہے "فإن الله قد حرم على النار من قال لا إله إلا الله يبتغي بذلك وجه الله" بے شک اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جہنم حرام کردی ہے جس نے محض اللہ کی رضا کی طلب میں ''لا إله إلا الله'' کہا ہو۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام مالکؒ (۲) امام احمدؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) امام مسلمؒ (۵) امام نسائیؒ (۶) اور امام ابن ماجہؒ (۷) نے امام زہریؒ از محمود بن الربیعؒ کے طرق سے کی ہے۔

صاحب "تحقيق المقال" نے اس حدیث سے متعلق پورے قصہ کو نقل کیا ہے جس کی بخاری ومسلم دونوں نے تخریج کی ہے۔ مکمل حدیث کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ محمود بن ربیع انصاری سے روایت ہے کہ عتبان بن مالک جو نبی ﷺ کے ان انصار صحابہؓ میں سے ہیں جنھیں جنگ بدر میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ انھوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! (میری آنکھیں جاتی رہیں) اور میں اپنی قوم کی امامت کرتا ہوں اور جب بارش ہوتی ہے تو وہ راستے اور وادیاں بہنے لگتی ہیں جو میرے گھر اور مسجد کے درمیان واقع ہیں، جس کی وجہ سے میں اپنی قوم کی مسجد میں حاضر نہیں ہوسکتا کہ میں ان کی امامت کرسکوں۔ میری خواہش ہے کہ آپ ﷺ میرے گھر تشریف لائیں اور کسی جگہ نماز پڑھیں؛ تاکہ میں اسے اپنی نماز گاہ بنالوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: انشاء اللہ میں ایسا کروں گا۔ حضرت عتبانؓ کہتے ہیں کہ صبح کو جب دن کچھ بلند ہوا تو حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ (میرے گھر) تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے اجازت دی۔ آپ ﷺ کچھ دیر بیٹھے بھی نہ تھے کہ گھر کے اندر داخل ہوئے۔ پھر فرمایا: تم گھر کے کس حصہ میں نماز پڑھوانا چاہتے ہو۔ عتبانؓ کہتے ہیں کہ میں نے گھر کے ایک کونے کی جانب اشارہ کیا۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے تکبیر کہی۔ ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیرا۔ عتبانؓ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو خزیرہ (ایک قسم کی غذا جو گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کو ڈھیر سارے پانی میں ڈال کر بنایا جاتا ہے اور پکنے کے بعد اوپر سے آٹا ڈال دیا جاتا ہے۔)(۸) کے لئے روکے رکھا جسے ہم نے آپ ﷺ کی خاطر تیار کروایا تھا۔ کہتے ہیں کہ گھر والوں میں سے کئی آدمی اکٹھا ہوگئے حتیٰ کہ قابل لحاظ تعداد ہوگئی۔ ان میں سے کسی نے کہا: مالک بن دخشن کہاں ہیں؟ اس پر دوسرے نے کہا: وہ تو منافق ہے۔ اللہ اور اس کے

---

۱ فضائل ذکر: ص/۸۶۔ ۲ مؤطا امام مالک: ص/۱۲۴۔ ۳ مسند احمد: ۴/۴۴،۴۳-۵/۴۴۹،۳۵۰۔
۴ صحیح بخاری: ۱/۱۱۵،۱۱۷،۱۲۵،۱۲۱،۲۱۲/۸،۱۱۱،۹/۲۳،۲/۷۴،۵/۱۰۷،۷/۹۴۔ ۵ صحیح مسلم: ۲/۱۲۶،۱۲۷۔ ۶ سنن نسائی: ۲/۸۰،۱۰۵،۳/۶۴۔
۷ سنن ابن ماجہ: ۷۵۴۔ ۸ مسلم: ۱/۲۲۳ از مترجم۔

رسول سے محبت نہیں کرتا حضور ﷺ نے فرمایا اس کے بارے میں ایسا نہ کہو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس نے محض رضائے الٰہی کے لئے "لا إله إلا الله" کہا ہے؟ لوگوں نے کہا! اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، ہم تو اس کی توجہ اور خیر خواہی منافقوں کے لئے دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اس شخص پر آگ حرام کردی ہے جس نے رضائے الٰہی کے لئے "لا إله إلا الله" کہا ہو۔

حدیث (۷)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر کے گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں (اس مضمون کی بہت سی روایات ہیں جن میں سے ایک کا ترجمہ کیا گیا ہے) (متفق علیہ)۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) اور امام مسلمؒ (۳) نے عبدالرزاق بن ہمامؒ از معمر از ہمامؒ کے طریق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۴) علامہ دارمیؒ (۵) اور ابن خزیمہؒ (۶) نے عجلانؒ از ابو ہریرہؓ کے طریق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام مالکؒ (۷) علامہ حمیدیؒ (۸) امام احمدؒ (۹) امام بخاریؒ (۱۰) امام مسلمؒ (۱۱) اور امام نسائیؒ (۱۲) نے ابو زناد از اعرج کے طریق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۳) علامہ دارمیؒ (۱۴) امام بخاریؒ (۱۵) امام مسلمؒ (۱۶) امام ابو داؤدؒ (۱۷) اور امام ابن ماجہؒ (۱۸) نے ابو صالح کے طریق سے بھی کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۹) امام مسلمؒ (۲۰) امام ابو داؤدؒ (۲۱) اور امام ترمذیؒ (۲۲) نے یزید بن اصمؒ کے طریق سے بھی کی ہے۔

---

۱ فضائل نماز: ص/۵۳۔ ۲ مسند احمد: ۲/۳۱۴۔ ۳ صحیح مسلم: ۲/۱۲۳۔ ۴ مسند احمد: ۲/۲۹۲، ۳۷۶، ۳۱۹۔ ۵ سنن دارمی: ص/۱۲۷۷۔
۶ صحیح ابن خزیمہ: ۱۴۸۲۔ ۷ موطا: ۱۰۰۔ ۸ مسند حمیدی: ۹۵۶۔ ۹ مسند احمد: ۲/۲۴۴۔ ۱۰ بخاری: ۱/۱۶۵-۹/۱۰۱۔
۱۱ مسلم: ۲/۱۲۳۔ ۱۲ نسائی: ۲/۱۰۷۔ ۱۳ مسند احمد: ۲/۳۷۷، ۴۱۶، ۴۲۴، ۵۲۵، ۵۳۱، ۵۳۷، ۴۷۲، ۴۷۹۔ ۱۴ سنن دارمی: /۱۲۷۶، ۱۲۱۵۔
۱۵ بخاری: ۱/۱۶۷۔ ۱۶ صحیح مسلم: ۲/۱۲۳۔ ۱۷ سنن ابو داؤد: ص/۵۴۸۔ ۱۸ سنن ابن ماجہ: ۷۹۱، ۷۹۷۔
۱۹ مسند احمد: ۲/۴۷۲، ۵۳۹۔ ۲۰ صحیح مسلم: ۲/۱۲۳۔ ۲۱ سنن ابو داؤد: ص/۵۴۹۔ ۲۲ سنن ترمذی: ۲۱۷۔

حدیث (۸)

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی گئی ہو اس نماز سے جو گھر میں پڑھ لی ہو یا بازار میں پڑھ لی ہو، ۲۰ درجہ المضاعف ہوتی ہے اور بات یہ ہے کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور وضو کو کمال درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ پھر مسجد کی طرف نماز کے ارادہ سے چلتا ہے۔ کوئی اور ارادہ اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتا تو جو قدم رکھتا ہے اس کی وجہ سے ایک نیکی بڑھ جاتی ہے اور ایک خطا معاف ہو جاتی ہے اور پھر جب نماز پڑھ کر اس جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک وہ باوضو بیٹھا رہے گا فرشتے اس کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جب تک آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے۔ (متفق علیہ)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام بخاریؒ (۳) امام مسلمؒ (۴) امام ابوداؤدؒ (۵) امام ترمذیؒ (۶) امام ابن ماجہؒ (۷) امام ابن خزیمہؒ (۸) نے اعمش از ابوصالحؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس (۲۷) درجہ زیادہ ہوتی ہے۔ (متفق علیہ)(۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام مالکؒ (۱۰) امام احمدؒ (۱۱) امام دارمیؒ (۱۲) امام بخاریؒ (۱۳) امام مسلمؒ (۱۴) امام ترمذیؒ (۱۵) امام نسائیؒ (۱۶) امام ابن ماجہؒ (۱۷) نے حضرت نافعؒ کے طریق سے کی ہے۔

---

۱ فضائل نماز: ص/۴۳۔ ۲ مسند احمد: ۲/۲۵۲۔ ۳ صحیح بخاری: ۱/۱۲۹، ۱۶۶، ۳/۸۶۔ ۴ صحیح مسلم: ۲/۱۲۸، ۱۲۹۔ ۵ سنن ابی داود: ۵۵۹۔

۶ سنن ترمذی: ۶۰۳۔ ۷ سنن ابن ماجہ: ۲۸۱، ۷۷۴، ۷۸۶، ۸۹۹۔ ۸ صحیح ابن خزیمہ: ۱۳۹۰، ۱۵۰۴۔ ۹ فضائل نماز: ص/۴۱۔

۱۰ موطا امام مالک: ۱۰۰۔ ۱۱ مسند احمد: ۲/۱۷، ۶۵، ۱۰۲، ۱۱۲، ۱۵۶۔ ۱۲ سنن دارمی: ۱۲۸۰۔ ۱۳ صحیح بخاری: ۱/۱۶۵۔

۱۴ صحیح مسلم: ۲/۱۲۲۔ ۱۵ سنن ترمذی: ۲۱۵۔ ۱۶ سنن نسائی: ۲/۱۰۳۔ ۱۷ سنن ابن ماجہ: ۷۸۹۔

حدیث (۱۰)

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث، نوفل بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس کی نماز فوت ہو جائے گویا اس کے آل واولاد سب چھین لئے گئے۔ (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) ابن حبانؒ (۳) طیالسیؒ (۴) اور امام بیہقیؒ (۵) نے ابن ابی ذئب از زہری از ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کے طرق سے کی ہے۔

نیز امام بخاریؒ (۶) اور امام مسلمؒ (۷) نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث از عبدالرحمٰن بن مطیع بن الاسود از نوفل بن معاویہ کے طریق سے کی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ "من الصلوٰة صلوٰة من فاتته فكانما وتر اهله وماله"۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام نسائیؒ (۸) نے ابن اسحاق از یزید بن حبیب از عراک بن مالک کی سند سے کی ہے۔

حضرت عراکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے نوفل بن معاویہ سے فرماتے ہوئے سنا: الفاظ حدیث اس طرح ہیں: "**صلوٰة من فاتته فكأنما وتر أهله وماله، قال ابن عمرؓ قال رسول الله صلى الله عليه و سلم صلوٰة العصر**"۔

اس کے علاوہ اس حدیث کی تخریج امام نسائیؒ (۹) نے ابن مبارک از حیوۃ بن شریح از جعفر بن ربیعہ از عراک بن مالک از نوفل بن معاویہ کے طریق سے بھی کی ہے۔ حضرت نوفل نے حضور ﷺ سے کہتے ہوئے سنا: الفاظ حدیث اس طرح ہیں۔ "**من فاتته صلوٰة العصر فكأنما وتر أهله وماله**"۔

اور امام شافعیؒ (۱۰) نے اس حدیث کی تخریج ابن ابی فدیک ابن ابی ذئب از زہری از ابوبکر بن عبدالرحمٰن از نوفل بن معاویہ کی سند سے کی ہے۔

اس حدیث کی تائید نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما (۱۱) کی حدیث سے بھی ہوتی ہے اور اسی سند سے امام احمدؒ (۱۲) امام بخاریؒ (۱۳) امام مسلمؒ (۱۴) اور امام نسائیؒ (۱۵) نے بھی روایت کی ہے۔

---

۱ فضائلِ نماز: ص/ ۲۷۔ ۲ مسند احمد: ۵/۴۲۹۔ ۳ صحیح ابن حبان: ۱۴۶۸۔ ۴ مسند طیالسی: ۱۲۳۷۔ ۵ بیہقی: ۱/ ۴۴۵۔

۶ بخاری: ۳۶۰۲۔ ۷ مسلم: ۲۸۸۶۔۱۱۔ ۸ نسائی: ۱/ ۲۳۹،۲۳۸۔ ۹ نسائی: ۱/ ۲۳۸،۲۳۷۔ ۱۰ مسند امام شافعی: ۱/ ۴۹۔

۱۱ مؤطا امام مالک: ۱/ ۱۲،۱۱۔ ۱۲ مسند احمد: ۲/ ۶۴۔ ۱۳ بخاری: ۵۵۲۔ ۱۴ مسلم: ۶۲۶۔ ۱۵ نسائی: ۱/ ۲۵۵۔

کتاب الصوم ولیلۃ القدر

نوٹ: یہ حدیث صاحب تحقیق المقال نے تھوڑے سے فرق کے ساتھ نقل کی ہے۔ ترجمہ صاحب تحقیق المقال کے متن کا کیا جارہا ہے۔

حدیث (۱۱)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ابوسعید خدری ؓ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کرتے تھے مہینہ (رمضان) کے بیچ کے دہے میں پھر جب اس دہے کی راتیں گذر جاتی تھیں اور اکیسویں آنے کو ہوتی تھی تو آپ ﷺ اپنے گھر کو لوٹ آتے تھے اور جو آپ ﷺ کے ساتھ معتکف ہوتے تھے وہ بھی لوٹ آتے تھے۔ پھر ایک ماہ میں اسی طرح اعتکاف کیا اور جس رات میں گھر آنے کو تھے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو حکم کیا جو منظور الٰہی تھا پھر فرمایا کہ میں اس عشرہ میں اعتکاف کر رہا تھا پھر مجھے ظاہر ہوا کہ اس کے آخری عشرہ میں اعتکاف کروں، جو میرے ساتھ اعتکاف کرنے والا ہو وہ رات کو اپنے معتکف ہی میں رہے (اور گھر نہ جائے) اور میں نے خواب میں اس شب قدر کو دیکھا مگر بھلا دیا گیا سو اسے آخر کی دس راتوں میں ڈھونڈو۔ ہر طاق رات میں اور میں اپنے کو خواب میں دیکھا کہ سجدہ کر رہا ہوں پانی اور کیچڑ میں (یعنی اس رات میں ایسا ہوا) پھر ابوسعید خدری ؓ نے کہا اکیسویں شب کو بارش ہوئی اور پانی حضرت ﷺ کے مصلی پر ٹپکا اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نے صبح کی نماز سے سلام پھیرا تو آپ ﷺ کا مبارک چہرہ مٹی اور پانی سے تر تھا (متفق علیہ)۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام مالکؒ (۲) امام حمیدیؒ (۳) امام احمدؒ (۴) امام بخاریؒ (۵) امام مسلمؒ (۶) امام ابوداؤدؒ (۷) امام نسائیؒ (۸) اور امام ابن ماجہؒ (۹) نے ابوسلمہ کے طرق سے کی ہے۔

۱ فضائل رمضان: ص/۵۰،۵۱۔ ۲ موطا امام مالک: ۲۱۲۔ ۳ مسند حمیدی: ۷۵۶۔ ۴ مسند احمد: ۳/۷،۲۴،۲۰،۶۰،۷۴،۹۴۔

۵ صحیح بخاری: ۳/۶۰،۶۲،۶۴،۶۵-۱/۱۷۱،۲۱۲-۲۰۶۔ ۶ صحیح مسلم: ۳/۱۷۱،۱۷۲۔ ۷ سنن ابوداود: ۱۳۸۲،۸۹۴،۸۹۵،۹۱۱۔

۸ سنن نسائی: ۳/۷۹-۲/۲۰۸۔ ۹ سنن ابن ماجہ: ۱۷۶۶،۱۷۷۵۔

حدیث (۱۲)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے عبادت کے لئے کھڑا ہوگا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (متفق علیہ)۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۲) اور امام مسلمؒ (۳) نے ابوالزناد از اعرج کے دو طریق (شعیب و ورقاء بن عمر) سے کی ہے۔

حدیث (۱۳)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضور ﷺ اقدس کا ارشاد ہے کہ آدمی کا غنی ہونا مال کی کثرت سے نہیں ہوتا بلکہ حقیقی غنی تو دل کا غنی ہوتا ہے۔ (متفق علیہ) (۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) امام بخاریؒ (۶) اور امام ترمذیؒ (۷) نے ابوصالحؒ کے دو طریق (ابوالحصین اور قعقاع بن حکیم) سے کی ہے۔

اور امام حمیدیؒ (۸) امام احمدؒ (۹) امام مسلمؒ (۱۰) اور امام ابن ماجہؒ (۱۱) نے ابوالزناد از اعرج از ابوہریرہؓ کے دو طریق (سفیان و مالک) سے بھی کی ہے۔

حدیث (۱۴)

حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضور ﷺ سے سوال کیا: حضور ﷺ نے عطا فرمایا: میں نے پھر مانگا حضور ﷺ نے پھر مرحمت فرمایا: اس کے بعد ارشاد فرمایا: اے حکیم! یہ مال سرسبز میٹھی چیز ہے۔ یعنی خوشنما ہے دیکھنے میں، لذیذ ہے دلوں میں۔ پس جو شخص اس کو نفس کی سخاوت (یعنی استغناء) سے لیتا ہے اس کے لئے تو اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو اس کو اشراف نفس (یعنی حرص اور طمع) کے ساتھ لیتا ہے اس کے لئے اس میں برکت نہیں ہوتی۔ وہ ایسا ہے جیسا کوئی (بھوک کا

---

۱ فضائل رمضان: ص/ ۳۷۔ ۲ صحیح بخاری: ۱/ ۱۵۔ ۳ صحیح مسلم: ۲/ ۱۷۷۔ ۴ فضائل صدقات: ص/ ۳۳۷۔

۵ مسند احمد: ۲/ ۳۸۹۔ ۶ صحیح بخاری: ۸/ ۱۱۸۔ ۷ سنن ترمذی: ۲۳۷۳۔ ۸ مسند حمیدی: ۱۰۶۳۔

۹ مسند احمد: ۲/ ۲۴۳۔ ۱۰ صحیح مسلم: ۳/ ۱۰۰۔ ۱۱ سنن ابن ماجہ: ص/ ۳۱۳۷۔

(مریض) کھاتا رہے اور پیٹ نہ بھرے۔ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) امام دارمیؒ (۴) امام بخاریؒ (۵) امام مسلمؒ (۶) امام ترمذیؒ (۷) اور امام نسائیؒ (۸) نے کی ہے۔

حدیث (۱۵)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کونسا صدقہ ثواب کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: تو صدقہ ایسی حالت میں کرے کہ تندرست ہو، مال کی حرص دل میں ہو، اپنے فقیر ہوجانے کا ڈر ہو، اپنے مالدار ہونے کی تمنا ہو اور صدقے کرنے کو اس وقت تک مؤخر نہ کر کہ روح حلق تک پہونچ جائے، پھر یوں کہنے لگے اتنا مال فلاں (مسجد) کا اور اتنا مال فلاں (مدرسہ) کا حالانکہ اب مال فلاں (وارث) کا ہوگیا ہے۔ (متفق علیہ) (۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۰) امام بخاریؒ (۱۱) امام مسلمؒ (۱۲) امام ابوداؤدؒ (۱۳) امام نسائیؒ (۱۴) اور امام ابن ماجہؒ (۱۵) نے عمارۃ بن القعقاع از ابوزرعہؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۱۶)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (بنی اسرائیل) کے ایک آدمی نے اپنے دل میں کہا کہ آج رات کو چپکے سے صدقہ کروں گا۔ چنانچہ رات کو چپکے سے ایک آدمی کے ہاتھ میں مال دے کر چلا آیا۔ صبح کو لوگوں میں چرچا ہوا کہ رات کوئی شخص ایک چور کو صدقہ دے گیا۔ اس صدقہ کرنے والے نے کہا: یا اللہ! چور پر صدقہ کرنے میں بھی تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ (کہ اس سے بھی زیادہ بُرے کو دیا جاتا تو میں کیا کرسکتا تھا) پھر اس نے دوبارہ ٹھانی کہ آج رات کو پھر صدقہ کروں گا (کہ پہلا تو ضائع ہوگیا) چنانچہ رات کو صدقہ کا مال لے کر نکلا اور وہ ایک عورت کو دے دیا (یہ خیال کیا کہ

---

۱ فضائل صدقات: ص/۳۲۸۔ ۲ مسند حمیدی: ۵۵۳۔ ۳ مسند احمد: ۲/۲۳۴۔ ۴ سنن دارمی: ۱۶۵۷، ۲۷۵۳۔

۵ صحیح بخاری: ۸/۱۱۶، ۲/۱۱۳، ۶/۱۵۲۔ ۶ صحیح مسلم: ۳/۹۴۔ ۷ سنن ترمذی: ۲۴۶۳۔ ۸ سنن نسائی: ۵/۶۰، ۱۰۱۔

۹ فضائل صدقات: ص/۶۲۔ ۱۰ مسند احمد: ۲/۲۳۱، ۲۵۰، ۴۱۵، ۴۴۷۔ ۱۱ صحیح بخاری: ۲/۱۳۷، ۵/۲۔ ۱۲ صحیح مسلم: ۳/۹۳، ۹۴۔

۱۳ سنن ابوداؤد: ۲۸۶۵۔ ۱۴ سنن نسائی: ۵/۶۸-۶/۲۳۷۔ ۱۵ سنن ابن ماجہ: ۲۷۰۶۔

چوری کیا کرے گی) صبح کو چرچا ہوا کہ رات کو کوئی شخص فلاں بدکار عورت کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا یا اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے زنا کرنے والی عورت پر بھی، (کہ میرا مال تو اس سے بھی کم درجہ کے قابل تھا) پھر تیسری مرتبہ ارادہ کیا کہ آج رات کو ضرور صدقہ کروں گا؛ چنانچہ رات کو صدقہ لے کر گیا اور ایک ایسے شخص کو دے دیا جو مالدار تھا صبح کو چرچا ہوا کہ رات ایک مالدار کو صدقہ دے دیا گیا۔ اس صدقہ کرنے والے نے کہا! یا اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے چور پر بھی، زنا کرنے والی عورت پر بھی اور غنی پر بھی۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ (تیرا صدقہ قبول ہو گیا ہے) کوئی کہہ رہا ہے کہ تیرا صدقہ چور پر اس لئے کرایا گیا کہ شاید وہ اپنی چوری کی عادت سے توبہ کرلے اور زانیہ پر اس لئے کہ وہ شاید زنا کرنے سے توبہ کرلے (جب وہ یہ دیکھے گی کہ بغیر منھ کالا کرائے بھی اللہ جل شانہ عطا فرماتے ہیں، تو اس کو غیرت آئے گی اور غنی پر اس لئے تا کہ اس کو عبرت حاصل ہو کہ اللہ کے بندے کس طرح چھپ کر صدقہ کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے شاید وہ بھی اس مال سے جو اس کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے صدقہ کرنے لگے۔ (متفق علیہ)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ(۲) امام بخاریؒ(۳) امام مسلمؒ(۴) اور امام نسائیؒ(۵) نے عبدالرحمٰن بن عوف الاعرج ؒ کے دو طریق (ابوالزناد و عبداللہ بن لھیعہ) سے کی ہے۔

حدیث (۱۷)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ (خوب) خرچ کیا کر اور شمار نہ کر (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ جل شانہ بھی تجھے شمار کر کے دے گا اور محفوظ کر کے نہ رکھ (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ جل شانہ محفوظ کر کے رکھے گا (یعنی کم عطا کرے گا) دیا کرو جتنا بھی تجھ سے ہو سکے۔ (متفق علیہ)(۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ(۷) امام بخاریؒ(۸) امام مسلمؒ(۹) اور امام نسائیؒ(۱۰) نے ہشام بن عروہ از فاطمہ بنت منذر کے طرق سے کی ہے۔

---

۱ فضائل صدقات: ص ۶۶۔ ۲ مسند احمد: ۲/۳۲۲، ۳۵۰۔ ۳ صحیح بخاری: ۲/۱۳۷۔ ۴ صحیح مسلم: ۳/۸۹۔
۵ سنن نسائی: ۵/۵۵۔ ۶ فضائل صدقات: ص ۸۰۔ ۷ مسند احمد: ۶/۳۲۵، ۳۴۶، ۳۵۴۔
۸ صحیح بخاری: ۲/۱۴۰-۳/۲۰۷۔ ۹ صحیح مسلم: ۳/۹۲۔ ۱۰ سنن نسائی: ۵/۷۳۔

حدیث (۱۸)

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ بے خاوند والی عورت (بیوہ) اور مسکین کی ضرورت میں کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ جہاد میں کوشش کرنے والا اور غالباً یہ بھی فرمایا کہ ایسا ہے؛ جیسا رات بھر نماز پڑھنے والا کہ ذرا بھی سستی نہ کرے اور دن بھر روزہ رکھنے والا کہ ہمیشہ روزہ دار رہے۔ (متفق علیہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام بخاریؒ (۳) امام مسلمؒ (۴) امام ترمذیؒ (۵) امام نسائیؒ (۶) اور امام ابن ماجہؒ (۷) نے ثور بن زید از ابوالغیث کے دو طریق (عبدالعزیز بن محمد دراوردی اور مالک) سے کی ہے۔

حدیث (۱۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسولِ اکرم ﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے ایسی طرح صدقہ کرے کہ (اسراف وغیرہ) سے اس کو خراب نہ کرے تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ہے اور خاوند کو اس لئے ثواب ہے کہ اس نے کمایا تھا اور کھانے کا انتظام کرنے والے کو (مرد ہو یا عورت) ایسا ہی ثواب ہے اور ان تینوں میں سے ایک کے ثواب کی وجہ سے دوسرے کے ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ (متفق علیہ) (۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۹) امام احمدؒ (۱۰) امام بخاریؒ (۱۱) امام مسلمؒ (۱۲) امام ابوداودؒ (۱۳) امام ترمذیؒ (۱۴) اور امام ابن ماجہؒ (۱۵) نے شقیق بن سلمہ ابووائل از مسروق کے دو طریق (اعمش اور منصور) سے کی ہے۔

حدیث (۲۰)

حضرت ابوذر ﷺ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ کعبہ شریف کی دیوار کے

---

۱ فضائل صدقات: ص/۸۶۔ ۲ مسند احمد: ۲/۳۶۱۔ ۳ صحیح بخاری: ۷/۸۰، ۸/۱۰، ۱۱۔ ۴ صحیح مسلم: ۸/۲۲۱۔
۵ سنن ترمذی: ۱۹۶۹۔ ۶ سنن نسائی: ۵/۸۶۔ ۷ سنن ابن ماجہ: /۲۱۴۰۔ ۸ فضائل صدقات: ص/۱۲۲۔
۹ مسند حمیدی: ۲۷۶۔ ۱۰ مسند احمد: ۶/۴۴، ۲۷۸۔ ۱۱ صحیح بخاری: ۲/۱۳۹، ۱۴۱، ۱۴۲، ۳/۷۳۔ ۱۲ صحیح مسلم: ۳/۹۰۔
۱۳ سنن ابوداود: ۱۶۸۵۔ ۱۴ سنن ترمذی: ۶۷۲۔ ۱۵ سنن ابن ماجہ: ۲۲۹۴۔

سایہ میں تشریف رکھتے تھے مجھے دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ کعبہ کے رب کی قسم وہ لوگ بڑے خسارہ میں ہیں۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان کون لوگ؟ حضور ﷺ نے فرمایا جن کے پاس مال زیادہ ہو۔ مگر وہ لوگ جو اس طرح اس طرح (خرچ کریں) اپنے دائیں سے بائیں سے آگے سے پیچھے سے؛ لیکن ایسے آدمی بہت کم ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کوئی آدمی ایسے اونٹ یا گائے کو چھوڑ کر مرتا ہے جس میں اس نے زکوۃ ادا نہ کی ہو وہ اونٹ اور گائے قیامت کے دن انتقامی جذبہ ہونے کی حالت میں آئیں گے اپنے پیروں سے اس کو روندیں گے اور اپنی سینگوں سے ماریں گے جب ان میں کی آخری اس پر سے گذر جائے گی تو پھر سے پہلی کو لوٹایا جائے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے۔ (متفق علیہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) علامہ دارمیؒ (۴) امام بخاریؒ (۵) امام مسلمؒ (۶) امام ترمذیؒ (۷) امام نسائیؒ (۸) اور امام ابن ماجہؒ (۹) نے اعمش از معرور کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۲۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی خزانہ والا ایسا نہیں ہوگا کہ جس نے اپنے خزانہ میں زکوۃ نہ نکالی ہو مگر قیامت کے دن اس خزانہ (سونے چاندی) کے تختے بنائے جائیں گے اور ان کو جہنم کی آگ میں ایسا تپایا جائے گا گویا کہ وہ خود آگ کے تختے ہیں پھر ان سے اس شخص کا پہلو اور پیشانی اور کمر داغ دی جائے گی۔ اور اس دن کی مقدار جس میں یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا پچاس ہزار سال کی ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا حساب و کتاب ختم ہو جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا (اسی طرح) جو کوئی اونٹ کا مالک ہوگا اور اس کا حق ادا نہ کرے گا تو قیامت کے دن اس شخص کو اونٹوں کے سامنے ہموار میدان میں منہ کے بل اوندھا ڈال دیا جائے گا اور اس کے سارے اونٹ تعداد اور موٹاپے میں پورے ہونگے وہ اس پر دوڑیں گے، جب ان اونٹوں کی ایک جماعت چلی جائے گی تو دوسری جماعت آئے گی جس دن یہ ہوگا اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا حساب و کتاب پورا کر دیا جائے گا اور وہ شخص جنت یا جہنم کی طرف اپنی راہ دیکھے گا اور جو شخص بکریوں کا مالک ہو اور ان کا حق ادا نہ کرے، تو قیامت کے دن اسے

---

۱ فضائل صدقات: ص/۱۶۲۔ ۲ مسند حمیدی: ۱۴۰۔ ۳ مسند احمد: ۵/۱۵۲، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۹۔ ۴ سنن دارمی: ۱۶۲۶۔

۵ صحیح بخاری: ۲/ ۱۴۸، ۸/ ۱۶۲۔ ۶ صحیح مسلم: ۳/ ۷۴، ۷۵۔ ۷ سنن ترمذی: ۶۱۷۔ ۸ سنن نسائی: ۵/ ۱۰، ۲۹۔ ۹ سنن ابن ماجہ: ۱۷۸۵۔

ہموار میدان میں اوندھا منہ ڈال دیا جائے گا اور اس کی بکریوں کو لایا جائے گا، وہ پوری ہوں گی اور وہ بکریاں اپنے مالک کو اپنے کھروں سے روندیں گی اور اپنی سینگوں سے ماریں گی، ان میں سے کسی بکری کے سینگ نہ مڑے ہوں گے اور نہ ٹوٹے ہوں گے جب ایک قطار اسے مار کر چلی جائے گی تو دوسری قطار آئے گی اور جس دن یہ ہوگا اس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا حساب و کتاب کیا جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا پھر حضرت سہیلؒ نے اس حدیث کو اخیر تک بیان فرمایا۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام مالکؒ (۲) امام احمدؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) امام مسلمؒ (۵) امام ابوداؤدؒ (۶) امام ترمذیؒ (۷) نسائیؒ (۸) اور امام ابن ماجہؒ (۹) نے ابوصالحؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۲۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے (آسمان سے) اترتے ہیں۔ ایک دعا کرتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کا بدل عطا فرما۔ دوسرا فرشتہ دعا کرتا ہے اے اللہ روک کر رکھنے والے کا مال برباد کر۔ (متفق علیہ)(۱۰)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۱۱) اور امام مسلمؒ (۱۲) نے سلیمان بن بلال از معاویہ بن ابی مزرد از سعید بن یسار کے دو طریق سے کی ہے۔

---

۱ فضائلِ صدقات: ص/۲۴۰۔
۲ موطا امام مالک: ۲۷۵۔
۳ مسند احمد: ۲/۱۰۱،۲۶۲، ۳۸۳، ۳۲۳۔
۴ صحیح بخاری: ۳/۱۲۸، ۴/۲۵، ۲۵۲-۶/۲۱۷، ۲۱۸-۹/۱۳۴۔
۵ صحیح مسلم: ۳/۷۰، ۷۱، ۷۲۔
۶ سنن ابوداؤد: ۱۶۵۸، ۱۶۵۹۔
۷ سنن ترمذی: ۱۶۳۶۔
۸ سنن نسائی: ۶/۲۱۵، ۲۱۶۔
۹ سنن ابن ماجہ: ۲۷۸۸۔
۱۰ فضائل صدقات: ص/۵۹۔
۱۱ صحیح بخاری: ۲/۱۳۲۔
۱۲ صحیح مسلم: ۳/۸۳۔

کتاب الحج

حدیث (۲۳)

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے حج کرے اس طرح کہ اس حج میں نہ رفث (فحش بات) اور نہ فسق ہو (یعنی حکم عدولی) وہ حج سے ایسا واپس ہوتا ہے جیسا اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔ (متفق علیہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) علامہ دارمیؒ (۴) امام بخاریؒ (۵) امام مسلمؒ (۶) امام ترمذیؒ (۷) امام نسائیؒ (۸) اور امام ابن ماجہؒ (۹) نے منصور بن المعتمر از ابوحازن کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۲۴)

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ درمیان کے سارے گناہوں کے لئے کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔ (متفق علیہ) (۱۰)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام مالکؒ (۱۱) امام حمیدیؒ (۱۲) امام احمد بن حنبلؒ (۱۳) علامہ دارمیؒ (۱۴) امام بخاریؒ (۱۵) امام مسلمؒ (۱۶) امام ترمذیؒ (۱۷) امام نسائیؒ (۱۸) اور امام ابن ماجہؒ (۱۹) نے سمی مولیٰ ابی بکر بن عبدالرحمٰن از ابوصالح کے طرق سے کی ہے۔

---

۱ فضائل حج: ص/۱۰۔ ۲ مسند حمیدی: ۱۰۰۴۔ ۳ مسند احمد: ۲/ ۲۲۸، ۴۱۰، ۴۸۴، ۴۹۴۔ ۴ سنن دارمی: ۱۸۰۳۔ ۵ صحیح بخاری: ۳/ ۱۴۔
۶ صحیح مسلم: ۴/ ۱۰۷۔ ۷ سنن ترمذی: ۸۱۱۔ ۸ سنن نسائی: ۵/ ۱۱۴۔ ۹ سنن ابن ماجہ: ۲۸۸۹۔ ۱۰ فضائل حج: ص/ ۱۳۔
۱۱ موطا امام مالک: ۲۲۸۔ ۱۲ مسند حمیدی: ۱۰۰۲۔ ۱۳ مسند احمد: ۲/ ۲۴۶، ۴۶۱، ۴۶۲۔ ۱۴ سنن دارمی: ۱۸۰۲۔ ۱۵ صحیح بخاری: ۳/ ۲۔
۱۶ صحیح مسلم: ۴/ ۱۰۷۔ ۱۷ سنن ترمذی: ص/ ۹۳۳۔ ۱۸ سنن نسائی: ۵/ ۱۱۲، ۱۱۵۔ ۱۹ سنن ابن ماجہ: ۲۸۸۸۔

حدیث (۲۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما (جو نوخیز لڑکے تھے) نبی ﷺ کی سواری کے پیچھے بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ کے پاس قبیلہ خثعم کی عورت آکر کچھ دریافت کرنے لگی: حضرت فضل ﷺ اسے دیکھنے لگے، تو نبی ﷺ نے فضل کے چہرہ کو دوسری طرف پھیر دیا۔ اس خاتون نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! حج نے میرے باپ کو ایسی حالت میں پایا کہ وہ بوڑھے ہیں، سواری پر بھی سوار نہیں ہو سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج بدل کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں ان کی طرف سے حج کرو۔ (متفق علیہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام مالکؒ (۲) علامہ حمیدیؒ (۳) امام احمدؒ (۴) علامہ دارمیؒ (۵) امام بخاریؒ (۶) امام مسلمؒ (۷) امام ابوداؤدؒ (۸) اور امام نسائیؒ (۹) نے زہری از سلیمان بن یسار کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۲۶)

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ (میرے خاوند) ابوطلحہ ﷺ اور ان کے بیٹے تو حج کو چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (متفق علیہ) (۱۰)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن حبانؒ (۱۱) اور علامہ طبرانیؒ (۱۲) نے سریج بن یونس ابواسماعیل مودبؒ (آپ کے والد کا نام ابراہیم، دادا کا نام سلیمان اور پردادا کا نام رزین ہے۔ محدثین نے آپ کو صدوق کہا ہے) از یعقوب بن عطا بن ابی رباح، (یعقوب محدثین کے یہاں ضعیف راوی ہیں) از عطاء کے دو طریق سے کی ہے۔

نیز ابن جریج از عطا کے طرق سے بھی کی ہے۔

---

۱ فضائل حج: ص/۲۶۔ ۲ موطا مالک: ۲۳۶۔ ۳ مسند حمیدی: ۵۰۷۔ ۴ مسند احمد: ۱/۲۱۹، ۲۵۱، ۳۲۹، ۳۴۶، ۳۵۹۔

۵ سنن دارمی: ۱۸۴۰، ۱۸۴۱۔ ۶ صحیح بخاری: ۲/۱۶۳-۲۳، ۵/۲۲۲، ۸/۳۶۔ ۷ صحیح مسلم: ۴/۱۰۱۔ ۸ سنن ابوداؤد: ۱۸۰۹۔

۹ سنن نسائی: ۵/۱۱۷، ۸/۲۲۲۔ ۱۰ فضائل حج: ص/۹۱۔ ۱۱ صحیح ابن حبان: ۹/۱۲ حدیث نمبر: ۳۶۹۹۔ ۱۲ طبرانی معجم کبیر: حدیث نمبر: ۱۱۴۱۰۔

اسی طرح اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱) علامہ دارمیؒ (۲) امام بخاریؒ (۳) امام مسلمؒ (۴) امام نسائیؒ (۵) اور ابن حبانؒ (۶) نے کی ہے۔

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۷) امام بخاریؒ (۸) امام مسلمؒ (۹) امام ابن ماجہؒ (۱۰) اور علامہ طبرانیؒ (۱۱) نے عطاء کے طرق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام ابوداؤدؒ (۱۲) ابن خزیمہؒ (۱۳) اور علامہ طبرانیؒ (۱۴) نے بکر بن عبداللہ از ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق کی ہے۔

---

۱ مسند احمد: ۱/۲۲۹۔ ۲ سنن دارمی: ۱۸۶۶۔ ۳ بخاری: ۳/۴۔ ۴ مسلم: ۴/۶۱۔
۵ نسائی: ۴/۱۳۰۔ ۶ صحیح ابن حبان: ۳۷۰۰۔ ۷ مسند احمد: ۱/۳۰۸۔ ۸ بخاری: ۳/۴۴۔
۹ مسلم: ۴/۶۱۔ ۱۰ ابن ماجہ: ۲۹۹۴۔ ۱۱ معجم کبیر: حدیث نمبر/۱۱۲۹۹، ۱۱۳۲۲۔
۱۲ ابوداؤد: ۱۹۹۰۔ ۱۳ صحیح ابن خزیمہ: ۳۰۷۷۔ ۱۴ طبرانی: ۱۲۹۱۱۔

کتاب الآداب

حدیث (۲۷)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ مہمان کا اکرام کرے اور اپنے پڑوسی کو نہ ستائے اور زبان سے کوئی بات نکالے تو بھلائی کی نکالے ورنہ چپ رہے۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام بخاریؒ (۳) امام مسلمؒ (۴) اور امام ابن ماجہؒ (۵) نے ابو صالحؒ کے دو طریق (ابوالاحوص، اعمش) سے کی ہے۔

نیز ابن شہاب زہری از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن از ابو ہریرہ ﷺ کے طرق سے بھی امام احمدؒ (۶) امام بخاریؒ (۷) امام مسلمؒ (۸) امام ابوداؤدؒ (۹) اور امام ترمذیؒ (۱۰) نے تخریج کی ہے۔

حدیث (۲۸)

حضرت ابوشریح کعبی سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ جل شانہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، مہمان کا جائزہ ایک دن و رات ہے اور مہمانی تین دن تین رات ہے اور مہمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اتنا طویل قیام کرے کہ جس سے میزبان مشقت میں پڑ جائے۔(۱۱)

---

۱ فضائل صدقات: ص/۱۰۴۔ ۲ مسند احمد: ۲/۴۶۳۔ ۳ صحیح بخاری: ۸/۱۳، ۳۹۔ ۴ صحیح مسلم: ۱/۴۹، ۵۰۔
۵ سنن ابن ماجہ: ۳۹۷۱۔ ۶ مسند احمد: ۲/۲۶۷، ۲۶۹۔ ۷ صحیح بخاری: ۸/۳۹، ۱۲۵۔ ۸ صحیح مسلم: ۱/۴۹۔
۹ سنن ابوداؤد: ۵۱۵۴۔ ۱۰ سنن ترمذی: ۲۵۰۰۔ ۱۱ فضائل صدقات: ص/۱۱۰۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام مالکؒ (۱) امام حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) امام عبد بن حمیدؒ (۴) علامہ دارمیؒ (۵) امام بخاریؒ (۶) امام مسلمؒ (۷) امام ابوداوٗدؒ (۸) امام ترمذیؒ (۹) اور امام ابن ماجہؒ (۱۰) نے سعید بن ابی سعید مقبریؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۲۹)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک فاحشہ اور بدکار عورت کی اتنی بات پر بخشش کردی گئی کہ وہ چلی جارہی تھی اس نے ایک کنوئیں پر دیکھا کہ ایک کتا کھڑا ہوا ہے جس کی زبان پیاس کی شدت کی وجہ سے باہر نکل پڑی ہے اور وہ مرنے کو ہے۔ اس عورت نے اپنے پاؤں کا (چمڑے کا) جوتا نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی میں باندھ کر کنوئیں میں سے پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا؛ چنانچہ اس کی وجہ سے اس کی مغفرت کردی گئی۔ (۱۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۱۲) نے حسن بن الصباح از اسحاق ازرق از عوف از حسن و ابن سیرین کی سند سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۳) امام بخاریؒ (۱۴) اور امام مسلمؒ (۱۵) نے ابن سیرین از ابو ہریرہ ﷺ کی سند سے الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام مالکؒ (۱۶) امام احمدؒ (۱۷) امام بخاریؒ (۱۸) امام مسلمؒ (۱۹) اور امام ابوداوٗدؒ (۲۰) نے مالک بن انس از سمی مولیٰ ابوبکر بن عبدالرحمٰن از ابوصالح کے طرق سے کی ہے۔ اس میں یہ ذکر ہے کہ صحابہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں چوپایوں کے ساتھ ہمدردی کرنے پر بھی اجر ملے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: **"في كل ذات كبد رطبة اجر".**

---

۱ مؤطا مالک: ۵۷۸۔ ۲ مسند حمیدی: ۵۷۶۔ ۳ مسند احمد: ۳/۳۱-۶/۳۸۵۔ ۴ مسند عبد بن حمید: ۴۸۲۔

۵ سنن دارمی: ۲۰۴۱۔ ۶ صحیح بخاری: ۸/۱۳، ۳۹، ۱۲۵۔ ۷ صحیح مسلم: ۵/۱۳۷۔ ۸ سنن ابوداوٗد: ۳۷۴۸۔

۹ سنن ترمذی: ۱۹۶۷، ۱۹۶۸۔ ۱۰ سنن ابن ماجہ: ۳۶۷۵۔ ۱۱ فضائل صدقات: ص/۷۵۔ ۱۲ بخاری: ۴/۱۵۸۔

۱۳ مسند احمد: ۲/۵۰۷۔ ۱۴ صحیح بخاری: ۴/۲۱۱۔ ۱۵ صحیح مسلم: ۷/۴۴، ۴۵۔ ۱۶ مؤطا مالک: ۵۷۸۔

۱۷ مسند احمد: ۲/۳۷۵، ۵۱۷۔ ۱۸ صحیح بخاری: ۳/۱۳۶، ۱۷۳-۸/۱۱۔ ۱۹ صحیح مسلم: ۷/۴۴۔ ۲۰ سنن ابی داوٗد: ۲۵۵۰۔

حدیث (۳۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ دونوں نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا کہ ایک عورت کو اس پر عذاب کیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا جو بھوک کی وجہ سے مرگئی نہ تو اس نے اس کو کھانے کو دیا نہ اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے جانوروں (چوہے وغیرہ) سے اپنا پیٹ بھر لیتی۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام عبد بن حمیدؒ (۲) امام دارمیؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) اور امام مسلمؒ (۵) نے حضرت نافعؒ کے طرق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۶) امام مسلمؒ (۷) نے نصر بن علی جہضمی از عبد الاعلی از عبید اللہ بن عمر از سعید المقبری از ابو ہریرہ ﷺ کی سند سے کی ہے اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ حضور اکرم ﷺ سے درج بالا حدیث نقل کرتے ہیں اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اس حدیث کو نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعد ذکر کیا ہے۔

حدیث (۳۱)

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کے نشاناتِ قدم (عمر کی درازی) میں اضافہ کر دیا جائے، اس کو چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔(۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۹) امام بخاریؒ (۱۰) امام مسلمؒ (۱۱) اور امام ابوداؤدؒ (۱۲) نے امام زہریؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۳۲)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ!

---

۱ فضائل صدقات: ص/۱۶۷۔ ۲ مسند بن حمید: ۷۸۹۔ ۳ سنن دارمی: ۲۸۱۷۔ ۴ صحیح بخاری: ۳/۱۴۷-۴/۱۵۷، ۲۱۵۔

۵ صحیح مسلم: ۷/۴۳، ۸/۳۵۔ ۶ بخاری: ۴/۱۵۸۔ ۷ مسلم: ۷/۴۳، ۸/۳۵۔ ۸ فضائل صدقات: ص/۲۰۲۔

۹ مسند احمد: ۳/۲۴۷۔ ۱۰ صحیح بخاری: ۳/۷۳-۸/۶۔ ۱۱ صحیح مسلم: ۸/۸۔ ۱۲ سنن ابوداود: ۱۶۹۳۔

لوگوں میں میرے حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: "تیری ماں" اس نے عرض یا پھر کون؟ حضور ﷺ نے فرمایا: "تیری ماں" اس نے عرض کیا: پھر کون؟ حضور ﷺ نے فرمایا: "تیری ماں" اس نے عرض کیا: پھر کون؟ "حضور ﷺ نے فرمایا: "تیرا باپ"۔ (متفق علیہ)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) امام مسلمؒ (۵) اور امام ابن ماجہؒ (۶) نے ابوزرعہؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۳۳)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس زمانہ میں حضور ﷺ کا قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا اس وقت میری کافر والدہ (مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ) آئیں۔ میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ میری والدہ (میری اعانت کی) طالب بن کر آئی ہیں۔ میں ان کی اعانت کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں ان کی اعانت کرو! (متفق علیہ) (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۸) امام احمدؒ (۹) امام بخاریؒ (۱۰) امام مسلمؒ (۱۱) امام ابوداودؒ (۱۲) نے ہشام بن عروہ از عروہ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۳۴)

حضرت عبدالرحمٰن ﷺ کہتے ہیں کہ مجھ سے کعب بن عجرہ کی ملاقات ہوئی۔ وہ فرمانے لگے کہ میں تجھے ایک ایسا ھدیہ دوں جو میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور مرحمت فرمائیے۔ انھوں نے فرمایا کہ ہم نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ تو ہم کو سلام بھیجنے کا طریقہ سمجھا چکے ہیں؛ لیکن آپ ﷺ پر ہم درود کن الفاظ سے بھیجیں؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح درود پڑھا کرو "**اللّٰهم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علی**

---

۱ فضائل صدقات: ص/۲۰۱۔ ۲ مسند حمیدی: ۱۱۱۸۔ ۳ مسند احمد: ۲/ ۳۲۷، ۳۹۱، ۴۰۲۔ ۴ صحیح بخاری: ۸/۲۔

۵ صحیح مسلم: ۸/۲۔ ۶ سنن ابن ماجہ: ۲۷۰۶، ۳۶۵۸۔ ۷ فضائل صدقات: ص/۲۱۰۔ ۸ مسند حمیدی: ۳۱۸۔

۹ مسند احمد: ۶/ ۳۴۴، ۳۴۷، ۳۵۵۔ ۱۰ صحیح بخاری: ۳/ ۲۱۵-۴/ ۱۲۶-۸/ ۵۔ ۱۱ صحیح مسلم: ۳/ ۸۱۔ ۱۲ سنن ابوداود: ۱۶۶۸۔

إبراهيم وعلىٰ آل إبراهيم إنك حميد مجيد. اَللّٰهم بارك علىٰ محمد وعلىٰ آل محمد كما باركت علىٰ إبراهيم وعلىٰ آل إبراهيم إنك حميد مجيد. (متفق علیہ)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) امام عبد بن حمیدؒ (۴) علامہ دارمیؒ (۵) امام بخاریؒ (۶) امام مسلمؒ (۷) امام ابوداوٗدؒ (۸) امام ترمذیؒ (۹) امام نسائیؒ (۱۰) اور امام ابن ماجہؒ (۱۱) نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے طرق سے کی ہے۔

۱ فضائل درود: ص/۳۱۔ ۲ مسند حمیدی: ۱۱،۷۱۲۔ ۳ مسند احمد: ۴/۲۴۱،۲۴۳،۲۴۴۔ ۴ مسند عبد بن حمید: ۳۶۸۔

۵ سنن دارمی: ۱۳۴۸۔ ۶ صحیح بخاری: ۴/۱۷۸-۶/۱۵۱-۸/۹۵۔ ۷ صحیح مسلم: ۲/۱۶۔ ۸ سنن ابوداوٗد: ۹۷۷،۹۷۸۔

۹ سنن ترمذی: ۴۸۳۔ ۱۰ سنن نسائی: ۳/۴۷،۴۸۔ ۱۱ سنن ابن ماجہ: ۹۰۴۔

کتاب فضائل القرآن

حدیث (۳۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ ایک وہ جس کو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے۔ دوسرے وہ جس کو حق سبحانہ نے مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں سے خرچ کرتا ہے۔ (متفق علیہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) امام عبد بن حمیدؒ (۴) امام بخاریؒ (۵) امام مسلمؒ (۶) امام ترمذیؒ (۷) اور امام ابن ماجہؒ (۸) نے ابن شہاب زہری از سالم کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۳۶)

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قرآن شریف کی خبر گیری کیا کرو، قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قرآن پاک جلد نکل جانے والا ہے سینوں سے بہ نسبت اونٹ کے اپنی رسیوں سے۔ (متفق علیہ) (۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۰) امام بخاریؒ (۱۱) اور امام مسلمؒ (۱۲) نے برید بن عبداللہ از ابو بردہ کے طرق سے کی ہے۔

---

۱ فضائل قرآن: ص/۱۱۔ ۲ مسند حمیدی: ۶۱۷۔ ۳ مسند احمد: ۲/۸، ۳۶، ۸۸، ۱۵۲۔
۴ مسند عبد بن حمید: ۷۲۹۔ ۵ صحیح بخاری: ۶/۲۳۶-۹/۱۸۹۔ ۶ صحیح مسلم: ۲/۲۰۱۔
۷ سنن ترمذی: ۱۹۳۶۔ ۸ سنن ابن ماجہ: ۴۲۰۹۔ ۹ فضائل قرآن: ص/۵۵۔
۱۰ مسند احمد: ۴/۳۹۷، ۴۱۱۔ ۱۱ صحیح بخاری: ۶/۲۳۸۔ ۱۲ صحیح مسلم: ۲/۱۹۲۔

حدیث (۳۷)

حضرت ابوہریرہؓ نے حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ حق سبحانہ اتنا کسی کی طرف توجہ نہیں فرماتے جتنا کہ اس نبی کی آواز کو توجہ سے سنتے ہیں جو کلام الٰہی خوش الحانی سے پڑھتا ہو۔ (متفق علیہ)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) علامہ دارمیؒ (۴) امام بخاریؒ (۵) امام مسلمؒ (۶) امام ابوداؤدؒ (۷) اور امام نسائیؒ (۸) نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ کے طرق سے کی مروی ہے۔

حدیث (۳۸)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور مزہ بھی لذیذ، اور جو مومن قرآن شریف نہ پڑھے اس کی مثال کھجور کی سی: کہ خوشبو کچھ نہیں، مگر مزہ شیریں ہوتا ہے اور جو منافق قرآن شریف نہیں پڑھتا اس کی مثال حنظل (ایلوا) کی سی ہے: کہ مزہ کڑوا اور خوشبو کچھ نہیں اور جو منافق قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال خوشبودار پھول کی سی ہے کہ خوشبو عمدہ اور مزہ کڑوا۔ (متفق علیہ)(۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۰) امام عبد بن حمیدؒ (۱۱) امام بخاریؒ (۱۲) امام مسلمؒ (۱۳) امام ابوداؤدؒ (۱۴) امام ترمذیؒ (۱۵) امام نسائیؒ (۱۶) اور امام ابن ماجہؒ (۱۷) نے قتادہ از انس کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۳۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن کا ماہر ملائکہ کے ساتھ ہے جو میر منشی

---

۱ فضائل قرآن: ص/۳۶۔ ۲ مسند حمیدی: ۹۴۹۔ ۳ مسند احمد: ۲/۲۷۱، ۲۸۵، ۴۵۰۔ ۴ سنن دارمی: ۱۴۹۶، ۱۴۹۹، ۳۵۰۰، ۳۴۹۳۔
۵ صحیح بخاری: ۶/۲۳۵، ۲۳۶، ۹/۱۷۳، ۱۹۳۔ ۶ صحیح مسلم: ۲/۱۹۲۔ ۷ سنن ابوداؤد: ۱۴۷۳۔ ۸ سنن نسائی: ۲/۱۸۰۔
۹ فضائل قرآن: ص/۱۲۔ ۱۰ مسند احمد: ۴/۳۹۷، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۸۔ ۱۱ مسند عبد بن حمید: ۵۶۵۔ ۱۲ صحیح بخاری: ۶/۲۳۴، ۲۴۴-۷/۹۹-۹/۱۹۸۔
۱۳ صحیح مسلم: ۲/۱۹۴۔ ۱۴ سنن ابوداؤد: ۴۸۳۰۔ ۱۵ سنن ترمذی: ۲۸۶۵۔ ۱۶ سنن نسائی: ۸/۱۲۴۔ ۱۷ سنن ابن ماجہ: ۲۱۴۔

ہیں اور نیکوکار ہیں اور جو شخص قرآن شریف کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دُہرا اجر ہے۔ (متفق علیہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) علامہ دارمیؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) امام مسلمؒ (۵) امام ابوداؤدؒ (۶) امام ترمذیؒ (۷) اور امام ابن ماجہؒ (۸) نے قتادہ از زرارہ بن اوفی از سعد بن ہشام کے طرق سے کی ہے۔

---

۱ فضائل قرآن: ص/۱۰، ۱۱۔ ۲ مسند احمد: ۶/۴۸، ۹۴، ۹۸، ۱۷۰، ۱۱۰، ۱۹۲، ۲۳۹، ۲۶۶۔ ۳ سنن دارمی: ۳۳۷۱۔
۴ صحیح بخاری: ۶/۲۰۶۔ ۵ صحیح مسلم: ۲/۱۹۵۔ ۶ سنن ابوداؤد: ۱۴۵۴۔ ۷ سنن ترمذی: ۲۹۰۴۔ ۸ سنن ابن ماجہ: ۳۷۷۹۔

کتاب الذکر والدعاء

حدیث (۴۰)

حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔ (متفق علیہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۲) اور امام مسلمؒ (۳) نے ابوسلمہ از برید بن عبداللہ از ابوبردہ کے دوطریق (محمد بن علا اور عبداللہ بن براد) سے کی ہے۔

حدیث (۴۱)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بے گناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔ (متفق علیہ) (۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) امام بخاریؒ (۶) امام مسلمؒ (۷) امام ترمذیؒ (۸) اور امام ابن ماجہؒ (۹) نے ابوصالحؒ کے دوطریق (اعمشؒ اور زید بن اسلمؒ) سے کی ہے۔

۱ فضائل ذکر: ص/۳۱۔ ۲ صحیح بخاری: ۱۰۷/۸۔ ۳ صحیح مسلم: ۱۸۸/۲۔ ۴ فضائل ذکر: ص/۱۴۔ ۵ مسند احمد: ۲/ ۲۵۱، ۴۱۳، ۴۸۰، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۳۵، ۵۲۴۔
۶ صحیح بخاری: ۹/ ۱۴۷۔ ۷ صحیح مسلم: ۸/ ۶۲، ۶۳، ۶۷، ۹۱۔ ۸ سنن ترمذی: ۳۶۰۳۔ ۹ سنن ابن ماجہ: ۳۸۲۲۔

حدیث (۴۲)

حضرت ابو ہریرہ﷜ سے روایت ہے: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: فرشتوں کی ایک جماعت ہے، جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے اور جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے ملتے ہیں، تو سب ایک دُوسرے کو آواز دیتے ہیں اور ان کے اردگرد آسمان تک جمع ہو جاتے ہیں، جب وہ مجلس ختم ہو جاتی ہے، تو وہ آسمان پر جاتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ باوجود یکہ ہر چیز کو جانتے ہیں، پھر بھی دریافت فرماتے ہیں کہ: تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ: تیرے بندوں کی فلاں جماعت کے پاس سے آئے ہیں، جو تیری تسبیح اور تعریف کرنے میں مشغول تھے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ: کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں: یا اللہ! دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ: اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ عرض کرتے ہیں کہ: اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول ہوتے اور اس سے بھی زیادہ تیری تعریف اور تسبیح میں منہمک ہوتے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ: وہ کیا چاہتے ہیں؟ عرض کرتے ہیں کہ: وہ جنت چاہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ: کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں کہ: دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: اگر دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ عرض کرتے ہیں کہ: اس سے بھی زیادہ شوق اور تمنا اور اس کی طلب میں لگ جاتے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ: کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں کہ: جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے: کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں: دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ عرض کرتے ہیں کہ: اور بھی زیادہ اس سے بھاگتے اور بچنے کی کوشش کرتے۔ ارشاد ہوتا: اچھا تم گواہ رہو کہ میں نے اس مجلس والوں کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے: یا اللہ فلاں شخص اس مجلس میں اتفاقاً اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا، وہ اس مجلس کا شریک نہیں تھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ: یہ جماعت ایسی مبارک ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا (لہٰذا اس کو بھی بخش دیا)۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام بخاریؒ (۳) امام مسلمؒ (۴) اور امام ترمذیؒ (۵) نے ابو صالحؒ کے دو طریق (اعمش و سہیل) سے کی ہے۔

۱ فضائل ذکر: ص/۱۵۲۔ ۲ مسند احمد: ۲/ ۲۵۱، ۲۵۲، ۳۸۲، ۳۵۸، ۳۵۹۔ ۳ صحیح بخاری: ۸/ ۱۰۷۔
۴ صحیح مسلم: ۸/ ۶۸۔ ۵ سنن ترمذی: ۳۶۰۰۔

حدیث (۴۳)

حضرت ابو ہریرہ ؓ حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ زبان پر بہت ہلکے ہیں اور ترازو میں بہت وزنی اور اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہیں وہ "سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم" ہیں۔ (متفق علیہ)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام بخاریؒ (۳) امام مسلمؒ (۴) امام ترمذیؒ (۵) اور امام ابن ماجہؒ (۶) نے محمد بن فضیل از عمارہ بن قعقاع از ابوزرعہ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۴۴)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ فقراء مہاجرین جمع ہو کر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ مالدار سارے بلند درجے لے اڑے اور ہمیشہ کی رہنے والی نعمت انھیں کے حصے میں آ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں؟ عرض کیا نماز روزہ میں تو یہ ہمارے شریک کہ ہم بھی کرتے ہیں اور یہ بھی، اور مالدار ہونے کی وجہ سے یہ لوگ صدقہ کرتے ہیں۔ غلام آزاد کرتے ہیں۔ اور ہم ان چیزوں سے عاجز ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں کہ تم اس پر عمل کر کے اپنے سے پہلوں کو پکڑ لو اور بعد والوں سے بھی آگے بڑھے رہو اور کوئی شخص تم سے اس وقت تک افضل نہ ہو جب تک ان ہی اعمال کو نہ کرے۔ صحابہ نے عرض کیا ضرور بتا دیجئے۔ ارشاد فرمایا: ہر نماز کے بعد سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر ۳۳۔۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو (ان حضرات نے شروع کر دیا مگر اس زمانہ کے مالدار بھی اسی نمونہ کے تھے انہوں نے بھی معلوم ہونے پر شروع کر دیا) تو فقراء دوبارہ حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی سن لیا اور وہ بھی یہی کرنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ اس کو کون روک سکتا ہے۔ (متفق علیہ) (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۸) امام مسلمؒ (۹) نسائیؒ (۱۰) و ابن خزیمہؒ (۱۱) نے ابو صالح کے طرق سے کی ہے۔

۱۔ فضائل ذکر: ص/۱۳۵۔ ۲۔ مسند احمد: ۲/۲۳۲۔ ۳۔ صحیح بخاری: ۸/۱۰۷، ۱۶۸/۹-۱۹۸۔ ۴۔ صحیح مسلم: ۸/۷۰۔
۵۔ سنن ترمذی: ۳۴۶۷۔ ۶۔ سنن ابن ماجہ: ۳۸۰۶۔ ۷۔ فضائل ذکر: ص/۱۴۳۔ ۸۔ صحیح بخاری: ۱/۲۱۳-۸/۸۹۔
۹۔ صحیح مسلم: ۲/۹۷۔ ۱۰۔ عمل الیوم واللیلۃ: ۱۴۶۔ ۱۱۔ صحیح ابن خزیمہ: ۷۴۹۔

حدیث (۴۵)

حضرت علی ﷺ نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا کہ میں تمھیں اپنا اور اپنی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جو حضور ﷺ کی صاحبزادی اور سب گھر والوں میں زیادہ لاڈلی تھیں قصہ نہ سناؤں؟ انہوں نے عرض کیا ضرور سنائیں فرمایا کہ وہ خود چکی پیستی تھیں، جس سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے اور خود ہی مشک بھر کر لاتی تھیں، جس سے سینے پر اس کے نشان پڑ گئے تھے۔ خود ہی جھاڑو دیتی تھیں، جس کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ باندی، غلام آئے۔ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ: تم اگر اپنے والد صاحب (ﷺ) کی خدمت میں جا کر ایک خادم مانگ لاؤ تو اچھا ہے سہولت رہے گی۔ وہ گئیں۔ حضور ﷺ کی خدمت میں لوگوں کا مجمع تھا اس لئے واپس چلی آئیں۔ حضور ﷺ دوسرے روز خود ہی مکان پر تشریف لائے اور فرمایا کل تم کس کام کو آئی تھیں؟ وہ چپ ہو گئیں (شرم کی وجہ سے بول بھی نہ سکیں) میں نے عرض کیا حضور ﷺ چکی سے ہاتھ میں نشان پڑ گئے۔ مشکیزہ بھرنے کی وجہ سے سینہ پر بھی نشان پڑ گیا ہے جھاڑو دینے سے کپڑے بھی میلے رہتے ہیں، آپ ﷺ کے پاس کچھ باندی، غلام آئے تھے؛ اس لئے میں نے ان سے کہا تھا کہ ایک خادم اگر مانگ لائیں تو ان مشقتوں میں سہولت ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! اللہ سے ڈرتی رہو۔ اس کے فرض ادا کرتی رہو اور گھر کے کاروبار کرتی رہو اور جب سونے کے لئے لیٹو تو سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو۔ یہ خادم سے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں اللہ کی تقدیر اور اس کے رسول کی تجویز سے راضی ہوں۔ (متفق علیہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۲) امام ابوداؤدؒ (۳) علامہ طبرانیؒ (۴) اور عبداللہ بن احمدؒ (۵) نے سعید جریری از ابوالورد از ابن اعبد کے طرق سے کی ہے۔

ابن اعبد: درج بالا سند میں ابن اعبد ہیں۔ ان کا نام علی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ سند میں اس راوی کا نام ذکر نہیں کیا جاتا ہے۔ یہ ایک مجہول راوی ہے۔

ابوالورد: سند میں ایک راوی ابوالورد بھی ہے ان کے والد کا نام ثمامہ اور دادا کا نام حزن ہے، قشیری کہلاتے ہیں، امام ذہبیؒ نے (۶) اس راوی کا ذکر کیا ہے اور انھیں شیخ وقت قرار دیا ہے۔ حافظ حجرؒ نے بھی (۷) اس راوی کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ

---

۱ فضائل ذکر: ص/۱۶۶۔ ۲ مصنف بن ابی شیبہ: ۸/۳۱۰، ۱۰/۳۴۳۔ ۳ ابوداؤد: ۲۹۸۸، ۵۰۶۳۔ ۴ کتاب الدعا: ۲۳۵۔

۵ الزوائد: ۱۳۱۳۔ ۶ الکاشف: نمبر/۶۸۸۷۔ ۷ التقریب: ۸۴۳۴۔

محدثین کے نزدیک یہ مقبول ہے۔ ابن سعدؒ نے لکھا ہے کہ یہ مشہور راوی ہیں؛ لیکن حدیثیں ان سے کم منقول ہیں۔(۱) اس سند کے علاوہ مذکورہ حدیث کی اور صحیح سندیں ہیں۔ مثلاً:

سند (۲): سفیان بن عیینہ از عبید اللہ بن ابی یزید از ابن ابی لیلیٰ از علی کے طرق سے بھی اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) امام مسلمؒ (۵) امام نسائیؒ (۶) ابویعلیٰؒ (۷) ابن حبانؒ (۸) اور ابن سنیؒ (۹) نے کی ہے۔

سند (۳): عطاء بن ابی رباح از مجاہد از ابن ابی لیلیٰ کے طریق سے بھی اس حدیث کی تخریج امام مسلمؒ (۱۰) امام بزارؒ (۱۱) اور علامہ دار قطنیؒ (۱۲) نے کی ہے۔

سند (۴): شعبہ از حکم از ابن ابی لیلیٰ کے طریق سے بھی اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۳) امام بخاریؒ (۱۴) امام مسلمؒ (۱۵) اور امام ابوداؤدؒ (۱۶) نے کی ہے۔

سند (۵): یزید بن ہارون از عوام بن حوشب از عمرو بن مرہ از ابن ابی لیلیٰ کے طرق سے بھی اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۷) امام عبد بن حمیدؒ (۱۸) امام دارمیؒ (۱۹) اور امام نسائیؒ (۲۰) نے کی ہے۔

سند (۶): عبیدہ از علی کے طریق سے بھی اس حدیث کی تخریج امام ترمذیؒ (۲۱) اور امام نسائیؒ (۲۲) نے کی ہے۔

سند (۷): ہبیرہ بن مریم از علی کے طریق سے بھی اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲۳) اور علامہ ابویعلیٰؒ (۲۴) نے کی ہے۔

سند (۸): شبث بن ربعی از علی کے طریق سے بھی امام ابوداؤدؒ (۲۵) اور امام نسائیؒ (۲۶) نے تخریج کی ہے۔

سند (۹): ابوجعفر مولیٰ علی بن ابی طالب از علی کے طریق سے بھی اس حدیث کی تخریج امام عبد بن حمیدؒ (۲۷) نے کی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ان سندوں کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث (۴۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا یا اس کے کوئی زخم وغیرہ ہوتا تو حضور ﷺ انگلی

---

۱ طبقات ابن سعد: ۲۲۶/۷۔ ۲ مسند حمیدی: ۴۳۔ ۳ مسند احمد: ۸۰/۱۔ ۴ بخاری: ۸۴/۷۔ ۵ مسلم: ۸۴/۸۔
۶ عمل الیوم واللیلۃ: ۸۱۴۔ ۷ مسند ابویعلیٰ: ۵۷۸۔ ۸ صحیح ابن حبان: ۵۵۲۹۔ ۹ عمل الیوم واللیلۃ: ۷۴۰۔ ۱۰ مسلم: ۸۴/۸۔
۱۱ مسند بزار: ۶۰۶، ۶۰۷۔ ۱۲ العلل: ۲۸۲/۳، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵۔ ۱۳ مسند احمد: ۹۵/۱، ۱۳۶۔ ۱۴ بخاری: ۱۰۲/۴، ۲۳/۵، ۸۴/۷، ۸۷/۸۔
۱۵ مسلم: ۸۴/۸۔ ۱۶ ابوداؤد: ۵۰۶۲۔ ۱۷ مسند احمد: ۱۴۴/۱۔ ۱۸ مسند عبد بن حمید: ۶۳۔
۱۹ سنن دارمی: ۲۶۸۸۔ ۲۰ عمل الیوم واللیلۃ: ۸۱۵۔ ۲۱ ترمذی: ۳۴۰۸، ۳۴۰۹۔ ۲۲ سنن کبریٰ: ۹۱۷۳۔
۲۳ مسند احمد: ۱۳۶/۱۔ ۲۴ مسند ابویعلیٰ: ۵۵۱۔ ۲۵ ابوداؤد: ۵۰۶۴۔ ۲۶ عمل الیوم واللیلۃ: ۸۱۶۔ ۲۷ مسند عبد بن حمید: ۷۹۔

کولب لگا کر زمین پر لگاتے (حضرت سفیانؒ نے اپنی شہادت کی انگلی زمین پر لگائی پھر اسے اٹھایا) اور یہ دعاء کرتے: "بسم الله تربة أرضنا بريقة بعضنا يشفى به سقيمنا باذن ربنا".

(ترجمہ) اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض آدمیوں کے لب کے ساتھ ملکر ہمارے بیمار کو بحکمِ الٰہی شفا دیتی ہے۔ (متفق علیہ)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) امام مسلمؒ (۵) امام ابوداؤدؒ (۶) اور امام ابن ماجہؒ (۷) نے سفیان بن عیینہ از عبدربہ بن سعید از عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے طرق سے کی ہے۔

۱؎ فضائل حج ص/ ۱۵۷۔ ۲؎ مسند حمیدی: ۲۵۲۔ ۳؎ مسند احمد: ۶/ ۹۳۔ ۴؎ صحیح بخاری: ۷/ ۱۷۲۔
۵؎ صحیح مسلم: ۷/ ۱۷۔ ۶؎ سنن ابوداؤد: ۳۸۹۵۔ ۷؎ سنن ابن ماجہ: ۳۵۲۱۔

کتاب المناقب

حدیث (۴۷)

حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو جگہ میرے گھر یعنی میری قبر اور میرے منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ (متفق علیہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام بخاریؒ (۳) اور امام مسلمؒ (۴) نے خبیب بن عبدالرحمٰن از حفص بن عاصمؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۴۸)

حضرت انس ﷜ حضور ﷺ اقدس کی یہ دعا نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ جتنی برکتیں آپ نے مکہ مکرمہ میں رکھی ہیں ان سے دگنی برکتیں مدینہ منورہ میں عطا فرما۔ (متفق علیہ) (۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۶) امام بخاریؒ (۷) اور امام مسلمؒ (۸) نے وہب بن جریر از جریر از یونس از زہری کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۴۹)

حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے ایک ایسی بستی میں رہنے کا حکم دیا گیا، جو ساری

---

۱ فضائل ج:ص/۱۶۰۔ ۲ مسند احمد:۲/۲۳۶، ۳۷۶، ۴۰۱، ۴۳۸۔ ۳ صحیح بخاری:۲/۷۷-۳/۲۹-۸/۱۵۱-۹/۱۲۹۔ ۴ صحیح مسلم:۴/۱۲۳۔

۵ فضائل ج:ص/۱۵۴۔ ۶ مسند احمد:۳/۱۴۲۔ ۷ صحیح بخاری:۳/۲۹۔ ۸ صحیح مسلم:۴/۱۱۵۔

بستیوں کو کھالے گی، لوگ اس بستی کو یثرب کہتے ہیں، اس کا نام مدینہ ہے، وہ بُرے آدمیوں کو اس طرح دُور کر دیتی ہے، جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دُور کر دیتی ہے۔ (متفق علیہ)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام مالکؒ (۲) امام حمیدیؒ (۳) امام احمد بن حنبلؒ (۴) امام بخاریؒ (۵) اور امام مسلمؒ (۶) نے یحییٰ بن سعید از ابوحبابؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۵۰)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ بوڑھے آدمی کا دل ہمیشہ دو چیزوں میں جوان رہتا ہے ایک دنیا کی محبت میں دوسرے آرزوں اور امیدوں کے طویل ہونے میں۔ (متفق علیہ)(۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۸) اور امام مسلمؒ (۹) نے یونس از ابن شہاب از سعید بن المسیب کے دو طریق (ابو صفوان اور ابن وہب) سے کی ہے۔

حدیث (۵۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے تمام عمر میں اپنی وفات تک کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر تناول نہیں فرمائی۔ (متفق علیہ)(۱۰)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۱) امام مسلمؒ (۱۲) امام ترمذیؒ (۱۳) امام ابن ماجہؒ (۱۴) علامہ طیالسیؒ (۱۵) امام ابویعلیٰؒ (۱۶)

---

۱ فضائل حج: ص/۱۳۵۔ ۲ مؤطا امام مالک: ۵۵۳۔ ۳ مسند حمیدی: ۱۱۵۲۔ ۴ مسند احمد: ۲/ ۲۳۷، ۲۴۷، ۳۸۴۔

۵ صحیح بخاری: ۳/ ۲۶۔ ۶ صحیح مسلم: ۴/ ۱۲۰۔ ۷ فضائل صدقات: ص/ ۳۹۳۔ ۸ صحیح بخاری: ۸/ ۱۱۱۔

۹ صحیح مسلم: ۳/ ۹۹۔ ۱۰ فضائل صدقات: ص/ ۴۰۸۔ ۱۱ مسند احمد: ۲۴۶۶۵۔ ۱۲ صحیح مسلم: ۲۹۷۰۔

۱۳ سنن ترمذی: ۲۳۵۷، شمائل ترمذی: ۱۴۱۔ ۱۴ سنن ابن ماجہ: ۳۳۴۶۔ ۱۵ مسند طیالسی: ۱۳۸۹۔ ۱۶ مسند ابویعلیٰ: ۴۵۴۱۔

امام طبریؒ(۱) اور امام بیہقیؒ (۲) نے شعبہ ابو اسحاق از عبد الرحمٰن بن یزید از اسود کے طریق سے ہے۔

نیز یہ حدیث ہلال بن حمید از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے بھی وکیعؒ (۳) بخاریؒ (۴) و مسلمؒ (۵) میں مروی ہے۔

حدیث (۵۲)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ سات آدمی ہیں جن کو اللہ جل شانہ اپنی (رحمت) کے سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک عادل بادشاہ، دوسرے وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو، تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹک رہا ہو، چوتھے وہ دو شخص جن میں اللہ کے واسطے محبت ہو اسی پر ان کا اجتماع ہو اس پر جدائی۔ پانچویں وہ شخص جس کو کوئی حسین ترین عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ کہہ دے کہ مجھے اللہ کا ڈر مانع ہے۔ چھٹے وہ شخص جو ایسے مخفی طریق سے صدقہ کرے کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو، ساتویں وہ شخص جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور آنسو بہنے لگیں۔ (متفق علیہ) (۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۷) امام بخاریؒ (۸) امام مسلمؒ (۹) امام ترمذیؒ (۱۰) اور امام نسائیؒ (۱۱) نے عبید اللہ بن عمر از خبیب بن عبد الرحمٰن انصاری از حفص بن عاصمؒ کے دو طریق (یحییٰ بن سعید قطانؒ اور عبد اللہ بن مبارکؒ) سے کی ہے۔

---

۱ تہذیب الآثار: ۱۰۰۷۔ ۲ دلائل النبوۃ: ۱/۳۴۳۔ ۳ کتاب الزہد: ۱۱۰۔ ۴ صحیح بخاری: ۶۴۵۵۔
۵ صحیح مسلم: ۲۹۷۱۔ ۶ فضائل ذکر: ص/۴۰۔ ۷ مسند احمد: ۲/۴۳۹۔ ۸ صحیح بخاری: ۱/۱۶۸-۲/۱۳۸-۸/۱۲۵، ۲۰۳۔
۹ صحیح مسلم: ۳/۹۳۔ ۱۰ سنن ترمذی: ۲۳۹۱۔ ۱۱ سنن نسائی: ۸/۲۲۲۔

فصل دوم

فضائلِ اعمال کی ان احادیث کی تخریج جو صرف بخاری میں پائی جاتی ہیں۔

کتاب الایمان

حدیث (۵۳)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کی شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا قیامت کے دن کون شخص ہوگا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے احادیث پر تمہاری حرص دیکھ کر یہی گمان تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے کوئی دوسرا شخص نہ پوچھے گا (پھر حضور ﷺ نے سوال کا جواب ارشاد فرمایا کہ) سب سے زیادہ سعادت مند اور نفع اٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ "لا إله إلا الله" کہے" (متفق علیہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) اور امام بخاریؒ (۳) نے عمرو بن ابی عمرو از سعید بن ابی سعید مقبری کے دو طریق (سلیمان بن بلالؒ اور اسماعیل بن جعفرؒ) سے کی ہے۔

۱ فضائل ذکر: ص/۷۰۔ ۲ مسند احمد: ۲/۳۷۳۔ ۳ صحیح بخاری: ۱/۳۵-۸/۱۴۶۔

کتاب الزکاۃ

حدیث (۵۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہوتو مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے اوپر تین دن گذر جائیں اس حال میں کہ میرے پاس اس میں سے کچھ بھی ہو بجز اس کے کہ کوئی چیز ادائے قرض کے لئے رکھ لی جائے۔ (صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۲) نے احمد بن شبیب بن سعید از والدخود از یونس از ابن شھاب از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کی سند سے کی ہے۔

حدیث (۵۵)

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے مدینہ طیبہ میں حضور اقدس ﷺ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی۔ حضور ﷺ نے نماز کا سلام پھیرا اور تھوڑی دیر بعد اٹھ کر نہایت عجلت کے ساتھ لوگوں کے مونڈھوں کو پھلا نگتے ہوئے ازواج مطہرات کے گھروں میں سے ایک گھر میں تشریف لے گئے۔ لوگوں میں حضور ﷺ کے اس طرح جلدی تشریف لے جانے سے تشویش پیدا ہوئی کہ نہ معلوم کیا بات پیش آئی۔ حضور ﷺ مکان سے واپس تشریف لائے ،تو لوگوں کی حیرت کو محسوس فرمایا۔ اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مجھے سونے کا ایک ٹکڑا یاد آ گیا تھا، جو گھر میں رہ گیا تھا۔ مجھے یہ بات گراں گذری کہ کہیں موت آ جائے اور وہ رہ جائے اور میدان حشر میں اس کی جوابدہی اور اس کا حساب مجھے روک لے اس لئے اس کو جلدی بانٹ دینے کو کہہ کر آیا ہوں۔ (صحیح)(۳)

---

۱ فضائل صدقات: ص/۵۷۔ ۲ صحیح بخاری: ۳/۱۵۲-۸/۱۱۸۔ ۳ فضائل صدقات: ص/۶۲۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱) امام بخاریؒ (۲) اور امام نسائیؒ (۳) نے عمر بن سعید بن ابوحسین نوفلی از ابن ابی ملیکہ ؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۵۶)

حضرت ابوہریرہؓ رسول اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ جل شانہ نے مال دیا ہو اور وہ اس کی زکوۃ ادانہ کرتا ہو تو وہ مال قیامت کے دن ایک ایسا سانپ بنادیا جائے گا، جو گنجا ہو گا اور اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، پھر وہ سانپ اس کی گردن میں طوق کی طرح ڈال دیا جائے گا جو اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد حضور ﷺ اس کی تائید میں قرآن پاک کی آیتیں "ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاهم الله من فضله هو خیر لهم بل هو شر لهم سیطوقون مابخلوا به یوم القیمة" تلاوت فرمائیں۔ (صحیح) (۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) امام بخاریؒ (۶) اور امام نسائیؒ (۷) نے ابوصالحؒ کے طرق سے کی ہے۔

---

۱ مسند احمد: ۴/۷، ۳۸۴۔ ۲ صحیح بخاری: ۱/۲۱۵-۲/۸۴، ۱۴۰-۸/۷۸۔ ۳ سنن نسائی: ۳/۸۴۔ ۴ فضائل صدقات: ص/۲۴۱۔

۵ مسند احمد: ۲/۲۷۹، ۳۵۵، ۳۷۹۔ ۶ صحیح بخاری: ۲/۱۳۲-۶/۳۹۔ ۷ سنن نسائی: ۵/۳۹۔

کتاب الصیام ولیلۃ القدر

حدیث (۵۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے نقل فرماتی ہیں آپ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) اور امام بخاریؒ (۳) نے اسماعیل بن جعفر از ابوسہیل از دالد خود مالک بن ابوعامر کے دو طریق (سلیمان اور قتیبہ بن سعید) سے کی ہے۔

حدیث (۵۸)

حضرت عبادہ ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس لئے باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرمادیں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی خبر دوں۔ مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ کہ جس کی وجہ سے تعیین اٹھالی گئی۔ کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو لہٰذا اب اس رات کو نویں اور ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔ (صحیح) (۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) امام دارمیؒ (۶) اور امام بخاریؒ (۷) نے حمید از انس بن مالک کے طریق سے کی ہے۔

---

۱ فضائل رمضان: ص/۴۱۔ ۲ مسند احمد: ۶/۷۳۔ ۳ صحیح بخاری: ۳/۶۰۔ ۴ فضائل رمضان: ص/۴۱۔
۵ مسند احمد: ۵/۳۱۳، ۳۱۹۔ ۶ سنن دارمی: ۱۷۸۸۔ ۷ صحیح بخاری: ۱/۱۹-۳/۶۱-۸/۱۹۔

کتاب الحج

حدیث (۵۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد اعمال میں افضل ترین عمل ہے تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں۔ لیکن افضل جہاد حج مبرور ہے۔ (صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام بخاریؒ (۳) امام نسائیؒ (۴) اور امام ابن ماجہؒ (۵) نے عائشہ بنت طلحہ کے دو طریق (معاویہ بن اسحاق اور حبیب بن ابی عمرہ) سے کی ہے۔

۱ فضائل حج: ص/۲۳۔ ۲ مسند احمد: ۶/ ۶۷، ۶۸، ۷۱، ۷۹، ۱۲۰، ۱۶۵، ۱۶۶۔ ۳ صحیح بخاری: ۴/ ۱۰۸، ۳۹-۲/ ۱۶۴-۳/ ۲۴۔
۴ سنن نسائی: ۵/ ۱۱۴۔ ۵ سنن ابن ماجہ: ۲۹۰۱۔

کتاب الآداب

حدیث (۶۰)

لقمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود پر قائم ہے اور اس شخص کی جو اللہ کی حدود میں پڑنے والا ہے اس قوم کی سی ہے جو ایک جہاز میں بیٹھے ہوں اور قرعہ سے (مثلاً) جہاز کی منزلیں مقرر ہوگئی ہوں کہ بعض لوگ جہاز کے اوپر کے حصہ میں ہوں اور بعض لوگ نیچے کے حصہ میں ہوں جب نیچے والوں کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ جہاز کے اوپر کے حصہ پر آ کر پانی لیتے ہیں، اگر وہ اس خیال سے کہ ہمارے بار بار اوپر پانی کے لئے جانے سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے ہم اپنے ہی حصہ میں یعنی جہاز کے نیچے کے حصہ میں ایک سوراخ سمندر میں کھول لیں جس سے پانی یہاں ہی ملتا ہے اوپر والوں کو ستانا نہ پڑے۔ ایسی صورتمیں اگر اوپر والے ان احمقوں کی اس تجویز کو نہ روکیں گے اور خیال کر لیں گے کہ وہ جانیں ان کا کام ہمیں ان سے کیا واسطہ تو اس صورت میں وہ جہاز غرق ہو جائے گا اور دونوں فریق ہلاک ہو جائیں گے اور اگر وہ ان کو روک دیں گے تو دونوں ڈوبنے سے بچ جائیں گے۔ (صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) اور امام ترمذیؒ (۵) نے عامر شعبیؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۶۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے جو برابر برابر کا معاملہ کرنے والا ہو۔ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جو دوسرے کے توڑنے پر صلہ رحمی کرے۔ (صحیح)(۶)

---

۱ فضائل تبلیغ: ص/۹۔ ۲ مسند حمیدی: ۹۱۹۔ ۳ مسند احمد: ۴/۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۳۔
۴ صحیح بخاری: ۳/۱۸۲، ۲۳۷۔ ۵ سنن ترمذی: ۲۱۷۳۔ ۶ فضائل صدقات: ص/۲۱۷۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۱) اور امام ابوداؤدؒ (۲) نے محمد بن کثیر از سفیان از اعمش وحسن بن عمرو وفطر از مجاہد از عبداللہ بن عمرو کے طریق سے کی ہے۔ امام اعمشؒ نے اس حدیث کو غیر مرفوع اور حسن وفطر نے اس حدیث کو مرفوعاً ذکر کیا ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ (۳) امام احمدؒ (۴) اور امام ترمذیؒ (۵) نے حضرت مجاہدؒ کے طرق سے بھی کی ہے۔

حدیث (۶۲)

حضرت عثمان ؓ سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ تم میں سے سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن شریف سیکھے اور سکھائے۔ سفیانؒ کی روایت میں یوں ہے تم میں کا افضل شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (صحیح) (۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۷) امام دارمیؒ (۸) امام بخاریؒ (۹) امام ابوداؤدؒ (۱۰) امام ترمذیؒ (۱۱) اور امام ابن ماجہؒ (۱۲) نے علقمہ بن مرثد از سعد بن عبیدہ از ابوعبدالرحمٰن السلمی کے دو طریق (شعبہ وسفیان) سے کی ہے۔

نیز اس کی تخریج امام احمدؒ (۱۳) امام بخاریؒ (۱۴) امام ترمذیؒ (۱۵) اور امام ابن ماجہؒ (۱۶) نے سفیان بن علقمہ بن مرشد از ابوعبدالرحمٰن سلمی کے طرق سے کی ہے؛ البتہ اس سند میں سعد بن عبیدہ نہیں ہیں۔

حدیث (۶۳)

حضرت سعد ؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی بھی مدینہ منورہ کے رہنے والوں کے ساتھ مکر کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسا پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ (صحیح) (۱۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۱۸) نے حسین بن حریث از فضل از جعید از عائشہ کی سند سے کی ہے۔

---

۱ صحیح بخاری: ۸/ ۷۔ ۲ سنن ابوداؤد: ۱۶۹۷۔ ۳ مسند حمیدی: ۵۹۴۔ ۴ مسند احمد ۲/ ۱۶۳، ۱۹۰، ۱۹۳۔
۵ سنن ترمذی: ۱۹۰۸۔ ۶ فضائل قرآن: ص/ ۷۔ ۷ مسند احمد: ۱/ ۵۸، ۶۹۔ ۸ سنن دارمی: ۳۳۴۱۔
۹ صحیح بخاری: ۶/ ۲۳۶۔ ۱۰ سنن ابوداؤد: ۱۴۵۲۔ ۱۱ سنن ترمذی: ۲۹۰۷، ۲۹۰۸۔ ۱۲ سنن ابن ماجہ ۲۱۱۔
۱۳ مسند احمد: ۱/ ۵۷۔ ۱۴ صحیح بخاری: ۶/ ۲۳۶۔ ۱۵ سنن ترمذی: ۲۹۰۸۔ ۱۶ سنن ابن ماجہ: ۲۱۱۔
۱۷ فضائل حج: ص/ ۱۵۶۔ ۱۸ صحیح بخاری: ۳/ ۲۷۔

فصل سوم

فضائلِ اعمال کی ان احادیث کی تخریج جو صرف صحیح مسلم میں مذکور ہیں۔

کتاب الایمان

حدیث (۶۴)

ابن شماسہؒ سے روایت ہے، ہم حضرت عمرو بن عاص ﷺ کے پاس گئے، جو مرض الموت میں تھے، مجھے دیکھتے ہی وہ بہت دیر تک روئے اور دیوار کی طرف اپنا منہ پھیرلیا۔ ان کے بیٹے کہنے لگے ابا! آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا آپ ﷺ کو رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری نہیں دی۔ تب انہوں نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتوں میں افضل ہم اس بات کی گواہی دینے کو سمجھتے ہیں کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور محمد ﷺ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور میرے اوپر تین حال گذرے ہیں۔ ایک حال یہ تھا جو میں نے اپنے کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ میں کسی کو برا نہیں جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسی طرح میں قابو پاؤں اور آپ ﷺ کو قتل کراؤں (معاذ اللہ) پھر اگر میں اس حال میں مرجاتا تو جہنمی ہوتا۔ دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی محبت میرے دل میں ڈالدی اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا کہ اپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے! تا کہ میں آپ ﷺ سے بیعت کروں۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا میں نے اس وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے عمرو تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا شرط کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا شرط؟ میں نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو تو نہیں جانتا کہ اسلام پچھلے سارے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے؟ اسی طرح حج پچھلے سارے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجھے کسی کی محبت نہ تھی اور نہ میری نگاہ میں آپ ﷺ سے زیادہ کسی کی عظمت تھی اور میں آنکھ بھر کر آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکتا تھا آپ ﷺ کے جلال کی وجہ سے۔ اور اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کی صورت کی بابت پوچھے تو میں بیان نہیں کرسکتا؛ کیونکہ میں آنکھ بھر آپ ﷺ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور اگر میں مرجاتا اس حال میں تو امید تھی کہ جنتی ہوتا۔ اس کے بعد ہم پر چند چیزوں کی ذمہ داری ڈالی گئی۔ میں نہیں جانتا میرا حال کیا ہوگا ان کی وجہ سے، تو جب میں مرجاؤں تو میرے جنازے کے

ساتھ کوئی رونے چلانے والا نہ ہو اور نہ آگ ہو اور جب مجھے دفن کر دینا تو اچھی طرح مجھ پر مٹی ڈال دینا اور اتنی دیر تک میری قبر کے گرد کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کیا جاتا اور اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے تا کہ تم سے میرا دل بہلے اور دیکھ لوں کہ پروردگار کے وکیلوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام مسلمؒ (۳) اور ابن خزیمہؒ (۴) نے یزید بن ابو حبیب از ابن شماسہ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۶۵)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ: حق تعالیٰ شانہ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں کو اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔ (صحیح) (۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۶) امام مسلمؒ (۷) اور ابن ماجہؒ (۸) نے جعفر بن برقان از یزید بن اصم کے طریق سے کی ہے۔

---

۱ فضائل ذکر: ص/۷۵۔ ۲ مسند احمد: ۴/۱۹۹، ۲۰۵۔ ۳ صحیح مسلم: ۱/۷۸۔ ۴ صحیح ابن خزیمہ: ۲۵۱۵۔

۵ فضائل تبلیغ: ص/۲۳۔ ۶ مسند احمد: ۲/۲۸۴۔ ۷ صحیح مسلم: ۸/۱۱۔ ۸ سنن ابن ماجہ: ۴۱۴۳۔

کتاب الصلوٰۃ

حدیث (۶۶)

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز کا چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے۔ (صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام عبد بن حمیدؒ (۳) علامہ دارقطنیؒ (۴) امام مسلمؒ (۵) امام ابوداؤدؒ (۶) امام ترمذیؒ (۷) امام نسائیؒ (۸) اور امام ابن ماجہؒ (۹) نے ابوالزبیرؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۶۷)

حضرت جابر ؓ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو، جس کا پانی جاری ہو اور وہ بہت گہرا ہو، اس میں روزانہ پانچ دفعہ غسل کرے۔ (صحیح)(۱۰)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۱) امام عبد بن حمیدؒ (۱۲) علامہ دارمیؒ (۱۳) اور امام مسلمؒ (۱۴) نے اعمش از ابوسفیانؒ کے طرق سے کی ہے۔

---

۱ فضائل نماز: ص/۲۴۔ ۲ مسند احمد: ۳/۳۸۹۔ ۳ مسند عبد بن حمید: ۱۰۴۳۔ ۴ سنن دارمی: ۱۲۳۶۔
۵ صحیح مسلم ۱/۶۲۔ ۶ سنن ابوداؤد ۴۶۷۸۔ ۷ سنن ترمذی ۲۶۲۰۔ ۸ سنن نسائی: ۱/۲۳۲۔
۹ سنن ابن ماجہ ۱۰۷۸۔ ۱۰ فضائل نماز: ص/۹۔ ۱۱ مسند احمد: ۳/۳۰۵، ۳۱۷، ۳۵۷۔ ۱۲ مسند عبد بن حمید: ۱۰۱۴۔
۱۳ سنن دارمی: ۱۱۸۶۔ ۱۴ صحیح مسلم: ۲/۱۳۲۔

حدیث (۶۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جب تم اذان سنا کرو، تو جو الفاظ مؤذن کہے وہی تم کہا کرو، اس کے بعد مجھ پر درود بھیجا کرو؛ اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجتے ہیں، پھر اللہ جل شانہ سے میرے لئے وسیلہ کی دعاء کیا کرو۔ وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے، جو صرف ایک ہی شخص کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ ایک شخص میں ہی ہوں۔ بس جو شخص میرے لئے اللہ سے وسیلہ کی دعاء کرے گا، اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام عبد بن حمیدؒ (۳) امام مسلمؒ (۴) امام ابوداوٗدؒ (۵) امام ترمذیؒ (۶) اور امام نسائیؒ (۷) نے کعب بن علقمہ از عبدالرحمٰن بن جبیر کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۶۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ: جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو، وہ ان نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے، جہاں اذان ہوتی ہے (یعنی مسجد میں) اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے تمہارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں، جو سراسر ہدایت الٰہی ہیں، ان میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں، اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے؛ جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے، تو تم نبی ﷺ کی سنت چھوڑنے والے ہو گئے اور یہ سمجھ لو کہ اگر نبی اکرم ﷺ کی سنت کو چھوڑ دو گے، تو گمراہ ہو جاؤ گے اور جو شخص اچھی طرح وضو کرے، اس کے بعد مسجد کی طرف جائے، تو ہر ہر قدم پر ایک ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک ایک خطا معاف ہوگی اور ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہو، وہ تو جماعت سے رہ جاتا تھا، ورنہ حضور ﷺ کے زمانہ میں عام منافقوں کی بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی، یا کوئی سخت بیمار ہو، ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا جاسکتا تھا، وہ بھی صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ (۸)

---

۱ فضائل درود ص/۳۵۔ ۲ مسند احمد: ۲/ ۱۶۸۔ ۳ مسند عبد بن حمید: ۳۵۴۔ ۴ صحیح مسلم: ۲/ ۴۔
۵ سنن ابوداوٗد: ۵۲۳۔ ۶ سنن ترمذی: ۳۶۱۴۔ ۷ سنن نسائی: ۲/ ۲۵۔ ۸ فضائل نماز: ص/ ۳۵۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ(۱) امام مسلمؒ(۲) امام ابوداوُدؒ(۳) امام نسائیؒ(۴) اور امام ابن ماجہؒ(۵) نے ابوالاحوصؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۷۰)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: افضل نماز وہ ہے، جس میں لمبی لمبی رکعتیں ہوں۔ (صحیح)(۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ(۷) امام عبد بن حمیدؒ(۸) امام مسلمؒ(۹) اور امام ابن خزیمہؒ(۱۰) نے اعمش از ابوسفیان کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۷۱)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ: خلیفہ مروان نے عید کے دن منبر نکالا اور نماز سے پہلے خطبہ کا آغاز کردیا۔ ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا: مروان! تم نے سنت کے خلاف کیا۔ عید کے دن منبر نکالا؛ جبکہ عید کے دن منبر نہیں نکالا جاتا تھا اور نماز سے پہلے تم نے خطبہ شروع کیا؛ جبکہ خطبہ نماز سے پہلے نہیں دیا جاتا تھا۔ اس پر حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ: اس شخص نے تو اپنی ذمہ داری پوری کردی، میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جو شخص کسی ناجائز امر کو ہوتا ہوا دیکھے، اگر اس پر قدرت ہو کہ اس کو ہاتھ سے بند کردے، تو اس کو بند کردے، اگر اتنی قدرت نہ ہو، تو زبان سے اس پر انکار کردے، اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو، تو دل سے اس کو بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا بہت ہی کم درجہ ہے۔ (صحیح)(۱۱)

---

۱ مسند احمد: ۱/۲۸۲، ۳۱۴، ۳۱۹، ۴۵۵۔ ۲ صحیح مسلم: ۲/۱۴۳۔ ۳ سنن ابوداوٗد: ۵۵۰۔ ۴ سنن نسائی: ۲/۱۰۸۔
۵ سنن ابن ماجہ: ۷۷۷۔ ۶ فضائل نماز: ص/۷۶۔ ۷ مسند احمد: ۳/۳۰۲، ۳۱۴۔ ۸ مسند عبد بن حمید: ۱۰۱۶۔
۹ صحیح مسلم: ۲/۱۷۵۔ ۱۰ صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۵۵۔ ۱۱ فضائل تبلیغ: ص/۸۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱) امام مسلمؒ (۲) امام ابوداؤدؒ (۳) امام ترمذیؒ (۴) امام نسائیؒ (۵) اور امام ابن ماجہؒ (۶) نے قیس بن مسلم از طارق بن شہاب کے طرق سے کی ہے۔

۱ مسند احمد: ۳/۱۰، ۲۰، ۴۹، ۵۴، ۹۲۔
۲ صحیح مسلم: ۱/۵۰۔
۳ سنن ابوداؤد: ۱۱۴۰، ۴۳۴۰۔
۴ سنن ترمذی: ۲۱۷۲۔
۵ سنن نسائی: ۸/۱۱۱، ۱۱۲۔
۶ سنن ابن ماجہ: ۱۲۷۵، ۴۰۱۳۔

کتاب الزکاۃ

حدیث (۷۲)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ایک شخص ایک جنگل میں تھا، اس نے ایک بادل میں سے یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے، اس آواز کے بعد فوراً وہ بادل ایک طرف چلا اور ایک پتھریلی زمین میں خوب پانی برسا اور وہ سارا پانی ایک نالہ میں جمع ہو کر چلنے لگا۔ یہ شخص جس نے آواز سنی تھی اس پانی کے پیچھے چل دیا اور پانی ایک جگہ پہنچا جہاں ایک شخص کھڑا ہوا بیلچہ سے اپنے باغ میں پانی کا رخ کر رہا تھا۔ اس نے باغ والے سے پوچھا کہ: تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے وہی نام بتایا، جو اس نے بادل سے سنا تھا، پھر باغ والے نے اس سے پوچھا کہ: تم نے میرا نام کیوں دریافت کیا؟ اس نے کہا کہ: میں نے اس بادل میں جس کا پانی یہ آ رہا ہے، یہ آواز سنی تھی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے اور تمہارا نام بادل میں سنا تھا۔ تم اس باغ میں کیا کام ایسا کرتے ہو (جس کی وجہ سے بادل کو یہ حکم ہوا کہ اس کے باغ کو پانی دو) باغ والے نے کہا: جب تم نے یہ سب کہا تو مجھے بھی کہنا پڑا، میں اس کے اندر جو کچھ پیدا ہوتا ہے، اس کو (تین حصے) کرتا ہوں، ایک حصہ یعنی تہائی تو فوراً اللہ کے راستہ میں صدقہ کرتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے اہل وعیال کھاتے ہیں اور ایک تہائی اس باغ کی ضروریات میں لگا دیتا ہوں۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) اور امام مسلمؒ (۳) نے عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابوسلمہ از وہب بن کیسان از عبید بن عمیر کے دو طریق (یزید بن ہارون وابوداؤد طیالسی) سے کی ہے۔

حدیث (۷۳)

شداد بن عبداللہؒ کہتے ہیں کہ: میں نے ابوامامہ ؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آدم کے بیٹے تو

---

۱ فضائل صدقات: ص/۷۳۔ ۲ مسند احمد: ۲/۲۹۶۔ ۳ صحیح مسلم: ۸/۲۲۲، ۲۲۳۔

ضرورت سے زائد مال خرچ کر دے یہ تیرے لئے بہتر ہے اور تو اس کو روک رکھے تو یہ تیرے لئے بُرا ہے اور بقدر کفایت روکنے پر ملامت نہیں اور خرچ کرنے میں جن کی روزی تیرے ذمہ ہے ان سے ابتدا کر۔ (کہ ان پر خرچ کرنا دوسروں سے مقدم ہے) اور اونچا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے (صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام مسلمؒ (۳) اور امام ترمذیؒ (۴) نے عکرمہ بن عمار از شداد بن عبداللہ کے دو طریق (ابوفرح اور عمر بن یونس) سے کی ہے۔

حدیث (۷۴)

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: صدقہ کرنا مال کو کم نہیں کرتا اور کسی خطاوار کے قصور کو معاف کر دینا معاف کرنے والے کی عزت ہی کو بڑھاتا ہے اور جو شخص اللہ جل شانہ کی رضا کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کو رفعت اور بلندی عطا کرتے ہیں۔ (صحیح)(۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۶) امام دارمیؒ (۷) امام مسلمؒ (۸) اور امام ترمذیؒ (۹) نے علاء بن عبدالرحمٰن از والدخود کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۷۵)

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، دوسرے وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے تیسرے صالح اولاد جو اس کے مرنے کے بعد دعا کرتی رہے۔ (صحیح)(۱۰)

---

۱ فضائل صدقات: ص/۶۰۔ ۲ مسند احمد: ۲۶۲/۵۔ ۳ صحیح مسلم: ۹۴/۳۔ ۴ سنن ترمذی: ۲۳۴۳۔
۵ فضائل صدقات: ص/۷۰۔ ۶ مسند احمد: ۲/۲۳۵، ۳۸۶، ۴۳۸۔ ۷ سنن دارمی: ۱۶۸۳۔ ۸ صحیح مسلم: ۲۱/۸۔
۹ سنن ترمذی: ۲۰۲۹۔ ۱۰ فضائل صدقات: ص/۹۶۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱) امام دارمیؒ (۲) امام بخاریؒ (۳) امام مسلمؒ (۴) امام ابوداوٗدؒ (۵) امام ترمذیؒ (۶) اور امام نسائیؒ (۷) نے اسماعیل بن جعفر از علاء بن عبدالرحمٰن از والدخود کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۷۶)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص اس لئے سوال کرتا ہے کہ اپنے مال میں زیادتی کرے، تو وہ جہنم کے انگارے مانگ رہا ہے، جس کا دل چاہے تھوڑا مانگ لے یا زیادہ مانگ لے۔ (صحیح) (۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۹) امام مسلمؒ (۱۰) اور امام ابن ماجہؒ (۱۱) نے محمد بن فضیل از عمارۃ بن قعقاع از ابوزرعہ کے طرق سے کی ہے۔

---

۱ مسند احمد: ۲/۳۷۲۔ ۲ سنن دارمی: ۵۶۵۔ ۳ الادب المفرد: ۳۸۔ ۴ صحیح مسلم: ۵/۳۷۔
۵ سنن ابوداوٗد: ۱۳۹۷۵/۱۰۔ ۶ سنن ترمذی: ۱۳۷۶۔ ۷ سنن نسائی: ۲۵۱/۶۔ ۸ فضائل صدقات: ص/۳۲۰۔
۹ مسند احمد: ۲/۲۳۱۔ ۱۰ صحیح مسلم: ۳/۹۶۔ ۱۱ سنن ابن ماجہ: ۱۸۳۸۔

کتاب الحج

حدیث (۷۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زائد بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں، یعنی جتنی کثیر مقدار کو عرفہ کے دن خلاصی ہوتی ہے اتنی کثیر تعداد کسی اور دن میں نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ شانہ دنیا کے قریب ہوتے ہیں، پھر فخر کے طور پر فرماتے ہیں: یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟ (صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام مسلمؒ (۲) امام نسائیؒ (۳) اور امام ابن ماجہؒ (۴) نے عبداللہ بن وہب از مخرمہ بن بکیر از والد خود از یونس بن یوسف از ابن مسیّب کے طریق سے کی ہے۔

۱؎ فضائل حج: ص/۱۳۔ ۲؎ صحیح مسلم: ۴/۱۰۷۔ ۳؎ سنن نسائی: ۵/۲۵۱۔ ۴؎ سنن ابن ماجہ: ۳۰۱۴۔

کتاب الآداب

حدیث (۷۸)

حضرت عبداللہ بن دینارؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ مکہ کے راستہ میں ایک دیہاتی (بدو عرب) سے ان کا سامنا ہوا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے سلام کیا اور اپنے گدھے پر اسے سوار کیا اور اپنے سر سے عمامہ نکال کر اسے دیا، ابن دینارؒ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپؓ کے معاملات درست کرے یہ تو بدو عرب ہیں تھوڑی سی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں (آپ نے زیادہ بخشش کی) اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کے والد حضرت عمرؓ کے چہیتے تھے اور میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ باپ کے ساتھ حسن سلوک کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اس کے چلے جانے کے بعد اس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ (صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام عبد بن حمیدؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) امام مسلمؒ (۵) امام ابوداؤدؒ (۶) اور امام ترمذیؒ (۷) نے عبداللہ بن دینارؒ کے دو طریق (یزید بن ھاد اور ابوعثمان ولید بن ابو ولید) سے کی ہے۔

حدیث (۷۹)

عبدالملک بن سعید بن سویدؒ کہتے ہیں کہ: میں ابوحمیدؓ اور ابواسید انصاریؓ سے کہتے ہوئے سنا کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا کرے تو نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجا کرے پھر یوں کہا کرے: "اللّٰھم افتح لي أبواب رحمتك" (اے میرے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے) اور جب مسجد سے نکلا کرے تب بھی نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجا کرے اور یوں کہا کرے۔"اللّٰھم إني أسئلك من فضلك". (صحیح)(۸)

---

۱ فضائل صدقات: ص/۲۰۴۔ ۲ مسند احمد: ۲/۸۸، ۹۱، ۹۷، ۱۱۱۔ ۳ مسند عبد بن حمید: ۷۹۴۔ ۴ الادب المفرد: ۴۱۔

۵ صحیح مسلم: ۸/۶۔ ۶ سنن ابوداؤد: ۵۱۴۳۔ ۷ سنن ترمذی: ۱۹۰۳۔ ۸ فضائل درود: ص/۴۷۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱) امام دارمیؒ (۲) امام نسائیؒ (۳) اور ابن حبانؒ (۴) نے ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن از عبدالملک بن سعید بن سوید کے دوطریق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام دارمیؒ (۵) امام مسلمؒ (۶) امام ابوداوُدؒ (۷) امام بیہقیؒ (۸) اور امام ابوعوانہؒ (۹) نے ربیعہ از عبدالملک بن سعید از ابوحمید یا ابواسید کے طرق سے بھی کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام عبدالرزاقؒ (۱۰) اور امام ابن ماجہؒ (۱۱) نے عمارہ بن غزیہ از ربیعہ ابوعبدالرحمٰن از عبدالملک بن سعید از ابوحمید ساعدی کے دوطریق سے بھی کی ہے۔

حدیث (۸۰)

حضرت عبدالرحمٰن بن یعقوبؒ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جوشخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ (۱۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۳) امام دارمیؒ (۱۴) امام بخاریؒ (۱۵) امام مسلمؒ (۱۶) امام ابوداوُدؒ (۱۷) امام ترمذیؒ (۱۸) اور امام نسائیؒ (۱۹) نے علاء بن عبدالرحمٰن از والد خود کے طریق سے کی ہے۔

---

۱ مسند احمد: ۳/ ۴۹۷، ۵/ ۴۲۵۔ ۲ سنن دارمی: ۱۴۰۱۔ ۳ سنن نسائی: ۲/ ۵۳، سنن کبریٰ: ۸۰۸، عمل الیوم واللیلۃ: ۱۷۷۔

۴ صحیح ابن حبان: ۲۰۴۹۔ ۵ سنن دارمی: ۲۶۹۴۔ ۶ صحیح مسلم: ۲/ ۱۵۵۔ ۷ سنن ابوداوُد: ۴۶۵۔

۸ السنن: ۲/ ۴۴۱۔ ۹ صحیح ابوعوانہ: ۱/ ۴۱۴۔ ۱۰ مصنف عبدالرزاق: ۱۶۶۵۔ ۱۱ سنن ابن ماجہ: ۷۷۲۔

۱۲ فضائلِ دُرود: ص/ ۱۱۔ ۱۳ مسند احمد: ۲/ ۲۶۲، ۳۷۲، ۳۷۵، ۴۸۵۔ ۱۴ سنن دارمی: ۲۷۷۵۔ ۱۵ الادب المفرد: ۶۴۵۔

۱۶ صحیح مسلم: ۲/ ۱۷۔ ۱۷ سنن ابوداوُد: ۱۵۳۰۔ ۱۸ سنن ترمذی: ۴۸۵۔ ۱۹ سنن نسائی: ۳/ ۵۰۔

کتاب الذکر

حدیث (۸۱)

کعب بن عجرہ ﷜ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ چند کلمات ایسے ہیں کہ جن کا کہنے والا نامراد نہیں ہوتا وہ یہ ہیں کہ فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام مسلمؒ (۲) امام ترمذیؒ (۳) اور امام نسائیؒ (۴) نے حکم بن عتیبہ از عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۸۲)

حضرت ابوسعید خدری ﷜ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ ﷜ مسجد سے گئے ہوئے ایک حلقہ کے پاس آئے اور اس حلقہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے دریافت کیا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ کا ذکر کررہے ہیں۔ حضرت معاویہ ﷜ نے کہا کہ خدا کی قسم کیا تم اس لئے بیٹھے ہو؟ لوگوں نے کہا خدا کی قسم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ ﷜ نے فرمایا کہ میں نے کسی بدگمانی کی وجہ تم کو قسم نہیں دی، رسول اکرم ﷺ سے مجھ جیسی قربت رکھنے والا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھ سے کم حدیثیں بیان کرتا ہو (یعنی حضور ﷺ سے اس قدر قربت کے باوجود احتیاط کے پیش نظر بہت کم حدیثیں بیان کرتا ہوں) رسول اکرم ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے؟ عرض کیا کہ اللہ جل شانہ کا ذکر کررہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد وثنا کررہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا۔ یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم صرف اس وجہ سے بیٹھے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا خدا کی قسم صرف اس وجہ سے بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کسی بدگمانی کی وجہ سے میں نے

---

۱ فضائل ذکر: ص/۱۴۶۔ ۲ صحیح مسلم: ۲/۹۸۔ ۳ سنن ترمذی: ۳۴۱۲۔ ۴ سنن نسائی: ۳/۷۵۔

تم لوگوں کو قسم نہیں دی بلکہ جبرئیل ﷺ میرے پاس ابھی آئے تھے اور یہ خبر سنا گئے کہ اللہ جل شانہ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہے ہیں۔ (صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام مسلمؒ (۳) اور امام ترمذیؒ (۴) نے مرحوم بن عبدالعزیز از ابونعامہ سعدی از ابو عثمان نہدی از ابوسعید خدری کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۸۳)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ اور ایک مرتبہ " لا إله إلا الله وحدهٗ لا شريك له، له الملك وله الحمد وهوعلىٰ كل شيء قدير" پڑھے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں خواہ اتنی کثرت سے ہوں جتنے سمندر کے جھاگ۔ (صحیح)(۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۶) امام مسلمؒ (۷) امام نسائیؒ (۸) اور امام ابن خزیمہؒ (۹) نے سہل بن ابی صالح از ابو عبید المذحجی از عطاء بن یزید لیثی کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۸۴)

حضرت عبداللہ بن صامت حضرت ابوذر ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی عیادت کی یا انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی عیادت کی (دونوں میں سے کوئی شکل پیش آئی) حضرت ابوذر ﷺ نے عرض کیا میرے باپ آپ پر قربان ہوں یارسول اللہ ﷺ اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ کلام کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ نے جس چیز کو اپنے فرشتوں کے لئے اختیار فرمایا اور وہ ہے: "سبحان ربي و بحمده سبحان ربي و بحمده"۔ (صحیح)(۱۰)

۱۔ فضائل ذکر: ص/۲۶۔ ۲۔ مسند احمد: ۹۲/۳۔ ۳۔ صحیح مسلم: ۷۲/۸۔ ۴۔ سنن ترمذی: ۳۳۷۹۔
۵۔ فضائل ذکر: ص/۱۳۵۔ ۶۔ مسند احمد: ۴۸۳/۲۔ ۷۔ صحیح مسلم: ۹۸/۲۔ ۸۔ عمل الیوم واللیلہ: ۱۴۳۔
۹۔ صحیح ابن خزیمہ: ۷۵۰۔ ۱۰۔ فضائل ذکر: ص/۱۳۶۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱) امام مسلمؒ (۲) اور امام ترمذیؒ (۳) نے ابومسعود سعید جریری از ابوعبداللہ جسری از عبداللہ بن صامت کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۸۵)

حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کلام چار کلمے ہیں: "سبحان الله، الحمد لله، لا إله إلا الله، الله أكبر" ان میں سے جس کو چاہے پہلے پڑھے اور جس کو چاہے بعد میں پڑھے کوئی خاص ترتیب نہیں (پھر حضور ﷺ نے انھیں تاکید فرمائی) کہ تم اپنے لڑکے کا نام یسار، رباح، نجیح اور افلح نہ رکھو؛ اس لئے کہ اگر تم سے کوئی پوچھے کہ: کیا وہ وہاں موجود ہے؟ جواب میں دوسرا کہے (اگر وہ وہاں موجود نہ ہو) کہ نہیں ہے (تو اس سے نیک شگونی نہیں رہے گی) یہ چار باتیں ہوئیں، مزید سوال نہ کرو۔ (۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) امام دارمیؒ (۶) امام مسلمؒ (۷) امام ابوداؤدؒ (۸) امام ترمذیؒ (۹) اور امام ابن ماجہؒ (۱۰) نے ربیع بن عمیلہ کے دو طریق (ہلال بن یساف و رکین بن ربیع) سے کی ہے۔

حدیث (۸۶)

حضرت ابوہریرہ ؓ اور حضرت ابوسعید خدری ؓ دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ سے سنا ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتا ہے اور اللہ جل شانہ ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں تفاخر کے طور پر فرماتے ہیں۔ (صحیح) (۱۱)

---

۱ مسند احمد: ۵/۱۴۸، ۱۶۱۔ ۲ صحیح مسلم: ۸/۸۵، ۸۶۔ ۳ سنن ترمذی: ۳۵۹۳۔ ۴ فضائل ذکر: ص/۱۴۳۔

۵ مسند احمد: ۵/۷، ۱۰، ۱۲، ۲۱۔ ۶ سنن دارمی: ۲۶۹۹۔ ۷ صحیح مسلم: ۶/۱۷۱، ۱۷۲۔ ۸ سنن ابوداؤد: ۴۹۵۸، ۴۹۵۹۔

۹ سنن ترمذی: ۲۸۳۶۔ ۱۰ سنن ابن ماجہ: ۳۷۳۰۔ ۱۱ فضائل ذکر: ص/۲۴۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱) امام عبد بن حمیدؒ (۲) امام مسلمؒ (۳) امام ترمذیؒ (۴) اور امام ابن ماجہؒ (۵) نے ابو اسحاق از اغر ابو مسلم کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۸۷)

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضور اقدس ﷺ صبح کی نماز کے وقت ان کے پاس سے نماز کے لئے تشریف لے گئے اور یہ اپنے مصلّی پر بیٹھی ہوئی (تسبیح میں مشغول تھیں) حضور ﷺ چاشت کی نماز کے بعد (دوپہر کے قریب) تشریف لائے تو یہ اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا تم اسی حال پر ہو جس پر میں نے چھوڑا تھا عرض کیا جی ہاں! حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ پڑھے اگر ان کو ان سب کے مقابلہ میں تولا جائے جو تم نے صبح سے پڑھا ہے تو وہ غالب ہو جائیں وہ کلمے یہ ہیں: **"سبحان اللّٰه وبحمده عدد خلقه و رضا نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته"** (اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں بقدر اس کی مخلوقات کے اور بقدر اس کی مرضی اور خوشنودی کے اور بقدر اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کی مقدار کے موافق۔ (صحیح) (۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۷) امام بخاریؒ (۸) امام مسلمؒ (۹) امام ترمذیؒ (۱۰) امام نسائیؒ (۱۱) اور امام ابن ماجہؒ (۱۲) نے محمد بن عبد الرحمٰن مولیٰ آل طلحہ از کریب ابو رشدین از ابن عباس کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۸۸)

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ سے روایت ہے کہ: ہم لوگوں کے لیے اونٹ چرانے کا کام تھا میری باری آئی تو میں اونٹوں کو چرا کر شام کو ان کے باندھنے کی جگہ لے کر آیا، تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں کو وعظ سنا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح سے وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے اپنے دل کو اور بدن کو لگا کر (یعنی

---

۱ مسند احمد: ۳/ ۳۳، ۴۹، ۹۲، ۹۴۔ ۲ مسند عبد بن حمید: ۸۶۱۔ ۳ صحیح مسلم: ۸/ ۷۲۔ ۴ سنن ترمذی: ۳۳۷۸، ۳۳۸۰۔

۵ سنن ابن ماجہ: ۳۷۹۱۔ ۶ فضائل ذکر: ص/ ۱۶۲۔ ۷ مسند احمد: ۶/ ۳۲۴، ۴۲۹۔ ۸ الادب المفرد: ۶۴۷۔

۹ صحیح مسلم: ۸/ ۸۳۔ ۱۰ سنن ترمذی: ۳۵۵۵۔ ۱۱ سنن نسائی: ۳/ ۷۷۔ ۱۲ سنن ابن ماجہ: ۳۸۰۸۔

ظاہراً اور باطناً متوجہ رہے) اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ میں نے کہا کیا عمدہ بات فرمائی (جس کا ثواب اس قدر بڑا ہے اور محنت بہت کم ہے) ایک شخص میرے سامنے تھا، بولا پہلی بات اس سے بھی عمدہ تھی۔ میں نے دیکھا تو وہ عمر ﷺ تھے، انہوں نے کہا میں سمجھتا ہوں تو ابھی آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے (یعنی سنتوں اور آداب کی پوری رعایت کرے) پھر یہ دعا پڑھے: "أشهد أن لا إله إلا الله وحدهٗ لاشريك له وأشهد أن محمدا عبدهٗ و رسولهٗ" اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے دل چاہے داخل ہو۔ (صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام مسلمؒ (۳) اور امام ابوداوٗدؒ (۴) نے معاویہ بن صالح از ربیعہ بن یزید از ابو ادریس خولانی کے طرق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) امام مسلمؒ (۶) اور امام ابوداوٗدؒ (۷) نے جبیر بن نفیر از عقبہ بن عامر کے طریق سے بھی کی ہے۔

---

۱ فضائل ذکر: ص/۱۰۶۔ ۲ مسند احمد: ۴/۱۴۵، ۱۵۳۔ ۳ صحیح مسلم: ۱/۱۴۴، ۱۴۵۔ ۴ سنن ابوداوٗد: ۱۶۹۔
۵ مسند احمد: ۴/۱۴۵، ۱۵۳۔ ۶ صحیح مسلم: ۱/۱۴۴، ۱۴۵۔ ۷ سنن ابوداوٗد: ۱۶۹۔

کتاب فضائل القرآن

حدیث (۸۹)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ جب گھر واپس آئے تو تین اونٹنیاں حاملہ بڑی اور موٹی اس کو مل جائیں ہم نے عرض کیا بیشک (ضرور پسند کرتے ہیں) حضور ﷺ نے فرمایا: کہ تین آیتیں جن کو تم میں سے کوئی نماز میں پڑھ لے وہ تین حاملہ بڑی اور موٹی اونٹنیوں سے افضل ہیں۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام دارمیؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) امام مسلمؒ (۵) اور امام ابن ماجہؒ (۶) نے اعمش از ابو صالح کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۹۰)

عامر بن واثلہ ابی الطفیل سے روایت ہے کہ نافع بن عبدالحارث نے حضرت عمر ﷛ سے عسفان نامی جگہ پر ملاقات کی۔ حضرت عمر ﷛ نے انھیں مکہ کا گورنر بنایا تھا۔ حضرت عمر ﷛ نے ان سے فرمایا اہل وادی یعنی مکہ والوں پر کسے اپنا جانشین بنا کر آئے ہو۔ انہوں نے کہا ابن ابزیٰ کو جانشین بنایا ہوں، حضرت عمر ﷛ نے پوچھا ابن ابزیٰ کون ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک شخص ہے۔ حضرت عمر ﷛ نے فرمایا تو کیا تم نے ایک آزاد کردہ غلام کو مکہ والوں کا خلیفہ بنایا؟ نافع نے کہا وہ قرآن کے قاری ہیں فرائض کا علم رکھتے ہیں اور قاضی ہیں، اس پر حضرت عمر ﷛ نے فرمایا: سن لو! تمہارے نبی نے فرمایا: حق تعالیٰ شانہ اس کتاب یعنی قرآن پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند مرتبہ عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پست وذلیل کرتا ہے۔ (صحیح) (۷)

---

۱ فضائل قرآن: ص/۲۶۔ ۲ مسند احمد: ۲/۳۹۶، ۳۶۶، ۳۹۶۔ ۳ سنن دارمی: ۳۳۱۷۔ ۴ جزء القراءۃ خلف الامام: ۸۷۔
۵ صحیح مسلم: ۲/۱۹۶۔ ۶ سنن ابن ماجہ: ۳۷۸۲۔ ۷ فضائل قرآن: ص/۱۳۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱) امام دارمیؒ (۲) امام مسلمؒ (۳) اور امام ابن ماجہؒ (۴) نے زہری از عامر بن واثلہ کے دو طریق (ابراہیم بن سعد اور شعیب) سے کی ہے۔

حدیث (۹۱)

عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہم لوگ صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ علی الصباح بازار بطحان یا عقیق کو جائے اور دو اونٹنیاں عمدہ سے عمدہ بلا کسی قسم کے گناہ اور قطع رحمی کے پکڑ لائے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اس کو تو ہم میں سے ہر شخص پسند کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مسجد میں جا کر دو آیتوں کا پڑھنا یا پڑھا دینا دو اونٹنیوں سے اور تین آیت کا تین اونٹنیوں سے اسی طرح چار کا چار سے افضل ہے اور ان کے برابر اونٹوں سے افضل ہے۔ (صحیح) (۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۶) امام مسلمؒ (۷) اور امام ابوداؤدؒ (۸) نے موسیٰ بن علی بن رباح از والد خود کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۹۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مومن کی دنیا کی کوئی مصیبت دور کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت کی مصیبت دور کرے گا اور جو کسی تنگ دست پر آسانی کا معاملہ کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے ساتھ آسانی کا معاملہ فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے اور جو علم کی تلاش میں کسی راہ پر چلتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کرتا ہے اور کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر تلاوت کلام پاک اور اس کا دور نہیں کرتی؛ مگر ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ

۱ مسند احمد: ۱/۳۵۔ ۲ سنن دارمی: ۳۳۶۸۔ ۳ صحیح مسلم: ۲/۲۰۱۔ ۴ سنن ابن ماجہ: ۲۱۸۔
۵ فضائل قرآن: ص/۹۔ ۶ مسند احمد: ۴/۱۵۴۔ ۷ صحیح مسلم: ۳/۱۹۷۔ ۸ سنن ابوداؤد: ۱۴۵۶۔

ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں اور جسے اس کا عمل پیچھے کر دے، اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا (فضائلِ اعمال میں اس حدیث کا صرف آخری حصہ لیا گیا ہے) (صحیح)۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام دارمیؒ (۳) امام مسلمؒ (۴) امام ابوداؤدؒ (۵) امام ترمذیؒ (۶) اور امام ابن ماجہؒ (۷) نے ابوصالحؒ کے طرق سے کی ہے۔

۱؎ فضائل قرآن: ص/۳۲۔ ۲؎ مسند احمد: ۲/۲۵۲، ۳۲۵، ۴۰۶، ۵۱۴، ۵۲۲۔ ۳؎ سنن دارمی: ۳۵۱۔ ۴؎ صحیح مسلم: ۸/۷۱، ۷۲۔
۵؎ سنن ابوداؤد: ۱۴۵۵، ۳۶۴۳، ۴۹۴۶۔ ۶؎ سنن ترمذی: ۱۴۲۵، ۲۶۴۶، ۲۹۴۵۔ ۷؎ سنن ابن ماجہ: ۲۲۵، ۲۴۱۷، ۲۵۴۴۔

کتاب المناقب

حدیث (۹۳)

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام (طابہ) رکھا ہے۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام مسلمؒ (۳) اور عبداللہ بن احمدؒ (۴) نے سماک بن حربؒ کے طرق سے کی ہے۔

حدیث (۹۴)

حضرت عامر بن سعد ﷺ سے روایت ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مدینہ منورہ کی دونوں جانب جو کنکریلی زمین ہے اس کے درمیانی حصہ کو میں حرام قرار دیتا ہوں اس لحاظ سے کہ اس کے خاردار درخت کاٹے جائیں یا اس میں شکار کیا جائے اور حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مدینہ مومنین کے قیام کے لئے بہترین جگہ ہے۔ اگر وہ اس کی خوبیوں کو جانیں تو یہاں کا قیام نہ چھوڑیں اور جو شخص یہاں کے قیام کو اس سے بددل ہو کر چھوڑے گا اللہ جل شانہ اس کا نعم البدل یہاں بھیج دے گا اور جو شخص مدینہ طیبہ کے قیام کی مشکلات کو برداشت کر کے یہاں قیام کرے گا میں قیامت کے دن اس کا سفارشی یا گواہ بنوں گا۔ (صحیح) (۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۶) امام عبد بن حمیدؒ (۷) اور امام مسلمؒ (۸) نے عثمان بن حکیم انصاری از عامر بن سعد کے طرق سے کی ہے۔

---

۱ فضائل حج: ص/۱۴۴۔ ۲ مسند احمد: ۵/۸۹، ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۰۸۔ ۳ صحیح مسلم: ۴/۱۲۱۔ ۴ مسند عبداللہ بن احمد: ۵/۹۴، ۹۶، ۹۷، ۹۸۔

۵ فضائل حج: ص/۱۵۰۔ ۶ مسند احمد: ۱/۱۸۱، ۱۸۴۔ ۷ مسند عبد بن حمید: ۱۵۳۔ ۸ صحیح مسلم: ۴/۱۱۳۔

کتاب الزہد

حدیث (۹۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جب آدمی کسی ایسے شخص کی طرف دیکھے جو مال میں یا صورت میں اپنے سے اعلیٰ ہو تو ایسے شخص کی طرف بھی غور کرے جو ان چیزوں میں اپنے سے کم ہو۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) اور امام مسلمؒ (۳) نے عبدالرزاق بن ہمام از معمر از ہمام بن منبہ کے طریق سے کی ہے۔

---

۱ فضائل صدقات: ص/ ۴۳۹۔ ۲ مسند احمد: ۳۱۲/۲۔ ۳ صحیح مسلم: ۲۱۳/۸۔

کتاب القیامۃ

حدیث (۹۶)

حضرت سلیمان بن یسارؒ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ: لوگ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس جمع ہو گئے، اہل شام میں سے ایک نے کہا: اے شیخ! ہمیں کوئی حدیث سنایئے، جو آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا: ہاں! میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ: قیامت کے دن جن لوگوں کا اول وہلہ فیصلہ سنایا جائے گا ان میں سے ایک وہ شہید بھی ہوگا، جس کو بلا کر اولاً اللہ تعالیٰ اپنی اس نعمت کا اظہار فرمائیں گے، جو اس پر کی گئی تھی وہ اس کو پہچانے گا اور اقرار کرے گا۔ اس کے بعد سوال کیا جائے گا کہ: اس نعمت سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا کہ: تیری رضا کے لئے جہاد کیا؛ حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ ارشاد ہوگا کہ: جھوٹ ہے، یہ اس لئے کیا تھا کہ لوگ بہادر کہیں گے۔ سو کہا جا چکا اور جس غرض کے لئے جہاد کیا گیا تھا، وہ حاصل ہو چکی۔ اس کے بعد اس کو حکم سنا دیا جائے گا اور وہ منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسرے وہ عالم بھی ہوگا، جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پاک حاصل کیا۔ اس کو بلا کر اس پر جو انعامات دنیا میں کئے گئے تھے، ان کا اظہار کیا جائے گا اور اقرار کرے گا۔ اس کے بعد اس سے بھی پوچھا جائے گا کہ: ان نعمتوں میں کیا کام کئے؟ وہ عرض کرے گا کہ: تیری رضا کے لئے علم پڑھا اور لوگوں کو پڑھایا، قرآن پاک تیری رضا کے لئے حاصل کیا، جواب ملے گا: جھوٹ بولتا ہے، تو نے علم اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ عالم کہیں اور قرآن اس لئے حاصل کیا تھا کہ لوگ قاری کہیں سو کہا جا چکا (اور جو غرض پڑھنے پڑھانے کی تھی وہ پوری ہو چکی) اس کے بعد اس کو بھی حکم سنایا جاوے گا اور وہ بھی منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ تیسرا وہ مالدار ہوگا، جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت رزق عطا فرمائی اور ہر قسم کا مال مرحمت فرمایا بلایا جائے گا اور اس سے بھی نعمتوں کے اظہار اور ان کے اقرار کے بعد پوچھا جائے گا کہ ان انعامات میں کیا کارگذاری کی ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ: کوئی مصرف خیر ایسا نہیں، جس میں خرچ کرنا تیری رضا کا سبب ہو اور میں نے اس میں خرچ نہ کیا ہو۔ ارشاد ہوگا کہ: جھوٹ ہے۔ یہ سب اس لئے کیا گیا کہ لوگ فیاض کہیں سو کہا جا چکا۔ اس کو بھی حکم کے موافق کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (صحیح)(۱)

۱ فضائل تبلیغ: ص/۲۳۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱) امام مسلمؒ (۲) اور امام نسائیؒ (۳) نے ابن جریج از یونس بن یوسف از سلیمان بن یسار کے دو طریق (حجاج بن محمد و خالد بن حارث) سے کی ہے۔

۱ مسند احمد: ۳۲۱/۲۔ ۲ صحیح مسلم: ۴۷/۶۔ ۳ سنن نسائی: ۲۳/۶۔

فصل چہارم

فضائلِ اعمال کی ان احادیث صحیحہ کی تخریج جو صحیحین کے علاوہ میں منقول ہیں، اور وہ صحیح لذاتہ ہیں۔

کتاب الایمان

حدیث (۹۷)

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص "لا إله إلا الله" کہے اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی اور جو شخص "سبحان الله و بحمده" سومرتبہ پڑھے گا اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ایسی حالت میں تو کوئی بھی (قیامت) میں ہلاک نہیں ہوسکتا ہے (نیکیاں غالب رہیں گی) حضور ﷺ نے فرمایا (بعض لوگ پھر بھی ہلاک ہوں گے اور کیوں نہ ہوں) بعض آدمی اتنی نیکیاں لے کر آئیں گے کہ اگر پہاڑ پر رکھ دی جائیں تو وہ دب جائے؛ لیکن اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ وہ کالعدم ہو جائیں گی۔ البتہ اللہ جل شانہ پھر اپنی رحمت اور فضل سے دستگیری فرمائیں گے۔ (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام حاکمؒ (۲) نے ابو بکر محمد بن داود بن سلیمان زاہد از حسن بن احمد بن لیث از احمد بن شریح، از محمد بن یونس یمامی از یحییٰ بن شعبہ بن یزید از اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ انصاری از والد خود عبداللہ از والد خود ابوطلحہ انصاری کی سند سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبیؒ نے اس پر کوئی نقد نہیں کیا ہے۔

---

۱ فضائل ذکر: ص/۱۳۷۔ ۲ مستدرک حاکم: ۵/۳۵۶، ۳۵۷۔ حدیث نمبر: ۷۷۱۳۔

حدیث (۹۸)

حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ دل سے حق سمجھ کر اس کو پڑھے اور اسی حال میں مرجائے، تو جہنم اس پر حرام ہوجائیگی۔ وہ کلمہ ''لا إله إلا الله'' ہے۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام ابن حبانؒ (۳) امام حاکمؒ (۴) اور ابونعیمؒ (۵) نے عبدالوہاب بن عطاء از سعید از قتادہ از مسلم بن یسار از حمران بن ابان از عثمان کے طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

حاکمؒ نے اسے شیخین (بخاری ومسلم) کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حدیث (۹۹)

یحیٰ بن طلحہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے طلحہ بن عبداللہ ؓ کو دیکھا کہ وہ غمگین بیٹھے ہیں۔ حضرت عمر ؓ نے پوچھا کیا بات ہے؟ فرمایا میں نے حضور ﷺ سے یہ سنا تھا کہ مجھے ایسے کلمات معلوم ہیں کہ جو شخص مرتے وقت انھیں کہے تو موت کی تکلیف اس سے ہٹ جائے اور رنگ چمکنے لگے اور خوشی کا منظر دیکھے مگر مجھے حضور ﷺ سے ان کلمات کے پوچھنے کی قدرت نہ ہوئی (اس کا رنج ہورہا ہے) حضرت عمر ؓ نے فرمایا مجھے معلوم ہے طلحہ ؓ (خوش ہوکر) کہنے لگے کیا ہے؟ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: ہمیں معلوم ہے کہ کوئی کلمہ اس کلمہ سے بڑھا ہوا نہیں ہے، جس کو حضور ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب پر پیش کیا تھا اور وہ ہے ''لا إله إلا الله'' فرمایا واللہ یہی ہے۔ واللہ یہی ہے۔ (صحیح) (۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۷) ابویعلیٰؒ (۸) امام نسائیؒ (۹) اور امام بیہقیؒ (۱۰) نے مطرف از شعبی از یحیٰ بن طلحہ کی سند

۱۔ فضائل ذکر: ص/۷۵۔ ۲۔ مسند احمد: ۱/۶۳۔ ۳۔ صحیح ابن حبان: ۲۰۴۔ ۴۔ مستدرک حاکم: ۱/۷۲۔ ۵۔ الحلیۃ: ۲/۲۹۶۔

۶۔ فضائل ذکر: ص/۹۱۔ ۷۔ مسند احمد: ۱۳۸۴۔ ۸۔ مسند ابویعلیٰ: ۶۵۵۔ ۹۔ عمل الیوم واللیلۃ: ۱۰۹۹۔ ۱۰۔ الاسماء والصفات: ۹۸۔

سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام نسائیؒ (۱) امام ابن ماجہؒ (۲) اور ابن حبانؒ (۳) نے اسماعیل بن ابی خالد از شعبی از یحییٰ بن طلحہ از ام یحییٰ کی سند سے کی ہے۔ ام یحییٰ کہتی ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، پھر پوری حدیث بیان کی۔

حدیث (۱۰۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے؛ لیکن جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا (اس کے متعلق کیا حکم ہے) آپ نے فرمایا یہ شخص جہنمی ہے۔ (صحیح) (۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام ترمذیؒ (۵) نے ہناد از محاربی از لیث از مجاہد از ابن عباس کی سند کی ہے۔

درجہ حدیث

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔ بظاہر یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف نظر آتی ہے۔ مگر یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جس خیال کا اظہار فرمایا وہ عقل ورائے سے معلوم کیا جانے والا نہیں ہے اور نہ ہی اس کا تعلق واقعات سے ہے کہ جو اہل کتاب یا دیگر لوگوں سے نقل کئے جائیں۔ کسی ایسے شخص کے بارے میں جو دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نماز پڑھتا ہے بغیر نبی سے معلوم کئے جہنمی ہونے کی قطعی رائے نہیں دے سکتے؟ یہ بات شیخ احمد شاکر نے سنن ترمذی کے حاشیہ میں کہی ہے۔

حدیث (۱۰۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے (وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ: عذر سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا کہ: مرض ہو یا خوف ہو۔ (۶)

---

۱ سنن نسائی: ۱۱۰۱۔ ۲ سنن ابن ماجہ: ۳۷۹۶۔ ۳ صحیح ابن حبان: ۲۰۵۔ ۴ فضائل نماز: ص/۵۴۔ ۵ سنن ترمذی: ۲۱۸۔ ۶ فضائل نماز: ص/۵۲۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام ابن ماجہؒ(۱) ابن حبانؒ(۲) علامہ دار قطنیؒ(۳) امام طبرانیؒ(۴) امام بیہقیؒ وعلامہ بغویؒ(۵) اور امام حاکمؒ(۶) نے شعبہ از عدی بن ثابت از سعید بن جبیر کے طریق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام ابوداؤدؒ(۷) علامہ دار قطنیؒ(۸) امام طبرانیؒ(۹) اور امام حاکمؒ(۱۰) نے قتیبہ بن سعید از جریر از ابو جناب از مغراء العبدی از عدی بن ثابت از سعید بن جبیر کے طریق سے کی ہے۔

ابو جناب: آپ کا نام یحیٰ بن حیہ کلبی ہے، محدثین نے کثرت تدلیس کی بناء پر ضعیف قرار دیا ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام حاکمؒ(۱۱) اور امام بیہقیؒ(۱۲) نے قاضی اسماعیل از احمد بن یونس از ابوبکر بن عیاش از ابو حصین از ابو بردہ از والد خود کے طریق سے بھی کی ہے۔

ابوبکر بن عیاش نے مسعر بن کدام کی متابعت کی ہے، جیسا کہ ابونعیمؒ نے (۱۳) ذکر کیا ہے۔

حدیث (۱۰۲)

حضرت عمار بن یاسر ﷺ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لئے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض کے لئے ثواب نواں حصہ، بعض کے لئے آٹھواں، ساتواں، چھٹا پانچواں، چوتھائی، تہائی آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔ (صحیح)(۱۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ(۱۵) امام بخاریؒ(۱۶) امام ابوداؤدؒ(۱۷) امام نسائیؒ(۱۸) امام بزارؒ(۱۹) اور امام طحاویؒ(۲۰) نے ابن عجلان از سعید مقبری از عمر بن الحکم از عبداللہ بن عنمہ کے دو طریق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام حمیدیؒ(۲۱) نے سفیان از محمد بن عجلان از سعید بن ابی سعید مقبری از رجل من سلیم از

---

۱ ابن ماجہ:۷۹۳۔ ۲ صحیح ابن حبان:۲۰۶۴۔ ۳ سنن دار قطنی:۱/۳۲۰۔ ۴ طبرانی:۱۲۲۶۵۔ ۵ البیہقی والبغوی:۷۹۵۔
۶ مستدرک حاکم:۱/۲۴۵۔ ۷ سنن ابوداود:۵۵۱۔ ۸ سنن دار قطنی:۱/۳۲۰،۳۲۱۔ ۹ طبرانی:۱۲۲۶۶۔
۱۰ مستدرک حاکم:۱/۲۴۵،۲۴۶۔ ۱۱ مستدرک حاکم:۱/۲۴۶۔ ۱۲ بیہقی:۳/۱۷۴۔
۱۳ اخبار اصبھان:۲/۳۳۲۔ ۱۴ فضائل نماز:ص/۶۸۔ ۱۵ مسند احمد:۴/۳۲۱۔ ۱۶ التاریخ الکبیر:۷/۲۵۔
۱۷ سنن ابوداود:۷۹۶۔ ۱۸ السنن الکبریٰ:۵۲۵۔ ۱۹ مسند بزار:۱۴۲۲۔ ۲۰ مشکل الآثار:۱۱۰۵،۱۱۰۳۔ ۲۱ مسند حمیدی:۱۴۵۔

عبداللہ بن عنمہ کے طریق سے بھی کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱) نے یعقوب از والد خود از محمد بن اسحاق از محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی از عمر بن حکم بن ثوبان از ابن لاس خزاعی کی سند سے کی ہے۔

ابن لاس خزاعیؓ کہتے ہیں کہ: حضرت عمار بن یاسرؓ مسجد میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی، پھر پوری حدیث بیان کی۔ علی بن مدینیؒ کہتے ہیں کہ: ابولاس کا نام عبداللہ بن عنمہ ہے۔ (۲)

نیز اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) امام بزارؒ (۴) امام نسائیؒ (۵) اور امام ابویعلیٰؒ (۶) نے یحییٰ بن ابی سعید از عمر بن ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث از والد خود از عمار بن یاسر کی سند سے کی ہے۔

حدیث (۱۰۳)

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: بدترین چوری کرنے والا شخص وہ ہے، جو نماز سے بھی چوری کرلے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ نماز میں سے کس طرح چوری کرے گا؟ ارشاد فرمایا کہ: اس کا رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے نہ کرے۔ (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۸) امام دارمیؒ (۹) ابن خزیمہؒ (۱۰) ابویعلیٰؒ (۱۱) طبرانیؒ (۱۲) دارقطنیؒ (۱۳) امام حاکمؒ (۱۴) امام بیہقیؒ (۱۵) اور علامہ خطیب بغدادیؒ (۱۶) نے حکم بن موسیٰ از ولید بن مسلم از اوزاعی از یحییٰ بن کثیر از عبداللہ بن ابوقتادہ کی سند سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

اس سند کے سارے رجال ثقہ ہیں؛ مگر یہ کہ اس میں ولید بن مسلم کا عنعنہ ہے؛ لیکن اس کی شاہد حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث ہے، جسے امام احمد بن حنبلؒ نے سند ضعیف سے روایت کیا ہے۔ (۱۷) اسی طرح صحیح ابن حبان میں حضرت

---

۱ مسند احمد: ۴/۲۶۴۔ ۲ تحفۃ الاشراف: ۷/۱۰۳۵۹۔ ۳ مسند احمد: ۴/۳۱۹۔ ۴ مسند بزار: ۱۴۲۰۔
۵ سنن کبریٰ: ۶۱۱۔ ۶ مسند ابویعلیٰ: ۱۶۱۵۔ ۷ فضائلِ نماز: ص/۲۷۔ ۸ مسند احمد: ۵/۳۱۰۔ ۹ سنن دارمی: ۱۳۳۴۔
۱۰ صحیح ابن خزیمہ: ۶۶۳۔ ۱۱ معجم الشیوخ: ۱۵۰۔ ۱۲ معجم کبیر: ۳۲۸۳، الاوسط: ۸۱۷۵۔ ۱۳ کتاب العلل ۸/۱۵۔
۱۴ مستدرک حاکم: ۱/۲۲۹۔ ۱۵ سنن بیہقی: ۲/۳۸۵، ۳۸۶۔ ۱۶ تاریخ بغداد: ۸/۲۲۷۔ ۱۷ مسند احمد: ۱۱۵۳۲، مسند ابویعلیٰ حدیث نمبر: ۱۳۱۱۔

ابوہریرہ ﷺ کی حدیث ہے۔(۱) اس کی سند حسن ہے۔ اسی طرح اوسط طبرانی میں عبداللہ بن مغفل ﷺ کی (۲) اور طبرانیؒ کی ''معجم صغیر'' کی حدیث (۳) بھی اس کی شاہد ہے۔ منذریؒ (۴) نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے، اسی طرح مصنف بن عبدالرزاقؒ (۵) کی نعمان بن مرہ کی روایت بھی اس کی شاہد ہے۔ عبدالرزاق کے نزدیک اس کے سارے رجال ثقہ ہیں؛ نیز بیہقیؒ نے (۶) بھی نعمان بن مرہ کی حدیث ذکر کی ہے۔

حدیث (۱۰۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ نماز کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی اور نجات کا سبب ہوگی اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ۔ اس کا حشر فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (صحیح) (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۸) امام عبد بن حمیدؒ (۹) امام دارمیؒ (۱۰) امام ابن حبانؒ (۱۱) اور امام طحاویؒ (۱۲) نے عبداللہ بن یزید ابوعبدالرحمٰن مقری از سعید بن ایوب از کعب بن علقمہ از عیسیٰ بن ہلال کی سند سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج علامہ طبرانیؒ (۱۳) نے ابن ثوبان از سعید بن ابوایوب کی سند سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج علامہ طحاویؒ (۱۴) نے ابن لہیعہ و سعید بن ابی ایوب از کعب بن علقمہ کی سند سے بھی کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ہیثمیؒ (۱۵) اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

''اس حدیث کو امام احمدؒ اور طبرانیؒ نے معجم کبیر اور معجم اوسط میں روایت کی ہے اور مسند احمد کے رجال ثقہ ہیں''۔

---

۱ ابن حبان: ۱۸۸۸۔ ۲ معجم اوسط: ۳۴۱۶۔ ۳ معجم صغیر: ۳۳۵۔ ۴ ترغیب: ۱/۳۳۵۔
۵ المصنف: ۳۷۴۰۔ ۶ سنن کبریٰ: ۸/۲۰۹، ۲۱۰۔ ۷ فضائل نماز: ص/۲۸۔ ۸ مسند احمد: ۲/۱۶۹۔
۹ مسند عبد بن حمید: ۳۵۳۔ ۱۰ سنن دارمی: ۲۷۲۳۔ ۱۱ صحیح ابن حبان: ۱۴۶۷۔ ۱۲ مشکل الآثار: ۴/۲۲۹۔
۱۳ الاوسط: ۱۷۸۸۔ ۱۴ مشکل الآثار: ۴/۲۲۹۔ ۱۵ مجمع الزوائد: ۱/۲۹۲۔

کتاب الصیام

حدیث (۱۰۵)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزہ کے ثمرات میں بجز بھوکا رہنے کے کچھ بھی حاصل نہیں اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے کی (مشقت) کے سوا کچھ بھی نہ ملا۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام ابویعلیٰؒ (۳) ابن خزیمہؒ (۴) امام حاکمؒ (۵) علامہ شہاب قضاعیؒ (۶) اور علامہ بغویؒ (۷) نے اسماعیل بن جعفر از عمرو بن ابی عمرو از ابوسعید مقبری کی سند سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۸) امام دارمیؒ (۹) امام ابن ماجہؒ (۱۰) امام بیہقیؒ (۱۱) نے بھی ابوسعید مقبریؒ کے دو طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

اس حدیث کی تائید ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ہوتی ہے۔ (۱۲)

حدیث (۱۰۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے، تو کیا دعاء مانگوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا یوں کہو: "اللّٰھم إنك عفو تحب العفو فاعف عني" اے اللہ بیشک تو معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو پس معاف فرمادے مجھ کو بھی۔ (صحیح) (۱۳)

---

۱ فضائل رمضان: ص/۲۶۔ ۲ مسند احمد: ۲/۳۷۳۔ ۳ مسند ابویعلیٰ: ۶۵۵۱۔ ۴ صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۹۷۔ ۵ مستدرک حاکم: ۱/۴۳۱۔
۶ مسند شہاب: ۱۴۲۶۔ ۷ بغوی: ۷۴۷۔ ۸ مسند احمد: ۲/۴۴۱۔ ۹ سنن دارمی: ۲۷۲۳۔ ۱۰ سنن ابن ماجہ: ۱۶۹۰۔
۱۱ سنن کبریٰ: ۴/۲۷۰، شعب الایمان: ۳۶۴۲۔ ۱۲ طبرانی: ۱۳۴۱۳، مسند شہاب: ۱۴۲۴۔ ۱۳ فضائل رمضان: ص/۴۸۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ(۱) امام بیہقیؒ(۲) امام نسائیؒ(۳) امام حاکمؒ(۴) اور علامہ شہاب قضاعیؒ(۵) نے ابوالنضر ہاشم بن قاسم از اشجعی از سفیان ثوری از علقمہ بن مرثد از سلیمان کی سند سے کی ہے۔

نیز یہ حدیث فرات بن محبوب از اشجعی کے طریق سے بھی منقول ہے۔(۶)

نیز کھمس از ابن بریدہ از عائشہ رضی اللہ عنہا کے طرق سے بھی اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ(۷) امام ترمذیؒ(۸) امام نسائیؒ(۹) اور ابن سنیؒ(۱۰) نے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا۔ حاکمؒ(۱۱) نے بھی صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا ہے۔ اسی طرح امام نوویؒ نے (۱۲) بھی صحیح قرار دیا ہے۔

---

۱ مسند احمد:۶/۲۵۸۔ ۲ سنن کبریٰ:۱۰۷۱۳۔ ۳ عمل الیوم واللیلۃ:۸۷۷۔ ۴ مستدرک حاکم:۱/۵۳۰۔ ۵ مسند الشہاب:۱۴۷۸۔

۶ الدعاء:۹۱۶۔ ۷ مسند احمد:۲۵۳۸۴۔ ۸ سنن ترمذی:۳۵۱۳۔ ۹ سنن کبریٰ:۱۰۷۰۸،۱۰۸۰۹،۱۰۷۰۱، عمل الیوم واللیلۃ:۸۷۲،۸۷۳،۸۷۴۔

۱۰ عمل الیوم واللیلۃ:۷۶۷۔ ۱۱ مستدرک حاکم:۱/۵۳۰۔ ۱۲ الاذکار:۲۴۸۔

کتاب الحج

حدیث (۱۰۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک نوعمر لڑکا حضور ﷺ کے ساتھ سواری پر سوار تھا۔ اس کی نظر عورتوں پر پڑ گئی اور ان کو دیکھنے لگا۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا بھتیجے یہ ایسا دن ہے کہ جو شخص اس دن میں اپنے کان، آنکھ اور زبان کی حفاظت رکھے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام طیالسیؒ (۳) امام ابو یعلیٰؒ (۴) ابن خزیمہؒ (۵) اور امام طبرانیؒ (۶) نے سکین بن عبدالعزیز از والد خود کے طرق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام ابن خزیمہؒ (۷) نے اسد از سکین بن عبدالعزیز از والد خود از عبداللہ بن عباس از فضل بن عباس کے طریق سے بھی کی ہے۔

سکین بن عبد العزیز: سکین بن عبدالعزیز کو وکیع، ابن معین اور عجلی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابوداؤدؒ نے ان کی تضعیف کی ہے۔ امام نسائیؒ نے کہا "لیس بالقوی" دارقطنیؒ نے ضعیف راویوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سکین کے والد عبدالعزیز بن قیس العبدی کو ابن حبانؒ نے ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح امام عجلیؒ نے بھی انھیں ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ "مقبول" ہیں ابو حاتمؒ نے انھیں مجہول قرار دیا ہے۔ سکین کے تعلق سے ابن خزیمہؒ کہتے ہیں "إني بریٔ من عهدته وعهدة أبيه".

درجۂ حدیث

اس روایت کے کئی ایک شاہد ہیں۔ مسند احمد میں فضل بن عباس کی حدیث (۸) شاہد ہے۔ (۹) علامہ ہیثمیؒ کہتے ہیں

---

۱ فضائل حج: ص/۷۵۔ ۲ مسند احمد: ۱/۳۲۹، ۳۵۶۔ ۳ طیالسی: ۲۷۳۳۔ ۴ مسند ابو یعلیٰ: ۲۴۴۱۔ ۵ صحیح ابن خزیمہ: ۲۸۳۴۔
۶ طبرانی: ۱۲۹۷۴۔ ۷ صحیح ابن خزیمہ: ۲۸۳۳۔ ۸ حدیث: ۱۸۲۳، ۱۸۲۸۔ ۹ مجمع الزوائد: ۳/۲۵۱۔

کہ اس حدیث کو احمد ابویعلی اور طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور احمد کے رجال ثقہ ہیں۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام مالکؒ (۱) امام حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) امام دارمیؒ (۴) امام بخاریؒ (۵) امام مسلمؒ (۶) امام ابوداؤدؒ (۷) اور امام نسائیؒ (۸) نے زہری از سلیمان بن یسار از ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طرق سے بھی کی ہے۔

حدیث (۱۰۸)

نوٹ: یہ ایک طویل حدیث ہے، جسے صاحب تحقیق المقال نے مکمل نقل کیا ہے لیکن شیخ کی فضائل حج میں حدیث کا صرف آخری حصہ جس کا حج سے تعلق ہے مذکور ہے ذیل میں صاحب تحقیق المقال کی نقل کردہ پوری حدیث کا ترجمہ دیا جارہا ہے۔

حضرت ابوقلابہ عمرو بن عقبہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں انھوں نے فرمایا۔ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تمہارا دل اللہ کے تابع ہوجائے اور خدا کے آگے سرنگوں ہوجائے اور تمہاری زبان اور تمہارے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس نے عرض کیا اسلام (کے اعمال میں سے) کونسا عمل افضل ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ایمان، وہ کہنے لگا کہ ایمان کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ایمان (کی تفصیل) یہ ہے کہ تم اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لاؤ۔ وعرض کرنے لگا کونسا ایمان افضل ہے؟ (ایمان کے اثرات و تقاضوں میں سے کونسا اثر اور عمل بہتر ہے) حضور ﷺ نے فرمایا ہجرت! اس نے دریافت کیا ہجرت (کی حقیقت) کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہجرت یہ کہ تم برائیوں کو ترک کردو۔ اس نے عرض کیا کس قسم کی ہجرت افضل ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: جہاد۔ وہ کہنے لگا جہاد کیا ہوتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جب کفار سے سامنا ہوجائے تو تم ان کے ساتھ قتال کرو۔ اس نے عرض کیا پھر افضل ترین جہاد کونسا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا افضل ترین جہاد اس شخص کا ہے جہاد میں جس کا گھوڑا بھی زخمی ہوجائے اور خود اس کا خون بھی بہایا جائے۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر دو ایسے عمل ہیں جو تمام اعمال میں افضل ہے الا یہ کہ کوئی ان جیسا عمل کرے وہ ہیں مقبول حج یا عمرہ۔ (صحیح) (۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۰) اور علامہ عبد بن حمیدؒ (۱۱) نے عبدالرزاق از معمر از ایوب از ابوقلابہ کے طریق سے

۱ مؤطا امام مالک: حدیث/۲۳۶۔ ۲ مسند حمیدی: ۵۰۷۔ ۳ مسند احمد: ۱/۲۱۹، ۲۵۱، ۳۲۹، ۳۴۶، ۳۵۹۔ ۴ سنن دارمی: ۱۸۳۱۔

۵ صحیح بخاری: ۲/۱۶۳-۳/۲۳-۵/۲۲۲-۸/۶۳۔ ۶ صحیح مسلم: ۴/۱۰۱۔ ۷ سنن ابوداؤد: ۱۸۰۹۔ ۸ سنن نسائی: ۵/۱۱۷۔

۹ فضائل حج: ص/۹۱۔ ۱۰ مسند احمد: ۴/۱۱۴۔ ۱۱ مسند عبد بن حمید: ۳۰۱۔

کی ہے۔ مصنف عبدالرزاق میں بھی یہ حدیث (۱) مذکور ہے۔ (۲) امام ہیثمیؒ کہتے ہیں اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام طبرانیؒ نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں ایک دوسری جگہ ھیثمیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔ "أفضل الأعمال حجة مبرورة أو عمرة مبرورة" یہ دراصل اسی طویل حدیث کا اختصار ہے۔ "أفضل الأعمال حجة مبرورة أو عمرة مبرورة" کے الفاظ کے ساتھ سیوطیؒ نے اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام طبرانیؒ کی طرف منسوب کیا ہے۔

حدیث (۱۰۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں کعبہ شریف کے اندر جاؤں اور اندر جا کر نماز پڑھوں۔ حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں داخل کر دیا اور یہ فرمایا کہ جب تیرا کعبہ میں داخل ہونے کو دل چاہا کرے تو یہاں آ کر نماز پڑھ لیا کر۔ یہ کعبہ کا ٹکڑا ہے۔ تیری قوم نے جب کعبہ کی تعمیر کی تو اس حصہ کو (خرچ کی کمی کی وجہ سے) کعبہ سے باہر کر دیا تھا۔ (صحیح) (۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۴) امام ابوداؤدؒ (۵) امام ترمذیؒ (۶) امام نسائیؒ (۷) اور امام ابویعلیٰؒ (۸) نے عبدالعزیز بن محمد از علقمہ از والدہ خود کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ ابن خزیمہؒ نے (۹) ابوالزناد از علقمہ کی سند سے اس کی تخریج کی ہے۔ ام علقمہ بن ابی علقمہ جن کا نام مرجانہ ہے۔ ان سے کئی افراد نے روایت کی ہے۔ ابن حبان اور عجلی نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ذہبیؒ (۱۰) کہتے ہیں: میں انھیں ثقہ قرار دیتا ہوں۔ امام نسائیؒ نے (۱۱) صفیہ بنت شعبہ عن عائشہ کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

---

۱ حدیث نمبر ۲۰۱۰۷۔ ۲ مجمع الزوائد: ۳/ ۲۰۷-۱/ ۵۹۔ ۳ فضائل حج: ص/ ۸۴۔ ۴ مسند احمد: ۶/ ۹۲۔

۵ سنن ابوداؤد: ۲۰۲۸۔ ۶ سنن ترمذی: ۸۷۶۔ ۷ سنن نسائی: ۵/ ۲۱۹۔ ۸ مسند ابویعلیٰ: ۴۶۱۵۔

۹ حدیث نمبر ۳۰۱۸۔ ۱۰ الکاشف: ص/ ۲۰۷۶۔ ۱۱ سنن نسائی: ۵/ ۲۱۸، ۲۱۹۔

اسی طرح امام احمدؒ نے (۱) اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ بیہقیؒ نے (۲) سعید بن عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔

عطاء بن سائب: اس سند میں ایک راوی عطا بن سائب ہیں۔ امام طحاویؒ (ان کے بارے میں) کہتے ہیں کہ عطاء کی وہ حدیث جو ان میں تغیر آنے سے پہلی کی ہے صرف چار افراد سے لی جا سکتی ہے اور ان کے علاوہ سے نہیں اور وہ چار یہ حضرات ہیں۔ (۱) شعبہؒ (۲) سفیان ثوریؒ (۳) حماد بن زیدؒ (۴) حماد بن سلمہؒ۔

حدیث (۱۱۰)

حضرت سہل بن سعد ﷺ کی روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب حاجی لبیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے دائیں اور بائیں جو پتھر درخت ڈھیلے وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب لبیک کہتے ہیں اور یہی سلسلہ زمین کے منتہی تک چلتا ہے۔ (صحیح) (۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام ترمذیؒ (۴) امام ابن ماجہؒ (۵) اور امام ابن خزیمہؒ (۶) نے عمارۃ بن غزیہ انصاری از ابو حازن کے دو طریق سے کی ہے۔

حدیث (۱۱۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور ﷺ قسم کھا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ حجر اسود کو اللہ جل شانہ قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا اور گواہی دے گا اس شخص کے حق میں جس نے اس کو حق کے ساتھ بوسہ دیا ہو۔ (صحیح) (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۸) امام دارمیؒ (۹) امام ترمذیؒ (۱۰) امام ابن ماجہؒ (۱۱) امام ابن خزیمہؒ (۱۲) امام ابن حبانؒ (۱۳)

---

۱ مسند احمد: ۶/ ۶۷۔ ۲ سنن بیہقی: ۵/ ۱۵۸۔ ۳ فضائل حج: ص/ ۱۷۔ ۴ سنن ترمذی: ۸۲۸۔
۵ سنن ابن ماجہ: ۲۹۲۱۔ ۶ صحیح بن خزیمہ: ۲۶۳۴۔ ۷ فضائل حج: ص/ ۷۸۔ ۸ مسند احمد: ۱/ ۲۴۷، ۲۶۶، ۲۹۱، ۳۰۷، ۳۷۱۔
۹ سنن دارمی: ۱۸۱۸۔ ۱۰ سنن ترمذی: ۹۶۱۔ ۱۱ سنن ابن ماجہ: ۲۹۴۴۔ ۱۲ صحیح ابن خزیمہ: ۲۷۳۶، ۵۳۷۲۔ ۱۳ صحیح ابن حبان: ۳۷۱۲۔

امام ابو یعلیٰؒ (۱) علامہ ابو نعیمؒ (۲) امام حاکمؒ (۳) امام طبرانیؒ (۴) اور امام بیہقیؒ (۵) نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم از سعید بن جبیر کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام ذہبیؒ نے حاکم کی موافقت کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ (۶) کہتے ہیں۔ صحیح ابن خزیمہؒ میں یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کی گئی ہے۔ ابن حبانؒ اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ امام حاکمؒ کے یہاں حضرت انس ﷺ کی حدیث اس کی شاہد ہے۔

---

۱ مسند ابو یعلیٰ: ۲۷۱۹۔ ۲ الحلیہ: ۶/۲۳۳۔ ۳ مستدرک حاکم: ۱/۴۵۷۔ ۴ معجم کبیر: ۱۲/۶۳۔ رقم: ۱۲۴۷۹۔
۵ سنن بیہقی: ۵/۵۷۔ ۶ فتح الباری: ۳/۲۶۴۔

کتاب الزکاۃ

حدیث (۱۱۲)

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے حضور اقدس ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے افضل صدقہ کیا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زیادہ مالی پریشانی کی حالت اور ابتداء اس سے کرو جس کی پرورش تمہارے ذمہ ہو۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام ابوداؤدؒ (۳) امام ابن خزیمہؒ (۴) امام ابن حبانؒ (۵) امام حاکمؒ (۶) اور امام بیہقیؒ (۷) نے لیث بن سعد از ابوالزبیر از یحییٰ بن جعدہ کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

حاکمؒ نے اسے صحیح علیٰ شرط مسلم کہا ہے۔ امام ذہبیؒ نے حاکم کی موافقت کی ہے۔ باوجود اس کے کہ امام مسلمؒ نے یحییٰ بن جعدہؒ کی کسی روایت کی تخریج نہیں کی ہے۔

حدیث (۱۱۳)

حضرت ابوہریرہ ؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: بدترین عادتیں جو آدمی میں ہوں (وہ یہ ہیں) ایک وہ بخل ہے، جو بے صبر کردینے والا ہو اور دوسرے وہ نامردی اور خوف جو جان نکال دینے والا ہو۔ (صحیح) (۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج اسحاق بن راہویہؒ (۹) ابن ابی شیبہؒ (۱۰) امام احمدؒ (۱۱) امام عبد بن حمیدؒ (۱۲) امام ابوداؤدؒ (۱۳) علامہ ابونعیمؒ (۱۴) ابن حبانؒ (۱۵) اور امام بیہقیؒ (۱۶) نے موسیٰ بن علی بن رباح از والد خود از عبدالعزیز بن مروان کے طرق سے کی ہے۔

---

۱ فضائل صدقات: ص/۱۱۶۔
۲ مسند احمد: ۲/ ۳۵۸۔
۳ سنن ابوداؤد: ۱۶۷۷۔
۴ صحیح ابن خزیمہ: ۲۴۴۴، ۲۴۵۱۔
۵ صحیح ابن حبان: ۳۳۴۶۔
۶ مستدرک حاکم: ۱/ ۴۱۴۔
۷ سنن بیہقی: ۴/ ۱۸۰۔
۸ فضائل صدقات: ص/ ۱۶۵۔
۹ مسند اسحاق بن راہویہ: ۱۴۳۔
۱۰ مصنف: ۹/ ۹۸۔
۱۱ مسند احمد: ۲/ ۳۰۲، ۳۲۰۔
۱۲ مسند عبد بن حمید: ۱۴۲۸۔
۱۳ سنن ابوداؤد: ۲۵۱۱۔
۱۴ الحلیہ: ۹/ ۵۰۔
۱۵ صحیح ابن حبان: ۳۲۵۰۔
۱۶ سنن بیہقی: ۹/ ۱۷۰۔

حدیث (۱۱۴)

حضرت خالد بن علی ﷺ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو بغیر سوال کے اور بغیر اشراف نفس (طمع وحرص) کے اپنے بھائی کی طرف سے کوئی چیز پہنچے اس کو قبول کر لینا چاہئے۔ اس کو رد نہ کرنا چاہئے۔ یہ اللہ جل شانہ کی طرف سے روزی ہے جو اس کو بھیجی گئی ہے۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) ابو یعلیٰؒ (۳) ابن حبانؒ (۴) طبرانیؒ (۵) حاکمؒ (۶) بیہقیؒ (۷) اور ابن اثیرؒ (۸) نے ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید مقری از سعید بن ابو یوب از ابوالاسود از بکیر بن عبداللہ بن اشج از بسر بن سعید کے طریق سے کی ہے۔

درجہ حدیث

حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے حاکم کی موافقت کی ہے۔ امام ہیثمیؒ (۹) کہتے ہیں: اس حدیث کو امام احمدؒ، ابو یعلیٰؒ اور طبرانیؒ نے معجم کبیر میں روایت کی ہے اور مسند احمد کی سند کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے بھی ایک روایت مروی ہے۔

حدیث (۱۱۵)

سلیمان بن عامر ﷺ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا غریب پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۰) دارمیؒ (۱۱) نسائیؒ (۱۲) ابن ماجہؒ (۱۳) طبرانیؒ (۱۴) حاکمؒ (۱۵) اور بیہقیؒ (۱۶) نے ابن عون

---

۱ فضائل صدقات: ص/۳۳۱۔ ۲ مسند احمد: ۴/۲۲۰۔ ۳ مسند ابو یعلیٰ: ۹۲۵۔ ۴ صحیح ابن حبان: ۳۴۰۴۔

۵ معجم کبیر: ۱۴۲۴۔ ۶ مستدرک حاکم: ۲/۶۲۔ ۷ شعب الایمان: ۳۵۵۱۔ ۸ اسد الغابہ: ۲/۱۰۲۔

۹ مجمع الزوائد: ۳/۱۰۰۔ ۱۰ مسند احمد: ۴/۱۷، ۱۸، ۲۱۴۔ ۱۱ سنن دارمی: ۱/۳۹۷۔ ۱۲ سنن نسائی: ۵/۹۲۔

۱۳ سنن ابن ماجہ: ۱۸۴۴۔ ۱۴ طبرانی: ۶۲۱۲۔ ۱۵ مستدرک حاکم: ۱/۴۰۷۔ ۱۶ سنن بیہقی: ۴/۱۷۴۔

از حفصہ بنت سیرین از ام رائح کی سند سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱) علامہ حمیدیؒ (۲) دارمیؒ (۳) ترمذیؒ (۴) اور طبرانیؒ (۵) نے حفصہ بنت سیرین کے طرق سے بھی کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ ام الرائح بنت صلیع کا نام رباب ہے جنھیں صرف ابن حبانؒ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ان کی صرف یہی ایک حدیث ہے اور ان سے سوائے حفصہ بنت سیرین کے کسی اور نے روایت نہیں کی۔ حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس حدیث کی شاہد حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کی بیوی زینب ثقفیہ کی حدیث ہے۔ (۶)

حدیث (۱۱۶)

حضرت ابوذر ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں کہ جن کو اللہ جل شانہ محبوب رکھتے ہیں اور تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ جل جلالہ کو بغض ہے۔ جن تین آدمیوں کو اللہ جل جلالہ محبوب رکھتا ہے ان میں ایک تو وہ شخص ہے کہ کسی مجمع کے پاس کوئی سائل آیا اور محض اللہ کے واسطے سے ان سے کچھ سوال کرنے لگا کوئی قرابت رشتہ داری وغیرہ اس سائل کی ان سے نہ تھی اس مجمع نے اس سائل کو کچھ نہ دیا۔ اس مجمع میں سے ایک شخص اٹھا اور چپکے سے اس سائل کو کچھ دے دیا جس کی خبر بجز اللہ جل شانہ کے یا اس سائل کے اور کسی کو نہ ہوئی (تو یہ دینے والا شخص اللہ جل شانہ کو بہت محبوب ہے دوسرا) وہ شخص کہ ایک مجمع کہیں سفر میں جا رہا ہے۔ ساری رات چلنے کے بعد جب نیند کا ان پر اتنا غلبہ ہو جائے کہ وہ ہر چیز سے زیادہ محبوب بن گئی ہو تو وہ مجمع تھوڑی دیر سونے کے لیے لیٹ گیا؛ لیکن ایک شخص ان میں سے کھڑا ہو کر اللہ جل شانہ کے سامنے گڑگڑانے لگے اور قرآن پاک کی تلاوت شروع کردے۔ تیسرا وہ شخص کہ کسی جماعت کے ساتھ جہاد میں شریک تھا وہ جماعت شکست کھا گئی ان میں سے ایک شخص سینہ سپر ہو کر آگے بڑھا اور شہید ہو گیا یا غالب ہو گیا اور وہ تین شخص جن سے اللہ جل شانہ بغض رکھتے ہیں ایک وہ جو بوڑھا ہو کر بھی زنا میں مبتلا ہو، دوسرا وہ شخص جو فقیر ہو کر بھی تکبر کرے، تیسرا وہ شخص جو مالدار ہو کر ظلم کرے۔ (صحیح) (۷)

---

۱ مسند احمد: ۴/ ۲۱۴،۱۸۔ ۲ مسند حمیدی: ۸۲۳۔ ۳ سنن دارمی: ۱/ ۳۹۷۔ ۴ سنن ترمذی: ۶۵۸۔

۵ طبرانی: ۶۲۰۶، ۶۲۰۷، ۶۲۰۸، ۶۲۰۹، ۶۲۱۰۔ ۶ بخاری: حدیث نمبر/ ۱۴۶۶، مسلم: حدیث نمبر/ ۱۰۰۰۔ ۷ فضائل صدقات: ص/ ۸۸۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ(۱) ابن ابی شیبہؒ(۲) امام ترمذیؒ(۳) امام نسائیؒ(۴) ابن خزیمہؒ(۵) ابن حبانؒ(۶) ابن ابی عاصمؒ(۷) اور امام حاکمؒ(۸) نے شعبہ از منصور از ربعی بن حراش از زید بن ظبیان کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ اور حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ حدیث کے ایک راوی زید بن ظبیانؒ کے سلسلہ میں حافظ ابن حجرؒ(۹) نے کہا کہ وہ مقبول ہیں ابن حبانؒ نے(۱۰) انھیں ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح حاکمؒ نے بھی ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ بہر حال زید بن ظبیانؒ اونچے درجہ کے راوی نہیں ہیں۔ ان سے تنہا ربعی بن حراشؒ نے روایت کی ہے، لیکن ان کے متابع کتب حدیث میں پائے جاتے ہیں۔(۱۱)

ان کتابوں میں سند اس طرح ہے: سعید جریری از ابوالعلاء ابن شخیر از ابن احمس از ابوذر لیکن ابن احمس مجہول ہیں۔ مطرف بن عبداللہ بن شخیر نے ان کی متابعت کی ہے۔ جس کی تخریج امام احمدؒ نے کی ہے۔(۱۲) اور یہ سند صحیح ہے۔

---

۱ مسند احمد: ۵/۱۵۳۔ ۲ مصنف ابن ابی شیبہ: ۵/۲۸۹۔ ۳ سنن ترمذی: ۲۵۶۸۔ ۴ سنن نسائی: ۳/۲۰۷، ۵/۸۴، الکبریٰ نسائی: ۱۲۲۳۔

۵ صحیح ابن خزیمہ: ۲۴۵۶، ۲۵۶۴۔ ۶ صحیح ابن حبان: ۳۳۵۰، ۴۷۷۱۔ ۷ کتاب الجہاد: ۱۲۹۔ ۸ مستدرک حاکم: ۱/۴۱۶، ۴۱۷۔

۹ تقریب: ۲۱۴۲۔ ۱۰ کتاب الثقات: ۴/۲۴۹۔ ۱۱ مسند احمد: ۲۱۳۴۰، کتاب الجہاد ابن المبارک: ۴۷، ابن ابی عاصم فی الجہاد: ۱۲۷، محمد بن نصر فی قیام اللیل: ۲۵۲، طحاوی فی شرح مشکل الآثار: ۲۷۸۲، ۲۷۸۳۔ ۱۲ مسند احمد: ۲۱۵۳۰۔

ابواب الاطعمۃ

حدیث (۱۱۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک مرتبہ آپ ﷺ کے گھر کے آدمیوں نے یا صحابہ کرام ؓ نے ایک بکری ذبح کی (اور اس میں سے تقسیم کر دیا) حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کتنا باقی رہا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ صرف ایک شانہ باقی رہ گیا (باقی سب ختم ہو گیا) حضور ﷺ نے فرمایا وہ سب باقی ہے اس شانہ کے علاوہ۔ (صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) اور امام ترمذیؒ (۳) نے یحییٰ بن سعید قطان از سفیان از ابو اسحاق از ابو میسرہ کے طریق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۴) اور امام بیہقیؒ (۵) نے ابو اسحاق کے دو طریق سے بھی کی ہے اور ابن شیبہؒ (۶) نے مسروق از عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

۱ فضائل صدقات: ص/۱۰۲۔ ۲ مسند احمد: ۶/۵۰۔ ۳ سنن ترمذی: ۲۴۷۰۔
۴ التاریخ الکبیر: ۴/۲۳۰۔ ۵ شعب الایمان: ۳۳۵۷۔ ۶ مصنف: ۳/۱۱۲۔

کتاب الآداب

حدیث (۱۱۸)

حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ نہیں ہے کوئی گناہ جو زیادہ مستحق اس بات کا ہو کہ اس کا وبال آخرت میں ذخیرہ رہنے کے باوجود دنیا میں اس کی سزا بہت جلد بھگتنی پڑے ان دو کے علاوہ۔ ایک ظلم، دوسرا قطع رحمی۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن مبارکؒ (۲) طیالسیؒ (۳) امام احمدؒ (۴) امام بخاریؒ (۵) امام ابوداؤدؒ (۶) امام ترمذیؒ (۷) امام ابن ماجہؒ (۸) ابن حبانؒ (۹) امام حاکمؒ (۱۰) امام طحاویؒ (۱۱) بیہقیؒ (۱۲) اور علامہ بغویؒ (۱۳) نے عبید بن عبدالرحمٰن از والد خود کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ اور حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حدیث (۱۱۹)

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے کہ جو بندہ ایسا ہو کہ میں نے اس کو صحت عطا کر رکھی ہو اور اس کی روزی میں وسعت دے رکھی ہو اور اس کے پانچ سال ایسے گذر جائیں کہ وہ میرے دربار میں حاضر نہ ہو۔ وہ ضرور محروم ہے۔ (صحیح) (۱۴)

۱ فضائل صدقات: ص/۲۱۸۔ ۲ مسند ابن المبارک، کتاب الزہد: ۷۲۴۔ ۳ مسند طیالسی: ۸۸۰۔ ۴ مسند احمد: ۵/۳۶، ۳۸۔
۵ الادب المفرد: ۲۹، ۶۷۔ ۶ سنن ابوداؤد: ۴۹۰۲۔ ۷ سنن ترمذی: ۲۵۱۱۔ ۸ سنن ابن ماجہ: ۴۲۱۱۔
۹ صحیح ابن حبان: ۴۵۵، ۴۵۶۔ ۱۰ مستدرک حاکم: ۲/۳۵۶-۴/۱۶۳۔ ۱۱ شرح مشکل الآثار: ۵۹۹۸، ۵۹۹۹۔
۱۲ شعب الایمان: ۶۶۷۰، ۷۹۶۰، الآداب: ۱۳۶۔ ۱۳ شرح السنۃ: ۳۴۳۸۔ ۱۴ فضائل حج: ص/۳۱۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن حبانؒ(۱) ابویعلیؒ(۲) خطیب بغدادیؒ(۳) بیہقیؒ(۴) نے خلف بن خلیفہ از علاء بن المسیب از والد خود کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ہیثمیؒ(۵) کہتے ہیں: اس حدیث کو ابویعلی نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے "المعجم الأوسط" میں روایت کیا ہے اور ان سب کے رجال حدیث صحیح کے رجال ہیں۔ اس حدیث کی شاہد حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث ہے جس کی تخریج امام بیہقیؒ نے (۶) اور ابن عدیؒ نے (۷) اور عقیلیؒ نے سند کے تھوڑے اختلاف کے ساتھ (۸) کی ہے۔

---

۱ صحیح ابن حبان: ۳۷۰۳۔ ۲ مسند ابویعلی: ۲/۶۳۔ ۳ تاریخ بغداد: ۱/۳۲۸۔ ۴ سنن بیہقی: ۵/۲۶۲۔
۵ مجمع الزوائد: ۳/۲۰۶۔ ۶ سنن بیہقی: ۵/۲۶۲۔ ۷ الکامل: ۳/۱۳۹۶۔ ۸ کتاب الضعفاء: ۲/۲۰۶، ۲۰۷۔

کتاب الذکر والدعاء

حدیث (۱۲۰)

عبداللہ بن بسر ﷺ سے روایت کی ہے کہ: ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ احکام تو شریعت کے بہت ہیں۔ مجھے ایک کوئی ایسی چیز بتادیجئے! جس کو میں اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنالوں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ذکر میں تو ہر وقت رطب اللسان رہ۔ (صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ(۲) امام احمدؒ(۳) ابن مبارکؒ(۴) عبد بن حمیدؒ(۵) امام ترمذیؒ(۶) امام ابن ماجہؒ(۷) ابن ابی عاصمؒ(۸) ابن حبانؒ(۹) طبرانیؒ(۱۰) ابونعیمؒ(۱۱) بغویؒ(۱۲) امام حاکمؒ(۱۳) اور بیہقیؒ(۱۴) نے عمرو بن قیسؒ کے طرق سے کی ہے اور یہ حدیث مختصر و مطول دونوں طرح منقول ہے۔

حدیث (۱۲۱)

حضرت ابو ہریرہ اسلمی ﷺ کہتے ہیں کہ: حضور اقدس ﷺ کا معمول اخیر زمانہ عمر شریف میں یہ تھا کہ جب مجلس سے اٹھتے تو "سبحانك اللّٰهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليه" پڑھا کرتے۔ کسی نے عرض کیا: آج کل اس دعاء کا معمول حضور ﷺ کا ہے، پہلے تو یہ نہیں تھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: یہ مجلس کا کفارہ ہے۔ (صحیح)(۱۵)

---

۱ فضائل ذکر: ص/۱۷۔ ۲ مصنف: ۱۰/۳۰۱-۱۳/۴۵۷۔ ۳ مسند احمد: ۴/۱۸۸، ۱۹۰۔ ۴ کتاب الزہد: ۹۳۵۔
۵ مسند عبد بن حمید: ۵۰۹۔ ۶ سنن ترمذی: ۲۳۲۹، ۳۷۹۳۔ ۷ سنن ابن ماجہ: ۳۷۹۳۔ ۸ الآحاد والمثانی ۱۳۵۶۔
۹ صحیح ابن حبان: ۸۱۴۔ ۱۰ المعجم الاوسط: ۲۲۸۹، ۱۴۶۴، مسند الشامیین: ۲۵۴۴، ۲۵۳۶، ۲۵۴۷، ۱۸۸۴، الدعاء: ۱۸۵۵۔ ۱۱ الحلیۃ: ۶/۱۱۱، ۱۱۲۔
۱۲ شرح السنۃ: ۱۲۴۵۔ ۱۳ مستدرک حاکم: ۱/۴۹۵۔ ۱۴ سنن بیہقی: ۳/۳۷۱، شعب الایمان: ۵۱۵۔ ۱۵ فضائل ذکر ص/۱۵۷۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۱) امام احمدؒ (۲) علامہ دارمیؒ (۳) امام ابوداؤدؒ (۴) امام نسائیؒ (۵) ابویعلیٰؒ (۶) علامہ طبرانیؒ (۷) اور امام حاکمؒ (۸) نے حجاج بن دینار از ابو ہاشم از رفیع ابوالعالیہ کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

اس حدیث کی شاہد حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ (۹) امام ترمذیؒ (۱۰) امام نسائیؒ (۱۱) امام طحاویؒ (۱۲) اور امام طبرانیؒ (۱۳) نے کی ہے۔

اسی طرح دوسری شاہد جبیر بن مطعم کی حدیث ہے جس کی تخریج نسائیؒ (۱۴) اور طبرانیؒ نے (۱۵) کی ہے۔ تیسری شاہد رافع بن خدیجؓ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام نسائیؒ (۱۶) اور طبرانیؒ نے (۱۷) کی ہے اور چوتھی شاہد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، جس کی تخریج طبرانیؒ (۱۸) اور امام طحاویؒ (۱۹) وغیرہ نے کی ہے۔

حدیث (۱۲۲)

حضرت ابودرداءؓ حضورﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ سے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی ہے اور سونے چاندی کو (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہے اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے صحابہ نے عرض کیا ضرور بتائیں آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کا ذکر ہے۔ (صحیح) (۲۰)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲۱) امام ترمذیؒ (۲۲) ابن ماجہؒ (۲۳) حاکمؒ (۲۴) بیہقیؒ (۲۵) ابن عبدالبرؒ (۲۶) اور بغویؒ (۲۷)

---

۱ مصنف: ۱/۲۵۶۔ ۲ مسند احمد: ۴/۴۲۵۔ ۳ سنن دارمی: ۲۶۶۱۔ ۴ سنن ابوداؤد: ۴۸۵۹۔ ۵ عمل الیوم واللیلۃ: ۴۲۶۔

۶ مسند ابویعلیٰ: ۴۲۶۷۔ ۷ الدعاء: ۱۹۱۷۔ ۸ مستدرک حاکم: ۲۰۱۴۔ ۹ مسند احمد: ۱۰۴۱۵۔ ۱۰ سنن ترمذی: ۳۴۳۳۔

۱۱ عمل الیوم واللیلۃ: ۳۹۷۔ ۱۲ شرح المعانی: ۴/۲۸۹۔ ۱۳ الدعا: ۱۹۱۴۔ ۱۴ عمل الیوم واللیلۃ: ۴۲۴، ۴۲۵۔

۱۵ معجم کبیر: ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، الدعاء: ۱۹۱۹۔ ۱۶ عمل الیوم واللیلۃ: ۴۲۷۔ ۱۷ معجم کبیر: ۴۴۳۵، الدعا: ۱۹۱۸۔ ۱۸ الدعاء: ۱۹۱۲۔

۱۹ شرح المعانی: ۴/۲۹۰۔ ۲۰ فضائل ذکر: ص/۱۹۔ ۲۱ مسند احمد: ۵/۱۹۵۔ ۲۲ سنن ترمذی ۳۳۷۷۔

۲۳ سنن ابن ماجہ: ۳۷۹۰۔ ۲۴ مستدرک حاکم: ۱۸۶۸۔ ۲۵ شعب الایمان: ۵۱۹۔ ۲۶ التمہید: ۶/۵۸۔ ۲۷ شرح السنۃ: ۱۲۴۴۔

نے عبداللہ بن سعید از زیاد بن ابی زیاد مولی بن عیاش از ابو بحریہ کے طرق سے کی ہے۔ ابو بحریہ کا نام عبداللہ بن قیس ہے اور وہ ثقہ ہیں لیکن ان کی حدیث کے مرفوع موقوف ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے۔

درجۂ حدیث

امام مالکؒ نے (۱) اس حدیث کی موقوفاً تخریج کی ہے۔ سند اس طرح ہے۔ عن زیاد بن ابی زیاد انہ قال: قال ابوالدرداء، زیاد بن ابی زیاد اور ابو درداء کے درمیان انقطاع واقع ہو گیا ہے۔ کوئی راوی ان دونوں کے درمیان میں ہیں، جنہیں حذف کر دیا گیا ہے۔

اس حدیث کو ابن ابی شیبہؒ (۲) ابونعیمؒ (۳) اور ابن حجرؒ (۴) نے عبدالحمید بن جعفر از صالح ابن ابی عریب از کثیر بن مرہ از ابو الدرداء کے طریق سے موقوفاً نقل کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

حدیث (۱۲۳)

نوٹ: حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس حدیث کا صرف پہلا حصہ جس کا درود شریف سے تعلق ہے نقل کیا ہے۔ صاحب تحقیق المقال نے مکمل حدیث نقل کر دی ہے۔ یہاں پوری حدیث کا ترجمہ دیا جا رہا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر اور اس کے نبی پر درود نہ ہو تو یہ مجلس ان پر قیامت کے دن ایک وبال ہوگی (پھر اللہ کو اختیار ہے کہ ان کو معاف کر دے یا عذاب دے دے) اور جو کوئی آدمی کسی راستہ پر چلے اور اللہ کا ذکر نہ کرے تو اس کا چلنا قیامت کے دن اس کے لئے وبال ہوگا۔ اور جو کوئی آدمی (سونے کے لئے) بستر پر آئے اور اللہ کو یاد نہ کرے تو وہ سونا اس کے لئے وبال ہوگا۔ (صحیح) (۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۶) امام نسائیؒ (۷) امام طبرانیؒ (۸) اور حاکمؒ (۹) نے ابن ابی ذئب از سعید بن ابی سعید مقبری از اسحاق کے طرق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج علامہ حمیدیؒ (۱۰) امام ابوداؤدؒ (۱۱) امام نسائیؒ (۱۲) ابن السنیؒ (۱۳) طبرانیؒ (۱۴) اور حاکمؒ (۱۵)

۱۔ مؤطا: ۱/۲۱۱۔ ۲۔ مصنف: ۱۳/۳۰۸۔ ۳۔ الحلیۃ: ۱/۲۱۹۔ ۴۔ نتائج الافکار: ۱/۹۶۔ ۵۔ فضائل درود: ص/۷۳۔

۶۔ مسند احمد: ۲/۴۳۲۔ ۷۔ عمل الیوم واللیلۃ: ۴۰۵، ۸۱۷۔ ۸۔ الدعاء: ۱۹۲۷۔ ۹۔ مستدرک حاکم: ۱/۵۵۰۔ ۱۰۔ مسند حمیدی: ۱۱۵۸۔

۱۱۔ سنن ابوداؤد: ۴۸۵۶، ۵۰۵۹۔ ۱۲۔ نسائی: ۴۰۴، ۸۱۸، عمل الیوم واللیلۃ: ۴۰۳۔

۱۳۔ عمل الیوم واللیلۃ: ۷۴۷۔ ۱۴۔ الدعاء: ۱۹۲۲۔ ۱۵۔ مستدرک حاکم: ۴۹۲۔

نے سعید مقبری از ابو ہریرہ ﷺ کے دو طرق سے کی ہے۔ اس کی شاہد حضرت جابر ﷺ کی حدیث ہے جس کی تخریج امام نسائیؒ نے (۱) کی ہے۔

حدیث (۱۲۴)

حضرت ابوسلام نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام سے روایت کرتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ واہ واہ پانچ چیزیں (اعمال نامہ تلنے کی) ترازو میں کتنی زیادہ وزنی ہیں "لا إله إلا الله، الله أكبر، سبحان الله، الحمد لله" اور وہ بچہ جو مر جائے اور باپ (اس طرح ماں بھی) جو صبر کرے۔ اور فرمایا واہ واہ پانچ چیزیں ہیں جو شخص ان پانچ چیزوں پر یقین رکھتے ہوئے اللہ سے جا ملے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اللہ پر یوم آخرت پر جنت وجہنم اور بعث بعد الموت اور حساب پر ایمان لائے۔ (صحیح) (۲)

نوٹ: حدیث کا آخری حصہ فضائل اعمال میں مذکور نہیں ہے۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) نے عفان از ابان از یحییٰ بن ابی کثیر از زید از ابوسلام کی سند سے کی ہے۔ سند میں نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ جس غلام کا ذکر ہے ان کا نام ابوسلمٰی ہے جو حضور ﷺ کے چرواہا تھے۔ زید سلام کے صاحبزادے ہیں، اور سلام ابوسلام حبشی کے لڑکے ہیں، ابوسلام کا نام ممطور حبشی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ہیثمیؒ (۴) کہتے ہیں اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اس حدیث کے پہلے حصہ کی تخریج ابن سعدؒ (۵) امام نسائیؒ (۶) ابن ابی عاصمؒ (۷) دولابیؒ (۸) ابن حبانؒ (۹) طبرانیؒ (۱۰) اور حاکمؒ (۱۱) نے ولید بن مسلم از عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر وعبداللہ بن علاء بن زبر از ابوسلام از ابوسلمہ راعی رسول اللہ ﷺ کی سند سے کی ہے۔ امام حاکمؒ کہتے ہیں کہ وہ "صحیح الاسناد ہے"۔ امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی۔ ذہبیؒ نے حاکمؒ کی موافقت کی ہے امام مزیؒ (۱۲) کہتے ہیں کہ ولید بن مسلمؒ کے طریق کی روایت درستگی کے زیادہ قریب ہے۔ حاکم نے ولید بن مسلم کے طریق

---

۱ عمل الیوم واللیلۃ: ۵۸، ۴۱۱۔ ۲ فضائل ذکر: ص/۱۴۷۔ ۳ مسند احمد: ۳/۴۴۳-۴/۲۳۷۔ ۴ مجمع الزوائد: ۱/۴۹۔
۵ طبقات ابن سعد: ۶/۵۸-۷/۴۳۳۔ ۶ الکبریٰ: ۹۹۹۵۔ ۷ السنۃ: ۷۸۱۔ ۸ الکنی: ۱/۳۶۔
۹ صحیح ابن حبان: ۸۳۳۔ ۱۰ معجم کبیر: ۲۲/۸۷۳۔ ۱۱ مستدرک حاکم: ۱/۵۱۱، ۵۱۲۔ ۱۲ تحفۃ الاشراف: ۹/۲۲۰۔

سے تخریج کیا ہے۔

ولید بن مسلم نے اپنی سند میں تحدیث کی صراحت کی ہے یعنی"حدثنی" کے ذریعہ نقل کیا ہے جس سے "تدلیس" کا شبہ ختم ہو جاتا ہے۔

حدیث (۱۲۵)

حضرت نعمان بن بشیرؓ حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں یعنی "سبحان الله، الحمد لله، الله أكبر، لا إله إلا الله" پڑھتے ہیں تو یہ کلمات عرش کے چاروں طرف گشت لگاتے ہیں کہ ان کیلئے ہلکی سی آواز (بھنبھناہٹ) پڑتی ہے اور اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارا تذکرہ کرنے والا اللہ کے پاس موجود ہو۔ جو تمہارا ذکر خیر کرتا رہے۔ (صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) ابن ابی شیبہؒ (۳) طبرانیؒ (۴) حاکمؒ (۵) اور ابو نعیمؒ (۶) نے عبداللہ بن نمیر از موسیٰ بن مسلم طحان ابو عیسیٰ از عون بن عبداللہ از والد خود کے طریق سے کی ہے۔

ایک وضاحت

سند میں عون بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی یا اپنے بھائی سے؟ راوی کو شک ہوا ہے۔ یہ شک عون بن عبداللہ کے استاذ کے سلسلہ میں ہے اور وہ عتبہ بن مسعود کے لڑکے ہیں۔ یہ شک اس لئے نقصان دہ نہیں کہ دونوں ثقہ ہیں۔ ان کے والد عبداللہ بھی ثقہ ہیں اور ان کے بھائی عبیداللہ بھی ثقہ ہیں۔ شک کی صورت میں ایک ثقہ سے دوسرے ثقہ کی طرف منتقل ہونا لازم آتا ہے جس میں کوئی حرج نہیں۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۷) ابن ماجہؒ (۸) طبرانیؒ (۹) اور ابو نعیمؒ (۱۰) نے یحییٰ بن سعید از موسیٰ بن مسلم کے طریق سے کی ہے۔ اس طریق میں بھی باپ اور بھائی کے درمیان شک ہے۔ امام طبرانیؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن نمیر اور یحییٰ بن سعید قطان دونوں نے عن ابیہ او عن اخیہ کے شک کے ساتھ روایت کیا ہے۔

---

۱ فضائل ذکر ص/۱۵۸۔ ۲ مسند احمد:۴/۲۶۸۔ ۳ مصنف:۱۰/۲۸۹-۱۳/۴۵۲۔

۴ الدعاء:۱۶۹۳۔ ۵ مستدرک حاکم:۱/۵۰۰۔ ۶ الحلیۃ:۴/۲۶۹۔

۷ مسند احمد:۴/۲۷۱۔ ۸ سنن ابن ماجہ:۳۸۰۹۔ ۹ الدعاء:۱۶۹۳۔ ۱۰ الحلیۃ:۴/۲۶۹۔

درجۂ حدیث

علامہ بوصیریؒ(۱) کہتے ہیں کہ حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

حدیث (۱۲۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص گاؤں کا رہنے والا آیا جو ریشمی جبہ پہن رہا تھا اور اس کے کناروں پر دیبا کی گوٹ تھی (صحابہ سے خطاب کر کے) کہنے لگا کہ: تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) یہ چاہتے ہیں کہ ہر چرواہے اور چرواہے زادے کو بڑھادیں اور شہسوار اور شہسوار زادوں کو گرادیں۔ حضور ﷺ ناراضگی سے اٹھے اور اس کے کپڑوں کو گریبان سے پکڑ کر ذرا کھینچا اور ارشاد فرمایا کہ: تو بے وقوفوں کے سے کپڑے نہیں پہن رہا ہے، پھر اپنی جگہ واپس آ کر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح ﷤ کا جب انتقال ہونے لگا تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں (آخری) وصیت کرتا ہوں جس میں دو چیزوں سے روکتا ہوں اور دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں جن سے روکتا ہوں ایک شرک ہے دوسرا تکبر۔ اور جن چیزوں کا حکم کرتا ہوں ایک "لا إله إلا الله" ہے کہ تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اگر سب ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے میں (اخلاص سے کہا ہوا) "لا إله إلا الله" رکھ دیا جائے تو وہی پلڑا جھک جائے گا اور اگر تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے ایک حلقہ بنا کر اس پاک کلمہ کو اس پر رکھ دیا جائے تو وہ وزن سے ٹوٹ جائے اور دوسری چیز جس کا حکم کرتا ہوں وہ "سبحان الله وبحمده" ہے کہ یہ دو لفظ ہر مخلوق کی نماز ہیں اور انھیں کی برکت سے ہر چیز کو رزق عطا فرمایا جاتا ہے۔ (صحیح)(۲)

نوٹ: فضائل اعمال میں یہ حدیث اتنی ہی درج ہے لیکن صاحب تحقیق المقال نے حدیث کے اس حصہ کو بھی نقل کیا ہے جس میں صحابہ نے حضور ﷺ سے کبر کی حقیقت کے تعلق سے دریافت کیا تھا۔ اختصار کے پیش نظر اس حصہ کا ترجمہ چھوڑا جا رہا ہے۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) اور امام بخاریؒ (۴) نے سلیمان بن حرب از حماد بن زید از صقعب بن زہیر از زید بن اسلم کی سند سے کی ہے۔ حماد نے عطا بن یسار سے نقل کرنے میں کچھ شک ظاہر کیا ہے۔ اور مسند احمد (۵) میں بغیر شک کے یہ سند مذکور ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے (۶) کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے؛ لیکن عام محدثین نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔ بزار نے (۷)

۱ الزوائد: ۳۸۰۹۔ ۲ فضائل ذکر: ص/۱۰۰۔ ۳ مسند احمد: ۲/۱۶۹۔ ۴ الادب المفرد: ۵۴۸۔

۵ مسند احمد: ۲/۲۲۵۔ ۶ البدایۃ والنہایۃ: ۱/۱۱۹۔ ۷ مسند بزار: ۲۹۹۸۔

وہب بن جریر از والد خود از صقعب بن زہیر کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔ امام بخاریؒ نے (۱) عبداللہ بن مسلم از عبدالعزیز از زید از عبداللہ بن عمرو کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔ جس میں قال یارسول اللہ این الکبر" کا اضافہ ہے، جو عطا کی روایت میں نہیں ہے۔ اور یہ سند منقطع ہے۔

درجۂ حدیث

امام ہیثمیؒ (۲) کہتے ہیں۔ اس پوری حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور امام طبرانیؒ نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔ امام احمدؒ کے رجال ثقہ ہیں۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور کہا کہ امام بخاریؒ نے صقعب بن زہیرؒ کے طریق سے تخریج کی ہے؛ اس لئے کہ وہ محکم ثقہ ہیں اور علامہ ذہبیؒ نے اس پر کوئی نقد نہیں کیا ہے۔

مفہوم کبر کی تعیین پر ابن مسعودؓ کی حدیث دال ہے، جسے امام مسلمؒ نے (۳) ذکر ہے۔ اسی طرح ابوہریرہؓ کی حدیث (۴) اور ابوریحانہ کی حدیث (۵) مذکورہ حدیث کی شاہد ہیں۔

حدیث (۱۲۷)

حضرت فضالہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما تھے۔ ایک صاحب داخل ہوئے اور نماز پڑھی پھر "اللھم اغفرلي وارحمني" کے ساتھ دعا کی۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! او نمازی جلدی کردی۔ جب تو نماز پڑھے تو اول تو اللہ جل شانہ کی حمد کر جیسا کہ اس کی شان کے مناسب ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھ۔ پھر دعاء مانگ۔ حضرت فضالہؓ کہتے ہیں کہ پھر ایک اور صاحب آئے انھوں نے اول اللہ جل شانہ کی حمد کی اور حضور اقدس ﷺ پر درود بھیجا، حضور ﷺ نے ان صاحب سے یہ ارشاد فرمایا: اے نمازی! اب دعا کر تیری دعا قبول کی جائے گی۔ (صحیح) (۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۷) امام ابوداؤدؒ (۸) امام ترمذیؒ (۹) امام نسائیؒ (۱۰) امام بزارؒ (۱۱) علامہ اسماعیل قاضیؒ (۱۲) ابن خزیمہؒ (۱۳) ابن حبانؒ (۱۴) امام طحاویؒ (۱۵) طبرانیؒ (۱۶) حاکمؒ (۱۷) اور بیہقیؒ (۱۸) نے ابو ہانی حمید بن ھانی از عمرو بن مالک

---

۱ الادب المفرد: ۵۴۸۔
۲ مجمع الزوائد: ۴/ ۲۱۹، ۲۲۰۔
۳ مسلم شریف: ص/ ۹۱۔
۴ مسلم: ۱/ ۲۰۹۲۔
۵ مسند احمد: ۴/ ۱۳۳، ۱۳۴۔
۶ فضائل درود شریف: ص/ ۷۴۔
۷ مسند احمد: ۶/ ۱۸۔
۸ سنن ابوداؤد: ۱۴۸۱۔
۹ سنن ترمذی: ۳۴۷۶، ۳۴۷۷۔
۱۰ سنن نسائی: ۳/ ۴۴۔
۱۱ مسند بزار: ۳۷۴۸۔
۱۲ فضل الصلوۃ علی النبی: ۱۰۶۔
۱۳ صحیح ابن خزیمہ: ۷۱۰۔
۱۴ صحیح ابن حبان: ۱۹۶۰۔
۱۵ شرح مشکل الآثار: ۲۲۴۳۔
۱۶ معجم کبیر: ۱۸/ ۷۹۱، ۷۹۳۔
۱۷ مستدرک حاکم: ۱/ ۲۳۰، ۲۶۸۔
۱۸ سنن کبریٰ: ۲/ ۱۴۷، ۱۴۸۔

کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حدیث (۱۲۸)

حضرت انس ﷺ نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے لئے لوگوں میں سے بعض لوگ خصوصی مقام کے حامل ہیں۔صحابہ ﷺ نے عرض کیا کہ: وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ: قرآن شریف سے شغف رکھنے والے کہ وہ اللہ کے اہل ہیں اور خواص۔(صحیح)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج علامہ طیالسیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) ابن ماجہؒ (۴) امام نسائیؒ (۵) علامہ ابوعبیدؒ (۶) علامہ ابن فریسؒ (۷) ابن کثیرؒ (۸) ابوالفضل رازیؒ (۹) حاکمؒ (۱۰) ابونعیمؒ (۱۱) بیہقیؒ (۱۲) علامہ ذہبیؒ (۱۳) خطیب بغدادیؒ (۱۴) اور مزیؒ (۱۵) نے عبدالرحمٰن بن بدیل از بدیل بن میسرہ کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

علامہ بوصیریؒ (۱۶) کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔عبدالرحمٰن بن بدیل ثقہ ہیں۔

امام دارمیؒ (۱۷) سلیم بن ابراہیمؒ سے نقل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ: حسن بن ابی جعفر از بدیل بن مغیرہ؛ البتہ حسن راوی ضعیف ہے۔اس کی تخریج خطیب نے (۱۸) کی ہے۔اسی طرح ابوالفضلؒ نے (۱۹) عبدالرحمٰن بن غزوان از مالک بن انس ﷺ از زہری از انس ﷺ کے طریق سے تخریج کی ہے۔امام دارقطنیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی روایت میں ابن غزوان متفرد ہے اور وہ جھوٹے (کذاب) تھے اس لئے ان کی حدیث نہ مالک سے صحیح ہے اور نہ زہری سے۔واللہ اعلم

۱؎ فضائل قرآن: ص/۳۶۔ ۲؎ مسند طیالسی: ۲۲۳۸۔ ۳؎ مسند احمد: ۳/ ۱۲۷، ۲۴۲۔ ۴؎ سنن ابن ماجہ: ۲۱۵۔

۵؎ فضائل القرآن: ۵۶، السنن الکبریٰ: ۸۰۳۱۔ ۶؎ فضائل القرآن: ص/ ۸۸۔ ۷؎ فضائل القرآن: ۷۵۔ ۸؎ فضائل القرآن: ص/ ۲۷۵۔

۹؎ فضائل القرآن: ۳۷۔ ۱۰؎ مستدرک حاکم: ۱/ ۵۵۶۔ ۱۱؎ الحلیۃ: ۳/ ۶۳-۹/ ۴۰۔ ۱۲؎ [illegible]ب الایمان: ۲۹۸۸، ۲۹۸۹۔

۱۳؎ المیزان: ۲/ ۵۴۹۔ ۱۴؎ تاریخ بغداد: ۲/ ۳۱۱-۵/ ۳۵۷۔ ۱۵؎ تہذیب الکمال: ۱۶/ ۵۴۵۔ ۱۶؎ (۱۳۴) الزوائد: ۱/ ۹۱۔

۱۷؎ سنن دارمی: ۳۳۲۹۔ ۱۸؎ تاریخ بغداد: ۲/ ۳۱۱۔ ۱۹؎ فضائل القرآن: ص/ ۳۶۔

حدیث (۱۲۹)

جابر ﷺ نے حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ قرآن پاک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی ہے اور ایسا جھگڑالو ہے جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا ہے۔ جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پس پشت ڈالدے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن حبانؒ (۲) اور بزار (۳) نے ابو کریب محمد بن علاء از عبداللہ بن اجلح از اعمش از ابو سفیان یعنی طلحہ بن نافع کے طریق سے کی ہے۔ امام ھیثمیؒ (۴) کہتے ہیں کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اس باب سے متعلق حضرت ابن مسعود ﷺ کی روایت بھی ہے، جس کی کئی محدثین نے تخریج کی ہے۔ (۵) امام ھیثمیؒ ''مجمع الزوائد'' میں کہتے ہیں۔ (۶) اس حدیث کو طبرانیؒ نے روایت کی ہے اس کی سند میں ایک راوی ربیع بن بدرؒ ہیں جو متروک ہیں۔ اس کی تخریج عبدالرزاقؒ (۷) بزارؒ (۸) اور ابن الفریسؒ نے (۹) کی ہے۔

درجۂ حدیث

حضرت ابن مسعود ﷺ کے طریق سے موقوفاً امام ھیثمیؒ (۱۰) کہتے ہیں: بزارؒ نے اس طرح موقوف علی ابن مسعود روایت کی ہے۔ اس کے رجال میں معلّٰی کندی ہیں، جنھیں ابن حبانؒ نے ثقہ قرار دیا ہے۔

حدیث (۱۳۰)

عقبہ بن عامر ﷺ نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ کلام اللہ کا آواز سے پڑھنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کے مشابہ ہے اور آہستہ پڑھنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کے مانند ہے۔ (صحیح) (۱۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۲) امام بخاریؒ (۱۳) امام نسائیؒ (۱۴) ابو یعلیؒ (۱۵) ابن حبانؒ (۱۶) اور طبرانیؒ (۱۷) نے معاویہ بن صالح از بحیر بن سعد از خالد بن معدان از کثیر بن مرہ کے طرق سے کی ہے۔

۱۔ فضائل قرآن: ص/۴۳۔ ۲۔ صحیح ابن حبان: ۱۲۴۔ ۳۔ مسند بزار: ۱۲۲۔ ۴۔ مجمع الزوائد: ۱/۱۷۱۔

۵۔ معجم کبیر: ۱۰/۲۴۴، حدیث/۱۰۴۵۰ اور الحلیۃ: ۴/۱۰۸۔ ۶۔ مجمع الزوائد: ۷/۱۶۴۔ ۷۔ مصنف: ۳/۳۷۲، ۳۷۳۔ ۸۔ مسند بزار: ۱/۷۷۔

۹۔ فضائل القرآن: ۹۳، ۹۶، ۱۰۶، ۱۰۷۔ ۱۰۔ مجمع الزوائد: ۱/۱۷۱۔ ۱۱۔ فضائل قرآن: ص/۴۲۔ ۱۲۔ مسند احمد: ۴/۱۵۱، ۱۵۸۔

۱۳۔ خلق افعال العباد: ص/۵۶۷۔ ۱۴۔ سنن نسائی: ۵/۸۰۔ ۱۵۔ مسند ابو یعلی: ۱۷۳۷۔ ۱۶۔ صحیح ابن حبان: ۷۳۴۔ ۱۷۔ معجم کبیر: ۱۷/۹۲۳۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام ابوداودؒ(۱) امام ترمذیؒ(۲) طبرانیؒ(۳) اور بیہقیؒ(۴) نے اسماعیل بن عیاش از بحیر بن سعد کے طریق سے بھی کی ہے۔

درجۂ حدیث

اس حدیث کی شاہد حضرت معاذ ﷺ کی روایت جسے حاکمؒ نے (۵) تخریج کی ہے۔ اسی طرح ابوامامہ ﷺ کی حدیث (۶) ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

حدیث (۱۳۱)

حضرت ابوہریرہ ﷺ نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: جو شخص ان پانچوں فرض نمازوں پر مداومت کرے، وہ غافلین سے نہیں لکھا جائے گا، جو شخص سو آیات کی تلاوت کسی رات میں کرے، وہ اس رات قانتین میں سے لکھا جائے گا۔ (صحیح) (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن خزیمہؒ(۸) مروزیؒ(۹) اور حاکمؒ(۱۰) نے ابوحمزہ از اعمش از ابوصالح کے طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح علیٰ شرط الشیخین قرار دیا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

---

۱ سنن ابوداود: ۱۳۳۳۔ ۲ سنن ترمذی: ۲۹۱۹۔ ۳ طبرانی: ۱/۷/۹۲۴۔ ۴ سنن بیہقی: ۳/۱۳۔
۵ مستدرک: ۱/۵۵۴، ۵۵۵۔ ۶ طبرانی: ۷۷۴۲، ۷۹۳۳۔ ۷ فضائل قرآن: ص/۴۸۔ ۸ صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۴۲۔
۹ قیام اللیل: ص/۶۶۔ ۱۰ مستدرک حاکم: ۱/۶۱۴۔ حدیث نمبر/۱۲۰۱۔

کتاب المناقب

حدیث (۱۳۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اس کی استطاعت رکھتا ہو کہ مدینہ طیبہ میں مرے، تو چاہیے کہ وہیں مرے؛ اس لیے کہ میں اس شخص کا سفارشی ہوں گا، جو مدینہ میں مرے گا۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام ترمذیؒ (۳) ابن ماجہؒ (۴) ابن حبانؒ (۵) بیہقیؒ (۶) اور بغویؒ (۷) نے معاذ بن ہشام از والد خود از ایوب از نافع کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

امام بیہقیؒ نے (۸) سفیان بن موسیٰ از ایوب کے طریق سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ اس حدیث کی شاہد کئی صحابہ کی احادیث ہیں۔ مثلاً حضرت صمیتہ کی حدیث جسے امام نسائیؒ (۹) ابن حبانؒ (۱۰) اور طبرانیؒ نے (۱۱) تخریج کی ہے۔ دوسری حدیث حضرت سلمان ﷺ کی حدیث جسے طبرانیؒ (۱۲) اور بیہقیؒ (۱۳) نے تخریج کی ہے۔ اس میں ایک راوی عبدالغفور بن سعید انصاری ہیں، جو ضعیف ہیں۔ تیسری حدیث حضرت سبیعہ اسلمیۃ کی ہے جس کی امام طبرانیؒ (۱۴) نے تخریج کی ہے۔ امام ھیثمیؒ (۱۵) کہتے ہیں کہ: اس کے تمام رجال سوائے عبداللہ بن عکرمہ کے حدیث صحیح کے رجال ہیں۔ عبداللہ بن عکرمہ کا ذکر ابن ابی حاتم نے کیا ہے اور ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے کسی نے برائی کے ساتھ ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

---

۱ فضائل حج: ص/۱۵۸۔ ۲ مسند احمد: ۲/۷۴۔ ۳ سنن ترمذی: ۳۹۱۷۔ ۴ سنن ابن ماجہ: ۳۱۱۲۔
۵ صحیح ابن حبان: ۳۷۴۱۔ ۶ شعب الایمان: ۴۱۸۵۔ ۷ شرح السنۃ: ۲۰۲۰۔ ۸ شعب الایمان: ۴۱۸۶۔
۹ السنن الکبریٰ: ۴۲۸۵۔ ۱۰ صحیح ابن حبان: ۳۷۴۲۔ ۱۱ معجم کبیر: ۲۴/۸۲۴۔ ۱۲ معجم کبیر: ۶۱۰۴۔
۱۳ شعب الایمان: ۴۱۸۰۔ ۱۴ طبرانی ۲۴/۷۴۷۔ ۱۵ مجمع الزوائد: ۳/۳۰۶۔

حدیث (۱۳۳)

ابن مسعود ﷺ حضور ﷺ اقدس کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن مبارکؒ (۲) عبدالرزاقؒ (۳) ابن ابی شیبہؒ (۴) امام احمدؒ (۵) امام نسائیؒ (۶) دارمیؒ (۷) قاضی اسماعیلؒ (۸) بزارؒ (۹) ابن حبانؒ (۱۰) علامہ شاشیؒ (۱۱) ابویعلیؒ (۱۲) طبرانیؒ (۱۳) ابونعیمؒ (۱۴) حاکمؒ (۱۵) اور بغویؒ (۱۶) نے سفیان ثوری از عبداللہ بن سائب از زاذان کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام حاکمؒ نے اس کی تصحیح کی ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے اور ابن القیم نے جلاء الافہام میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۱۷)

۱ فضائل درود: ص/۱۶۔ ۲ کتاب الزہد: ۱۰۲۸۔ ۳ مصنف: ۳۱۱۶۔ ۴ مصنف: ۲/۵۱۷۔
۵ مسند احمد: ۱/۳۸۷، ۴۴۱، ۴۵۲۔ ۶ سنن نسائی: ۳/۴۳، عمل الیوم واللیلۃ: ۶۶۔ ۷ سنن دارمی: ۲/۳۱۷۔ ۸ فضل الصلاۃ: ۲۱۔
۹ مسند بزار: ۱/۲۹۵۔ ۱۰ صحیح ابن حبان: ۹۱۴۔ ۱۱ الشاشی: ۸۲۵، ۸۲۶۔ ۱۲ مسند ابویعلی: ۱۳۲/۱/۲۔
۱۳ معجم کبیر: ۱۰۵۲۸، ۱۰۵۲۹، ۱۰۵۳۰۔ ۱۴ الحلیۃ: ۴/۲۰۰، ۲۰۱، اخبار اصبہان: ۲/۲۰۵۔ ۱۵ مستدرک حاکم: ۲/۴۲۱۔
۱۶ شرح السنۃ: ۶۸۷۔ ۱۷ جلاء الافہام: ۲۴۔

کتاب الزہد

حدیث (۱۳۴)

حضرت کعب ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر اُمت کے لیے ایک فتنہ ہوتا ہے (جس میں مبتلا ہو کر وہ فتنہ میں پڑ جاتی ہے) میری اُمت کا فتنہ مال ہے۔ (صحیح) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام ترمذیؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) ابن ابی عاصمؒ (۵) امام نسائیؒ (۶) اور ابن حبانؒ (۷) نے لیث بن سعد از معاویہ بن صالح از عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر از والد خود کے دو طرق سے کی ہے۔

درجہ حدیث

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح غریب کہا ہے۔ امام حاکمؒ نے اس کی تصحیح کی ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام طحاویؒ (۸) قضاعیؒ (۹) طبرانیؒ (۱۰) حاکمؒ (۱۱) اور بیہقیؒ (۱۲) نے معاویہ بن صالح کے دو طریق سے بھی کی ہے۔

۱۔ فضائل صدقات: ص/۱۸۰۔ ۲۔ مسند احمد: ۴/۱۶۰۔ ۳۔ سنن ترمذی: ۲۳۳۶۔ ۴۔ التاریخ الکبیر: ۷/۲۲۲۔
۵۔ الآحاد والمثانی: ۲۵۱۶۔ ۶۔ الکبریٰ السنن: ۸/۳۰۹۔ ۷۔ صحیح ابن حبان: ۳۲۲۳۔ ۸۔ شرح مشکل الآثار: ۴۳۲۵۔
۹۔ مسند الشہاب: ۱۰۲۲۔ ۱۰۔ معجم کبیر: ۱۹/۴۰۴، المعجم الاوسط: ۳۳۱۹، مسند الشامین: ۲۰۲۷۔ ۱۱۔ مستدرک حاکم: ۴/۳۱۸۔ ۱۲۔ شعب الایمان: ۱۰۳۰۹۔

فصل پنجم

فضائل اعمال کی ایسی احادیث کی تخریج جو صحیح لغیرہ ہیں۔

کتاب الایمان

حدیث (۱۳۵)

حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص بھی اس حال میں مرے کہ "لا إله إلا الله محمد رسول الله" کی پکے دل سے شہادت دیتا ہو، وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ضرور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں گے۔ (صحیح بالمتابعۃ)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج علامہ حمیدیؒ (۲) امام احمدؒ (۳) امام نسائیؒ (۴) ابن خزیمہؒ (۵) شاشیؒ (۶) بزارؒ (۷) اور طبرانیؒ (۸) نے حمید بن ہلال از ہصان بن کاہن از عبدالرحمٰن بن سمرۃ کے طریق سے کی ہے۔

ھصّان بن کاھن: حمید کے والد دور جاہلیت میں پیشن گوئی کرتے تھے۔ ہصان بن کاہن کو ابن کاہن بھی کہا جاتا ہے۔ ابن حبانؒ نے انھیں ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ ذہبیؒ (۹) کہتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں۔ ابن حجرؒ نے کہا کہ: وہ مقبول ہیں۔

درجۂ حدیث

اس حدیث کی شاہد حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جس کی تخریج سند صحیح کے ساتھ امام احمد بن حنبلؒ نے کی ہے۔ (۱۰) اور حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث (۱۱) کی تخریج امام احمدؒ نے سند ضعیف کے ساتھ کی ہے۔ اس حدیث

---

۱ فضائل ذکر: ص/۸۸۔ ۲ مسند حمیدی: ۳۷۰۔ ۳ مسند احمد: ۲۲۹/۵۔ ۴ عمل الیوم واللیلۃ: ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹۔
۵ التوحید: ۷۹۲/۲، ۷۹۳۔ ۶ مسند شاشی: ۱۳۳۶، ۱۳۳۷۔ ۷ مسند بزار: ۲۶۲۱۔ ۸ معجم کبیر: ۲۰/۷۲، ۷۱، کتاب الدعاء: ۱۴۶۶، ۱۴۶۷۔
۹ الکاشف: ۵۹۸۰۔ ۱۰ مسند احمد: ۲۵۸۶۔ ۱۱ مسند احمد: ۹۴۶۶۔

کے اس کے علاوہ بھی طرق ہیں۔(۱)

حدیث (۱۳۶)

ابوعثمان کہتے ہیں کہ: میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا انھوں نے اس درخت کی ایک خشک ٹہنی پکڑ کر اس کو حرکت دی، جس سے اس کے پتے گر گئے، پھر مجھ سے کہنے لگے کہ ابوعثمان تم نے مجھ سے یہ نہ پوچھا کہ میں نے یہ کیوں کیا؟ میں نے کہا بتا دیجئے کیوں کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی درخت کی ایک خشک ٹہنی پکڑ کر اسی طرح کیا تھا، جس سے اس ٹہنی کے پتے جھڑ گئے تھے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ سلمان پوچھتے نہیں کہ میں نے اس طرح کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا: بتا دیجئے کیوں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مسلمان اچھی طرح سے وضو کرتا ہے پھر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے تو اس کی خطائیں اس سے ایسے ہی گر جاتی ہیں جیسے یہ پتے گرتے ہیں۔ آپ نے قرآن کی آیت "أقم الصلاة طرفي النهار الخ" تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قائم کر نماز کو دن کے دونوں سروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں بیشک نیکیاں دُور کر دیتی ہیں گناہوں کو، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔ (صحیح بالشواہد والمتابعات) (۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) طیالسیؒ (۴) ابن ابی شیبہؒ (۵) دارمیؒ (۶) طبرانیؒ (۷) طبریؒ (۸) اور سہمیؒ (۹) نے حماد بن سلمہ از علی بن زید از ابوعثمان کے طرق سے کی ہے۔

علی بن زید: اس میں ایک راوی علی بن زید بن جدعان ہیں ان کی متابعت سلیمان التیمی از ابوعثمان نے کی ہے۔ نیز اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ نے (۱۰) کی ہے۔

مرفوع حدیث کی شاہد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام مالکؒ نے (۱۱) کی ہے۔ انھیں کے طریق سے امام احمدؒ (۱۲) امام دارمیؒ (۱۳) امام مسلمؒ (۱۴) امام ترمذیؒ (۱۵) ابن خزیمہؒ (۱۶) ابن حبانؒ (۱۷) امام طحاویؒ (۱۸) اور امام

۱ مسند احمد میں ان نمبرات کی حدیثیں دیکھئے: ۲۲۰۰۳، ۲۲۰۰۹، ۲۲۰۸۳، ۲۲۰۳۴، ۲۲۱۲۷، ۲۲۰۶۰، ۲۲۱۰۲۔ ۲ فضائل نماز: ص/۷۔

۳ مسند احمد: ۵/۴۳۷۔۴۳۸۔ ۴ مسند طیالسی: ۶۵۲۔ ۵ مصنف: ۱/۷،۸۔ ۶ سنن دارمی: ۷۲۵۔

۷ معجم کبیر: ۶۱۵۱۔ ۸ تفسیر طبری: ۱۲/۱۳۳۔ ۹ تاریخ جرجان: ص/۱۳۸۔ ۱۰ معجم کبیر: ۶۱۲۵، معجم اوسط: ۵۴۱۔

۱۱ موطا: ۱/۳۲۔ ۱۲ مسند احمد: ۸۰۲۰۔ ۱۳ سنن دارمی: ۷۱۸۔ ۱۴ مسلم: ۲۴۴۔

۱۵ سنن ترمذی: ۲۔ ۱۶ صحیح بن خزیمہ: ۴۔ ۱۷ صحیح ابن حبان: ۱۰۴۰۔ ۱۸ طحاوی: ۱/۳۷۔

بیہقیؒ(۱)اور بغویؒ نے کی ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تخریج امام احمدؒ(۲)ابن ابی شیبہؒ(۳)بزارؒ(۴)اور طبریؒ(۵) نے بھی کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ہیثمیؒ(۶) کہتے ہیں: اس حدیث کے بعض حصہ کو امام احمدؒ ابویعلی موصلی اور بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں؛ البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حارث بن عبد ثقہ نہیں ہیں اور عمرو بن عبسہ سلمی کی حدیث کی تخریج امام مسلمؒ نے کی ہے۔(۷) اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تخریج امام احمدؒ نے (۸) کی ہے۔

حدیث (۱۳۷)

ابومسلمؒ کہتے ہیں کہ: میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا کہ مجھ سے ایک صاحب نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے، تو حق تعالیٰ جل شانہ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس نے آنکھوں سے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں، سب کو معاف فرما دیتے ہیں۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے یہ مضمون نبی کریم ﷺ سے کئی دفعہ سنا ہے۔ (صحیح بالمتابعۃ والشواہد)(۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ(۱۰) اور طبرانیؒ(۱۱) نے ابواحمد زبیری از ابان یعنی بن عبداللہ از ابومسلم کے طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

علامہ ہیثمیؒ(۱۲) کہتے ہیں طبرانیؒ نے ابومسلم تغلبیؒ کی روایت سے اس کی روایت کی ہے۔ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں

۱ سنن کبریٰ:۱/۸۱۔ ۲ مسند احمد:۴۱۵،۵۱۳،۵۵۳۔ ۳ مصنف:۱/۸۔ ۴ مسند بزار:۴۲۰۔
۵ تفسیر طبری:۱۲/۱۳۲۔ ۶ مجمع الزوائد:۱/۲۹۷۔ ۷ صحیح مسلم:۸۳۲۔ ۸ مسند احمد:۵/۲۶۳۔
۹ فضائل نماز:ص/۱۳۔ ۱۰ مسند احمد:۵/۲۶۳۔ ۱۱ معجم کبیر:۸۰۳۲،۸/۳۱۹۔ ۱۲ مجمع الزوائد:۱/۳۰۰۔

دیکھا جس نے ابو مسلم ثعلبیؒ کا ذکر کیا ہو۔ البتہ ان کے علاوہ اس سند کے بقیہ رجال ثقہ ہیں۔ ھیثمیؒ (۱) کہتے ہیں۔ اس سند میں ایک راوی ابو مسلمؒ ہیں میں نے کسی کو بھی ان کا ذکر جرح یا تعدیل کے ساتھ کرتے ہوئے نہیں پایا۔ البتہ حاکم نے ان کا ذکر "کنی" میں کیا ہے اور کہا ہے کہ ابو مسلم سے ابو حازم نے روایت کیا ہے اور وہاں ابو مسلم سے ابان بن عبداللہ نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابو مسلمؒ کا ذکر ابن ابی حاتمؒ نے (۲) کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ: بخاریؒ نے (۳) ان کا ذکر کیا ہے اور وہی بات کہی ہے جو ابو حاتمؒ نے کہی ہے کہ ان سے ابان بن عبداللہؒ نے روایت کیا ہے اور وہ مجہول ہیں۔

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں کہتا ہوں: اس حدیث کی متابع موجود ہے؛ چنانچہ اس کی تخریج امام احمدؒ نے (۴) طیالسیؒ نے (۵) طبرانیؒ نے (۶) اور مروزیؒ نے (۷) قتادۃ از شہر بن حوشب از ابی امامۃ کے طریق سے کی ہے اس سند میں شہر بن حوشب شامی ضعیف ہیں؛ لیکن ان کی متابعت کی گئی ہے۔ چنانچہ طبرانیؒ نے (۸) شہر بن حوشب کے دو طریق سے تخریج کی ہے۔ اسی طرح طبرانیؒ (۹) عبدالرزاقؒ (۱۰) اور دولابیؒ نے (۱۱) ابو امامہ ؓ کے طرق سے تخریج کی ہے۔

امام احمدؒ (۱۲) اور نسائیؒ نے (۱۳) شہر بن حوشبؒ کے طریق سے تخریج کی ہے۔ اسی طرح امام احمدؒ (۱۴) اور طبرانیؒ نے (۱۵) ابو غالب راسی کے طریق سے تخریج کی ہے۔ ابو غالب ضعیف ہیں ابن الاعرابیؒ نے (۱۶) اسی جیسی طویل حدیث قرۃ بن خالد المشاء از ابولقیط بن امامۃ کے طریق سے تخریج کی ہے۔ اس سند کے راوی ابو المشاء لقیط بن المشاء الباہلی سے سوائے دو حضرات کے کسی نے روایت نہیں کی ابن حبانؒ نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث کے بیان کرنے میں خطا کرتے ہیں اور ثقہ راویوں کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ اس حدیث کی ایک شاہد حضرت عثمان بن عفان ؓ کی حدیث ہے۔ (۱۷) اور دوسری شاہد حضرت عبداللہ ابن الصنابحی کی حدیث ہے جس کی تخریج امام احمدؒ (۱۸) اور مالکؒ نے (۱۹) کی ہے۔ تیسری شاہد حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث ہے۔ (۲۰) اس طرح عمرو بن عبسہ کی بھی روایت ہے۔ (۲۱)

---

۱ مجمع الزوائد: ۱/۲۲۲۔ ۲ الجرح والتعدیل: ۴/۲/۳۳۶۔ ۳ الکنی: ص/۶۸۔ ۴ مسند احمد: ۵/۲۵۱، ۲۶۱۔

۵ مسند طیالسی: ۱۱۲۹۔ ۶ معجم کبیر: ۷۵۷۲، ۷۵۷۰۔ ۷ مختصر قیام اللیل: ۱۳۔ ۸ معجم اوسط: ۴۳۹۴ اور مسند الشامیین: ۲۹۴۳۔

۹ معجم کبیر: ۷۹۹۵، ۷۹۸۳، معجم اوسط: ۴۴۳۷۔ ۱۰ مصنف: ۱۵۴۔ ۱۱ الکنی: ۱/۱۳۔

۱۲ مسند احمد: ۵/۲۵۲، ۲۵۶، ۲۶۳، ۲۶۴۔ ۱۳ عمل الیوم واللیلۃ: ۸۰۷۔ ۱۴ مسند احمد: ۵/۲۵۴۔

۱۵ معجم کبیر: ۸۰۷۱۔ ۱۶ معجم: ۱۰۳۵۔ ۱۷ صحیح مسلم: ۸/۲۲۹۔ ۱۸ مسند احمد: ۱۹۰۶۸۔

۱۹ مؤطا: ۱/۳۱۔ ۲۰ مسند احمد: ۸۰۲۰۔ ۲۱ مسند احمد: ۱۷۰۱۹۔

حدیث (۱۳۸)

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں اذان اور با جماعت نماز نہ ہوتی ہو، تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے؛ اس لئے جماعت کو ضروری سمجھو۔ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔ (صحیح بالشواہد)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) ابوداودؒ (۳) نسائیؒ (۴) ابن خزیمہؒ (۵) ابن حبانؒ (۶) حاکمؒ (۷) بیہقیؒ (۸) اور بغویؒ نے (۹) زائدہ بن قدامہ از سائب بن حبیش کلاعی از معدان کے طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ اس حدیث کی شاہد حضرت ابن عمرؓ (۱۰) حضرت انس ﷺ (۱۱) اور حضرت ابوالحارث ﷺ (۱۲) حضرت ابوذر ﷺ (۱۳) حضرت معاذ بن جبل ﷺ (۱۴) اور حضرت ابو مالک الاشعری ﷺ (۱۵) کی حدیثیں ہیں۔

حدیث (۱۳۹)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: قیامت میں آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز اچھی نکل آئی تو وہ شخص کامیاب ہوگا اور اگر نماز بیکار ثابت ہوئی تو وہ نامراد وخسارہ میں ہوگا اور اگر کچھ نماز میں کمی پائی گئی، تو ارشاد خداوندی ہوگا کہ دیکھو اس بندہ کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں جن سے فرضوں کو پورا کر دیا جائے۔ اگر نکل آئیں تو ان سے فرضوں کی تکمیل کر دی جائے گی۔ اس کے بعد پھر اس طرح باقی اعمال روزہ زکوٰۃ وغیرہ کا حساب ہوگا۔ (صحیح بالمتابعۃ والشواہد)(۱۶)

---

۱ فضائل نماز: ص/۵۳۔ ۲ مسند احمد: ۵/۱۹۵، ۱۹۶، ۳۴۶۔ ۳ سنن ابوداود: ۵۴۷۔ ۴ سنن نسائی: ۲/۱۰۶، ۱۰۷۔
۵ صحیح ابن خزیمہ: ۱۴۸۶۔ ۶ صحیح ابن حبان: ۱۲۰۱۔ ۷ مستدرک حاکم: ۱/۲۱۱، ۲۴۶-۲/۴۸۲۔ ۸ سنن کبریٰ: ۳/۵۴۔
۹ شرح السنۃ: ۷۹۳۔ ۱۰ مسند احمد: ۵۳۶۸۔ ۱۱ مسند احمد: ۱۳۳۵۰۔ ۱۲ مسند احمد: ۱۷۱۷۰۔
۱۳ مسند احمد: ۲۱۲۹۳۔ ۱۴ مسند احمد: ۲۲۰۲۹۔ ۱۵ مسند احمد: ۲۲۹۱۰۔ ۱۶ فضائل نماز: ص/۷۰۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۱) علامہ طیالسیؒ (۲) امام بخاریؒ (۳) ابویعلی (۴) اور ابوالشیخ نے (۵) ابوالاشہد از حسن از ابو ہریرہؓ کے طریق سے کی ہے۔

ابن عدیؒ نے (۶) محمد بن یزید الواسطی از ابوالاشہب از نافع مولی ابن عمر از ابو ہریرہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

نیز ابن ابی شیبہؒ (۷) امام احمدؒ (۸) امام بخاریؒ (۹) ابوداؤدؒ (۱۰) ابن نصرؒ (۱۱) حاکمؒ (۱۲) ابونعیمؒ (۱۳) اور امام بیہقیؒ (۱۴) نے حسن از انس بن حکیم از ابو ہریرہؓ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

نیز امام احمدؒ (۱۵) امام بخاریؒ (۱۶) ابوداؤدؒ (۱۷) ابن ماجہؒ (۱۸) محمد بن نصرؒ (۱۹) حاکمؒ (۲۰) اور امام بیہقیؒ (۲۱) حماد از حمید رجل من نبی سلیط از ابی ہریرہؓ کے طریق سے اور ترمذیؒ (۲۲) نسائیؒ (۲۳) محمد بن نصرؒ (۲۴) اور امام طحاویؒ (۲۵) نے ہمام از قتادة از حسن از حریث بن قبیصہ از ابی ہریرہؓ کے طریق سے تخریج کی ہے اور حریث بن قبیصہ "جنہیں حریث بن حریث کہا جاتا ہے مجہول ہیں۔ اس کے باوجود اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے اس طریق سے حسن غریب کہا ہے۔

اس حدیث کی تخریج امام نسائیؒ نے (۲۶) ابوالعوام از قتادة از حسن از ابورافع از ابو ہریرہؓ کے طریق سے کی ہے۔

حسن ابن زیاد محرف ہیں۔

اس حدیث کی تخریج اسحاق بن راہویہؒ (۲۷) نسائیؒ (۲۸) محمد بن نصرؒ (۲۹) اور طحاویؒ نے (۳۰) بھی حماد بن سلمة از ازرق بن قیس از یحییٰ بن یعمر از ابو ہریرہؓ کے طریق سے کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

نیز اس کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۳۱) امام احمدؒ (۳۲) طحاویؒ (۳۳) اور حاکمؒ نے (۳۴) حماد بن سلمہ از ازرق بن قیس از یحییٰ

---

۱ مصنف: ۲/۴۰۴، ۴۰۵۔ ۲ مسند طیالسی: ۲۴۶۸۔ ۳ التاریخ الکبیر: ۲/۴۴۔ ۴ مسند ابویعلی: ۶۲۲۵۔
۵ طبقات المحدثین: ۲/۲۷۸۔ ۶ الکامل: ۲/۵۶۱۔ ۷ مصنف: ۱۴/۱۳۶۔ ۸ مسند احمد: ۹۴۹۰۔
۹ التاریخ الکبیر: ۲/۴۴۔ ۱۰ سنن ابوداؤد: ۸۶۴۔ ۱۱ تعظیم قدر الصلاة: ۱۸۱، ۱۸۲۔ ۱۲ مستدرک حاکم: ۱/۲۶۲۔
۱۳ اخبار اصبہان: ۱/۲۵۴۔ ۱۴ سنن بیہقی: ۲/۳۸۶۔ ۱۵ مسند احمد: ۱۶۹۹۵۔ ۱۶ التاریخ الکبیر: ۲/۴۴۔
۱۷ سنن ابوداؤد: ۸۶۵۔ ۱۸ سنن ابن ماجہ: ۱۴۲۶۔ ۱۹ قیام اللیل: ۱۸۷۔ ۲۰ مستدرک حاکم: ۱/۲۶۳۔
۲۱ سنن بیہقی: ۲/۳۸۶۔ ۲۲ سنن ترمذی: ۴۱۳۔ ۲۳ سنن نسائی: ۴۶۴۔ ۲۴ قیام اللیل: ۱۸۵۔
۲۵ مشکل الآثار: ۲۵۵۳۔ ۲۶ سنن نسائی: ۴۶۵۔ ۲۷ مسند راہویہ: ۵۰۶۔ ۲۸ سنن نسائی: ۴۶۶۔
۲۹ کتاب الوتر: ۱۸۶۔ ۳۰ مشکل الآثار: ۲۵۵۴۔ ۳۱ مصنف: ۱۴/۱۳۳۔ ۳۲ مسند احمد: ۱۶۹۹۰۔
۳۳ مشکل الآثار: ۲۵۵۲۔ ۳۴ مستدرک حاکم: ۱/۲۶۳۔

بن یعمر از رجل من اصحاب النبی کے طریق سے کی ہے۔ امام بخاریؒ نے (۱) ثابت از رجل از ابو ہریرہؓ کے طریق سے مرفوعاً تخریج کی ہے۔

نیز امام بخاریؒ نے (۲) مبارک بن فضالہ از حسن از فضالہ از حسن رجل من اہل البصرۃ کے طریق سے بھی تخریج کی ہے۔

درجۂ حدیث

مزیؒ نے (۳) اس حدیث میں اضطراب قرار دیا۔ تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ دار قطنیؒ (۴) حدیث میں واقع اضطراب کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: ان سب طرق میں صحت سے زیادہ مشابہ طریق حسن از انس بن حکیم از ابو ہریرہؓ کا طریق ہے، جو کہ گذر چکا ہے۔ سند میں انس بن حکیم کو اگرچہ علی بن مدینی ابن قطان اور مزیؒ نے مجہول قرار دیا ہے؛ لیکن ابن حبانؒ نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ اس طریق سے حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث کی شاہد حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث ہے جس کی تخریج ابو یعلیٰؒ نے (۵) کی ہے اور اس کی سند ضعیف ہے اور دوسری شاہد تمیم داری کی حدیث جس کی تخریج امام احمدؒ نے (۶) کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

---

۱ التاریخ الکبیر: ۳۴/۲۔ ۲ التاریخ الکبیر: ۳۴/۲۔ ۳ تہذیب الکمال: ۳۴۶/۳۔ ۴ کتاب العلل: ۲۴۸/۸۔
۵ مسند ابو یعلیٰ: ۳۹۷۶۔ ۶ مسند احمد: ۱۰۳/۴۔

کتاب الصوم

حدیث (۱۴۰)

حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ خود حق تعالیٰ شانہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔(صحیح بالشواہد)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن حبانؒ (۲) ابونعیمؒ (۳) طبرانیؒ (۴) نے ادریس بن یحییٰ خولانی از عبداللہ بن عیاش بن عباس از عبداللہ بن سلیمان طویل از نافع کے طرق سے کی ہے؛ جیسا کہ "مجمع البحرین" میں ہے۔

درجۂ حدیث

ابونعیمؒ کہتے ہیں کہ: نافع کی یہ حدیث غریب ہے۔ اسے صرف عبداللہ بن سلیمان (جو الطّویل سے مشہور ہیں) نے روایت کی ہے، ان سے عبداللہ بن عیاشؒ نے روایت کی ہے اور یہ ابن عیاش قتبانیؒ ہیں۔ سلیمان کے قول کے مطابق اس حدیث کی روایت کرنے میں ادریس متفرد ہیں۔

امام ھیثمیؒ (۵) کہتے ہیں: اس حدیث کو طبرانیؒ نے معجم الاوسط میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی روایت میں یحییٰ ابن یزید خولانیؒ متفرد ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ ادریس بن یحییٰ خولانیؒ ہیں اور وہ صدوق ہیں؛ جیسا کہ ابن ابی حاتمؒ (۶) نے کہا ہے۔ ابوزرعہ ادریس بن یحییٰ خولانیؒ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ ایک نیک آدمی ہیں اور اچھے فاضل مسلمانوں میں سے ہیں۔ (۷) ابن ابی حاتمؒ نے اپنے والد سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے لیکن اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں جن میں سے ایک حدیث ابوسعید خدریؓ کی ہے، جو مرفوع ہے، جو ان الفاظ کے ساتھ

---

۱ فضائل رمضان: ص/۲۳۔ ۲ صحیح ابن حبان: ۸/۲۴۶، رقم/۳۴۶۷۔ ۳ الحلیۃ: ۸/۳۲۰۔ ۴ اوسط: ۳/۱۰۸، ۱۰۷، ۱۵۰۶۔
۵ مجمع الزوائد: ۳/۱۵۰۔ ۶ الجرح والتعدیل: ۱/۱۲۶۵۔ ۷ العلل: ۱/۲۴۳، ۲۴۴۔

مروی ہے "السحور أكله بركة فلا تدعوه ولو أن يجرع أحدكم جرعة من ماء فإن الله وملائكته يصلون على المتسحرين" ۔اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ نے (۱) کی ہے۔اسی طرح اس حدیث کی دوسری شاہد سائب بن یزیدؓ کی روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے: "نعم السحور التمر وقال يرحم الله المتسحرين" ۔اس کی تخریج امام طبرانیؒ نے (۲) کی ہے اور دوسری شاہد ابوسویدؓ کی حدیث ہے۔جس کی تخریج امام بزارؒ (۳) امام طبرانیؒ (۴) اور دولابیؒ نے (۵) کی ہے اور اس کے الفاظ یوں ہیں: "أن النبي صلى الله عليه و سلم صلى على المتسحرين" ۔

حدیث (۱۴۱)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ بوڑھے اور ضعیف لوگوں کا اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔(صحیح بالشواہد) (۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام نسائیؒ (۷) طبرانیؒ (۸) اور بیہقیؒ (۹) نے لیث بن سعد از خالد بن یزید از سعید بن ابی ہلال از یزید بن ہاد از محمد بن ابراہیم از ابوسلمہ کے طریق سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۰) اور سعید بن منصور (۱۱) نے یزید بن ہاد از محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی از ابوہریرہؓ کی سند سے کی ہے،اس سند میں ابوسلمہ موجود نہیں ہیں۔

نیز عبدالرزاقؒ نے (۱۲) بھی یزید بن الہاد،از محمد بن ابراہیم ابن الحارث عن النبی ﷺ کے دوطریق سے مرسلاً اس حدیث کی تخریج کی ہے۔اس باب میں اور بھی روایات موجود ہیں۔مثلاً امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (۱۳) اور ابن ماجہؒ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے (۱۴) روایت کی ہے؛لیکن اس کی سند منقطع ہے۔ابن ماجہ (۱۵) میں یہ حدیث طلحہ بن عبداللہ سے بھی نقل کی گئی ہے،اوسط میں (۱۶) امام طبرانیؒ نے بھی تخریج کی ہے۔عبدالرزاقؒ (۱۷) اور سعید بن منصورؒ (۱۸) نے حسین بن علی یا علی بن حسین سے روایت کی ہے،اسی طرح امام طبرانیؒ (۱۹) نے بھی تخریج کی ہے اور امام طبرانیؒ (۲۰) نے شفا بنت عبداللہ سے نقل کی ہے۔

---

(۱) مسند احمد:۳/۱۲،۴۴۔ (۲) معجم کبیر:۶۶۸۹۔ (۳) مسند بزار:۹۷۴۔ (۴) معجم کبیر:۱۳/۸۴۵۔

(۵) الکنی:۱/۳۶۔ (۶) فضائل حج:ص/۹۳۔ (۷) سنن نسائی:۵/۱۱۳۔ (۸) معجم اوسط:۸۷۴۶۔

(۹) سنن بیہقی:۴/۳۵۰-۹/۲۳۔ (۱۰) مسند احمد:۲/۴۲۱۔ (۱۱) سنن سعید بن منصور:۲۳۴۴۔ (۱۲) مصنف:۹۷۰۹،۹۷۱۰۔

(۱۳) حدیث:۲۸۷۵۔ (۱۴) حدیث:۲۹۰۲۔ (۱۵) حدیث:۲۹۸۹۔ (۱۶) حدیث:۶۷۱۹۔

(۱۷) مصنف:۸۸۰۹۔ (۱۸) سنن سعید بن منصور:۲۳۴۲۔ (۱۹) معجم کبیر:۲۹۱۰۔ (۲۰) معجم کبیر:۲۴/۷۹۲۔

حدیث (۱۴۲)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کیا کرو کہ وہ دونوں مفلسی اور گناہوں کو ایسا دور کرتے ہیں؛ جیسا آگ کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو دور کرتی ہے۔ (صحیح بالشواہد) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) ابن ابی شیبہؒ (۳) ترمذیؒ (۴) نسائیؒ (۵) ابویعلیؒ (۶) ابن خزیمہؒ (۷) ابن حبانؒ (۸) طبرانیؒ (۹) ابونعیمؒ (۱۰) عقیلیؒ (۱۱) اور بغویؒ (۱۲) نے سلیمان بن حیان ابو خالد احمر از عمرو بن قیس از عاصم بن بہدلۃ از شقیق کے طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ اس حدیث کے تعلق سے کہتے ہیں کہ حسن صحیح غریب ہے۔ ابونعیمؒ کہتے ہیں کہ عاصم کی یہ حدیث غریب ہے۔ کیونکہ عاصم سے روایت کرنے میں عمرو بن قیس ملائی متفرد ہیں۔

اس باب سے متعلق اور صحابہ سے بھی روایات منقول ہیں۔ مثلاً حضرت عمر ﷺ (۱۳) سے اور عامر بن ربیعہ ﷺ (۱۴) سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (۱۵) سے اور حضرت جابر ﷺ (۱۶) سے، انہی (۱۷) سے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (۱۸) سے بھی روایتیں منقول ہیں۔

---

۱ فضائل حج: ص/۹۳۔ ۲ مسند احمد: ۱/۳۸۷۔ ۳ مصنف: ۴/۱۷۴۔ ۴ سنن ترمذی: ۸۱۰۔
۵ سنن نسائی: ۵/۱۱۵، السنن الکبریٰ: ۳۶۱۰۔ ۶ مسند ابویعلیٰ: ۴۹۷۶، ۵۲۳۶۔ ۷ صحیح ابن خزیمہ: ۲۵۱۲۔ ۸ صحیح ابن حبان: ۳۶۹۳۔
۹ معجم کبیر: ۱۰۴۰۶۔ ۱۰ الحلیۃ: ۴/۱۱۰۔ ۱۱ الضعفاء: ۲/۱۲۴۔ ۱۲ بغوی: ۱۸۴۳۔ ۱۳ مسند احمد: ۱۶۷۔
۱۴ مسند احمد: ۳/۴۴۶۔ ۱۵ سنن نسائی: ۵/۱۱۵۔ ۱۶ مسند بزار: ۱۱۴۷۔ ۱۷ معجم الاوسط: ۳/۲۷۸۔ ۱۸ معجم کبیر: ۱۳۶۵۱۔

کتاب الزکاۃ

حدیث (۱۴۳)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن آدمی کے دونوں قدم اس وقت تک (محاسبہ کی جگہ سے) نہیں ہٹ سکتے جب تک پانچ چیزوں کا مطالبہ نہ ہو جائے (اور ان کا معقول جواب نہ ملے) اپنی عمر کس کام میں خرچ کی، اپنی جوانی کس چیز میں خرچ کی، مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اپنے علم میں کیا عمل کیا۔ (صحیح بالشواہد) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۲) خطیب بغدادیؒ (۳) اور ابن تیمیہؒ (۴) نے صامت بن معاذ از عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابورواد از سفیان ثوری از صفوان بن سلیم از عدی بن عدی از صنابحی کے طریق سے کی ہے۔

بزارؒ نے (۵) (کشف) عقبہ از سفیان از لیث از عدی کے طریق سے تخریج کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ہیثمیؒ (۶) کہتے ہیں: اس حدیث کو طبرانیؒ نے اور امام بزارؒ نے اسی طرح روایت کی ہے۔ طبرانی کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ سوائے صامت بن معاذ اور عدی بن عدی کے کہ وہ دونوں ثقہ ہیں۔ امام منذریؒ (۷) کہتے ہیں۔ اس حدیث کو بزار اور طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں کہتا ہوں کہ: بزارؒ کے استادوں میں لیث بن ابی سلیم راوی ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔

۱ فضائل صدقات: ص/۳۴۱۔ ۲ معجم کبیر: ۲۰/۶۰، ۶۱، ۱۱۱۔ ۳ التاریخ: ۱۱/۴۴۱، ۴۴۲۔ ۴ اقتضاء العلم العمل: ص/۱۷ ح/۲۔
۵ مسند بزار: ۴/۱۵۸ ح/۳۴۳۷۔ ۶ مجمع الزوائد: ۱۰/۳۴۶۔ ۷ الترغیب والترہیب: ۴/۳۹۶۔

اس حدیث کی شاہد ابو برزہ اسلمیؓ کی روایت ہے، جسے امام ترمذیؒ نے (۱) تخریج کی ہے، اسی طرح امام دارمیؒ (۲) ابو یعلی موصلیؒ (۳) اور ابو نعیمؒ (۴) نے روایت کیا ہے۔ حضرت انس ﷺ کی حدیث بھی اس حدیث کی شاہد ہے؛ لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ (۵)

حدیث (۱۴۴)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو قوم بھی زکوٰۃ کو روک لیتی ہے حق تعالیٰ شانہ اس کو قحط میں مبتلا فرماتے ہیں۔ (صحیح بالمتابعۃ) (۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج عبدان بن احمد از مروان بن محمد طاطری از سلیمان بن موسیٰ ابو داود کوفی از فضیل بن مرزوق از عبداللہ بن بریدہ کے طریق سے امام طبرانیؒ (۷) نے کی ہے۔

درجۂ حدیث

اس روایت کے تعلق سے امام ہیثمیؒ (۸) کہتے ہیں اس کے رجال ثقہ ہیں۔ حاکمؒ (۹) اور بیہقیؒ نے (۱۰) بشیر بن مہاجر از عبداللہ بن بریدہ کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے "ما نقض قوم العهد قط إلا كان القتل بينهم ولا ظهرت الفاحشة في قوم قط إلا سلط الله عليهم الموت ولا منع قوم الزكوٰة إلا حبس الله عنهم القطر"۔ حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح علیٰ شرط مسلم قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حدیث (۱۴۵)

حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جب تو مال کی زکوٰۃ ادا کرے تو جو حق (واجب) تجھ پر تھا، وہ ادا ہو گیا (آگے صرف نوافل کا درجہ ہے) اور جو شخص حرام طریقہ سے مال جمع کر کے صدقہ کرے اس کو اس صدقہ کا کوئی ثواب نہیں ہے بلکہ اس حرام کمائی کا وبال اس پر ہے۔ (صحیح بالشاہد) (۱۱)

---

۱ سنن ترمذی: ۲/۶۱۲/ح/۲۴۱۷۔ ۲ سنن دارمی: ۲/۱۳۵۔ ۳ مسند ابو یعلی: ۷۴۳۴۔ ۴ الحلیۃ: ۱۰/۲۳۲۔

۵ الحلیۃ: ۸/۳۔ ۶ فضائل صدقات: ص/۲۵۱۔ ۷ معجم اوسط: ۳/۱۲/ح/۱۳۴۳۔ ۸ مجمع الزوائد: ۳/۶۵۔

۹ مستدرک حاکم: ۲/۱۲۶۔ ۱۰ السنن الکبریٰ: ۹/۲۳۱۔ ۱۱ فضائل صدقات: ص/۲۳۶۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن حبانؒ (۱) حاکمؒ (۲) اور بیہقیؒ (۳) نے ابن وہب از عمرو بن حارث از دراج ابوسمح از ابن حجیرہ کی سند سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ امام ترمذیؒ نے (۴) اس حدیث کے پہلے حصہ کی تخریج وہب کے طریق سے کی ہے اور کہا کہ یہ "حسن غریب" ہے۔ حافظ بن حجرؒ (۵) کہتے ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ اس کی ایک صحیح شاہد حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث ہے۔

اس حدیث کی تخریج امام ابن ماجہؒ (۶) نے عمرو بن الحارث کے طریق سے بھی کی ہے۔

حدیث (۱۴۶)

حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ حضرت بلال ؓ کے یہاں تشریف لے گئے، تو ان کے سامنے کھجوروں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ بلال یہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا حضور ﷺ آئندہ کی ضروریات کے لئے ذخیرہ کے طور پر رکھ لیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بلال تم اس سے نہیں ڈرتے کہ اس کی وجہ سے کل قیامت کے دن جہنم کی آگ کا دھواں تم دیکھو، بلال خرچ کر ڈالو اور عرش والے سے کمی کا خوف نہ کرو۔ (صحیح بالشواہد) (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بیہقیؒ (۸) طبرانیؒ (۹) اور ابو نعیمؒ (۱۰) نے عبداللہ بن عون از محمد بن سیرین کے طریق سے کی ہے۔
نیز اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۱۱) ابو یعلیٰؒ (۱۲) اور ابو نعیمؒ (۱۳) نے ہشام بن حسان از محمد کے طریق سے بھی کی ہے۔

---

۱ صحیح ابن حبان: ۳۲۱۶۔ ۲ مستدرک حاکم: ۱/۳۹۰۔ ۳ سنن بیہقی: ۴/۸۴۔ ۴ ترمذی: ۶۱۸۔
۵ التلخیص الحبیر: ۲/۱۶۰۔ ۶ ابن ماجہ: ۱۷۸۸۔ ۷ فضائل صدقات: ص/۱۷۷۔
۸ شعب الایمان: ۱۳۴۵، دلائل النبوۃ: ۱/۳۴۷۔ ۹ معجم کبیر: ۱/۳۴۱ ح/۱۰۲۴۔ ۱۰ الحلیۃ: ۲/۲۸۰۔
۱۱ معجم کبیر: ۱/۳۴۲ ح/۱۰۲۵۔ ۱۲ مسند: ۶۰۴۰۔ ۱۳ الحلیۃ: ۲/۲۸۰، ۶/۲۷۴۔

درجہ حدیث

امام ہیثمیؒ (۱) کہتے ہیں: اس حدیث کو امام بزار، ابو یعلی اور طبرانی نے معجم کبیر و معجم اوسط میں روایت کی ہے اور اس کی سند حسن ہے؛ نیز ہیثمیؒ (۲) کہتے ہیں: اس حدیث کو امام طبرانیؒ نے "معجم کبیر" میں روایت کی ہے، اس کی سند میں ایک راوی مبارک بن فضالۃ ہیں اور وہ ثقہ ہیں اور ان کے بارے میں کلام بھی کیا گیا ہے؛ البتہ اس کے بقیہ رجال صحیح کے رجال ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے معجم اوسط میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں کہتا ہوں: معجم کبیر اور مسند قضاعی میں اس حدیث کی شاہد ابن مسعود ﷺ کی حدیث ہے۔ اسی طرح امام عسکریؒ نے "الامثال" میں اور مسند بزار میں اس کی ایک شاہد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے؛ جیسا کہ علامہ عجلونیؒ نے بیان کیا ہے۔ (۳)

---

۱ مجمع الزوائد: ۲۴۱/۱۰۔ ۲ مجمع الزوائد: ۱۲۶/۳۔ ۳ کشف الخفاء: ۶۳۵۔

کتاب الآداب

حدیث (۱۴۷)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس کے سامنے میرا تذکرہ آوے اس کو چاہئے کہ مجھ پر درود وسلام بھیجے اور جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجے گا اور اس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔ (صحیح بالشواہد والمتابعۃ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج علامہ طیالسیؒ (۲) امام نسائیؒ (۳) اور ابونعیمؒ (۴) نے ابوسلمہ خراسانیؒ کے طریق سے کی ہے۔ سند کا آغاز اس طرح ہے حدثنا ابواسحاق بہ؛ نیز ابویعلی (۵) طبرانیؒ (۶) (مجمع البحرین) ابن السنیؒ (۷) اور امام بیہقیؒ نے (۸) ابراہیم بن طھمان از ابواسحاق کے طریق سے تخریج کی ہے۔ امام طبرانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابواسحاق سے ابراہیم بن طھمان کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔

درجۂ حدیث

امام ھیثمیؒ (۹) کہتے ہیں: اس حدیث کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: اس کی سند میں ایک راوی ابواسحاق ہیں جن کا انس سے سماع ثابت نہیں ہے۔ اس حدیث کی تخریج ابویعلی نے (۱۰) یوسف ابن اسحاق ابن ابی اسحاق از جدخود ابواسحاق از برید بن ابی مریم از انس ﷺ کے طریق سے کی ہے۔ جس میں انھوں نے برید بن ابراہیم کا اضافہ کیا ہے۔ امام دارقطنیؒ نے اس سند کو راجح قرار دیا ہے۔

---

۱ فضائل درود: ص/۱۲۔ ۲ مسند طیالسی: ۲۲۳۶۔ ۳ السنن الکبریٰ: ۹۸۸۹، اور عمل الیوم واللیلۃ: ۶۱۔
۴ اخبار اصبہان: ۲/۴۔ ۵ ابویعلی: ۴۰۰۲۔ ۶ المعجم الاوسط: ۳۶۴۹، ۳۶۵۰۔ ۷ عمل الیوم واللیلۃ: ۳۸۰۔
۸ سنن بیہقی: ۲۴۹/۳۔ ۹ مجمع الزوائد: ۱۶۳/۱۰۔ ۱۰ مسند: ۳۶۸۱۔

اس حدیث کی تخریج ابن شیبہؒ (۱) امام احمدؒ (۲) بخاریؒ (۳) امام نسائیؒ (۴) ابن حبانؒ (۵) حاکمؒ (۶) امام بیہقیؒ (۷) اور بغویؒ (۸) از یونس بن ابی اسحاق، از برید بن ابی مریم از انس ﷛ کے طریق سے کی ہے۔ حاکمؒ نے اس کی تصحیح کی ہے اور ذہبیؒ نے اسے برقرار رکھا ہے۔

اس باب میں اس مضمون کی روایات مزید کتب حدیث میں مختلف صحابہ سے تخریج کی گئی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ (۹) حضرت ابوطلحہ ﷛ (۱۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما (۱۱) حضرت عمیر بن نیار الانصاری ﷛ (۱۲) حضرت ابو بردہ بن نیار (۱۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ (۱۴) اور حضرت عامر بن ربیعہ ﷛ سے (۱۵) سے بھی تخریج کی گئی ہیں۔

حدیث (۱۴۸)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ﷛ سے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (صحیح بالمتابعۃ) (۱۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۷) امام بخاریؒ (۱۸) امام ترمذیؒ (۱۹) قاضی اسماعیلؒ (۲۰) ابن ابی عاصمؒ (۲۱) نسائیؒ (۲۲) ابویعلیٰؒ (۲۳) ابن حبانؒ (۲۴) طبرانیؒ (۲۵) ابن سنیؒ (۲۶) حاکمؒ (۲۷) اور بیہقیؒ (۲۸) نے سلیمان بن بلال از عمارہ بن غزیہ از عبداللہ بن علی از علی بن حسین کے طرق سے کی ہے۔

امام بیہقیؒ نے اس حدیث کو (۲۹) عبدالعزیز بن محمد از عمارۃ از عبداللہ بن علی از علی بن ابی طالب کے طریق سے بھی تخریج کی ہے۔ اس حدیث کی شاہد حضرت ابو ہریرہ ﷛ کی حدیث ہے جس کی تخریج امام بیہقیؒ نے (۳۰) کی ہے۔

۱ مصنف: ۲/۵۱۷-۱۱/۵۰۵۔ ۲ مسند احمد: حدیث نمبر/ ۱۲۰۱۷۔ ۳ الادب المفرد: حدیث نمبر/ ۶۴۳۔
۴ سنن نسائی: ۱۲۹۶ اور السنن الکبریٰ: ۹۸۹۰۔ ۵ صحیح ابن حبان: ۹۰۴۔ ۶ مستدرک حاکم: ۱/۵۵۰۔ ۷ شعب الایمان: ۱۵۵۴۔
۸ شرح السنۃ: ۱۳۶۵۔ ۹ مسند احمد: ۲/۳۷۲، ۳۷۵۔ صحیح مسلم: ۴۰۸۔ سنن ابوداؤد: ۱۵۳۰۔ سنن ترمذی: ۴۸۵۔ سنن نسائی: ۳/۵۰۔
۱۰ مصنف: ۲/۶۵۱۶۔ مسند احمد: ۴/۲۹۔ سنن نسائی: ۳/۵۰، عمل الیوم واللیلۃ: ۶۰۔ سنن دارمی: ۲/۳۱۷۔
۱۱ صحیح مسلم: ۳۸۴۔ سنن ترمذی: ۳۶۱۴۔ سنن نسائی: ۲/۲۵، عمل الیوم واللیلۃ: ۴۵۔ ۱۲ عمل الیوم واللیلۃ: ۶۴۔ ۱۳ سنن نسائی: ۶۵ اور مسند بزار: ۳۱۶۰۔
۱۴ مصنف: ۲/۵۱۸۔ ۱۵ مسند بزار: ۳۱۶۱۔ ۱۶ فضائل درود: ص/۷۱۔ ۱۷ مسند احمد: ۱/۲۰۱۔ ۱۸ التاریخ الکبیر۔
۱۹ سنن ترمذی: ۳۵۴۶۔ ۲۰ فضل الصلاۃ علی النبی: ۳۲۔ ۲۱ الآحاد والمثانی: ۴۳۲۔ ۲۲ سنن کبریٰ: ۸۱۰۰، عمل الیوم واللیلۃ: ۵۵، ۵۶۔
۲۳ مسند ابویعلیٰ: ۶۷۷۶۔ ۲۴ صحیح ابن حبان: ۹۰۹۔ ۲۵ طبرانی: ۲۸۸۵۔ ۲۶ عمل الیوم واللیلۃ: ۳۸۲۔
۲۷ مستدرک حاکم: ۱/۵۴۹۔ ۲۸ شعب الایمان: ۱۵۶۷، ۱۵۶۸۔ ۲۹ شعب الایمان: ۱۵۶۶۔ ۳۰ شعب الایمان: ۱۵۶۵۔

حدیث (۱۴۹)

حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ وہ شخص مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھانا کھالے اور پاس ہی اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔(صحیح بالشواہد)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بخاریؒ (۲) ابویعلیٰؒ (۳) ابوبکر بن ابی شیبہؒ (۴) خطیب بغدادیؒ (۵) امام طحاویؒ (۶) طبرانیؒ (۷) حاکمؒ (۸) اور بیہقیؒ (۹) نے عبدالملک بن ابوبشیر از عبداللہ بن المساور کے طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبیؒ نے اس کی موافقت کی ہے۔ علامہ ہیثمیؒ (۱۰) کہتے ہیں: اس حدیث کو طبرانی اور ابویعلی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں اور اس کی روایت امام مروزیؒ (۱۱) اور ابن عدیؒ نے (۱۲) حکیم بن جبیر از ابن عباس کے طریق سے کی ہے۔ حکیم ضعیف ہیں۔ اس حدیث کی شاہد حاکمؒ (۱۳) کی حدیث ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (۱۴) اور حضرت انس ﷺ کی حدیثیں بھی اس کی شاہد ہیں۔ اسی طرح حضرت عمر بن خطاب ﷺ کی حدیث بھی اس کی شاہد ہے۔ (۱۵) امام ذہبیؒ نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔

حدیث (۱۵۰)

حضرت عبادۃ بن صامت ﷺ سے روایت ہے کہ وہ شخص جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے ہمارے علماء کی قدر نہ کرے وہ ہماری امت میں سے نہیں۔ (صحیح لغیرہ "ویعرف لعالمنا" کے بغیر) (۱۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۷) امام طحاویؒ (۱۸) اور حاکمؒ (۱۹) ابن وہب از مالک بن خیر الزیادی از ابوقبیل

---

۱ فضائل صدقات: ص/۱۲۲۔ ۲ الادب المفرد: ص/۵۴، حدیث نمبر/۱۱۲۔ ۳ مسند ابویعلیٰ: ۹۲/۵، حدیث نمبر/۲۶۹۹۔
۴ کتاب الایمان: ص ۳۹، ۴۰، حدیث نمبر/۱۰۰۔ ۵ تاریخ بغداد: ۱۰/۳۹۱۔ ۶ شرح معانی الآثار: ۱/۲۸۔
۷ معجم کبیر: ۱۲/۱۵۴۔ ۸ مستدرک حاکم: ۴/۱۶۷۔ ۹ السنن الکبریٰ: ۱۰/۳، شعب الایمان: ۶/۵۶۵، حدیث نمبر/۶۹۳۔
۱۰ مجمع الزوائد: ۸/۱۶۷۔ ۱۱ تعظیم قدر الصلاۃ: ۲/۵۹۳، حدیث نمبر/۶۲۸۔ ۱۲ الکامل: ۲/۶۳۲۔ ۱۳ مستدرک حاکم: ۲/۱۲۔
۱۴ مسند بزار: ۱/۷۶، معجم کبیر: ۱/۲۳۲۔ ۱۵ مسند احمد: ۱/۵۵، مستدرک حاکم: ۴/۱۶۷ اور الحلیۃ: ۹/۲۷۔ ۱۶ فضائل تبلیغ: ص/۲۶۔
۱۷ مسند احمد: ۵/۳۲۳۔ ۱۸ مشکل الآثار: ۱۳۲۸۔ ۱۹ مستدرک حاکم: ۱/۱۲۲۔

معافری کی سند سے کی ہے۔ یہ خیال رہے کہ ابوقبیل معافری کا سماع حضرت عبادۃ بن صامت ﷺ سے ثابت نہیں ہے اور اس حدیث کی تخریج امام بزارؒ (۱) اور شاشیؒ نے (۲) ابن لھیعہ از ابوقبیل کے طریق سے کی ہے۔

حدیث میں ذکر کردہ جملہ "یعرف لعالمنا" کو الگ رکھا جائے تو اس حدیث کی شاہد ایک تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ (۳) اور امام بخاریؒ نے (۴) کی ہے۔ دوسری شاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کی تخریج صرف امام احمدؒ نے (۵) کی ہے اور ایک شاہد حضرت عبادۃ بن صامت ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج بھی امام احمدؒ نے (۶) کی ہے۔ اسی طرح اس کی شاہد حضرت انس ﷺ کی (۷) حضرت ابوہریرہ ﷺ کی (۸) اور واثلہ بن اسقع کی (۹) اور معجم اوسط میں حضرت جابر ﷺ کی حدیثیں ہیں۔ (۱۰) اور بیہقیؒ (۱۱) اور امام بخاریؒ نے حضرت علی ﷺ اور ابوامامہ باہلی کی (۱۲) حدیثیں بھی ہیں۔

حدیث (۱۵۱)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کسی جماعت اور قوم میں کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت وقوم باوجود قدرت کے اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے پہلے دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔ (صحیح بالمتابعۃ) (۱۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام ابوداوٗدؒ (۱۴) امام احمدؒ (۱۵) ابن ماجہؒ (۱۶) ابن حبانؒ (۱۷) طبرانیؒ (۱۸) اور بیہقیؒ (۱۹) نے مسدد از ابوالاحوص از ابواسحاق از ابن جریر کی سند سے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج شریک از ابواسحاق از منذر بن جریر از جریر کے طرق سے بھی کی گئی ہے۔ (۲۰) اس کی شاہد ایک تو حضرت ابوبکر ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام حمیدیؒ نے اور امام احمدؒ (۲۱) امام ابوداوٗدؒ (۲۲) امام ترمذیؒ (۲۳) امام

۱؎ مسند بزار: ۲۷۱۸۔ ۲؎ مسند شاشی: ۱۲۷۲، ۱۲۷۳۔ ۳؎ مسند احمد: ۶۷۳۳۔ ۴؎ الادب المفرد: ۳۶۳۔

۵؎ مسند احمد: ۲۳۲۹۔ ۶؎ مسند احمد: ۵/۳۲۳۔ ۷؎ ترمذی: ۱۹۱۹۔ ۸؎ الادب المفرد: ۳۵۳ اور مستدرک حاکم: ۴/۱۷۸۔

۹؎ معجم کبیر: ۲۲/۲۲۹۔ ۱۰؎ المجمع: ۸/۱۴۔ ۱۱؎ شعب الایمان: ۱۰۹۸۳۔ ۱۲؎ الآدب المفرد: ۳۵۶۔

۱۳؎ فضائل تبلیغ: ص/۱۱۔ ۱۴؎ سنن ابی داوٗد: ۴۳۳۹۔ ۱۵؎ مسند احمد: ۴/۳۶۴، ۳۶۶۔ ۱۶؎ سنن ابن ماجہ: حدیث نمبر/ ۴۰۰۹۔

۱۷؎ صحیح ابن حبان: ۳۰۰۔ ۱۸؎ معجم طبرانی: ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵۔ ۱۹؎ سنن بیہقی: ۱۰/۹۱۔

۲۰؎ مسند احمد: ۴/۳۶۱، ۳۶۳، ۳۶۶۔ معجم طبرانی: ۲۳۷۹۔ ۲۱؎ مسند احمد: ۱/۲، ۵، ۷۔ ۲۲؎ سنن ابوداوٗد: ۴۳۳۸۔ ۲۳؎ سنن ترمذی: ۲۱۶۸، ۳۰۷۵۔

ابن ماجہؒ(۱) اور امام بیہقیؒ نے (۲) تخریج کی ہے اور دوسری شاہد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، جس کی تخریج صرف امام احمدؒ نے (۳) کی ہے۔

حدیث (۱۵۲)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جو حضرات اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔ (صحیح بالشاہد)(۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) نے محمد بن بکر از میمون مرئی از میمون بن سیاہ کی سند سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

ابن حبانؒ نے اور اسی طرح ھیثمیؒ نے (۶) انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ھیثمیؒ (۷) لکھتے ہیں "اس حدیث کو امام احمد، ابو یعلی، بزار اور معجم اوسط میں طبرانی نے روایت کی ہے ان راویوں میں ایک راوی میمون المرئی ہیں۔ انھیں ایک جماعت نے ثقہ قرار دیا ہے؛ لیکن ان میں ضعف ہے۔ امام احمدؒ کی مسند کے بقیہ رجال حدیث صحیح کے رجال ہیں۔

اس حدیث کی شاہد حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے، جسے امام مسلمؒ (۸) اور امام بزارؒ نے (۹) زائدہ بن ابی الرقاد از زیاد المنیری از انسؓ کے طریق سے دوسرے الفاظ کے ساتھ تخریج کی ہے۔

حدیث (۱۵۳)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو منتخب فرما کر تمام دنیا کے سامنے بلائیں گے اور اس کے سامنے (۹۹) دفتر اعمال کے کھولیں گے۔ ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ منتہائے نظر تک (یعنی جہاں تک نگاہ جاسکے وہاں تک) پھیلا ہوا ہوگا اس کے بعد اس سے سوال کیا جائے گا کہ ان اعمال ناموں میں سے تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے، کیا میرے ان فرشتوں نے جو اعمال لکھنے پر متعین تھے تجھ پر ظلم کیا ہے (کہ کوئی گناہ بغیر کئے ہوئے لکھ لیا ہو یا کرنے سے زیادہ لکھ لیا ہو) وہ عرض کرے گا نہیں (نہ انکار کی گنجائش ہے نہ فرشتوں نے ظلم کیا ہے) پھر ارشاد ہوگا کہ تیرے پاس ان بداعمالیوں کا کوئی عذر ہے وہ عرض کرے گا کوئی عذر بھی نہیں۔ ارشاد ہوگا اچھا تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے آج تجھ

---

۱ سنن ابن ماجہ: ۴۰۰۵۔ ۲ سنن بیہقی: ۱۰/۹۱۔ ۳ مسند احمد: ۶/۳۰۴۔ ۴ فضائل ذکر: ص/۲۷۔ ۵ مسند احمد: ۳/۱۴۲۔
۶ مجمع الزوائد: ۸/۱۷۳۔ ۷ مجمع الزوائد: ۱۰/۷۶۔ ۸ صحیح مسلم: ۲۶۹۹۔ ۹ مسند بزار: ۳۰۶۲۔

کوئی ظلم نہیں ہے۔ پھر ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا جس میں "أشهد أن لآ إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده و رسوله" لکھا ہوا ہوگا کہ جا اس کو وزن کروالے وہ عرض کرے گا کہ: اتنے دفتروں کے مقابلہ میں یہ پُرزہ کیا کام دے گا۔ ارشاد ہوگا کہ آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ پھر ان سب دفتروں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جاویگا اور دوسری جانب سے پُرزہ ہوگا تو دفتروں والا پلڑا ہلکا ہو جائے گا، اس پرزہ کے وزن کے مقابلہ میں۔ پس بات یہ ہے کہ اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز وزنی نہیں۔ (صحیح بالمتابعۃ)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام ترمذیؒ (۳) ابن حبانؒ (۴) بغویؒ (۵) ابن ماجہؒ (۶) اور حاکمؒ (۷) نے عبداللہ بن مبارک از لیث بن سعد از عامر بن یحییٰ از ابو عبدالرحمٰن مغافری حبلی کے طرق سے کی ہے۔ امام بیہقیؒ نے بھی (۸) لیث کے طرق سے تخریج کی ہے۔

حدیث (۱۵۴)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق وافسوس نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گذر گئی ہو۔ (صحیح بالشواہد)(۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۱۰) ابن سنیؒ (۱۱) اور بیہقیؒ (۱۲) نے سلیمان بن عبدالرحمٰن از یزید بن یحییٰ قرشی از ثور بن یزید از خالد بن معدان از جبیر بن نفیر کے دو طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ہیثمیؒ (۱۳) کہتے ہیں: "اس حدیث کی تخریج امام طبرانیؒ نے معجم اوسط میں کی ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ طبرانی کے شیخ محمد بن ابراہیم الصدریؒ کے بارے میں اختلاف ہے"۔ اس حدیث کو امام منذریؒ نے بھی (۱۴) ذکر کیا ہے اور کہتے ہیں: اس حدیث کو طبرانی نے اپنے شیخ محمد بن ابراہیم الصدریؒ سے روایت کیا ہے اور محمد بن ابراہیم الصدریؒ کے سلسلہ

۱۔ فضائل ذکر ص/۸۰۔ ۲۔ مسند احمد: ۲/۲۱۳۔ ۳۔ سنن ترمذی: ۲۶۳۹۔ ۴۔ صحیح ابن حبان: ۲۲۵۔ ۵۔ شرح السنۃ: ۴۳۲۱۔
۶۔ سنن ابن ماجہ ۴۳۰۰۔ ۷۔ مستدرک حاکم: ۱/۶۔ ۸۔ شعب الایمان: ۲۸۳۔ ۹۔ فضائل ذکر ص/۲۳۔ ۱۰۔ معجم کبیر: ۲۰/۱۸۲۔
۱۱۔ عمل الیوم واللیلۃ۔ حدیث نمبر/۳۔ ۱۲۔ شعب الایمان: ۱/۳۹۲، حدیث نمبر/۵۱۲۔ ۱۳۔ مجمع الزوائد: ۱/۷۴۔ ۱۴۔ الترغیب: ۲/۴۰۱۔

میں نہ جرح یاد ہے اور نہ تعدیل۔ اس حدیث کے بقیہ راوی ثقہ اور معروف ہیں۔ امام بیہقیؒ نے کئی اسانید سے اس حدیث کی روایت کی ہے جس میں سے ایک جید ہے۔ امام سیوطیؒ نے (۱) اس حدیث کو طبرانی اور بیہقی کی طرف منسوب کر کے اس کے حسن ہونے کا اشارہ دیا ہے۔ امام مناویؒ نے اپنی کتاب (۲) میں ان کی موافقت کی ہے۔

اس حدیث کی شاہد ایک تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، جس کی تخریج ابونعیمؒ (۳) اور امام بیہقیؒ نے (۴) کی ہے؛ لیکن اس کی سند میں ضعیف ہے؛ جیسا کہ امام بیہقیؒ نے صراحت کی ہے۔ دوسری شاہد حضرت ابو ہریرہ ﷜ کی حدیث ہے جس کی تخریج امام احمدؒ (۵) ابن حبانؒ (۶) میں اور طبرانیؒ (۷) نے کی ہے، ان میں امام احمدؒ کی سند صحیح ہے۔

حدیث (۱۵۵)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے (کہ قیامت کے دن) صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا بس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں آخری آیت پہونچے۔ (صحیح بالشواہد) (۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج احمدؒ (۹) ابوعبیدؒ (۱۰) ابن حبانؒ (۱۱) ابن ابی شیبہؒ (۱۲) ابوداؤدؒ (۱۳) ترمذیؒ (۱۴) ابن فریسؒ (۱۵) فریابیؒ (۱۶) حاکمؒ (۱۷) بیہقیؒ (۱۸) اور بغویؒ (۱۹) نے عبدالرحمٰن بن مہدی از سفیان از عاصم از زر کے طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔ امام حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبیؒ نے حاکم کی موافقت کی ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی عاصم بن ابی النجود ہیں اور وہ صدوق ہیں۔

اس حدیث کی شاہد حضرت ابوسعید خدری ﷜ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ (۲۰) اور ابن ماجہؒ نے (۲۱) کی

---

۱ الجامع الصغیر: ۱۰۷۷۔ ۲ فیض القدیر: ۵۳۹۰۔ ۳ الحلیۃ: ۵/۳۶۲۔ ۴ سنن بیہقی: ۵۱۱۔ ۵ مسند احمد: ۹۹۶۵۔
۶ صحیح ابن حبان: ۵۹۱، ۵۹۲۔ ۷ المعجم الاوسط: ۴۸۳۱، الدعاء: ۱۹۲۶۔ ۸ فضائل قرآن: ص/۱۷۔ ۹ مسند احمد: ۲/۱۹۲۔
۱۰ فضائل القرآن: ص/۳۷۔ ۱۱ صحیح ابن حبان: ۷۶۶۔ ۱۲ مصنف: ۱۰/۴۹۸۔ ۱۳ سنن ابوداؤد: ۱۴۶۴۔
۱۴ سنن ترمذی: ۲۹۱۴۔ ۱۵ فضائل القرآن: ۱۱۱۔ ۱۶ فضائل القرآن: ۶۱۔ ۱۷ مستدرک حاکم: ۱/۵۵۲۔
۱۸ سنن بیہقی: ۲/۵۳۔ ۱۹ شرح السنۃ: ۱۱۷۸۔ ۲۰ مسند احمد: ۳/۴۰۔ ۲۱ سنن ابن ماجہ: ۳۷۸۰۔

ہے ۔اس حدیث کی سند میں ایک راوی عطیہ عوفی ہیں، جوضعیف ہیں اور امام احمدؒ (۱) اور ابن ابی شیبہؒ نے (۲) اس حدیث کی تخریج وکیع از اعمش از ابوصالح از ابوسعید یا ابوہریرہ ؓ کے طریق سے کی ہے ۔امام ہیثمیؒ (۳) کہتے ہیں :اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں ۔

حدیث (۱۵۶)

حضرت ابن مسعود ؓ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے اس کے لیے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے، میں نہیں کہتا کہ سارا الم ایک حرف ہے؛ بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے ۔(صحیح بالمتابعۃ) (۴)

تخریج:

اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۵) امام ترمذیؒ (۶) اور ابن مندہؒ (۷) نے ضحاک بن عثمان از ایوب بن موسیٰ از محمد بن کعب کے دو طریق سے کی ہے ۔

امام ترمذیؒ کی صراحت

امام ترمذیؒ کہتے ہیں: ''یہ حدیث اس طریق کے علاوہ سے بھی حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کی گئی ہے، اسے ابوالاحوصؒ نے حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کیا ہے، بعض نے اسے متصل نقل کیا اور بعض نے موقوف علی ابن مسعود نقل کیا ہے''۔ پھر امام ترمذیؒ کہتے ہیں: ''اس طریق سے یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے میں نے قتیبہ کو کہتے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ محمد بن کعب القرظی نبی ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئے تھے اور ان کی کنیت ابوحمزہ ہے ۔

امام ترمذیؒ کی صراحت پر تبصرہ

امام ترمذیؒ کا قتیبہ کے حوالہ سے یہ کہنا کہ محمد بن کعب نبی ﷺ کی زندگی ہی میں پیدا ہوئے تھے اس کی کوئی حقیقت نہیں ؛اس لئے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں وہ نہیں ؛ بلکہ ان کے والد پیدا ہوئے ۔چنانچہ مورخین نے ذکر کیا ہے کہ ان کے والد بنو قریظہ کے نابالغ قیدیوں میں تھے ؛ چنانچہ بنو قریظہ کے لوگوں نے انھیں چھوڑ دیا ۔اس بات کی صراحت امام بخاریؒ نے محمدؒ کے حالاتِ زندگی میں کیا ہے ۔امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ غزوہ بنو قریظہ کے وقت ان کے والد نابالغ تھے ؛اس لئے انھیں چھوڑ دیا

---

۱ مسند احمد ۲/۴۷۱۔ ۲ مصنف :۱۰/۴۹۸۔ ۳ مجمع الزوائد :۷/۱۶۳۔ ۴ فضائل قرآن :ص/۲۰۔

۵ التاریخ الکبیر :۱/۲۱۶۔ ۶ سنن ترمذی :۲۹۱۰۔ ۷ کتاب الرد علی من یقول الم حرف :ص/۵۴۔

گیا۔اس صراحت کے بعد امام بخاریؒ نے سند بیان کی ''از محمد بن کعب از ابن مسعود'' اس کے بعد حدیث کا ذکر کیا اور کہا کہ میں نہیں جانتا کہ محمد بن کعب نے اس حدیث کو یاد رکھا یا نہیں۔ امام ابوداؤدؒ کہتے ہیں کہ محمد بن کعب نے حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے حدیث سنا ہے؛ چنانچہ ابوداؤدؒ کہتے ہیں: میں نے قتیبہ کو کہتے سنا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ یہ بات حافظ ابن حجرؒ نے (۱) لکھی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ (۲) کہتے ہیں کہ: ان کی ایک روایت حضرت ابن مسعودؓ سے ہے؛ اگرچہ ابن عساکرؒ نے اسے بعید قرار دیا ہے؛ لیکن حافظ مزیؒ (۳) کہتے ہیں: انھوں نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ حدیث مرسل ہے''۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں کہتا ہوں کہ: محمد بن کعب کے سماع کی تصریح اس روایت کے متصل ہونے کو بتاتی ہے پھر اس کے توابع بھی موجود ہیں؛ چنانچہ خطیب بغدادیؒ (۴) اور دیلمیؒ نے (۵) محمد بن احمد بن جنیدؒ کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔ سند یوں ہے محمد بن احمد بن الجنید ابو عاصم از سفیان از عطاء بن السائب از ابی الاحوص از عبداللہ مرفوعاً نحوہ۔ اس سند کے رجال میں ابن الجنیدؒ کے علاوہ سب صحیح کے رجال اور ثقہ ہیں۔ ابن الجنیدؒ کے سلسلہ میں خطیب بغدادیؒ کہتے ہیں ''شیخ اور صدوق'' ہیں۔ اس حدیث کی تخریج ابن نصرؒ نے (۶) کی ہے۔ سند اس طرح ہے از یحییٰ از ابو معاویہ از ہجری از ابوالاحوص۔ یہ حدیث مرفوع ہے اور اس کا متن دوسرے سے زیادہ مکمل ہے اور اس کے رجال الہجری کے علاوہ سب ثقہ اور مسلم کے رجال ہیں۔ الہجری کا نام ابراہیم بن مسلم ہے اور وہ ''لین الحدیث'' ہیں۔ انھیں کے طریق سے اس حدیث کو حاکمؒ نے بھی (۷) روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے؛ لیکن ذہبیؒ نے یہ کہہ کر ان کی اس بات کی تردید کی ہے کہ اس کی سند میں ابراہیم ضعیف ہیں۔ اس حدیث کی ایک اور متابع ہے، جس کی تخریج حاکمؒ نے (۸) عاصم بن ابی النجود از ابوالاحوص کے طریق سے کی ہے؛ اسی طرح اس کی تخریج امام دارمیؒ نے (۹) اور ابن ابی شیبہؒ نے (۱۰) از ابوالاحوص، از عبداللہ موقوفاً دو طرق سے کی ہے۔ مولانا عبدالرحمن مبارکپوریؒ نے (۱۱) اس حدیث کی مرفوع روایت سے تغافل برتا ہے؛ چنانچہ ''تحفہ'' میں وہ کہتے ہیں ''اس حدیث کی تخریج امام دارمیؒ نے کی ہے، لیکن انھوں نے مرفوع روایت کی تخریج نہیں کی؛ بلکہ صرف موقوف پر اکتفا کیا ہے''۔

حدیث (۱۵۷)

حضرت ابوہریرہؓ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن شریف میں ایک سورہ ۳۰ آیات کی ایسی ہے کہ وہ

---

۱ التہذیب: ۹/۴۲۱۔ ۲ الاصابہ: ۳/۱۹۳۔ ۳ تہذیب الکمال: ۲۶/۳۴۱۔ ۴ التاریخ: ۱/۲۸۵۔ ۵ مسند الفردوس: ۱/۱۳۔ ۶ قیام اللیل: ۷۰۔
۷ مستدرک حاکم: ۱/۵۵۵۔ ۸ مستدرک حاکم: ۱/۵۶۶۔ ۹ سنن دارمی: ۳۳۵۱۔ ۱۰ مصنف: ۱۰۰۷۱۔ ۱۱ تحفۃ الاحوذی: ۸/۲۲۷۔

اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی مغفرت کرادے، وہ سورۂ تبارک الذی ہے۔ (صحیح بالشواہد) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج احمدؒ (۲) ابوعبیدؒ (۳) ابوداؤدؒ (۴) ترمذیؒ (۵) ابن ماجہؒ (۶) ابن فریسؒ (۷) فریابیؒ (۸) نسائیؒ (۹) ابن حبانؒ (۱۰) حاکمؒ (۱۱) بیہقیؒ (۱۲) اور ابن عبدالبرؒ (۱۳) نے شعبہ از قتادہ از عباس جشمی کے طرق سے کی ہے۔

سند مذکور میں ایک راوی عباس جشمی ہیں، ان کے تعلق سے ذہبیؒ (۱۴) کہتے ہیں کہ: مضبوط ہیں۔ ابن حبانؒ نے (۱۵) ان کا ذکر کیا ہے۔ حافظ بن حجرؒ نے (۱۶) انھیں مقبول کہا ہے۔

اس حدیث کی شاہد ایک تو حضرت انسؓ کی حدیث ہے، جس کی تخریج طبرانیؒ (۱۷) اور علامہ ضیاء مقدسیؒ نے (۱۸) کی ہے اور دوسری شاہد ابن مسعودؓ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام نسائیؒ (۱۹) اور امام طبرانیؒ نے (۲۰) کی ہے۔

۱۔ فضائل قرآن: ص/۵۳۔ ۲۔ مسند احمد: ۲/۲۹۹، ۳۲۱۔ ۳۔ فضائل القرآن: ص/۲۶۰، ۲۶۱۔ ۴۔ سنن ابی داؤد: ۱۴۰۰۔ ۵۔ سنن ترمذی: ۲۸۹۱۔
۶۔ سنن ابن ماجہ: ۳۷۸۶۔ ۷۔ فضائل القرآن: ۲۳۷۔ ۸۔ فضائل القرآن: ۳۳۔ ۹۔ عمل الیوم واللیلۃ: ۷۱۰، السنن الکبریٰ: ۱۱۶۱۲۔
۱۰۔ ابن حبان: ۷۸۷۔ ۱۱۔ مستدرک حاکم: ۱/۵۶۵۔ ۱۲۔ شعب الایمان: ۲۵۰۶۔ ۱۳۔ التمہید: ۷/۲۶۲۔ ۱۴۔ الکاشف: ۲۶۱۵۔ ۱۵۔ کتاب الثقات: ۵/۲۵۹۔
۱۶۔ التقریب: ۳۱۹۵۔ ۱۷۔ المعجم الصغیر: ۴۹۰۔ ۱۸۔ المختارۃ: ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰۔ ۱۹۔ عمل الیوم واللیلۃ: ۷۱۱۔ ۲۰۔ معجم طبرانی: ۱۰۲۵۴۔

کتاب الجھاد

حدیث (۱۵۸)

حضرت ابوہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دوصحابی ایک ساتھ مسلمان ہوئے ان میں سے ایک صاحب جہاد میں شہید ہوگئے۔ اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا ان شہید سے پہلے جنت میں داخل ہوگئے۔ تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ شہید کا درجہ بہت اونچا ہے وہ پہلے جنت میں داخل ہوتے۔ میں نے حضور ﷺ سے خود عرض کیا یا کسی اور نے عرض کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جن صاحب کا بعد میں انتقال ہوا ان کی نیکیاں نہیں دیکھتے کتنی زیادہ ہوگئیں۔ ایک رمضان المبارک کے پورے روزے بھی ان کے زیادہ ہوئے اور اتنی اتنی رکعتیں نماز کی ایک سال میں ان کی بڑھ گئیں۔ (صحیح بالشواہد)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ نے (۲) کی ہے۔ سند اس طرح ہے محمد بن بشر از محمد بن عمرو از ابوسلمۃ۔ یہ سند حسن ہے محمد بن عمرو بن علقمہ کی وجہ سے کہ وہ صدوق ہیں۔

اسی طرح اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) ابویعلیؒ (۴) اور شاشیؒ نے (۵) محمد بن عمرو کے دوطرق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے از محمد بن عمرو از ابوسلمۃ از طلحۃ بن عبید اللہ۔

نیز امام احمدؒ (۶) اور ابن ماجہؒ (۷) نے ابن الھاد سے دوطرق سے تخریج کی ہے۔ سند اس طرح ہے از ابن الھاد از محمد بن ابراہیم التیمی از ابوسلمہ از طلحہ، علامہ بوصیریؒ (۸) کہتے ہیں: ''یہ ایسی سند ہے کہ اس کے سارے رجال ثقہ ہیں، لیکن اس میں انقطاع ہے''۔ سند میں مذکور راوی ابوسلمہ کے تعلق سے علی ابن مدینیؒ اور ابن معینؒ کہتے ہیں: ''ابوسلمہ نے طلحہ بن عبداللہ سے کوئی چیز نہیں سنی''۔ امام ذہبیؒ (۹) کہتے ہیں: ''ابوسلمہ کی طلحہ سے روایت مرسل ہے''۔ حافظ مزیؒ نے قطعیت کے ساتھ کہا کہ ابو سلمہ نے طلحہ سے نہیں سنا۔ ابوسلمہ کی طلحہ سے روایت نہ سننے کی بات ابن ابی خیثمہ اور علامہ دوری نے ابن معینؒ سے نقل کیا ہے۔

۱ فضائل نماز: ص/۱۴۔ ۲ مسند احمد: ۲/۳۳۳۔ ۳ مسند احمد: ۲/۳۳۳۔ ۴ مسند ابویعلی: ۶۴۸۔

۵ مسند شاشی: ۲۷۔ ۶ مسند احمد: ۱/۱۶۳۔ ۷ سنن ابن ماجہ: ۳۹۲۵۔ ۸ الزوائد: ۴/۱۵۸۔ ۹ سیر اعلام النبلاء: ۴/۲۸۷۔

ذہبیؒ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ ان کی ولادت ۲۰ھ کے آس پاس ہوئی۔ ابن سعدؒ کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۹۴ھ کو ہوئی جب کہ وہ ۷۲ سال کے تھے۔ اس لحاظ سے ان کی سن ولادت ۲۲ھ ہوتی ہے۔ جبکہ حضرت طلحہؓ ۳۶ھ میں شہید کردیئے گئے اس اعتبار سے حضرت ابوطلحہؓ کی وفات کے وقت ابوسلمہ کی عمر چودہ یا پندرہ سال کی ہوگی اور یہ ایسی عمر ہے کہ اس عمر میں ابوسلمہ کے طلحہؓ سے سماع کا احتمال رہتا ہے۔

اس حدیث کی شاہد ایک تو حضرت عبید بن خالد سلمی کی روایت ہے جس کی تخریج امام احمدؒ (۱) ابوداؤدؒ (۲) اور امام نسائیؒ نے (۳) شعبہ از عمرو بن مرۃ از عمرو بن میمون از عبداللہ بن ربیعۃ کے طرق سے کی ہے۔ دوسری شاہد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ (۴) دورقیؒ (۵) ابن خزیمہؒ (۶) حاکمؒ (۷) اور ابن عبدالبرؒ نے (۸) عبداللہ بن وہب از مخرمۃ از والدخود از عامر بن سعد کے طرق سے کی ہے۔ ذہبیؒ نے اس کی موافقت کی ہے۔

اس حدیث کی تخریج امام مالکؒ نے بھی (۹) عامر بن سعد سے بلغنی کے الفاظ سے کی ہے۔

اس باب سے تعلق رکھنے والی ایک روایت عبداللہ بن بسر سے "**خیر کم من طال عمرہ وحسن عملہ**" کے الفاظ سے مروی ہے۔ امام احمدؒ نے (۱۰) صحیح سند کے ساتھ اس کی روایت کی ہے۔

حدیث (۱۵۹)

نوٹ: شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کا صرف آخری حصہ ذکر کیا ہے جس کا تعلق رمضان سے ہے۔ مگر صاحب تحقیق المقال نے حدیث کا ابتدائی حصہ بھی مکمل نقل کیا ہے۔ یہاں صرف فضائل اعمال کا حصہ نقل کیا جارہا ہے)

حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعاء رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی دعا اور تیسرے مظلوم کی جس کو حق تعالیٰ شانہ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا گو (کسی مصلحت سے کچھ) دیر ہوجائے۔ (صحیح بالمتابعۃ) (۱۱)

تخریج

حدیث میں مذکور عبارت "**ثلاثۃ لا تردّ دعوتھم**" کی تخریج علامہ طیالسیؒ (۱۲) ابن حبانؒ (۱۳) طبرانیؒ (۱۴) اور

۱۔ مسند احمد: ۳/۵۰۰-۴/۲۱۹۔ ۲۔ سنن ابوداود: ۲۵۲۴۔ ۳۔ سنن نسائی: ۴/۷۴۔ ۴۔ مسند احمد: ۱/۱۷۷۔ ۵۔ دورقی: ۳۰۔
۶۔ صحیح ابن خزیمہ: ۳۱۰۔ ۷۔ مستدرک حاکم: ۱/۲۰۰۔ ۸۔ التمہید: ۲۳/۲۲۱۔ ۹۔ موطا: ۱/۱۷۴۔ ۱۰۔ مسند احمد: ۴/۱۸۸، ۱۹۰۔
۱۱۔ فضائل رمضان: ص/۲۱۔ ۱۲۔ مسند طیالسی: ۲۵۰۷۔ ۱۳۔ صحیح ابن حبان: ۳۴۲۸۔ ۱۴۔ کتاب الدعاء: ۱۳۱۵۔

امام بیہقیؒ نے زہیر از سعد طائی از ابو مدلہ کی سند سے (۱) کی ہے۔ سند میں مذکور راوی ابو المدلہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں ان سے سعد الطائی کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔ ابن حبانؒ نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام عبداللہ بن عبداللہ بتایا ہے۔ امام ذہبیؒ ''المیزان'' میں کہتے ہیں: ''وہ ٹھیک سے نہیں پہچانے جاتے''۔ حافظ ابن حجرؒ نے ''التقریب'' میں انھیں مقبول کہا ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج حمیدیؒ (۲) ابن ابی شیبہؒ (۳) امام احمدؒ (۴) دارمیؒ (۵) ترمذیؒ (۶) ابن ماجہؒ (۷) اور ابن خزیمہؒ نے (۸) سعد ابی مجاہد الطائی کے طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو ''حسن'' کہا ہے۔ (۹) ابن علانؒ نے ''امالی الاذکار'' کے حوالہ سے حافظؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ امام بیہقیؒ نے (۱۰) اس حدیث کا ایک طریق ذکر کیا ہے جو بخاری کے طریق سے ہے ''عبداللہ بن ابوالاسود از حمید بن الاسود از عبداللہ بن سعید ابی ہند از شریک بن ابی نمر از عطا بن یسار از ابو ہریرہ۔

اس حدیث کی تخریج امام بزارؒ نے (۱۱) اسحاق بن ذکریا الآملی از ابوبکر ابن ابی الاسود از حمید کے طریق سے کی ہے۔
اس حدیث کی شاہد حضرت انس ﷺ کی روایت ہے جس کو امام بیہقیؒ نے (۱۲) روایت کیا ہے۔

---

۱ سنن بیہقی: ۳/۳۵۴-۸/۱۶۲-۱۰/۸۸۔ ۲ مسند حمیدی: ۱۱۵۰۔ ۳ مصنف: ۳/۶،۷۔ ۴ مسند احمد: ۸۰۴۳،۹۷۴۱،۹۷۴۲۔
۵ سنن دارمی: ۲۸۲۴۔ ۶ سنن ترمذی: ۳۵۹۸۔ ۷ سنن ابن ماجہ: ۱۷۵۲۔ ۸ صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۰۱۔
۹ شرح الاذکار: ۴/۳۳۸۔ ۱۰ شعب الایمان: ۲/۳۹۹۔ ۱۱ مسند بزار: ۳۱۴۰۔ ۱۲ سنن بیہقی: ۳/۳۴۵۔

فصل ششم

فضائلِ اعمال کی ان احادیث کی تخریج جو حسن لذاتہ ہیں۔

کتاب الصلوٰۃ

حدیث (۱۶۰)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لئے جائے اور وہاں پہونچ کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی، تو بھی اس کو جماعت کی نماز کا ثواب ملے گا اور اس کے ثواب کی وجہ سے ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی جنھوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے۔ (حسن)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) عبد بن حمیدؒ (۳) ابوداؤدؒ (۴) نسائیؒ (۵) حاکمؒ (۶) بیہقیؒ (۷) اور بغویؒ (۸) نے عبدالعزیز بن محمد از محمد بن طحلاء از محصن بن علی از عوف بن حارث کے طرق سے کی ہے۔

محصن بن علی کو حافظ ابن حجرؒ نے (۹) مستور کہا ہے۔ امام ذہبیؒ نے (۱۰) انھیں "وثق"، یعنی حدیث کے باب میں مضبوط کہا ہے۔ ابن حبانؒ نے ان کا ذکر (۱۱) کیا ہے۔ ان سے تین ثقہ راویوں نے روایت کی ہے اور ان سے ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے بھی تخریج کی ہے۔

اس باب سے تعلق رکھنے والی ایک حدیث ایک انصاری صحابی سے مروی ہے۔ (۱۲) لیکن اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے۔

---

۱ فضائل نماز: ص/۴۷۔ ۲ مسند احمد: ۳۸۰/۲۔ ۳ مسند عبد بن حمید: ۴۵۵۱۔ ۴ سنن ابی داؤد: ۵۶۴۔
۵ سنن نسائی: ۱۱۱/۲، الکبریٰ: ۸۳۹۔ ۶ مستدرک حاکم: ۲۰۸/۱، ۲۰۹۔ ۷ سنن بیہقی: ۶۹/۳۔ ۸ شرح السنۃ: ۷۸۹۔
۹ التقریب: ۶۵۰۶۔ ۱۰ الکاشف: ۵۳۱۴۔ ۱۱ الثقات: ۴۵۸/۵۔ ۱۲ سنن ابوداؤد: ۵۶۳، سنن بیہقی: ۶۹/۳۔

حدیث (۱۶۱)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔ (حسن) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) دارمیؒ (۳) بخاریؒ (۴) نسائیؒ (۵) ابویعلیٰؒ (۶) دولابیؒ (۷) اور بیہقیؒ (۸) نے واصل مولی ابی عیینہ از بشار بن سیف از ولید بن عبدالرحمٰن جرشی از زعیاض بن غطیف کے طرق سے مطول اور مختصر دونوں طرح سے کی ہے۔ اور ابن خزیمہؒ نے سیف بن ابی سیف از ولید کے طریق سے بھی روایت کی ہے۔ (۹) حدیث بالا کا حصہ "الصوم جنة" کی تخریج صحیحین بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے کی گئی ہے۔

اس باب سے تعلق رکھنے والی احادیث حضرت معاذ، ابو ہریرہ، عثمان بن ابی العاص، براء بن عازب، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی مروی ہیں۔

درجۂ حدیث

امام منذریؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کو امام نسائیؒ نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے''۔ (۱۰) امام ھیثمیؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کو امام احمدؒ، ابویعلیٰؒ اور بزارؒ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی بشار بن ابی سیف ہیں میں نہ ان کو ثقہ قرار دینے والوں کو جانتا ہوں اور نہ ہی ان کی جرح کرنے والوں کو؛ البتہ ان کے بقیہ رجال ثقہ ہیں''۔ (۱۱)

حدیث (۱۶۲)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا سارے خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقۃً محروم ہی ہے۔ (حسن) (۱۲)

---

۱ فضائل رمضان ص/۲۶۔ ۲ مسند احمد ۱/۱۹۵۔ ۳ سنن دارمی: ۲۷۶۳۔ ۴ التاریخ الکبیر: ۷/۲۱، کتاب الجہاد: ۲۷،۲۳۔
۵ سنن نسائی: ۴/۱۶۷۔ ۶ مسند ابویعلیٰ: ۸۷۸۔ ۷ الکنی: ۱/۱۲۔ ۸ سنن بیہقی: ۹/۱۷۱،۲۰۱، شعب الایمان: ۳۲۷۱۔
۹ صحیح ابن خزیمہ: ۱۸۹۲۔ ۱۰ الترغیب: ۲/۱۴۷۔ ۱۱ مجمع الزوائد: ۳/۳۰۰۔ ۱۲ فضائل رمضان: ص/۳۸۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ نے(۱) کی ہے۔ سند اس طرح ہے ابو بدر عباد بن الولید از محمد بن بلال از عمران القطان از قتادہ۔ اس سند کے سلسلہ میں علامہ بوصیریؒ (۲) لکھتے ہیں کہ: اس میں کلام ہے۔ عمران بن ابی داؤد القطان مختلف فیہ راوی ہیں امام احمدؒ نے ان پر کچھ طعن کیا ہے اور عفان اور عجلی نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن حبانؒ نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن ماجہ، نسائیؒ، ابن معینؒ اور ابن عدیؒ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے اور محمد بن بلال کو ابن حبانؒ نے ثقہ قرار دیا ہے اور ابن عدی کہتے ہیں کہ وہ عمران سے غریب احادیث روایت کرتے ہیں۔ نیز عمران کے علاوہ سے بھی انھوں نے غریب احادیث روایت کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔ سند کے باقی رجال ثقہ ہیں۔

درجۂ حدیث

امام منذریؒ اس حدیث کے تعلق سے کہتے ہیں: ''اس حدیث کو ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے انشاء اللہ''۔(۳)

۱؎ سنن ابن ماجہ:۱۶۳۴۔ ۲؎ الزوائد:۲/۶۱۔ ۳؎ الترغیب:ص/۹۹۔

کتاب الزکوٰۃ

حدیث (۱۶۳)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مال کی زکوٰۃ ادا کرے تو اس مال کا شر اس سے جاتا رہتا ہے۔ (حسن)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن خزیمہؒ (۲) اور حاکمؒ (۳) نے عبداللہ بن وہب از ابن جریج از ابوزبیر کے دو طریق سے کی ہے۔ حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح علیٰ شرط مسلم قرار دیا ہے۔ ذہبیؒ نے حاکم کی موافقت کی ہے۔ طبرانیؒ نے اس حدیث کی تخریج (۴) میں مغیرۃ بن زیاد از ابوزبیر کے طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ہیثمیؒ (۵) کہتے ہیں: اس کی سند حسن ہے؛ اگرچہ اس کے بعض رجال میں کلام ہے۔

اس حدیث کی شاہد حضرت ابوہریرہ ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج ابن خزیمہؒ (۶) اور حاکمؒ (۷) نے کی ہے اور اس کی سند ایک راوی دراج ابی السمح کے سبب ضعیف ہے۔

حدیث (۱۶۴)

حضرت ابوالزبیرؒ کہتے ہیں کہ: میں نے جابر ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے آپ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ ماءِ زمزم کو جس مقصد کے لیے نوش کرے گا، اس میں اس کو کامیابی ملے گی۔ (حسن)(۸)

---

۱ فضائل صدقات: ص/۲۲۷۔ ۲ صحیح ابن خزیمہ: ۲۲۷۰۔ ۳ مستدرک حاکم: ۱/۳۹۰۔ ۴ المعجم الاوسط: ۱۳۴۵ (مجمع البحرین)۔
۵ مجمع الزوائد: ۳/۶۳۔ ۶ صحیح ابن خزیمہ: ۲۲۷۱۔ ۷ مستدرک: ۱/۳۹۰۔ ۸ فضائل حج: ص/۸۵۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۱) امام احمدؒ (۲) ابن ماجہؒ (۳) طبرانیؒ (۴) ابونعیمؒ (۵) ازرقیؒ (۶) فاکہیؒ (۷) خطیب بغدادیؒ (۸) عقیلیؒ (۹) ابن عدیؒ (۱۰) اور بیہقیؒ (۱۱) نے عبداللہ بن مؤمل از ابوزبیر کے طرق سے کی ہے۔

بوصیریؒ (۱۲) لکھتے ہیں: ''سند کے ایک راوی عبداللہ بن مؤمل کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے''۔ امام سخاویؒ (۱۳) کہتے ہیں: ''اس کی سند ضعیف ہے''۔ حافظ ابن حجرؒ (۱۴) کہتے ہیں: بیہقیؒ نے کہا اس حدیث میں عبداللہ کا تفرد ہے اور وہ ضعیف ہیں، ابن القطان نے اس حدیث کو عبداللہ کے ضعف اور ابوزبیر کے عنعنہ کی وجہ سے معلول قرار دیا ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ابوالزبیر کی حضرت جابرؓ سے سماع کی صراحت امام بیہقیؒ اور ابن ماجہؒ نے اپنی اپنی سنن میں کی ہے۔ جہاں تک ابوالزبیر کے ضعف کی بات ہے تو عباس الدوریؒ کی روایت میں ابوالزبیر کو ابن معینؒ نے ''صالح الحدیث'' کہا ہے اور ابن مریم کی روایت میں ابن معینؒ نے ابوالزبیر کے سلسلہ میں ''لا بأس به'' کے الفاظ کہے ہیں۔ ابن سعدؒ کہتے ہیں کہ ابوالزبیر ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔ ابن وضاحؒ نے کہا کہ ابن نمیر کو کہتے ہوئے سنا کہ عبداللہ بن مؤمل ثقہ ہیں، ابن نمیر کے علاوہ حضرات نے کہا: عبداللہ بن مؤمل ''سئی الحفظ'' کمزور حافظہ والے ہیں۔ ہم ان کے سلسلہ میں کسی کی ایسی جرح نہیں جانتے جو انھیں ساقط العدالت بنا دیتی ہو۔

ابن حبانؒ نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے؛ نیز ان کا ذکر ''ضعفاء'' میں بھی کیا ہے یہ خیال کر کے کہ عبداللہ بن مؤمل نامی دو افراد الگ الگ ہیں جبکہ دونوں ایک ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ مخالفین کے موجود ہوتے ہوئے محدثین کی ایک جماعت نے انھیں ثقہ قرار دینے پر اتفاق کیا ہے اور ایسا ہونا ''حدیث حسن'' کی شرط ہے۔ اس طرح یہ سند عبداللہ بن مؤمل کے تفرد کے باوجود ''حسن'' ہوگی۔ اس لئے کہ اس کے راوی متہم بالکذب نہیں ہیں اور نہ ان کو ضعیف قرار دینے پر اتفاق کیا گیا ہے؛ بلکہ محدثین کی ایک جماعت نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے، جن میں سرفہرست سفیان بن عیینہ ہیں، جنھوں نے عبداللہ بن مؤمل اور ان

۱؎ ابن ابی شیبہ: ۸/۹۵۔ ۲؎ مسند احمد: ۳/۳۵۷، ۳۷۲۔ ۳؎ سنن ابن ماجہ: ۳۰۶۲۔ ۴؎ معجم اوسط: ۸۵۳، ۹۰۲۳۔

۵؎ اخبار اصبہان: ۲/۳۷۔ ۶؎ اخبار مکہ: ۲/۵۲۔ ۷؎ اخبار مکہ: ۱۰۷۶۔ ۸؎ تاریخ بغداد: ۳/۱۷۹۔

۹؎ الضعفاء: ۲/۳۰۳۔ ۱۰؎ الکامل: ۱۴۵۵۔ ۱۱؎ سنن بیہقی: ۵/۱۴۸۔ ۱۲؎ الزوائد: ۳/۲۰۸۔

۱۳؎ المقاصد الحسنہ: ۹۲۸۔ ۱۴؎ تلخیص: ۲/۲۶۸۔

کے علاوہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے؛ جیسا کہ اوپر گذرا؛ اس لیے دوسرے راویوں کی جانب سے ان کی حدیث کی متابعت کے سبب ان کی حدیث، حدیث صحیح کے درجہ کو پہونچ گئی۔ سفیان بن عیینہؒ کا یہ فیصلہ ہے؛ کیونکہ اس میں تفرد باقی نہ رہا؛ اس لئے کہ حمزۃ زیات اور ابراہیم بن طہمان نے حدیث کی متابعت کی ہے۔ اس سلسلہ کی مزید تفصیل کے لئے شیخ احمد الغماریؒ کی المداوی (۱) کی طرف مراجعت کیجئے۔

درجۂ حدیث

علامہ مناویؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث میں طویل اختلاف اور مستقل تالیفات ہیں''۔ ابن القیمؒ کہتے ہیں: ''حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے بعض نے اس حدیث کی صحت کا قطعی حکم لگایا ہے اور بعض نے اندازہ سے اس کے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے''۔

ابن حجرؒ کہتے ہیں: ''یہ حدیث اپنے شواہد کی وجہ سے غریب حسن ہے''۔ زرکشیؒ کہتے ہیں: ''ابن ماجہؒ نے اسناد جید کے ساتھ اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ اور ابن حجرؒ نے کہا کہ یہ حدیث اپنے شواہد کی وجہ سے غریب حسن ہے''۔ دمیاطیؒ کہتے ہیں: ''یہ حدیث، حدیث صحیح کے شکل پر ہے۔ (۲) شیخ عبدالغنی المجددیؒ ''انجاح الحاجۃ'' میں کہتے ہیں: ''یہ حدیث زبانوں پر مشہور ہے؛ لیکن حفاظِ حدیث نے اختلاف کیا ہے۔ بعضوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بعضوں نے حسن اور ان میں سے کچھ نے اس کے موضوع ہونے کی بات کہی ہے؛ لیکن قابلِ اعتماد پہلا قول ہے''۔ حافظ ابن حجرؒ ''شرح مناسک النووی'' میں کہتے ہیں: ''اس حدیث کے تعلق سے محدثین نے کافی کلام کیا ہے؛ لیکن ان میں کے محقق حضرات نے جس پر اتفاق کیا ہے وہ یہ کہ یہ حدیث حسن یا صحیح ہے۔ ذہبیؒ کا اس حدیث کو باطل اور ابن جوزیؒ کا موضوع کہنا قابل رد ہے۔

ا. المداوی: ۵/۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳۔ ۲. فیض القدیر: ۵/۳۰۴۔

کتاب الآداب

حدیث (۱۶۵)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر بھلائی صدقہ ہے اور کسی کار خیر پر دوسرے کو ترغیب دینے کا ثواب ایسا ہی ہے جیسا کہ خود کرنے کا ثواب ہے اور اللہ جل شانہ مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کو محبوب رکھتا ہے۔ (حسن بالشواہد)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن عدیؒ نے (۲) سفیان بن وکیع بن الجراحؒ کے حالاتِ زندگی میں کی ہے۔ سند اس طرح ہے: فضل بن عبداللہ بن مخلد از سفیان بن وکیع از زید ابن الحباب از دوس بن عبیدہ از طلحہ۔ علامہ ذہبیؒ (۳) کہتے ہیں: ''امام بخاریؒ نے فرمایا: ائمہ جرح وتعدیل کو سفیان بن وکیع کے سلسلہ میں چند ایسی باتوں کی وجہ سے کلام ہے، جن کی انھوں نے سفیان بن وکیع کو تلقین کی تھی''۔ ابوزرعہؒ نے کہا کہ وہ متہم بالکذب ہے علامہ ذہبیؒ نے کہا ہے کہ: ''وہ ضعیف ہیں'' (۴)۔ حافظ بن حجرؒ کہتے ہیں: ''وہ ابتداء میں صدوق تھے، مگر بعد میں اپنے وراق کی آزمائش میں مبتلا ہوگئے اس طور پر کہ ان کے وراق نے ایسی چیزیں شامل کردیں جو ان کی حدیث میں نہیں تھیں۔ اس پر انھوں نے اپنے وراق کو نصیحت کی؛ لیکن اس نے اس کی بات نہ مانی جس کی وجہ سے ان کی حدیثیں ساقط ہوگئیں۔ امام ترمذیؒ نے اپنی سنن ترمذی میں ان کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے ان سے روایت کی ہے۔

اس حدیث کی شاہد ایک تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، جس کی تخریج عسکری ابن جمیع اور انہی کے طریق سے منذریؒ نے کیا ہے۔ دوسری شاہد حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، جس کی تخریج دار قطنیؒ نے المستجاد من حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ میں کی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث کے کچھ حصے کی شاہد حضرت بریدہ ﷺ کی حدیث ہے جس کی تخریج عسکریؒ نے کی ہے۔ اسی طرح حضرت ابومسعود ﷺ کی حدیث ہے جس کی تخریج امام مسلمؒ نے کی ہے۔ ایک شاہد حضرت ابوالدرداء ﷺ کی روایت ہے جس کی تخریج ابن عبدالبرؒ نے کیا ہے۔ اس کا ذکر سخاویؒ نے (۵) کیا ہے۔

۱ فضائل صدقات: ص/۱۲۵۔ ۲ الکامل: ۳/۱۲۵۴۔ ۳ میزان الاعتدال: ۳۳۳۴۔ ۴ الکاشف: ۲۰۰۰۵۔ ۵ المقاصد الحسنۃ: ۲۷۸۔

حدیث (۱۶۶)

حضرت بھیسہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میرے والد صاحب نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ کیا چیز ہے جس کا کسی مانگنے والے کو دینے سے روکنا جائز نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پانی، میرے والد نے پھر یہی سوال کیا، تو حضور ﷺ نے فرمایا: نمک، میرے والد نے پھر یہی سوال کیا، تو حضور ﷺ نے فرمایا: جو بھلائی تو (کسی کے ساتھ) کر سکے، وہ تیرے لئے بہتر ہے۔ (اس کی سند جید ہے) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) دارمیؒ (۳) ابو داوٗدؒ (۴) دولابیؒ (۵) طبرانیؒ (۶) بیہقیؒ (۷) اور ابو یعلیٰؒ (۸) نے کھمس از سیار از والد خود از بھیسہ کے طرق سے کی ہے۔ دولابیؒ (۹) اور طبرانیؒ نے (۱۰) کھمس از سیار از بھیسہ از والد خود کے طرق سے بھی تخریج کی ہے۔ اس دوسری سند میں سیار کے والد کا ذکر نہیں ہے۔ سیار بن منظور وہ راوی ہیں جن کے حالات زندگی امام بخاریؒ نے (۱۱) ذکر کئے ہیں۔ امام بخاریؒ نے سیار پر نہ جرح کی ہے نہ تعدیل۔ جن لوگوں نے سیار بن منظور کو منظور بن سیار لکھا ہے انھیں وہم ہو گیا ہے؛ جیسا کہ ابن ابی حاتمؒ (۱۲) ان کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے۔ عجلیؒ (۱۳) سیار ابن منظورؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: وہ کوفی ہیں تابعی ہیں اور ثقہ ہیں۔ ان کے والد منظور ہیں۔ امام بخاریؒ نے ان کے حالاتِ زندگی (۱۴) درج کیا ہے۔ ابن ابی حاتمؒ (۱۵) نے بھی امام بخاریؒ کا اتباع کیا ہے۔ ابن حبانؒ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔

اس حدیث کی شاہد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، جو امام ابن ماجہؒ (۱۶) نے نقل کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

---

۱ فضائل صدقات: ص/۹۱۔ ۲ مسند احمد: ۳/۴۸۰، ۴۸۱۔ ۳ سنن دارمی: ۲۶۱۳۔ ۴ سنن ابو داوٗد: ۳۴۷۶۔
۵ الکنی: ۱/۱۹۔ ۶ معجم کبیر: ۲۲/۳۱۲، ۳۱۳، ۷۸۹۔ ۷ سنن بیہقی: ۶/۱۵۰۔ ۸ مسند ابو یعلی: ۷۱۷۷۔
۹ الکنی: ۱/۱۹۔ ۱۰ معجم کبیر: ۲۲/۷۸۹۔ ۱۱ التاریخ الکبیر: ۴/۱۶۰، ۱۶۱۔ ۱۲ کتاب الجرح والتعدیل: ۴/۲۵۴۔
۱۳ تاریخ الثقات: ص/۲۱۳۔ ۱۴ التاریخ: ۸/۲۶۔ ۱۵ کتاب الجرح والتعدیل: ۸/۴۰۵۔ ۱۶ سنن ابن ماجہ: ۲۴۷۳۔

کتاب الذکر والدعاء

حدیث (۱۶۷)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کثرت سے کرتے رہا کرو قبل اس کے کہ ایسا وقت آئے کہ تم اس کلمہ کو نہ کہہ سکو۔ (حسن) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابو یعلیٰؒ (۲) خطیب بغدادیؒ (۳) ابن عبد البرؒ (۴) اور ابن عدیؒ (۵) نے ضمام بن اسماعیل از موسیٰ بن وردان کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

ہیثمیؒ کہتے ہیں: "اس حدیث کو ابو یعلیٰؒ نے روایت کیا ہے، اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں ضمام بن اسماعیل کے علاوہ کہ وہ ثقہ ہیں"۔ (۶) امام منذریؒ کہتے ہیں: "اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے جید اور قوی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے ایک راوی سوید بن سعید کے سلسلہ میں حافظؒ کہتے ہیں کہ وہ صدوق ہیں"۔ (۷) امام ذہبیؒ (۸) کہتے ہیں کہ: احادیث یاد رکھتے تھے، لیکن بعد میں ان کے حافظہ میں تبدیلی آ گئی۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں: "نابینا ہو گئے، جس کی وجہ سے دوسروں سے سیکھنے اور املا لینے لگے"۔ امام نسائیؒ کہتے ہیں: "ثقہ نہیں ہیں"۔ ذہبیؒ کہتے ہیں: "امام مسلمؒ نے ان سے احتجاج واستدلال کیا ہے اور ان سے بغوی، ابن ناجیہ اور دوسرے لوگوں نے روایت کیا ہے اور وہ حدیث نقل کرنے والے اور حافظہ والے تھے، لیکن جب زیادہ عمر ہوئی اور نابینا ہو گئے، تو بہت سی مرتبہ دوسروں سے ایسی باتیں حاصل کیں، جو ان کی احادیث میں سے نہیں تھیں وہ فی نفسہ صادق اور صحیح راوی ہیں"۔ (۹)

---

۱ فضائل ذکر: ص/۷۵۔ ۲ مسند ابو یعلیٰ: ۱۱/۸ حدیث نمبر: ۶۱۴۸۔ ۳ تاریخ بغداد: ۳/۳۸۔ ۴ التمہید: ۶/۵۲، ۵۳۔
۵ الکامل: ۴/۱۴۴۴۔ ۶ مجمع الزوائد: ۱۰/۸۲۔ ۷ الترغیب والترہیب: ۲/۴۱۶۔ ۸ الکاشف: ۲۱۹۴۔ ۹ میزان: ۳۶۲۱۔

حدیث (۱۶۸)

حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ روزانہ اُحد (جو مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) کے برابر عمل کرلیا کرے؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کی کون طاقت رکھتا ہے (کہ اتنے بڑے پہاڑ کے برابر عمل کرے) حضور ﷺ نے فرمایا: ہر شخص طاقت رکھتا ہے۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا: اس کی کیا صورت ہے؟ ارشاد فرمایا کہ: سبحان اللہ کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے اور الحمد للہ کا اُحد سے زیادہ ہے اللہ اکبر کا اُحد سے زیادہ ہے۔ (حسن) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۲) اور بزارؒ (۳) نے حرمی بن حفص از عبید بن مہران از حسن کے دو طریق سے کی ہے۔ امام نسائیؒ نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں عمرو بن منصور از حرمی کی سند سے تخریج کی ہے۔ حدیث کے راوی عبید بن مہران مقبول ہیں اور اس کے باقی رجال ثقہ ہیں۔

درجۂ حدیث

ھیثمیؒ (۴) کہتے ہیں: ''ان دونوں کے رجال حدیث صحیح کے رجال ہیں''۔

حدیث (۱۶۹)

حضرت رویفع ؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اس طرح کہے ''اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وأنزله المقعد المقرب عندك يوم القيامة'' اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ (حسن) (۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۶) قاضی اسماعیلؒ (۷) ابن ابی عاصمؒ (۸) بزارؒ (۹) (کشف) خلالؒ (۱۰) ابن قانعؒ (۱۱) اور طبرانیؒ (۱۲) نے ابن لھیعہ از بکر بن سوادہ از وفاء بن شریح حضرمی از رویفع کے طرق سے کی ہے۔ سند میں ایک راوی وفاء

---

۱ فضائل ذکر: ص/۱۴۷۔ ۲ معجم الکبیر: ۱۸/۴/۱۷ حدیث نمبر: ۳۹۸ اور کتاب الدعاء: ۳/۱۵۶۵ حدیث نمبر: ۱۶۹۱۔ ۳ مسند بزار: ۹/۸/۷ حدیث نمبر ۳۶۰۹۔
۴ مجمع الزوائد: ۱۰/۹۱۔ ۵ فضائل درود: ص/۴۱۔ ۶ مسند احمد: ۴/۱۰۸۔ ۷ فضل الصلاۃ علی النبی: ۵۳۔ ۸ کتاب السنۃ: ۸۲۷۔
۹ مسند بزار: ۳۱۵۷۔ ۱۰ کتاب السنۃ: ۳۱۵۔ ۱۱ معجم الصحابۃ: ۱/۲۱۷۔ ۱۲ المعجم الکبیر: ۵/۱۴ حدیث نمبر: ۴۴۸۰ اور المعجم الاوسط: ۳۳۰۹۔

بن شریح حضرمی ہیں، جو "لین الحدیث" ہیں اور ابن لھیعہ عبادلہ ثلاثہ یعنی حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں۔ معجم کبیر کی روایت میں ابن لھیعہ سے ابو عبدالرحمٰن مقری نے روایت کی ہے اور ابو عبدالرحمٰن کا ابن لھیعہ سے روایت کرنا ابن لھیعہ کے اختلاط سے پہلے کی بات ہے۔

درجۂ حدیث

امام ھیثمیؒ (۱) کہتے ہیں: اس حدیث کو مسند بزار اور معجم کبیر و معجم اوسط میں روایت کیا ہے اور ان کی سندیں حسن ہیں۔

حدیث (۱۷۰)

حضرت ابی بن کعب ﷺ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں آپ پر درود کثرت سے بھیجنا چاہتا ہوں، تو اس کی مقدار اپنے اوقاتِ دعاء میں کتنی مقرر کروں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جتنا تیرا جی چاہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ایک چوتھائی۔ فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر اس پر بڑھادے تو تیرے لئے بہتر ہے تو میں نے عرض کیا کہ نصف کروں حضور ﷺ نے فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر بڑھادے تو تیرے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی کروں حضور ﷺ نے فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر اس سے بڑھادے تو تیرے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ پھر میں اپنے سارے وقت کو آپ ﷺ کے درود کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو اس صورت میں تیرے سارے فکروں کی کفایت کی جائے گی اور تیرے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔ (حسن) (۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) عبد بن حمیدؒ (۴) ترمذیؒ (۵) قاضی اسماعیلؒ (۶) محمد بن نصرؒ (۷) حاکمؒ (۸) ابونعیمؒ (۹) اور بیہقیؒ (۱۰) نے سفیان از عبداللہ بن محمد بن عقیل از طفیل کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

سند میں مذکور راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل کے تعلق سے حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: "صدوق ہیں، احادیث میں "لین"

۱۔ مجمع الزوائد: ۱۰/۱۶۳۔ ۲۔ فضائل درود: ص/۲۳۔ ۳۔ مسند احمد: ۵/۱۳۶۔ ۴۔ مسند عبد بن حمید: ۱۷۰۔
۵۔ سنن ترمذی: ۲۴۵۷۔ ۶۔ فضل الصلاۃ علی النبی: ۱۴۔ ۷۔ قیام اللیل: ۸۳۔ ۸۔ مستدرک حاکم: ۲/۴۲۱، ۵۱۳۔
۹۔ حلیۃ الاولیاء: ۱/۲۵۶۔ ۱۰۔ شعب الایمان: ۱۵۱۷، ۱۴۱۹، ۱۵۷۹۔

ہیں اور کہا جاتا ہے کہ آخری عمر میں ان کا حافظہ بدل گیا تھا''۔امام ذہبیؒ (۱) کہتے ہیں: ''ابو حاتم اور عدۃ کہتے ہیں کہ: ''وہ لین الحدیث ہیں''۔ابن خزیمہؒ کہتے ہیں: ''میں انھیں قابل احتجاج نہیں سمجھتا اور امام ذہبیؒ (۲) کہتے ہیں کہ وہ حسن الحدیث ہیں، انہیں امام احمدؒ اور اسحاقؒ نے قابلِ احتجاج سمجھا ہے اور ابن خزیمہؒ نے کہا کہ میں ان کو قابلِ احتجاج نہیں سمجھتا، ابو حاتم وغیرہ نے کہا کہ وہ لین الحدیث ہیں ان کے ترجمہ کا اختتام اس عبارت پر کیا گیا ہے "حديثه في مرتبة الحسن" ان کی حدیث حسن کے مرتبہ میں ہے''۔ (۳) ''الکاشف'' پر شیخ عوامہ کی تعلیق ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث (۱۷۱)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ "لا إله إلا الله" کہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے نہ کھل جائیں۔ یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہونچتا ہے؛ بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ (حسن) (۴)

تخریج

امام ترمذیؒ (۵) اور امام نسائیؒ نے (۶) حسین بن علی بن یزید الصدائی البغدادی از ولید بن القاسم بن الولید الہمدانی از یزید بن کیسان از ابی حازن کے طریق سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ نے کہا ہے کہ: ''یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے''۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں کہتا ہوں کہ: بات ویسی ہے جیسے امام ترمذیؒ نے کہی ہے۔

حدیث (۱۷۲)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمام اذکار میں افضل لا الہ الا اللہ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل الحمدللہ ہے۔ (حسن) (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام ترمذیؒ (۸) نسائیؒ (۹) ابن حبانؒ (۱۰) اور ابن عبدالبرؒ (۱۱) نے یحییٰ بن حبیب بن عربی از موسیٰ

---

۱ الکاشف: ۲۹۶۱۔ ۲ المغنی: ۳۳۲۷۔ ۳ المیزان: ۴۵۳۶۔ ۴ فضائل ذکر: ص/۷۳۔ ۵ سنن ترمذی: ۳۵۹۰۔ ۶ عمل الیوم واللیلۃ: ۸۳۳۔
۷ فضائل ذکر: ص/۶۷۔ ۸ سنن ترمذی: ۳۳۸۳۔ ۹ عمل الیوم واللیلۃ: ۸۳۱۔ ۱۰ صحیح ابن حبان: ۸۴۶۔ ۱۱ التمہید: ۶/۴۲،۴۳۔

بن ابراہیم انصاری از طلحہ بن خراش کے طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ (۱) امام ترمذیؒ نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے یہ صرف موسیٰ بن ابراہیم ہی کے طریق سے جانی جاتی ہے۔

اس حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ (۲) ابن ابی الدنیاؒ (۳) امام بیہقیؒ (۴) خرائطیؒ (۵) بغویؒ (۶) اور حاکمؒ نے (۷) موسیٰ بن ابراہیم انصاری کے طرق سے کی ہے حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سند میں مذکور راوی موسیٰ بن ابراہیم انصاری ''صدوق'' ہیں۔

حدیث (۱۷۳)

حضرت سعدؓ، حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ایک صحابی عورت کے پاس تشریف لے گئے، ان کے ساتھ کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں، جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں، حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جو اس سے سہل ہو (یعنی کنکریوں پر گننے سے سہل ہو) یا یہ فرمایا کہ: اس سے افضل ہو اور وہ ہے: ''سبحان الله عدد ما خلق في السمآء و سبحان الله عدد ما خلق في الأرض و سبحان الله عدد ما بين ذلك و سبحان الله عدد ما هو خالق'' - اور سب کے برابر اللہ اکبر اور اس کے برابر ہی الحمد للہ اور اس کی مانند لا الہ الا اللہ۔ (حسن) (۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن حبانؒ (۹) اور حاکمؒ (۱۰) نے حرملہ بن یحییٰ از ابن وہب از عمرو بن حارث از سعید بن ابی ہلال از عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے کی ہے۔

۵

درجۂ حدیث

حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے موافقت کی ہے؛ نیز اس حدیث کی تخریج ابوداودؒ (۱۱) ترمذیؒ (۱۲)

---

۱ مستدرک: ۱/۵۰۳۔ ۲ سنن ابن ماجہ: ۳۸۰۰۔ ۳ کتاب الشکر: ص/۳۷۔ ۴ الاسماء والصفات: ۱۹۳ اور شعب الایمان: ۳/۱/۱۲۸۔
۵ فضیلۃ الشکر: ص/۳۵۔ ۶ شرح السنۃ: ۱۲۶۹۔ ۷ مستدرک حاکم: ۱/۴۹۸۔ ۸ فضائل ذکر: ص/۱۶۳۔
۹ صحیح ابن حبان: ۸۳۷۔ ۱۰ مستدرک حاکم: ۱/۵۴۷، ۵۴۸۔ ۱۱ سنن ابوداود: ۱۵۰۰۔ ۱۲ سنن ترمذی: ۳۵۶۸۔

اورنسائیؒ (۱) نے ابن وہب از عمران الحارث از سعد بن ابی ہلال از خزیمہ از عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے کی ہے۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ حافظ بن حجرؒ "امالی الاذکار" میں اسے حسن کہا ہے۔ (۲)

اس باب سے تعلق رکھنے والی حدیث حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی ہے، جسے ترمذیؒ (۳) طبرانیؒ (۴) اور حاکمؒ نے (۵) تخریج کی ہے، اس کی سند میں ضعف ہے۔

۱؎ عمل الیوم واللیلۃ: بحوالہ تحفۃ الاشراف: ۳۹۵۴، شرح السنۃ: ۱۲۷۹۔
۲؎ ابن علان: ۱/۲۴۵۔
۳؎ سنن ترمذی: ۳۵۵۴۔
۴؎ معجم: ۲۴/۷۴، ۷۵۔
۵؎ مستدرک حاکم: ۱/۵۴۷۔

کتاب فضائل القرآن

حدیث (۱۷۴)

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص دس آیتوں کی تلاوت کسی رات میں کرے وہ اس رات میں غافلوں میں شمار نہیں ہوگا۔ (حسن) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج حاکمؒ (۲) اور ابن سنیؒ (۳) نے محمد بن ابراہیم صوری از مومل بن اسماعیل از حماد بن سلمہ از سہیل بن صالح کے طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

حاکمؒ نے اسے صحیح علیٰ شرط مسلم قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ حاکمؒ کی سند میں راوی کا نام موسیٰ بن اسماعیل ہے؛ جبکہ صحیح ابن السنی کی سند ہے۔ اس حدیث کی شاہد حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث ہے، جس کی تخریج حاکمؒ نے (۴) کی ہے۔

حدیث (۱۷۵)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا، حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ: اللہ کا سب سے بڑا نام (جو اسم اعظم کے نام سے عام طور پر مشہور ہے) ان دونوں آیتوں میں ہے۔ (بشرطیکہ اخلاص سے پڑھی جائیں) ''وإلهكم إله واحد لا إله إلا هو الرحمٰن الرحیم'' اور ''الٓمّ. اللّٰه لآ إله إلا هو الحي القيوم''. (حسن) (۵)

---

۱ فضائل قرآن ص/ ۴۸۔ ۲ مستدرک حاکم ۲/ ۲۵۷، حدیث نمبر: ۲۰۸۵۔ ۳ عمل الیوم واللیلۃ ۷۰۲۔

۴ مستدرک حاکم ۱/ ۳۰۸، ۳۰۹۔ ۵ فضائل ذکر ص/ ۹۷۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ(۱) عبد بن حمیدؒ(۲) امام احمدؒ(۳) ابوداوٗدؒ(۴) ترمذیؒ(۵) ابن ماجہؒ(٦) دارمیؒ(۷) ابن فریسؒ(۸) فریابیؒ(۹) طحاویؒ(۱۰) طبرانیؒ(۱۱) بیہقیؒ(۱۲) اور بغویؒ(۱۳) نے عبداللہ بن ابی زیاد از شہر بن حوشب کے طرق سے کی ہے۔

عبید اللہ بن زیاد: سند میں مذکور راوی عبیداللہ بن ابی زیاد القداح مکی کے تعلق سے امام ذہبیؒ (۱۴) کہتے ہیں کہ ان میں کچھ لین ہے۔ امام ابوداوٗدؒ نے فرمایا: ''ان کی احادیث منکر ہیں''۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں: ''میں نے ان کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی''۔ ابن ابی حاتمؒ (۱۵) کہتے ہیں: ''میں نے عبیداللہ بن ابی زیاد القداح کے تعلق سے اپنے والد سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ 'صالح الحدیث' ہیں''۔ عجلیؒ (۱٦) کہتے ہیں: ''عبیداللہ بن ابی زیاد القداح ثقہ ہیں''۔ ابن شاہینؒ (۱۷) کہتے ہیں: ''عبیداللہ بن ابی زیاد القداح حدیث میں صالح ہیں، ان میں کوئی خرابی نہیں''۔ امام حاکمؒ ''مستدرک'' میں کہتے ہیں: ''وہ ثقہ راویوں میں سے تھے''۔ ان جیسے راویوں کو کم از کم جو کہا جاسکتا ہے وہ یہ کہ ''حسن الحدیث'' ہیں۔

شہر بن حوشب: سند میں مذکور دوسرے راوی شہر بن حوشب ہیں ان کے تعلق سے حافظ ابن حجرؒ نے ''التقریب'' میں صدوق کہا ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ نے اپنی سنن میں ان کی حدیث کو حسن کہا ہے۔ امام ترمذیؒ نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیوطیؒ نے ''الجامع الصغیر'' میں اس حدیث کے حسن ہونے کا اشارہ دیا ہے، لیکن حدیث کے ایک راوی عبداللہ بن ابی زیاد کے سبب علامہ مناویؒ نے ترمذی اور سیوطی پر تنقید کی ہے۔

اس باب سے تعلق رکھنے والی ایک حدیث ابوامامہ ؓ کی ہے، جس کی تخریج ابن ماجہؒ(۱۸) طبرانیؒ(۱۹) حاکمؒ(۲۰) اور طحاویؒ(۲۱) نے کی ہے۔

---

۱ مصنف: ۱۰/۲۷۲۔ ۲ مسند عبد بن حمید: ۱۵۷۸۔ ۳ مسند احمد: ٦/۳٦۱۔ ۴ سنن ابی داوٗد: ۱۴۹٦۔
۵ سنن ترمذی: ۳۴۷۸۔ ٦ سنن ابن ماجہ: ۳۸۵۵۔ ۷ سنن دارمی: ۳۴۳۲۔ ۸ فضائل القرآن: ص/۱۸۲۔
۹ فضائل القرآن: ص/۴٦۔ ۱۰ شرح مشکل الآثار: ۱۷۸، ۱۷۹۔ ۱۱ معجم کبیر: ۲۴/۴۴۰، ۴۴۱ اور کتاب الدعاء: ۱۱۳۔
۱۲ الاسماء والصفات: ص/۱۸۴ اور شعب الایمان: ۲۳۸۳۔ ۱۳ شرح السنۃ: ۱۲٦۱۔ ۱۴ الکاشف: ۳۵۴۵۔
۱۵ کتاب الجرح والتعدیل: ۵/۳۱۵، ۳۱٦۔ ۱٦ تاریخ الثقات: ص/۳۱٦۔ ۱۷ تاریخ اسماء الثقات: ص/۱٦۴۔
۱۸ سنن ابن ماجہ: ۳۸۵٦۔ ۱۹ معجم کبیر: ۷۹۲۵۔ ۲۰ مستدرک حاکم: ۱/۵۰٦۔ ۲۱ شرح مشکل الآثار: ۱۷٦۔

حدیث (۱۷۶)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: تینوں اصحاب ذیل کا اعزاز اللہ تعالیٰ کا اعزاز ہے۔ ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا وہ حافظِ قرآن جو افراط وتفریط سے خالی ہو، تیسرا منصف حاکم۔ (حسن) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بخاریؒ (۲) ابن مبارکؒ (۳) ابوداودؒ (۴) بیہقیؒ (۵) صاحب مدخلؒ (۶) اور صاحب الآدابؒ (۷) نے عوف بن ابی جمیلہ از زیاد بن مخراق از ابو کنانہ کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

منذریؒ (۸) کہتے ہیں کہ: حدیث کے راوی ابو کنانہ دراصل ابو کنانہ قرشی ہیں، ان کے بارے میں ایک سے زائد لوگوں نے ذکر کیا کہ انھوں نے ابو موسیٰ اشعری ﷺ سے حدیث سنا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ (۹) کہتے ہیں: ''ابو کنانہ ابو موسیٰ سے نقل کرنے میں مجہول ہیں''۔ ذہبیؒ (۱۰) کہتے ہیں: ''رہے ابو کنانہ تو وہ معروف نہیں ہیں۔ ان سے ابو ایاس نے بھی روایت کیا ہے۔ پس یہ حدیث حسن ہے''۔ امام نوویؒ نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (۱۱) ''الجامع الصغیر'' میں سیوطیؒ نے اس حدیث کے حسن ہونے کا اشارہ دیا ہے۔ مناویؒ نے عراقیؒ اور ابن حجرؒ سے نقل کیا کہ اس کی سند حسن ہے۔ (۱۲) حافظ بن حجرؒ (۱۳) کہتے ہیں: ''ابوداؤد میں حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷺ سے اس حدیث کا متن یوں ہے: "إن من إجلال الله إكرام ذي الشيبة المسلم" اور اس کی سند حسن ہے۔ ابن جوزیؒ نے ان الفاظ کے ساتھ حضرت انس ﷺ کی اس حدیث کو کتاب الموضوعات میں لایا ہے اور ابن حبانؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے؛ لیکن یہ دونوں اپنی تحقیق میں حق پر نہیں ہیں؛ کیونکہ اس حدیث کی اصل حضرت ابو موسیٰ ﷺ کی حدیث ہے۔ اس سلسلہ میں ابن الجوزیؒ کا قصور زیادہ ہے کہ وہ حدود سے باہر نکل گئے۔ نسائی میں یہ حدیث حضرت طلحہ ﷺ سے مرفوعاً ان الفاظ سے مروی ہے اور "ليس احد أفضل عند الله من مؤمن يعمر في الإسلام يكثر تكبيره وتسبيحه وتهليله و تحميده"۔

ابن عراق (۱۴) کہتے ہیں: ''اس حدیث کے بہت سے طرق وشواہد ہیں''۔ چنانچہ یہ مضمون حضرت ابو امامہ ﷺ حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے بھی وارد ہوا ہے جن کی تخریج امام بیہقیؒ نے ''شعب الایمان'' میں کی ہے۔ اسی طرح حضرت ابن

---

۱ فضائل تبلیغ: ص/۲۶۔ ۲ الادب المفرد: ۳۵۷۔ ۳ کتاب الزہد: ۳۸۸۔ ۴ سنن ابوداود: ۴۸۴۳۔

۵ السنن الکبریٰ: ۸/۱۶۳، شعب الایمان: ۱۰۹۸۶۔ ۶ المدخل: ۲۶۳۔ ۷ الآداب: ۴۱۔ ۸ المختصر: ۴۶۷۶۔ ۹ التقریب: ۸۳۲۷۔

۱۰ میزان الاعتدال: ۱۰۵۴۳۔ ۱۱ ریاض الصالحین: ص/۱۶۸۔ ۱۲ فیض القدیر: ۲/۵۲۹۔ ۱۳ التلخیص الحبیر: ۲/۱۱۸۔ ۱۴ تنزیہ الشریعۃ: ۱/۲۰۷۔

عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے۔ جس کی تخریج ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں کی ہے۔ ایک حضرت انس ﷜ کی حدیث بھی ہے جس کی تخریج خلیلیؒ نے ''الارشاد'' میں کی ہے۔ اسی طرح حضرت بریدہ ﷜ کی حدیث بھی ہے جس کی تخریج دارقطنیؒ نے ''الافراد'' میں کی ہے۔ طلحہ بن عبیداللہ بن کریز کی حدیث جس کی تخریج ہنادؒ نے ''الزھد'' میں کی ہے اور یہ مرسل قتادۃ ہے۔ نیز حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷜ کی موقوف حدیث اور ان دونوں کی تخریج ابن فریس نے ''فضائل القرآن'' میں کی ہے۔

حدیث (۱۷۷)

واثلہ ﷜ نے حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ: مجھے تورات کے بدلہ میں سبع طوال ملی ہے اور زبور کے بدلہ میں مئین اور انجیل کے بدلہ میں مثانی اور مفصل میرے ساتھ خاص ہے۔ (حسن) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) طبریؒ (۳) طحاویؒ (۴) بیہقیؒ (۵) اور علامہ طیالسیؒ (۶) نے از عمران قطان از قتادہ از ابو ملیح کے طریق سے کی ہے۔ سند میں مذکور راوی عمران بن قطان عمران بن داور ابوالعوام قطان ہیں، وہ صدوق ہیں؛ لیکن کبھی کبھی ان کو وہم بھی ہوتا ہے۔ یہ بات حافظ ابن حجرؒ نے (۷) کہی ہے۔ سلیمان بن داؤد ابوداؤد طیالسی ثقہ ہیں حافظ ہیں ان کی روایت امام مسلمؒ اور سنن کے ائمہ اربعہ نے بھی لی ہے۔ حدیث کی سند میں ایک راوی ابوالیلح بن اسامہ بن عمیر ہیں ان کا نام عامر ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام زید ہے اور ایک قول میں زیاد ہے وہ ثقہ ہیں اصحاب صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔ امام ہیثمیؒ (۸) کہتے ہیں: ''اس حدیث کو احمدؒ نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی عمران القطان ہیں۔ ابن حبانؒ اور دیگر حضرات نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ نسائیؒ نے انھیں ضعیف کہا ہے، اس حدیث کے بقیہ رجال ثقہ ہیں۔ اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۹) اور بیہقیؒ نے (۱۰) عمرو بن مرزوق از عمران کے طریق سے کی ہے؛ نیز ابوعبیدؒ (۱۱) طبرانیؒ (۱۲) اور بیہقیؒ نے (۱۳) سعید بن بشیر از قتادۃ کے طریق سے تخریج کی ہے اس سند کے ایک راوی سعید بن بشیر کے سلسلہ میں حافظ بن حجرؒ کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہیں۔ امام طبریؒ (۱۴) نے لیث بن ابی سلیم از ابو بردہ عن ابی الملیح کے طریق سے تخریج کی ہے اس میں لیث ضعیف ہیں۔

اس باب سے تعلق رکھنے والی حدیث طبرانیؒ (۱۵) اور دیگر کتب حدیث میں حضرت ابوامامہ ﷜ سے منقول ہے۔

---

۱ فضائل قرآن: ص/۴۰۔ ۲ مسند احمد: ۴/۱۰۷۔ ۳ تفسیر طبری کا مقدمہ: ۱۲۶۔ ۴ مشکل الآثار: ۱۳۷۹۔
۵ الدلائل: ۵/۴۷۵۔ ۶ مسند طیالسی: ۱۰۱۲۔ ۷ التقریب: ۵۱۵۴۔ ۸ مجمع الزوائد: ۷/۴۶۔
۹ معجم کبیر: ۲۲/۱۸۶۔ ۱۰ شعب الایمان: ۲۴۸۴۔ ۱۱ فضائل القرآن: ۱۱۹، ۱۲۰۔ ۱۲ مقدمہ تفسیر: ص/۱۲۶۔ معجم کبیر: ۲۲/۱۸۷ اور مسند الشامیین: ۴/۳۳۷۔
۱۳ شعب الایمان: ۲۴۸۵۔ ۱۴ طبری: ۱۲۹۔ ۱۵ معجم کبیر: ۸۰۰۳۔

کتاب الزہد

حدیث (۱۷۸)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو فاقہ کی نوبت آجائے اور وہ اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ اس کا فاقہ بند نہ ہوگا اور جو شخص اپنے فاقہ کو اللہ تعالیٰ پر پیش کرے اور اس سے درخواست کرے تو حق تعالیٰ شانہ جلد اس کو روزی عطاء فرماتے ہیں۔ فوراً مل جائے یا کچھ تاخیر سے مل جائے۔ (حسن) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) ابن مبارکؒ (۳) ابوداؤدؒ (۴) ترمذیؒ (۵) ابویعلی موصلیؒ (۶) شاشیؒ (۷) طبرانیؒ (۸) حاکمؒ (۹) ابونعیمؒ (۱۰) قضاعیؒ (۱۱) اور بیہقیؒ (۱۲) نے بشیر بن سلیمان از سیار ابوالحکم از طارق بن شہاب کے طرق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ احمد بن حنبلؒ نے (۱۳) کہا کہ سند میں مذکور سیار نامی راوی سیار ابوحمزہ ہیں؛ اس لیے کہ سیار ابوالحکم نے طارق بن شہاب سے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ دار قطنیؒ کہتے ہیں: ''ان کا یوں کہنا کہ یہ راوی سیار ابوالحکم ہیں وہم ہے وہ سیار ابوالحکم نہیں؛ بلکہ سیار ابوحمزہ کوفی ہیں۔ (۱۴)

حدیث (۱۷۹)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے، حق تعالیٰ شانہ وعم نوالہ کا فرمان ہے کہ: اے آدم کی اولاد! تو میری عبادت کے لئے

---

۱ فضائل صدقات: ص/۳۱۵۔ ۲ مسند احمد: ۱/۳۸۹، ۴۴۲، ۴۰۷۔ ۳ کتاب الزہد: ۱۳۲۔ ۴ سنن ابوداود: ۱۶۴۵۔

۵ سنن ترمذی: ۲۳۲۶۔ ۶ مسند ابویعلی: ۵۳۱۷، ۵۳۹۹۔ ۷ مسند للشاشی: ۷۶۴، ۷۶۹۔ ۸ معجم کبیر: ۹۷۸۵۔

۹ مستدرک حاکم: ۱/۴۰۸۔ ۱۰ حلیۃ الاولیاء: ۸/۳۱۴۔ ۱۱ مسند الشہاب: ۵۴۴۔

۱۲ سنن بیہقی: ۴/۱۹۶، شعب الایمان: ۱۰۷۸، ۱۳۵۰، آداب: ۹۸۲، شرح السنہ: ۴۱۰۹۔ ۱۳ مسند احمد: ۱/۴۴۲۔ ۱۴ کتاب العلل: ۵/۱۱۶۔

فارغ ہوجا، میں تیرے سینے کوغنا سے پُر کردوں گا اور تیرے فقر کو زائل کردوں گا اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا، تو میں تجھے مشاغل میں پھانس دوں گا اور تیرا فقر زائل نہ کروں گا۔ (حسن)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج عمران بن زائدہ بن نشیط از والد خود از ابو خالد کے طرق سے احمدؒ (۲) ترمذیؒ (۳) ابن ماجہؒ (۴) اور حاکمؒ (۵) نے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ نے کہا: ''یہ حدیث حسن غریب ہے''۔ حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ''سند میں مذکور راوی زائدہ بن نشیط کے تعلق سے امام ذہبیؒ نے (۶) کہا کہ وہ ثقہ ہیں۔ حافظؒ نے (۷) کہا کہ وہ مقبول ہیں۔ ابن حبانؒ نے بھی ان کا ذکر (۸) کیا ہے۔

حدیث (۱۸۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: دس آدمی جن میں ایک میں بھی تھا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ **ایک انصاری صحابی** ﷺ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ سمجھ دار اور سب سے زیادہ محتاط آدمی کون ہے۔ **حضور** ﷺ نے ارشاد فرمایا جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہوں اور موت کے لئے سب سے زیادہ تیاری کرنے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کا اعزاز لے اڑے۔ (حسن)(۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام طبرانیؒ نے (۱۰) (الروض) کی ہے، سند اس طرح ہے: **حدثنا محمد بن شی**

---

۱ فضائل صدقات: ص/۳۶۵۔ ۲ مسند احمد: ۲/۳۵۸۔ ۳ سنن ترمذی: ۲۳۶۶۔ ۴ سنن ابن ماجہ: ۴۱۰۷۔
۵ مستدرک حاکم: ۲/۴۴۳۔ ۶ الکاشف: ۱۶۰۹۔ ۷ التقریب: ۱۹۸۳۔ ۸ الثقات: ۶/۳۳۹۔
۹ فضائل صدقات: ص/۴۵۰۔ ۱۰ معجم صغیر: ۱۰۰۸۔

المصري أخبرنا سعيد بن يحيىٰ الأموي حدثنا أبي حدثنا مالك بن مغول عن معلى الكندي عن مجاهد به.

درجۂ حدیث

ہیثمیؒ (۱) کہتے ہیں: ''اس حدیث کو طبرانی نے معجم صغیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے''۔

اس حدیث کو ابن ماجہؒ نے (۲) عطاء بن ابی رباح از ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے تخریج کی ہے۔ بوصیریؒ (۳) کہتے ہیں: ''اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ حدیث کے راوی فروہ بن قیس مجہول ہیں، اسی طرح ان سے روایت کرنے والے راوی کی خبر بھی باطل ہے۔ یہ بات ذہبیؒ نے طبقات التہذیب میں کہی ہے''۔

اس حدیث کی شاہد حضرت انس ﷺ کی حدیث ہے جسے رزین نے اپنی مسند میں روایت کیا۔ رزین کہتے ہیں: ''میں نہیں جانتا کہ اس کی اصل کیا ہے''۔ ابویعلی موصلی نے مجاہد از ابن عمر کے طریق سے کچھ اضافہ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ نیز ابن ابی الدنیاؒ ''کتاب الموت'' اور طبرانیؒ نے ''معجم صغیر'' میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے اور بیہقیؒ نے ''کتاب الزھد'' میں اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

حدیث (۱۸۱)

حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ مسلمان کے علاوہ کسی کے ساتھ مصاحبت اور ہم نشینی نہ رکھ اور تیرا کھانا غیر متقی نہ کھائے۔ (حسن) (۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج حیوہ بن شریح از سالم بن غیلان از ولید بن قیس کے طریق سے امام احمدؒ (۵) امام دارمیؒ (۶) ابوداؤدؒ (۷) ترمذیؒ (۸) ابویعلیؒ (۹) ابن مبارکؒ (۱۰) اور بغویؒ (۱۱) نے کی ہے اور حاکمؒ نے (۱۲) ابوعبدالرحمٰن مقری از حیوہ بن شریح از سالم از ولید از ابی سعید کے طریق سے مرفوعاً (بغیر شک) تخریج کی ہے۔

---

۱ مجمع الزوائد: ۱/۳۰۹۔ ۲ سنن ابن ماجہ: ۴۲۵۹۔ ۳ الزوائد: ۴/۲۴۹۔ ۴ فضائل صدقات: ص/۱۱۲۔
۵ مسند احمد: ۳/۳۸۔ ۶ سنن دارمی: ۲۰۶۳۔ ۷ سنن ابوداؤد: ۴۸۳۲۔ ۸ سنن ترمذی: ۲۳۹۵۔
۹ مسند ابویعلی: ۱۳۱۵۔ ۱۰ کتاب الزہد: ۳۶۴۔ ۱۱ شرح السنۃ: ۳۴۸۴۔ ۱۲ مستدرک حاکم: ۴/۱۲۸۔

ابن حبانؒ (۱) اور خطابیؒ نے (۲) دو طریق سے تخریج کی ہے۔ سند اس طرح ہے۔ حیوہ از سالم از ولید ابو سعید بہ مرفوعاً (بغیر شک)۔ اس سند میں شک کرنے والا راوی سالم بن غیلان ہے؛ جیسا کہ ترمذی میں صراحت کے ساتھ آیا ہے اور یہ شک حدیث پر زیادہ اثر انداز نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ اس میں ایک ثقہ سے دوسرے ثقہ کی طرف انتقال کیا جا رہا ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

حدیث (۱۸۲)

حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ اس اُمت کی صلاح کی ابتداء یقین اور دنیا سے بے رغبتی سے ہوئی اور اس کے فساد کی ابتداء بخل اور لمبی لمبی امیدوں سے ہوگی۔ (حسن) (۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن لھیعہ از عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے دو طریق سے بیہقیؒ (۴) ابو الدنیاؒ (۵) اور علامہ اصبہانیؒ (۶) نے کی ہے۔

---

۱ صحیح ابن حبان: ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۶۰۔ ۲ العزلۃ: ۱۳۲۔ ۳ فضائل صدقات: ص/۱۷۷۔

۴ شعب الایمان: ۱۰۸۴۴۔ ۵ کتاب الیقین: حدیث نمبر: ۳۔ ۶ الترغیب والترہیب: حدیث نمبر: ۱۶۴۔

فصل ہفتم

فضائل اعمال کی ان احادیث کی تخریج جو حسن لغیرہ ہیں۔

کتاب الایمان

حدیث (۱۸۳)

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس ﷺ نے دس باتوں کی وصیت فرمائی: (۱) یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ (۲) والدین کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھے اس کا حکم کریں کہ بیوی کو چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کردے۔ (۳) فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے۔ (۴) شراب نہ پینا کہ یہ ہر برائی اور فحش کی جڑ ہے۔ (۵) اللہ کی نافرمانی نہ کرنا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر نازل ہوتا ہے۔ (۶) لڑائی سے نہ بھاگنا چاہے سب ساتھی مرجائیں۔ (۷) اگر کسی جگہ وبا پھیل جائے (جیسے طاعون وغیرہ) تو وہاں سے نہ بھاگنا۔ (۸) اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا۔ (۹) تنبیہ کے واسطے ان پر سے لکڑی نہ ہٹانا (۱۰) اللہ تعالیٰ سے ان کو ڈراتے رہنا۔ (حسن بالشواہد)(۱)

تخریج

امام احمدؒ نے (۲) اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ سند اس طرح ہے۔ ابوالیمان اسماعیل بن عیاش از صفوان بن عمرو از عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر۔ عبدالرحمٰن بن جبیر نے معاذؓ کا زمانہ نہیں پایا۔ اس لحاظ سے اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے۔

طبرانیؒ نے (۳) عمرو بن واقد از یونس بن میسرہ بن حلبس از ابوادریس خولانی از معاذ کے طریق سے تخریج کی ہے۔ عمرو بن واقد دمشقی جن کی کنیت ابوحفص ہے حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ وہ متروک ہیں۔ امام ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے ان کی روایتیں لی ہیں۔ امام ذہبیؒ (۴) کہتے ہیں: ''محدثین نے ان سے حدیث لینا ترک کر دیا ہے۔

۱؎ فضائل نماز: ص/۴۵۔ ۲؎ مسند احمد: ۵/۲۳۸۔ ۳؎ معجم کبیر: ۲۰/۱۵۶ اور مسند الشامیین: ۲۲۰۴۔ ۴؎ الکاشف: ۴۲۳۶۔

اس حدیث کی ایک شاہد ابودرداء ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام بخاریؒ (۱) اور ابن ماجہؒ نے (۲) شہر بن حوشب از ام الدرداء کے طریق سے کی ہے اور شہر بن حوشب ضعیف ہیں۔ اس حدیث کی ایک شاہد حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام ابن حبانؒ (۳) طبرانیؒ (۴) حاکمؒ (۵) اور بیہقیؒ نے (۶) کی ہے۔

درجۂ حدیث

اس کی سند حسن ہے۔

حدیث (۱۸۴)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص تین کام کرے، اس کو ایمان کا مزہ آجائے۔ صرف اللہ جل شانہٗ کی عبادت کرے اور اس کو اچھی طرح جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور زکوٰۃ کو ہر سال خوش دلی سے ادا کرے (بوجھ نہ سمجھے) اس میں (جانوروں کی زکوٰۃ میں) بوڑھا جانور یا خارشی جانور یا مریض یا گھٹیا قسم کا جانور نہ دے؛ بلکہ متوسط جانور دے، اللہ جل شانہٗ زکوٰۃ میں تمہارے بہترین مال نہیں چاہتے؛ لیکن گھٹیا مال کا بھی حکم نہیں فرماتے۔ (حسن بالمتابعۃ) (۷)

تخریج

اس حدیث کی امام ابوداؤدؒ نے (۸) تخریج کی ہے۔ امام ابوداؤدؒ کہتے ہیں کہ حمص میں آل عمرو بن حارث حمصی کے پاس عبداللہ بن سالم کی کتاب میں پڑھا۔ انھوں نے زبیدی سے نقل کیا۔ انھوں نے کہا کہ مجھے یحییٰ بن جابر نے جبیر بن نفیر سے خبر دی۔ منذریؒ (۹) کہتے ہیں: ''اس حدیث کو ابوداؤدؒ نے حدیث منقطع کے طور پر روایت کیا ہے اور ابوالقاسم بغویؒ نے ''معجم الصحابۃ'' میں اس حدیث کو سنداً ذکر کیا ہے اور جس عبداللہ بن معاویہ کا ذکر آیا ہے انھیں نبی ﷺ کی صحبت حاصل ہے اور حمص میں معدودے چند لوگوں میں سے ہیں، جنھیں صحبت حاصل تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: طبرانیؒ (۱۰) (روض) بیہقیؒ (۱۱) ابن قانعؒ (۱۲) بخاریؒ (۱۳) بغویؒ (۱۴) اور ابن سعدؒ نے (۱۵)

---

۱ الادب المفرد: ۱۸۔ ۲ سنن ابن ماجہ: ۳۳۷۱، ۴۰۳۴۔ ۳ صحیح ابن حبان: ۵۲۴۔ ۴ معجم کبیر: ۲۰/ ۵۸۔ ۵ مستدرک حاکم: ۱/ ۵۴-۴/ ۴۴۔

۶ شعب الایمان: ۸۰۲۷، ۸۰۲۸۔ ۷ فضائل صدقات: ص/ ۲۲۹۔ ۸ سنن ابوداؤد: ۱۵۸۲۔ ۹ مختصر السنن: ۲/ ۱۹۸۔ ۱۰ معجم صغیر: ۵۵۵۔

۱۱ السنن الکبریٰ: ۴/ ۹۵، ۹۶۔ ۱۲ معجم الصحابۃ: ۵۵۳۔ ۱۳ التاریخ الکبیر: ۵/ ۳۱، ۵۵۔ ۱۴ معجم الصحابۃ: ۴۰۸۔ ۱۵ طبقات: ۷/ ۴۲۱۔

اس حدیث کو موصولا ذکر کیا ہے۔ سند اس طرح ہے۔ عبداللہ بن سالم از محمد بن ولید زبیدی طائی از یحییٰ بن جابر طائی از عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر از والدِ خود۔ عبداللہ بن معاویہ غاضری ؓ کا تعلق غاضرہ قیس سے ہے، وہ صحابی ہیں، نبی کریم ﷺ سے انھوں نے روایت کی ہے۔ انھوں نے حمص میں سکونت اختیار کی اوران کا شمار حمص والوں میں ہوتا ہے۔ (۱)

درجہ حدیث

حافظ ابن حجرؒ (۲) کہتے ہیں۔ اس حدیث کو طبرانیؒ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔

حدیث: (۱۸۵)

حضور اقدس ﷺ (روحی فداہ) کے وصال کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کو اس قدر سخت صدمہ تھا کہ بہت سے صحابہ ؓ مختلف طور کے وساوس میں مبتلا ہوگئے۔ حضرت عثمان ؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں سے تھا، جو وساوس میں گھرے ہوئے تھے۔ حضرت عمر ؓ میرے پاس تشریف لائے۔ مجھے سلام کیا مگر مجھے مطلق پتہ نہ چلا، انھوں نے حضرت ابوبکر ؓ سے شکایت کی کہ عثمان ؓ بھی بظاہر خفا ہیں کہ میں نے سلام کیا انھوں نے جواب بھی نہ دیا، اس کے بعد دونوں حضرات اکٹھے تشریف لائے اور سلام کیا اور حضرت ابوبکر ؓ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی عمر ؓ کے سلام کا بھی جواب نہ دیا (کیا بات ہے؟) میں نے عرض کیا: میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا ایسا ہی ہوا، میں نے عرض کیا مجھے تو آپ کے آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی کہ کب آئے، نہ سلام کا پتہ چلا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا سچ ہے۔ ایسا ہی ہوا ہوگا۔ غالباً تم کسی سوچ میں بیٹھے ہوگے۔ میں نے عرض کیا حضور ﷺ کا وصال ہوگیا اور ہم نے یہ بھی نہ پوچھ لیا کہ اس کام کی نجات کس چیز میں ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ: میں پوچھ چکا ہوں۔ میں اٹھا، اور میں نے کہا کہ تم پر میرے ماں باپ قربان واقعی تم ہی زیادہ مستحق تھے اس کے دریافت کرنے کے (کہ دین کی ہر چیز میں آگے بڑھنے والے ہو) حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ اس کام کی نجات کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس کلمہ کو قبول کرے جس کو میں نے اپنے چچا (ابو طالب پر ان کے انتقال کے وقت) پیش کیا تھا اور انھوں نے رد کر دیا تھا وہی کلمہ نجات ہے۔

(اس کے سب رجال ثقہ ہیں سوائے ایک راوی کے جسے نام کے بغیر مبہم رکھا گیا ہے، سند مرفوع کے ساتھ یہ حدیث صحیح بالشواہد ہے) (۳)

۱؎ الاستیعاب: ۲/۳۲۳، الاصابۃ: ۲/۳۶۳۔ ۲؎ التلخیص الحبیر: ۲/۱۵۵۔ ۳؎ فضائل ذکر: ص/۹۳۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج یعقوب بن ابراہیم از والدخود از صالح از زہری از رجل کے طریق سے احمدؒ (۱) مروزیؒ (۲) امام بزارؒ (۳) اور ابویعلیؒ (۴) نے کی ہے۔ امام احمدؒ نے (۵) ابوالیمان از شعیب از زہری کے طریق سے بھی تخریج کی ہے۔ علامہ ھیثمیؒ (۶) کہتے ہیں۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے ''معجم اوسط'' میں روایت کی ہے اور ابویعلی نے مکمل حدیث روایت کیا ہے۔ بزار نے بھی اس کے قریب قریب روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی کے تعلق سے بغیر نام کے عن ''رجل'' کہا گیا ہے؛ لیکن امام زہریؒ نے اسے ثقہ کہا ہے اور مبہم رکھا ہے۔ مسند بزار میں عبداللہ بن بشر از زہری از سعید بن مسیب از عثمان از ابوبکر کی روایت میں بھی رجل کا ذکر ہے۔ امام بزارؒ نے کہا ہے کہ عبداللہ بن بشر ہی سے غلط فہمی ہوئی ہے کہ انھوں نے رجل کا نام نہیں لیا، یہ حدیث دراصل معمر اور صالح بن کیسان کی ہے اور ان کی متابعت زہری از رجل انصاری نے کی ہے، اور علامہ واقدیؒ نے ابن اخی زہری از سعید بن مسیب از عبداللہ بن عمر بن عثمان از ابوبکر کی سند سے بھی روایت کی ہے۔ اس سند میں علامہ واقدیؒ نے رجل مبہم کا ذکر نہیں کیا ہے؛ لہٰذا میرا خیال ہے کہ رجل مبہم سعید بن مسیب ہی ہوں۔

حدیث (۱۸۶)

حضرت عثمان ﷛ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا تھا کہ میں ایک کلمہ ایسا جانتا ہوں کہ جو شخص اس کو حق سمجھ کر اخلاص کے ساتھ دل سے (یقین کرتے ہوئے) اس کو پڑھے، تو جہنم کی آگ اس پر حرام ہے۔ حضرت عمر ﷛ نے فرمایا میں بتاؤں وہ کلمہ کیا ہے، وہ وہی کلمہ ہے جس کے ساتھ اللہ نے اپنے رسول کو اور اس کے صحابہ کو عزت دی، وہ وہی تقویٰ کا کلمہ ہے، جس کی حضور اقدس ﷺ نے اپنے چچا سے ان کے انتقال کے وقت خواہش کی تھی وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت ہے۔ (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج عبدالوہاب بن عطاء خفاف از سعید از قتادہ از مسلم بن یسار از حمران بن ابان کے طریق سے امام احمدؒ (۸) اور حاکمؒ (۹) کی ہے۔ حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح علیٰ شرط مسلم کہا ہے۔ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے؛ جبکہ اس حدیث کے ایک راوی مسلم بن یسار کی روایات کی نہ شیخین نے تخریج کی ہے اور نہ ان دونوں میں سے کسی نے۔ امام ذہبیؒ (۱۰) کہتے ہیں: ''مسلم بن یسار باعمل ولی فقہاء میں سے تھے''۔ حافظ ابن حجرؒ (۱۱) کہتے ہیں: ''ثقہ ہیں عبادت گذار ہیں''۔ ان کی روایات ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں لی گئی ہے۔ سند میں مذکور ایک راوی عبدالوہاب خفاف کے سلسلہ میں حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: ''صدوق ہیں، مگر کبھی کبھی ان سے خطاء ہو جاتی ہے''۔ حضرت عباس ﷛ سے متعلق ان کی ایک حدیث کو محدثین نے منکر

۱ مسند احمد: ۱/۴۔ ۲ قیام اللیل: ص/۱۴۔ ۳ مسند بزار: ۴۔ ۴ مسند ابویعلی۔ ۵ مسند احمد: ۱/۶۔
۶ مجمع الزوائد: ۱/۱۴، ۱۵۔ ۷ فضائل ذکر: ص/۹۴۔ ۸ مسند احمد: ۱/۶۳۔ ۹ حاکم مستدرک: ۱/۳۵۱۔ ۱۰ الکاشف: ۵۴۳۴۔ ۱۱ التقریب: ۲۵۶۶۔

قرار دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس حدیث کو انھوں نے حضرت ثور سے تدلیس کی ہے۔ ان سے امام مسلمؒ اور اصحاب سنن اربعہ نے روایت کی ہے۔

حدیث (۱۸۷)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے کہ جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو اور ہر اس شخص کو نکال لو، جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو یا مجھے (کسی طرح بھی) یاد کیا ہو، یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا ہو۔ (حسن بالمتابعۃ)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج یحییٰ بن منصور القاضی از ابوبکر محمد بن النضر بن مسلمۃ الجارودی از محمود بن غیلان از مؤمل از مبارک بن فضالۃ از عبداللہ بن ابوبکر کے طریق سے حاکمؒ (۲) کی ہے۔

درجۂ حدیث

حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ حاکمؒ کہتے ہیں: ''بخاری و مسلم نے حدیث کے الفاظ "من ذكرني أو خافني في مقام" کی تخریج نہیں کی''۔ ابوداؤد میں مؤمل کی اس روایت کی ایک متابع موجود ہے۔ مگر مختصر ہے۔ چنانچہ حدیث سند کے ساتھ اس طرح ہے "عن أبي داؤد حدثنا مبارك بن فضالة عن عبيد الله بن أبي بكر عن أنس بن مالك. قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول الله أخرجوا من النار من ذكرني أو خافني في مقام".

نیز اس حدیث کی تخریج ہشام از قتادہ از انس بن مالک کے طریق سے بھی علامہ طیالسیؒ (۳) امام بخاریؒ (۴) امام مسلمؒ (۵) امام ترمذیؒ (۶) ابن ابی عاصمؒ (۷) ابویعلیٰؒ (۸) اور ابن خزیمہؒ (۹) نے کی ہے۔

اس سند میں بھی "أخرجوا من النار من ذكرني أو خافني في مقام" والا حصہ نہیں ہے۔

اس حدیث کی شاہد حضرت ابوسعید خدری ﷺ کی روایت ہے جو ''باب الشفاعۃ'' کے ذیل میں لائی گئی ہے، جس کی تخریج امام بخاریؒ (۱۰) اور امام مسلمؒ (۱۱) اور دیگر محدثین نے کی ہے۔

---

۱ فضائل ذکر: ص/۹۹۔ ۲ مستدرک حاکم: ۱/۲۴۹، حدیث نمبر: ۲۳۲۔ ۳ مسند طیالسی: حدیث نمبر: ۱۹۶۶۔ ۴ بخاری: حدیث نمبر ۴۴۔
۵ مسلم: حدیث نمبر: ۱۹۳، ۳۲۵۔ ۶ ترمذی: حدیث نمبر: ۲۵۹۳۔ ۷ کتاب السنۃ: ۸۵۰، ۸۵۱۔
۸ مسند ابویعلی: حدیث نمبر: ۲۹۲۷، ۲۹۵۵، ۲۹۷۷۔ ۹ صحیح ابن خزیمہ: ۲/۷۰۱۔ ۱۰ بخاری: ۱/۱۳۔ ۱۱ صحیح مسلم: ۱/۱۷۔

کتاب الصلوٰۃ

حدیث (۱۸۸)

حضرت سہیل ؓ فرماتے ہیں: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجدوں میں بکثرت جاتے رہتے ہیں ان کو قیامت کے دن پورے پورے نور کی خوشخبری سنادو۔ (حسن بالشواہد)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج سلیمان بن داود صائغ از ثابت کے طریق سے ابن ماجہؒ(۲) ابن جوزیؒ(۳) عقیلیؒ(۴) حاکمؒ(۵) اور بیہقیؒ(۶) نے کی ہے۔ سلیمان کے تعلق سے عقیلی کہتے ہیں: ''ان کی اس حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی''۔ حاکمؒ کہتے ہیں: ''ان کی روایت مجہول ہے''۔ ابن جوزی اور حافظ کہتے ہیں: ''سلمان مجہول ہیں''۔ بوصیری(۷) کہتے ہیں: ''ضعیف حدیث ہے''۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں کہتا ہوں: ''اس حدیث کے کئی شواہد ہیں۔ جن میں سے ایک حضرت بریدہ بن الحصیب کی روایت ہے، جس کی تخریج ابوداودؒ نے (۸) اور انہی کے طریق سے بغویؒ(۹) اور ترمذیؒ نے (۱۰) تخریج کی ہے۔ امام ترمذیؒ نے اسے غریب قرار دیا ہے اور ترمذی کے طریق سے ابن جوزیؒ نے (۱۱) اور بیہقیؒ نے (۱۲) عبداللہ بن اوس کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ عبداللہ مجہول الحال ہیں؛ جیسا کہ ابن قطان نے کہا ہے۔ ابن حبانؒ کے علاوہ کسی نے انھیں ثقہ نہیں قرار دیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے انھیں ''لین الحدیث'' کہا ہے۔ اس طرح اس حدیث کی ایک شاہد حضرت ابودرداء ؓ کی روایت ہے، جس کی تخریج ابن حبانؒ (۱۳) طبرانیؒ(۱۴) اور ابونعیمؒ نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں کی ہے۔ امام ہیثمیؒ (۱۵) کہتے ہیں: ''اس حدیث کی سند میں ایک راوی جنادہ بن

---

۱ فضائل نماز: ص/۴۹۔ ۲ سنن ابن ماجہ: ۷۸۱۔ ۳ کتاب العلل: ۶۸۵۔ ۴ الضعفاء: ۲/۱۴۰۔
۵ مستدرک حاکم: ۱/۲۱۲۔ ۶ سنن بیہقی: ۳/۶۳، شعب الایمان: ۱/۴۷۰۔ ۷ الزوائد: ۱/۱۰۰۔ ۸ سنن ابوداود: ۵۶۱۔
۹ شرح السنۃ: ۲/۳۵۸۔ ۱۰ سنن ترمذی: ۲۲۳۔ ۱۱ کتاب العلل: ۶۸۴۔ ۱۲ سنن بیہقی: ۳/۶۳، ۶۴۔
۱۳ صحیح ابن حبان: ۳۲۲۔ ۱۴ معجم اوسط: ۲/۳۰۔ (مجمع البحرین)۔ ۱۵ مجمع الزوائد: ۲/۳۰۔

ابی خالد ہیں۔ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں پایا، جس نے ان کے حالات لکھے ہوں۔ اس حدیث کے باقی رجال ثقہ ہیں۔ طبرانیؒ کے نزدیک یہ حدیث دوسرے طریق سے بھی مروی ہے۔

درجۂ حدیث

امام منذریؒ ''ترغیب'' میں کہتے ہیں: ''اس کی اسناد حسن ہے''۔ (۱) ھیثمیؒ نے کہا کہ اس کے پورے رجال ثقہ ہیں۔

ابوسعید خدریؓ کی حدیث، جس کی تخریج علامہ طیالسیؒ (۲) ابویعلیؒ (۳) (المقصد) عقیلیؒ (۴) ابن عدیؒ (۵) اور ابن جوزیؒ (۶) نے کی ہے۔ ابن جوزیؒ کا کہنا ہے کہ: یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور وہ (۷) فرماتے ہیں کہ: اس حدیث کے ایک راوی حکم بن عبداللہ ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔

سہل بن سعدؓ کی حدیث، جس کی تخریج امام ابن ماجہؒ (۸) ابن خزیمہؒ (۹) ابن جوزیؒ (۱۰) طبرانیؒ (۱۱) حاکمؒ (۱۲) اور بیہقیؒ (۱۳) نے کی ہے۔

علامہ بوصیریؒ ''مجمع الزوائد'' میں کہتے ہیں کہ: اس کی سند میں کچھ کلام ہے، پھر انھوں نے علامہ عراقیؒ کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۱۴)

ابوامامہؓ کی حدیث، جس کی تخریج طبرانیؒ (۱۵) نے کی ہے۔ علامہ ھیثمیؒ (۱۶) لکھتے ہیں کہ: اس حدیث کی سند میں سلمہ قیسی ہیں، جو اپنے خاندان کے ایک فرد سے روایت کرتے ہیں؛ لیکن ان دونوں میں سے کسی کا تذکرہ مجھے نہیں ملا اور علامہ منذریؒ (۱۷) لکھتے ہیں کہ: اس کی سند میں کلام ہے۔

حدیث (۱۸۹)

حضور اکرم ﷺ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ہر انسان سے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ صحیح نکلی، تو سارے اعمال درست نکلیں گے اور اگر نماز بے کار نکلی تو سارے اعمال بے کار ہی نکلیں گے۔ (حسن بالشواہد) (۱۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج احمد از اسماعیل بن عیسیٰ واسطی از اسحاق بن یوسف ازرق از قاسم بن عثمان کی سند سے علامہ

۱ ترغیب: ۱/۲۱۲۔ ۲ مسند طیالسی: حدیث نمبر/۲۲۱۲۔ ۳ مسند ابویعلی: حدیث نمبر: ۲۳۸۔ ۴ الضعفاء: ۳/۱۰۵۔ ۵ الکامل: ۵/۱۹۷۲۔
۶ کتاب العلل: ۶۸۹۔ ۷ کتاب العلل: ۲/۳۰۔ ۸ سنن ابن ماجہ: حدیث نمبر/۷۸۰۔ ۹ صحیح ابن خزیمہ: حدیث نمبر/۱۳۹۸، ۱۳۹۹۔
۱۰ کتاب العلل: حدیث نمبر/۶۸۶۔ ۱۱ معجم کبیر: ۶/۱۸۱، ۱۸۲۔ ۱۲ مستدرک حاکم: ۱/۲۱۲۔ ۱۳ سنن بیہقی: ۳/۶۳۔
۱۴ الزوائد: ۱/۹۹۔ ۱۵ معجم کبیر: ۸/۱۶۷، ۱۶۸، ۳۵۲، ۳۵۳۔ ۱۶ مجمع الزوائد: ۲/۳۱۔ ۱۷ ترغیب: ۱/۲۱۳۔ ۱۸ فضائل نماز: ص/۷۲۔

طبرانیؒ (۱) نے کی ہے۔ حضرت انس ﷛ سے یہ حدیث اسی سند سے منقول ہے۔ اس سند میں اسحاق راوی کا تفرد ہے اور ''صاحب الزوائد'' کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حضرت انس ﷛ سے دوسری سند کے ساتھ بھی منقول ہے؛ لہٰذا اسحاق کا تفرد نہ رہا۔ اس کے بعد ''صاحب الزوائد'' نے (۲) خلید بن دعلج از قتادہ از انس کے طریق سے یہ روایت مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔ ''أول مايسئل عنه يوم القيامة ينظر في صلاته فإن صلحت فقد أفلح وإن خسرت فقد خاب و خسر'' صاحب زوائد کا کہنا ہے کہ اس حدیث کو حضرت قتادہ نے انس ﷛ سے روایت نہیں کیا ہے۔ صرف خلید نے روایت کی ہے۔ روح راوی کا اس میں تفرد ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں کہتا ہوں کہ: پہلی حدیث کی سند ضعیف ہے، علامہ ہیثمیؒ (۳) فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے ایک راوی قاسم بن عثمان ہیں۔ جن کے بارے میں امام بخاریؒ کا کہنا ہے کہ ان کی احادیث کے متابع نہیں ملتے ہیں۔ ابن حبانؒ نے یہ بات ''کتاب الثقات'' میں لکھی ہے اور انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ بسا اوقات ان کو حدیث بیان کرنے میں غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قاسم بن عثمان کو امام بخاریؒ اور علامہ دار قطنیؒ نے ضعیف قرار دیا ہے اور جہاں تک بات ہے دوسری حدیث کے سند کی، تو اس کے متعلق علامہ ہیثمیؒ (۴) لکھتے ہیں کہ اس کی سند میں خلید بن دعلج ہیں، جسے امام احمدؒ، نسائیؒ اور دار قطنیؒ نے ضعیف کہا ہے اور ابن عدی کا کہنا ہے کہ ان کی اکثر احادیث کے متابع مل جاتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کی سند میں روح واحد قرشی ہیں اور وہ بھی ضعیف ہیں۔

اس حدیث کی شاہد حضرت ابوہریرہ ﷛ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ (۵) امام ترمذیؒ (۶) امام نسائیؒ (۷) اور امام طحاویؒ (۸) نے کی ہے، امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور دوسری شاہد حضرت ابوسعید خدری ﷛ کی ہے، جس کی تخریج علامہ سلفیؒ نے (۹) کی ہے۔ حدیث کی سند میں عطیہ عوفی ہیں جو ضعیف ہیں؛ لیکن امام ترمذیؒ نے اپنی سنن میں اکثر ان کی حدیث کو حسن کہا ہے اور تیسری شاہد حضرت عبداللہ بن قرط کی حدیث ہے، جس کی تخریج علامہ طبرانیؒ نے ''معجم اوسط'' میں کی ہے۔

حدیث (۱۹۰)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ فرمایا کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اس کا

۱ معجم اوسط للطبرانی: ۱/۵۳۲ (مجمع البحرین)۔ ۲ الزوائد: ص/۵۲۳۔ ۳ مجمع الزوائد: ۱/۲۹۲۔ ۴ مجمع الزوائد: ۱/۲۹۲۔
۵ مسند احمد: ۲/۲۹۰۔ ۶ سنن ترمذی: ۲/۲۷۰۔ ۷ سنن نسائی: ۱/۸۱۔ ۸ مشکل الآثار: ۳/۲۲۷۔ ۹ طیوریات: ق/۱/۸۶۔

میں نے اپنے لئے عہد کرلیا ہے کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے، اس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جو ان نمازوں کا اہتمام نہ کرے تو مجھ پر اُس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ (حسن بالشواہد)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بقیہ بن ولید از ضبارہ بن عبداللہ بن ابی سلیک از دوید بن نافع از زہری از سعید بن مسیب کے دو طریق سے امام ابوداودؒ (۲) امام ابن ماجہؒ (۳) اور ابن نصرؒ (۴) نے کی ہے۔ بوصیریؒ (۵) کہتے ہیں: ''ضبارہ اور دوید کی وجہ سے اس سند میں نظر ہے''۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: امام ذہبیؒ (۶) کہتے ہیں: ''ابن عدی نے ''الکامل'' میں ضبارۃ بن عبداللہ کی چھ احادیث ذکر کی ہیں، ان میں کچھ ''لین'' ہے''۔ امام ذہبیؒ ''الکاشف'' میں کہتے ہیں کہ: ''یہ قابل اعتماد راوی ہے''۔ (۷) ابن حجرؒ نے (۸) انھیں مجہول کہا ہے۔ شیخ عوامہ حفظہ اللہ ''الکاشف'' کی تعلیق میں کہتے ہیں: ضبارہ مصنف کی اصطلاح میں مجہول العین ہیں؛ لیکن ان کے اس قول میں نظر ہے، اگر وہ مجہول الحال یا مستور کہتے تو ان کی اصطلاح کے مطابق وہ مقبول ہوتا، یا پھر وہ انھیں مقبول کہتے؛ اس لئے کہ ابن حبانؒ نے (۹) ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی حدیث ثقہ راویوں سے مروی روایت سمجھی جاتی ہے۔ اس حدیث کے راوی دوید بن نافع جنھیں ذوید بھی کہا جاتا ہے، انھیں امام ذہبیؒ نے (۱۰) ''مستقیم الحدیث'' کہا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ (۱۱) کہتے ہیں کہ: ''وہ مقبول ہیں اور وہ ارسال کیا کرتے تھے''۔ شیخ عوامہ کاشف پر اپنی تعلیقات میں کہتے ہیں: ''بلکہ وہ ثقہ ہیں''۔

اس حدیث کی شاہد حضرت عبادۃ ابن الصامت ﷛ کی روایت ہے، جس کی تخریج امام مالکؒ (۱۲) امام احمدؒ (۱۳) عبد الرزاقؒ (۱۴) حمیدیؒ (۱۵) ابوداودؒ (۱۶) نسائیؒ (۱۷) ابن حبانؒ (۱۸) اور امام طحاویؒ (۱۹) نے کی ہے۔ دوسری شاہد حضرت ابوہریرہ ﷛ کی حدیث ہے، جس کی تخریج ابن نصرؒ نے (۲۰) کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

---

۱ فضائل نماز: ص/۱۷۔ ۲ سنن ابوداؤد: ۴۳۰۔ ۳ سنن ابن ماجہ: ۱۴۰۳۔ ۴ کتاب الوتر: ص/۱۳۔ ۵ الزوائد: ۲/۱۳۔

۶ میزان الاعتدال: ۳۹۲۵۔ ۷ الکاشف: ۲۴۲۳۔ ۸ تقریب التہذیب: ۲۹۶۲۔ ۹ کتاب الثقات: ۸/۳۲۵۔ ۱۰ الکاشف: ۱۴۸۰۔

۱۱ تقریب التہذیب: ۱۸۳۲۔ ۱۲ مؤطا: ۹۶۔ ۱۳ مسند احمد: ۵/۳۱۵۔ ۱۴ مصنف عبد الرزاق: ۴۵۷۵۔ ۱۵ مسند حمیدی: ۳۸۸۔

۱۶ سنن ابوداؤد: ۱۴۲۰۔ ۱۷ سنن نسائی: ۱/۲۳۰۔ ۱۸ صحیح ابن حبان: ۱۷۳۲۔ ۱۹ شرح مشکل الآثار: ۳۱۶۷۔ ۲۰ کتاب الوتر: ص/۱۲۔

حدیث(۱۹۱)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: دو آدمیوں کی جماعت کی نماز اللہ کے نزدیک چار آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ نماز سے زیادہ پسندیدہ ہے، اسی طرح چار آدمیوں کی جماعت کی نماز آٹھ آدمیوں کی متفرق نماز سے زیادہ محبوب ہے اور آٹھ آدمیوں کی جماعت کی نماز سو آدمیوں کی متفرق نمازوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ (حسن بالشواہد) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج یونس بن سیف کلاعی از عبدالرحمٰن بن زیاد لیثی کے طرق سے طبرانیؒ (۲) بخاریؒ (۳) ابن سعدؒ (۴) بزارؒ (۵) (کشف الآثار) اور حاکمؒ (۶) نے کی ہے۔ ہیثمیؒ (۷) کہتے ہیں: ''طبرانی کے رجال ثقہ ہیں''۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ''عبدالرحمٰن بن زیاد لیثی مجہول ہونے کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے۔

اس حدیث کی شاہد حضرت ابی بن کعب ؓ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ (۸) دارمیؒ (۹) ابوداوٗدؒ (۱۰) اور ابن خزیمہؒ نے (۱۱) کی ہے۔

حدیث(۱۹۲)

حضرت ابوذر ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے اور پتے درختوں پر سے گر رہے تھے، آپ ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی، جس کی وجہ سے اور بھی گرنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے، تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں؛ جیسے یہ پتے (درخت سے) گر رہے ہیں۔ (۱۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ نے (۱۳) کی ہے۔ سند اس طرح ہے۔ ''حدثنا أبو عامر قال: حدثنا عبد الجليل يعني إبن عطية قال: حدثنا مزاحم بن معاوية الضبي عنه به'' سند میں مذکور راوی مزاحم بن معاویہ کی وجہ

۱ فضائل نماز: ص/۴۸۔ ۲ معجم کبیر ۱۹/۴۷۳،۴۷۷۔ مسند الشامین: ۲۰۳۵، ۴۸۶، ۴۸۷۔ ۳ التاریخ الکبیر: ۳-۱/۱۹۲، ۱۹۳۔
۴ طبقات ابن سعد: ۷/۳۱۱۔ ۵ مسند بزار: ۴۶۱۔ ۶ مستدرک حاکم: ۳/۶۲۵۔ ۷ مجمع الزوائد: ۲/۳۹۔ ۸ مسند احمد: ۲۱۲۶۵۔
۹ سنن دارمی: ۱۲۶۹۔ ۱۰ سنن ابوداوٗد: ۵۵۴۔ ۱۱ صحیح ابن خزیمہ: ۱۴۷۷۔ ۱۲ فضائل نماز: ص/۶۔ ۱۳ مسند احمد: ۵/۱۷۹۔

سے اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ ابو حاتم نے انھیں مجہول کہا ہے۔ ابن حبانؒ نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان سے عبدالجلیل نے روایت کیا ہے، جو ان میں شیخ ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے درج ذیل کتب کی مراجعت کیجئے۔
(الجرح والتعدیل: ۸/۴۰۴، الثقات: ۵/۴۵۱، التعجیل: ۲/۲۵۱)۔

اس حدیث کی شاہد حضرت سلمان فارسی ؓ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ (۱) اور دارمیؒ نے (۲) حماد بن سلمہ کے طرق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: ''عن حماد بن سلمة قال: أخبرنا علي بن زيد عن أبي عثمان النهدي عنه به'' اس حدیث کی سند میں ایک راوی علی بن زید بن جدعان ہیں حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: علی بن عبداللہ بن زہیر بن عبداللہ بن جدعان تیمی ضعیف ہیں۔ (۳) امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ وہ حفاظ حدیث میں سے ہیں اور ثبت ہیں۔ امام دارقطنیؒ کہتے ہیں: ''میرے نزدیک ان میں ''لین'' ہے، امام مسلم اور سنن اربعہ کے محدثین نے اپنی کتابوں میں اس حدیث کی متابعت کا ذکر کیا ہے''۔ (۴) ''الکاشف'' کے محقق شیخ عوامہ اپنی تعلیق میں کہتے ہیں: امام ترمذیؒ (۵) علی بن زید کے تعلق سے کہتے ہیں ''وہ صدوق'' ہیں، مگر یہ کہ کہیں بھی ایسی حدیث کو مرفوع کے طور پر روایت کرتے ہیں، جو دوسروں کے نزدیک موقوف ہوتی ہے۔ یہ ان کے ''ضبط'' کے سلسلہ میں جرح ہوئی اور وہ بھی ہلکی سی جرح ہے؛ جیسا کہ آپ خود محسوس کر سکتے ہیں۔ اس وجہ سے بعض متقدم اور متاخر علماء جیسے بزار اور ہیثمی ان کی حدیث کو حسن قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں (۶) محقق شیخ علامہ حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کا استدراک قابل ملاحظہ ہے، وہ کہتے ہیں بلکہ امام ترمذیؒ نے ان کی بہت سی احادیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ (۷) امام ذہبیؒ نے ''میزان'' میں ان کے حالات زندگی کا اختتام ترمذی کے قول صدوق اور دارقطنی کے مذکورہ تبصرہ پر فرمایا ہے۔
پس یہ ان کی رائے ہے، اس رائے کے لحاظ سے اس حدیث کی سند حسن ہے۔

اس حدیث کی شاہد بیہقیؒ کی (۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے۔ جس کی سند کے تعلق سے ائمہ جرح نے ''لاباس به'' کہا ہے۔

حدیث (۱۹۳)

حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے چچا حضرت عباس ؓ سے فرمایا: اے عباس! اے میرے چچا! کیا میں تمھیں ایک عطیہ کروں ایک بخشش کروں۔ ایک چیز بتاؤں تمھیں دس چیزوں کا مالک بناؤں، جب تم اس کام کو کرو گے تو حق تعالیٰ

---

۱ مسند احمد: ۵/۴۳۷، ۴۳۸۔ ۲ سنن دارمی: ۷۲۵۔ ۳ تقریب التہذیب: ص/۴۰۱، حدیث نمبر: ۴۷۳۴۔
۴ الکاشف: ۳۹۱۶۔ ۵ سنن ترمذی: ۷/۳۲۲ حدیث نمبر: ۲۶۸۰۔ ۶ مسند عمر بن عبدالعزیز: ص/۲۸۶۔
۷ سنن ترمذی: ۱۰۹، ۵۴۵، ۸۶۴ ملاحظہ کیجئے۔ ۸ السنن الکبریٰ: ۳/۱۰، ۶، ۹۹، ۱۰۰۔

شانہ تمہارے سب گناہ پہلے اور پچھلے پرانے اور نئے غلطی سے کیے ہوئے اور جان بوجھ کر کیے ہوئے چھوٹے اور بڑے چھپ کر کیے ہوئے اور کھلم کھلا کیے ہوئے سب ہی معاف فرما دیں گے اور کام یہ ہے کہ چار رکعت نفل (صلوۃ التسبیح کی نیت باندھ کر) پڑھو اور ہر رکعت میں جب الحمد اور سورت پڑھ چکو تو رکوع سے پہلے "سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر" پندرہ ۱۵ مرتبہ پڑھو، پھر جب رکوع میں جاؤ، تو دس مرتبہ پڑھو، پھر جب رکوع سے کھڑے ہو، تو دس مرتبہ پڑھو، پھر سجدہ کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو، پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھو تو دس مرتبہ پڑھو، پھر جب دوسرے سجدہ میں جاؤ تو دس مرتبہ اس میں پڑھو، پھر جب دوسرے سجدہ سے اٹھو تو (دوسری رکعت میں کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ کر دس مرتبہ پڑھو، ان سب کی میزان پچھتر ہوئی۔ اس طرح ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ ہوگا۔ اگر ممکن ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو، یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہو سکے، تو سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ پڑھ لو۔ (حسن بالشواہد)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج عبدالرحمٰن بن بشر بن حکم از ابوشعیب موسیٰ بن عبدالعزیز قنباری از حکم بن ابان از عکرمہ کے طریق سے امام بخاریؒ (۲) ابوداودؒ (۳) ابن ماجہؒ (۴) ابن خزیمہؒ (۵) طبرانیؒ (۶) حاکمؒ (۷) بیہقیؒ (۸) خطیبؒ (۹) ابن جوزیؒ (۱۰) اورابن ناصرالدینؒ (۱۱) نے کی ہے۔ اس حدیث کی سند کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ سوائے موسیٰ بن عبدالعزیز اور ان کے شیخ حکم بن ابان کے۔

موسیٰ بن عبدالعزیز: جہاں تک موسیٰ بن عبدالعزیز کی بات ہے، تو وہ عدنی ابوشعیب قنباری ہیں، ان کے بارے میں اختلاف ہے؛ چنانچہ نسائی اور ابن معین نے (۱۲) عبداللہ بن احمد کی ان سے روایت کردہ حدیث کے ضمن میں کہتے ہیں: "لیس به بأس" ابن حبانؒ نے ان کا (۱۳) ذکر کیا ہے۔ ابن حبانؒ کہتے ہیں کہ موسیٰ بن عبدالعزیز اور حکم بن ابان اہل یمن سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ کبھی ان سے خطا ہو جاتی ہے۔ امام ذہبیؒ (۱۴) کہتے ہیں: کسی نے ان کا ذکر ضعیف راویوں میں نہیں کیا؛ لیکن وہ "حجۃ" نہیں ہیں۔ ابوالفضل سلیمانی کہتے ہیں کہ وہ "منکر الحدیث" ہیں، ابن المدینیؒ نے انھیں ضعیف کہا ہے۔ ابن شاہین نے انھیں ثقات میں شمار کیا ہے۔ ابوبکر بن ابوداود سے منقول ہے کہ: صلاۃ التسبیح کی تمام

---

(۱) فضائل ذکر: ص/۱۶۹۔ (۲) جزء القراءۃ: ۱۵۸۔ (۳) سنن ابوداود: ۱۲۹۷۔ (۴) ابن ماجہ: ۱۳۸۷۔ (۵) صحیح ابن خزیمہ: ۱۲۱۶۔

(۶) معجم کبیر: ۱۱/۲۴۳،۲۴۴۔ (۷) مستدرک حاکم: ۱/۳۱۸۔ (۸) سنن بیہقی: ۳/۵۱،۵۲۔ (۹) صلاۃ التسبیح: (ق ۲/ ب ۴/۱)۔ (۱۰) کتاب الموضوعات: ۲/۱۴۳۔

(۱۱) الترجیح لصلاۃ التسبیح: ص/۳۷۔ (۱۲) کتاب العلل: ۲/۶۵۵۔ (۱۳) الثقات: ۹/۱۵۹۔ (۱۴) المیزان: ۸۸۹۳۔

حدیثوں میں یہ صحیح ترین حدیث ہے۔ حاکمؒ نے (۱) محمد بن سہل بن عسکری سے نقل کیا ہے کہ: انھوں نے عبدالرزاق سے سنا کہ ان سے موسیٰ بن عبدالعزیز کے تعلق سے دریافت کیا گیا، تو عبدالرزاق نے ان کی خوب تعریف کی۔ حافظ ابن حجرؒ نے (۲) انھیں ''صدوق سئ الحفظ'' کہا ہے۔ ان تمام نقول سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ بن عبدالعزیز ان راویوں میں سے نہیں، جن کی تضعیف پر اتفاق ہو اور نہ وہ متہم ہے؛ بلکہ وہ مختلف فیہ راوی ہے۔ بعضوں نے ان کی تضعیف کی ہے اور بعضوں نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے اور یہی حدیث حسن کی شرط ہے۔

حکم بن ابان: سند میں مذکور راوی حکم بن ابان عدنی بھی ہیں، ان کے بارے میں امام ذہبیؒ (۳) کہتے ہیں: ''ابن معین اور نسائی نے انھیں ثقہ کہا ہے''۔ احمد عجلیؒ کہتے ہیں: ''ثقہ صاحب سنت ہیں، سمندر میں گھٹنوں تک پانی میں کھڑے رہتے تھے اور سمندر کی مچھلیوں کے ساتھ صبح تک اللہ کا ذکر کرتے تھے''۔ ابن عیینہؒ کہتے ہیں: ''میں عدن گیا تو وہاں میں نے حکم بن ابان جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا''۔ سفیان بن عبدالملک نے ابن المبارک سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ''حکم بن ابان، حسام بن مصک اور ایوب بن سوید، ان سب کا کوئی اعتبار نہیں ہے''۔

امام ذہبیؒ (۴) کہتے ہیں: ''حکم ثقہ اور صاحب سنت ہیں، جب رات کو سب آنکھیں سو جاتی ہیں تو وہ سمندر میں گھٹنے تک پانی میں کھڑے ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ اہل یمن کے سردار تھے حافظ ابن حجرؒ (۵) کہتے ہیں: ''صدوق عابد له اوهام''، یعنی صدوق عابد ہیں، مگر ان کو روایت میں وہم ہو جاتا ہے۔

حدیث کے دوسرے راوی عکرمہ ہیں، جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں، ان کے تعلق سے حافظ ابن حجرؒ (۶) کہتے ہیں: ''ثقہ ثبت ہیں، تفسیر کے عالم ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی تکذیب ثابت نہیں ہے۔ صحاح ستہ کے رجال میں سے ہیں، ان سے کوئی بدعت ثابت نہیں ہے''۔ ذہبیؒ (۷) کہتے ہیں: ''وہ ''ثبت'' ہیں؛ لیکن اباضی ہیں (فرقہ اباضیہ سے تعلق رکھنے والے) تلوار کے قائل ہیں۔ امام مسلمؒ نے ان کی روایات دوسروں کے ساتھ ملا کر روایت کی ہیں اور امام مالکؒ نے ان سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے''۔ ابن عبدالبرؒ نے (۸) ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا طویل دفاع کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مقدمہ فتح الباری (۹) کی طرف مراجعت مناسب ہے۔

اس حدیث کی کئی متابعات ہیں، ابراہیم بن الحکم بن ابان نے ان کی متابعت کی ہے جو کہ سابق حدیث ہی کی طرح ہے۔ اس کی تخریج حاکمؒ نے (۱۰) کی ہے؛ لیکن اس کی سند کمزور ہے۔

اس حدیث کی شیبان نے بھی متابعت کی ہے۔ سند اس طرح ہے۔ ''حدثنا نافع أبوهرمز عن عطاء عن ابن

۱ مستدرک حاکم: ۳۱۹/۱۔ ۲ التقریب: ۶۹۸۸۔ ۳ المیزان: ۲۱۶۹۔ ۴ الکاشف: ۱۱۷۲۔ ۵ التقریب: ۱۴۳۸۔
۶ التقریب: ۴۶۷۳۔ ۷ الکاشف: ۳۸۷۶۔ ۸ التمہید: ۳۵،۲۶/۲۔ ۹ مقدمہ فتح الباری: ص/۴۲۵۔ ۱۰ مستدرک حاکم: ۳۱۹/۱۔

عباس" اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ نے (۱) کی ہے۔اس کی سند کے بارے میں تالف کیا ہے۔
حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں، سوائے ابو ہرمز کے کہ وہ متروک ہیں۔(۲)
موسیٰ بن جعفر ابی کثیر نے بھی اس کی متابعت کی ہے۔سند اس طرح ہے: "موسیٰ بن جعفر بن ابي كثير عن عبد القدوس بن حبيب عن مجاهد عن ابن عباس" ابونعیمؒ (۳) نے اس حدیث کی تخریج کی ہے اور اس کی سند کے بارے میں تالف کیا ہے۔علامہ ہیثمیؒ (۴) کہتے ہیں کہ اس سند میں ایک راوی عبدالقدوس بن حبیب متروک ہیں۔خلاصہ کلام یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے سارے طرق واہی یعنی کمزور ہیں سوائے پہلے طریق کے کہ وہ استشہاد کے قابل ہے۔پہلے طریق کے علاوہ یہ حدیث حضرت عباس ؓ، فضل بن عباس، علی بن ابی طالب، جعفر بن ابی طالب، ابورافع، ابن عمر، عبداللہ بن جعفر، ام سلمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری سے وارد ہوئی ہے۔جہاں تک عباس بن عبدالمطلب کی حدیث کی بات ہے، تو امام دارقطنیؒ نے صلاۃ التسبیح میں (۵) ابونعیمؒ نے قربان المتقین میں اور ابن شاہین نے الترغیب میں (۶) موسیٰ بن اعین از ابی رجاء از صدقۃ از عروۃ بن رویم از ابن الدیلمی از عباس کے طریق سے تخریج کی ہے۔اس کی سند میں ایک راوی صدقہ دمشقی ہیں، وہ عبداللہ السمین کے بیٹے ہیں۔ابوحاتم کہتے ہیں "رحیم راوی۔اہل صدق میں سے ہے۔
سعید بن عبدالعزیز نے انھیں ثقہ کہا ہے اور جمہور نے ان کی تضعیف کی ہے۔ایسی حدیث متابعات میں چل سکتی ہے۔
فضل بن عباس کی حدیث کی تخریج ابونعیمؒ نے "قربان المتقین" میں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن الطائی از والد خود رافع از فضل بن عباس کے طرق سے کی ہے (۷) اور اس کی سند واہی (کمزور) ہے۔سند میں مذکور "الطائی" نامی راوی کے سلسلہ میں "امالی" میں حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: "لا أعرفه و لا أباه" نہ میں انھیں پہچانتا ہوں اور نہ ان کے والد کو۔
حضرت علی بن ابی طالب ؓ کی روایت کی تخریج دارقطنی نے صلاۃ التسبیح میں کی ہے۔(۸) اس کی سند ضعیف ہے؛ اس لئے کہ سند میں ایک راوی ابن نسطاس ہیں، جن کے بارے میں امام بخاریؒ نے کہا: "فيه نظر"، ان میں نظر ہے۔
جعفر بن ابی طالب ؓ کی روایت کی تخریج عبدالرزاقؒ نے (۹) کی ہے۔اس کے ایک راوی اسماعیل بن رافع متروک ہیں۔
حضرت ابورافع ؓ کی حدیث کی تخریج ترمذیؒ (۱۰) ابن ماجہؒ (۱۱) اور طبرانیؒ نے (۱۲) کی ہے۔موسیٰ بن عبدۃ راوی ضعیف ہیں۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی تخریج حاکمؒ نے (۱۳) کی ہے۔حاکمؒ کہتے ہیں: یہ صحیح سند ہے جس پر کوئی

۱ معجم کبیر: ۱۱/۱۶۱، ۱۶۲۔ ۲ اللآلی: ۲/۳۹۔ ۳ حلیۃ الاولیاء: ۱/۲۵، ۲۶۔ ۴ مجمع الزوائد: ۲/۲۸۲۔ ۵ الترجیح: ص/۳۶۔ ۶ اللآلی: ۲/۴۰۔
۷ اللآلی: ۲/۴۰۔ ۸ الترجیح: ۵۰، ۵۱۔ ۹ مصنف: ۳/۱۲۳۔ ۱۰ سنن ترمذی: ۴۸۲۔ ۱۱ ابن ماجہ: ۱۳۸۶۔ ۱۲ معجم کبیر: ۱/۳۱۱۔ ۱۳ مستدرک حاکم: ۱/۳۱۹

غبار نہیں ہے؛ لیکن ذہبیؒ نے یہ کہہ کر ان کے قول کا تعاقب کیا کہ اس کی سند میں ایک راوی احمد بن داؤد بن عبد الغفار الحرانی ہے، جس کی دارقطنی نے تکذیب کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ کی حدیث کی تخریج دارقطنی نے صلاۃ التسبیح میں کی ہے۔ (۱) اس میں ایک راوی ابن سمعان ضعیف ہیں۔

اُم سلمہ کی حدیث کی تخریج ابونعیمؒ نے ''قربان المتقین'' میں کی ہے۔ (۲) اس میں ایک راوی عمرو بن جمیع ہیں، جس کی ابن معینؒ نے تکذیب کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی تخریج ابوداؤدؒ (۳) اور بیہقیؒ نے (۴) کی ہے۔ اس میں ایک راوی عمرو بن مالک النکری ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ: ابن حبانؒ کے علاوہ کسی نے انھیں ثقہ نہیں کہا۔ (۵)

حضرت عبداللہ بن عمر انصاری رضی اللہ عنہما کی حدیث کی تخریج ابوداؤدؒ نے (۶) اور انھیں کے طریق سے بیہقیؒ نے (۷) کی ہے۔ اس کی سند قوی ہے، شیخ جاسم حفظہ اللہ (۸) کہتے ہیں: جس قدر مجھے اس حدیث کے طرق جمع کرنا ممکن ہے اس کی تفصیل یوں ہے: پہلا طریق مرفوع جید الاسناد ہے۔ دوسرا طریق موقوف جید الاسناد ہے اور تیسرا طریق مرفوع صالح الاسناد ہے اور آٹھ طرق مرفوع ضعیف الاسناد ہیں اور اٹھارہ طریق مرفوع ''واھیة'' یا ''تالفة'' ہیں اور چھ طرق موقوف ضعیف یا واھیہ ہیں۔ اس تفصیل کی روشنی میں یہ حدیث اپنے شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

امام منذریؒ (۹) کہتے ہیں یہ حدیث بہت سے طرق اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کی گئی ہے۔ ان طرق میں سب سے امثل (بہتر) حضرت عکرمہ ؓ کی یہ حدیث ہے۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے صحیح قرار دیا ہے، جن میں حافظ ابوبکر اجری اور ہمارے محترم شیخ ابومحمد عبدالرحیم المصری اور اسی طرح ہمارے دوسرے محترم شیخ حافظ ابوالحسن المقدسی رحمہم اللہ ہیں۔ ابوبکر بن داؤدؒ کہتے ہیں: ''میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ صلاۃ التسبیح کے سلسلہ میں اس حدیث کے علاوہ کوئی صحیح حدیث نہیں ہے''۔ مسلم بن حجاجؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کے منجملہ سندوں میں عکرمہ از ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بہتر کوئی اسناد نہیں ہے''۔ ابن شاہینؒ (۱۰) کہتے ہیں: ''میں نے ابوبکر عبداللہ بن سلیمان بن اشعث کو اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے سنا کہ: صلاۃ التسبیح کے تعلق سے صحیح ترین حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے۔ اس حدیث

---

۱ الترجیح: ص/۵۳،۵۲۔ ۲ الترجیح: ص/۴۵۔ ۳ سنن ابوداود: ۱۲۹۸۔ ۴ سنن بیہقی: ۵۲/۳۔
۵ تہذیب التہذیب: ۹۶/۸۔ ۶ سنن ابوداود: ۱۲۹۹۔ ۷ سنن بیہقی: ۵۲/۳۔ ۸ التنقیح: ۵۷،۵۶۔
۹ الترغیب والترہیب: ۴۶۸/۱۔ ۱۰ الثقات: ص/۱۰۱۔

کی صحت ثابت کرنے کے لئے علماء کی ایک جماعت نے مستقل کتابیں تالیف کی ہیں۔ جن میں ابوموسیٰ المدینی خطیب بغدادی اور دار قطنی رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں"۔ حافظ ابن حجرؒ (۱) کہتے ہیں: "دارقطنیؒ نے کہا: قرآن کی سورتوں کے فضائل میں وارد حدیثوں میں سب سے صحیح ترین حدیث سورۂ اخلاص کی فضیلت سے تعلق رکھنے والی حدیث ہے۔ اور نفل نمازوں کی فضیلت سے تعلق رکھنے والی حدیثوں میں صحیح ترین حدیث صلاۃ التسبیح والی ہے"۔ ابوجعفر عقیلیؒ کہتے ہیں: "صلاۃ التسبیح کے سلسلہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے"۔ ابوبکر بن العربیؒ نے کہا: "اس سلسلہ میں نہ کوئی صحیح حدیث ہے اور نہ ہی حسن"۔ ابن الجوزیؒ نے مبالغہ سے کام لیتے ہوئے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا؛ جبکہ ابوموسیٰ المدینی نے اس حدیث کی صحت ثابت کرنے کے لئے مستقل رسالہ تالیف کیا۔ اس طرح یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام طرق ضعیف ہیں؛ اگر چہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن کی شرط کے قریب ہے، مگر یہ کہ وہ شاذ ہے، شدت فردیت اور قابل اعتبار طریقہ پر اس کا متابع اور شاہد بھی نہیں ہے؛ نیز اس حدیث میں بیان کردہ طریقۂ نماز بقیہ نمازوں کی ہیئت کے مخالف ہے۔

حدیث کے راوی موسیٰ بن عبدالعزیز اگر چہ صادق اور صالح ہیں، مگر ان سے ان کا تفرد معتبر نہیں ہے۔ ابن تیمیہ اور مزیؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے اور ذہبیؒ نے توقف اختیار کیا ہے۔ ابن عبدالہادیؒ نے "الاحکام" میں ان سب حضرات سے یہ بات نقل کی ہے۔ اس حدیث کے سلسلہ میں شیخ محی الدین نوویؒ کے کلام میں اختلاف ہے۔ (۲) انھوں نے اس حدیث کو واہی (نہایت کمزور) قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں: "صلاۃ التسبیح کی حدیث ضعیف ہے اور اس نماز کے استحباب کے سلسلہ میں مجھے تامل ہے؛ اس لئے کہ اس نماز میں نماز کے معروف طریقہ میں تبدیلی ہے؛ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا نہ کیا جائے اور صلاۃ التسبیح کی حدیث ثابت نہیں ہے"۔ دوسری طرف (۳) وہ یوں لکھتے ہیں: سنن ترمذی اور دیگر کتابوں میں صلاۃ التسبیح کے سلسلہ میں ایک حسن حدیث وارد ہوئی ہے۔ محاملی اور دیگر اصحاب نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور یہ نماز سنت حسنہ ہے، اسی طرح شیخ محی الدینؒ نے (۴) اس نماز کے مستحب ہونے پر اپنے رجحان کا اظہار کیا ہے۔ میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: شیخ نے اس حدیث کو قوی قرار دیا ہے اور اس کی دلیل بھی پیش کی ہے"

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: آپ نے محی الدین نوویؒ کے کلام میں پائے جانے والے تعارض پر حافظ ابن حجرؒ کی

۱ التلخیص: ۲/۷۔ ۲ شرح المہذب: ۳/۵۴۹۔ ۳ تہذیب الاسماء واللغات: ۲/۱۴۴۔ ۴ الاذکار: ص/ ۱۶۷، ۱۶۹۔

حیرت دیکھ لی ہے۔ اس حدیث کو صحیح قرار دینے کے سلسلہ میں خود حافظ ابن حجرؒ کے موقف کی تبدیلی محسوس ہوئی ہے۔ چنانچہ (الأجوبة عن أحاديث وقعت في مصابيح السنة: ۳/۳۰۸۔) میں ان راویوں کا ذکر کرتے ہوئے جنھوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی تصحیح اور تضعیف میں اختلاف ہے اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث کثرتِ طرق کی وجہ سے حسن کے درجہ میں ہے، کثرتِ طرق سے پہلا طریق یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کا طریق قوی ہوجاتا ہے۔

حدیث (۱۹۴)

حضور اقدس ﷺ سے کسی نے حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد "إن الصلاة تنهى" الخ (بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور ناشائستہ حرکتوں سے) کے تعلق سے دریافت کیا: تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس شخص کی نماز ایسی نہ ہو اور اس کو بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے نہ روکے، وہ نماز ہی نہیں۔ (اسناد حسن) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ابی حاتم نے (۲) کی ہے۔ سند اس طرح ہے۔ محمد بن ہارون مخرمی فلاس از عبدالرحمٰن بن نافع ابوزیاد از عمر بن عثمان از حسن۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ حدیث کے ایک راوی محمد بن ہارون فلاس، مخرمی اور بغدادی کے تعلق سے ابن ابی حاتمؒ (۳) لکھتے ہیں: ''یہ یحییٰ بن معینؒ سے روایت کرنے والے ''حفاظ اور ثبت'' میں سے ہیں اور سند میں مذکور ایک راوی عبدالرحمٰن بن نافع ابوزیاد ہیں، جو درخت سے معروف ہیں۔ یہ بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انھوں نے مغیرہ بن سقلاب وغیرہ سے روایت کیا ہے اور ان سے ابوزرعہ اور محمد بن ہارون الفلاس نے روایت کیا ہے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہؒ سے کہتے ہوئے سنا کہ وہ ''صدوق'' ہیں۔ (۴) اور سند میں مذکور ایک راوی عمر بن عثمان ہیں۔ انھوں نے طاؤس سے ان کا قول سنا ہے۔ ان سے یحییٰ بن سعید القطان نے روایت کی۔ میں نے اپنے والد سے یہ بات سنی۔ (۵)

---

۱ فضائل نماز: ص/۵۷۔ ۲ التفسیر: ۹/۳۰۶۶ حدیث نمبر: ۱۷۳۳۹۔ ۳ کتاب الجرح والتعدیل: ۸/۱۱۸۔
۴ کتاب الجرح: ۵/۲۹۴۔ ۵ کتاب الجرح: ۶/۱۲۳۔

حدیث (۱۹۵)

حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ: انھوں نے اللہ کے ارشاد: "وقد کانوا یدعون إلی السجود وھم سالمون" کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد نماز باجماعت ہے۔ (اس کے رجال ثقہ ہیں)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بیہقیؒ نے (۲) کی ہے۔ سنداس طرح ہے۔ ابوعلی روذباری از اسماعیل بن محمد صفار از عبداللہ بن احمد بن حنبل از محمد بن جعفر از شعبہ از سفیان از ابی سنان۔

---

۱ فضائل نماز: ص/۵۵۔ ۲ شعب الایمان: ۲۶۵۵۔

کتاب الصیام

حدیث (۱۹۶)

حضرت عبادہ ؓ نے نبی کریم ﷺ سے شبِ قدر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے۔ ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹۔ رمضان کی آخری رات میں جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے عبادت کرے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس رات کی منجملہ اور علامتوں کے یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے۔ صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی۔ بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (انوار کی کثرت) سے چاند کھلا ہوا ہوتا ہے۔ اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے۔ نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔ ایسا بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح ہوتا ہے۔ جیسا کہ چودھویں رات کا چاند اللہ جل شانہ نے اس دن آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا (بخلاف اور دنوں کے طلوعِ آفتاب کے وقت شیطان کا اس جگہ ظہور ہوتا ہے) (حسن بالشواہد) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ نے (۲) کی ہے۔ سند اس طرح ہے۔ ''حیوۃ بن شریح از بقیہ: از بحیر بن سعد، از خالد بن معدان'' اس حدیث کے راوی بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے ہیں اور ''تحدیث'' کی صراحت نہیں کرتے اور خالد بن معدان کا سماع عبادہ بن صامت ؓ سے ثابت نہیں ہے۔ جیسا کہ ابو حاتمؒ نے ''المراسیل'' میں کہا ہے۔ حدیث کے پہلے حصہ کے متابعات کی تخریج صحیح اسانید کے ساتھ امام احمدؒ (۳) بزارؒ (۴) امام بخاریؒ (۵) اور ابن خزیمہؒ (۶) نے کی ہیں اور حدیث کے دوسرے حصہ کی شاہد حضرت جابر ؓ کی حدیث ہے، جس کی تخریج ابن خزیمہؒ (۷) اور ابن حبانؒ (۸) نے کی ہے اور اس کی سند حسن ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی تخریج ابن خزیمہؒ (۹) اور بزارؒ نے (۱۰) کی ہے اور حدیث میں مذکور الفاظ ''لیس لھا شعاع'' کی شاہد ابی بن کعب ؓ کی روایت ہے، جس کی تخریج امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں کی ہے۔

۱ فضائل رمضان: ص/۴۷۔ ۲ مسند احمد: ۳۲۴/۵۔ ۳ مسند احمد: ۲۲۶۷۲۔ ۴ مسند بزار: ۲۶۸۰۔ ۵ صحیح بخاری: ۴۹، ۲۰۲۳، ۶۰۴۹۔
۶ صحیح ابن خزیمہ: ۲۱۹۸۔ ۷ صحیح ابن خزیمہ: ۲۱۹۰۔ ۸ صحیح بن حبان: ۳۶۸۸۔ ۹ صحیح بن خزیمہ: ۱۲۹۳۔ ۱۰ مسند بزار: ۱۲۳۴۔

حدیث (۱۹۷)

ابو ہریرہ ؓ نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ میری اُمت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں، جو پہلی اُمتوں کو نہیں ملی ہیں۔ یہ کہ ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے، یہ کہ ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے۔ پھر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں، اس میں سرکش شیاطین قید کردیے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں، رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ: یہ شبِ مغفرت شبِ قدر ہے؟ فرمایا: نہیں؛ بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے۔ (حسن بالمتابعۃ والشواہد)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج یزید بن ہارون از ہشام بن ابوہشام از محمد بن محمد بن اسود از ابوسلمہ کے طریق سے امام احمدؒ (۲) بزارؒ (۳) محمد نصرؒ (۴) بیہقیؒ (۵) اور امام طحاویؒ (۶) کی ہے۔

علامہ ہیثمیؒ (۷) کہتے ہیں: اس حدیث کو احمد اور بزار نے روایت کیا ہے۔ اس کے ایک راوی ہشام بن زیاد ابوالمقدام ضعیف ہیں۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: امام ذہبیؒ (۸) کہتے ہیں: اس حدیث کو امام احمدؒ اور دیگر حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ نسائی کہتے ہیں: ''متروک'' ہیں۔ ابن حبانؒ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ راویوں سے موضوع احادیث روایت کرتے ہیں۔ ابوداوٗدؒ کہتے ہیں کہ ''وہ غیر ثقہ'' تھے۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں: ''ان کے سلسلہ میں محدثین کو کلام ہے''۔ المغنی (۹) میں ہے کہ نسائی اور دیگر محدثین نے انھیں متروک کہا ہے۔ امام ذہبیؒ (۱۰) کہتے ہیں کہ: محدثین نے انھیں ضعیف کہا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے (۱۱) بھی متروک کہا ہے۔

۱ فضائل رمضان: ص/۱۲۔ ۲ مسند احمد: ۲/۲۹۲۔ ۳ مسند بزار: ۹۶۳۔ ۴ قیام رمضان: ص/۱۱۲۔
۵ شعب الایمان: ۳۶۰۲ اور فضائل الاوقات: ۳۵۔ ۶ مشکل الآثار: ۴/۱۴۲۔ ۷ مجمع الزوائد: ۳/۱۴۰۔ ۸ میزان الاعتدال: ۹۲۲۳۔
۹ المغنی فی الضعفاء: ۶۷۴۷۔ ۱۰ الکاشف: ۵۹۶۲۔ ۱۱ التقریب: ۷۲۹۲۔

سند میں ایک راوی محمد بن الاسود جو سعد بن ابی وقاص ﷺ کے نواسے ہیں اور مجہول الحال ہیں، جس سے ہشام اور عبداللہ بن عون کے اور کسی نے روایت نہیں کی۔ ابن حبانؒ نے اس کا ذکر ''الثقات'' میں کیا ہے۔

اس حدیث کی شاہد حضرت جابر ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام بیہقیؒ نے (۱) کی ہے؛ لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک (۲) اس کے دیگر صحیح طرق بھی ہیں۔

حدیث (۱۹۸)

کعب بن عجرہ ﷺ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ ہم لوگ حاضر ہو گئے جب حضور ﷺ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین، جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ ﷺ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیل ؑ میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انھوں نے کہا کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا، پھر بھی اس کی مغفرت نہیں ہوئی، میں نے کہا آمین، پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انھوں نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے، میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انھوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین۔ (حسن بالشواہد) (۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج سعید بن ابی مریم از محمد بن ہلال از سعد بن اسحاق بن کعب از والد خود کے طریق سے طبرانیؒ (۴) قاضی اسماعیل فسویؒ (۵) اور حاکمؒ (۶) نے کی ہے۔ حاکمؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ طبرانی نے (۷) اسحاق بن محمد فروی وسعید بن ابی مریم از محمد بن ہلال کے طریق سے تخریج کی ہے۔ ہیثمیؒ (۸) کہتے ہیں: ''اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں''۔

---

۱ شعب الایمان: ۳۶۰۳۔ ۲ مسند احمد: ۷۴۲۸، ۷۴۸۰، ۷۷۸۸، ۷۷۸۸۔ ۳ فضائل رمضان: ص/۱۶۔

۴ شعب الایمان: ۲/۲۱۵ حدیث نمبر: ۵۷۲۔ ۵ فضل الصلاۃ علی النبی: ۹۱۔ ۶ المعرفۃ والتاریخ: ۱/۳۱۹۔ ۶ مستدرک حاکم: ۴/۱۵۳، ۱۵۴۔

۷ معجم کبیر: ۱۹/۱۴۴ حدیث نمبر: ۳۱۵۔ ۸ مجمع الزوائد: ۱۰/۱۶۶۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں کہتا (مؤلف) ہوں: اس حدیث کی سند میں اسحاق بن کعب بن عجرہ ﷺ ہیں۔ ابن حبانؒ نے انھیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن قطانؒ کہتے ہیں کہ یہ مجہول الحال ہیں۔ ان سے سوائے ان کے بیٹے کے کسی نے روایت نہیں کیا۔ ذہبیؒ کہتے ہیں: وہ مستور تابعی ہیں۔ اس حدیث کے کئی شواہد ہیں، جن سے وہ قوی ہو جاتی ہے۔ ان میں سے ایک حضرت انس ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج قاضی اسماعیلؒ نے (۱) کی ہے۔ دوسری حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج احمدؒ (۲) ترمذیؒ (۳) ابن خزیمہؒ (۴) اور بیہقیؒ نے (۵) کی ہے؛ اسی طرح اس حدیث کے شواہد میں عمار بن یاسر، عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی، جابر بن سمرہ اور مالک بن حویرث ﷺ کی احادیث ہیں، جنھیں امام ہیثمیؒ نے (۶) ذکر کیا ہے۔

حدیث (۱۹۹)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ کے یہاں (جہنم کے) قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لئے ہر شب و روز میں ایک دعاء ضرور قبول ہوتی ہے۔ (حسن بالشواہد) (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بزارؒ نے (۸) (کشف الاستار) کی ہے۔ سند اس طرح ہے: سلیمان بن سیف حرانی از ابو جعفر عقیلی از زہیر یعنی بن معاویہ از محمد بن جحادۃ از ابان از ابو صدیق، امام ہیثمیؒ (۹) کہتے ہیں: اس حدیث کو بزارؒ نے روایت کی ہے۔ اس میں ایک راوی ابان بن عیاش ضعیف ہیں، اس حدیث کی شاہد حضرت جابر ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج ابن ماجہؒ نے (۱۰) کی ہے۔ سند اور متن حدیث اس طرح ہے: محمد بن علاء از ابو بکر بن عیاش از اعمش از ابو سفیان طلحہ بن نافع از جابر قال: "قال رسول الله ﷺ إن الله عند كل فطر عتقاء و ذلك في كل ليلة" اس حدیث کے تعلق سے بوصیریؒ کہتے ہیں: اس کی سند کے سب رجال ثقہ ہیں۔ دوسری شاہد حضرت ابو امامہ ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ نے (۱۱) کی ہے۔ سند اور متن یوں ہے: ابو نمیر از حسین خراسانی از ابو غالب صاحب ابی امامہ از ابو امامہ عن النبی ﷺ قال: "إن الله

۱ فضل الصلاۃ علی النبی: ص/۱۹۔ ۲ مسند احمد: ۲/۲۵۴۔ ۳ سنن ترمذی: ۵/۵۵۰۔ ۴ صحیح ابن خزیمہ: ۳/۱۹۲۔
۵ سنن بیہقی: ۴/۳۰۴۔ ۶ مجمع الزوائد ۱۰/۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶۔ ۷ فضائل رمضان: ص/۲۰۔ ۸ مسند بزار: ۱/۴۵۷ حدیث نمبر: ۹۶۲۔
۹ مجمع الزوائد: ۳/۱۴۳۔ ۱۰ سنن ابن ماجہ: ۱۶۴۳۔ ۱۱ مسند احمد: ۵/۲۵۶۔

عزوجل عند کل فطر عتقاء" اس کی سند قوی ہے اور ایک شاہد حضرت ابو ہریرہ ﷛ کی حدیث ہے، جس کی تخریج ترمذیؒ (۱) ابن ماجہؒ (۲) ابن خزیمہؒ (۳) اور ابن حبانؒ نے (۴) کی ہے؛ اسی طرح ایک شاہد حضرت ابو ہریرہ ﷛ یا حضرت ابوسعید خدری ﷛ کی حدیث ہے۔ راوی کو اس میں شک ہوگیا ہے کہ صحابی حضرت ابو ہریرہ ﷛ ہیں، یا ابوسعید خدری ﷛۔ اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) اور ابونعیمؒ نے (۶) کی ہے۔

حدیث (۲۰۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ مسجد نبوی ﷺ میں معتکف تھے۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کر کے (چپ چاپ) بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں غمزدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے۔ اس نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے! میں بیشک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے اور نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کر کے کہا: کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم! میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا اچھا کیا میں اس سے تیری سفارش کروں۔ اس نے عرض کیا کہ جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے، اس شخص نے عرض کیا کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے۔ فرمایا بھولا نہیں ہوں؛ بلکہ میں نے اس قبر والے (ﷺ) سے سنا ہے اور ابھی زمانہ کچھ زیادہ نہیں گذرا (یہ لفظ کہتے ہوئے) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کہ حضور ﷺ فرمارہے تھے کہ جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس کے لئے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے، تو حق تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرمادیتے ہیں، جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے زیادہ چوڑی ہے۔ (حسن بالمتابعۃ) (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج خطیب بغدادیؒ (۸) اور امام بیہقیؒ نے (۹) دعلج بن احمد کے طریق سے کی ہے۔ سند یوں ہے: دعلج بن احمد از حسین بن ادریس از احمد بن خالد خلال از حسن بن بشر از عبدالعزیز بن ابی رواد از عطاء؛ اسی طرح اس حدیث کی تخریج ابونعیمؒ نے (۱۰) احمد بن خالد کے طریق سے کی ہے؛ نیز حاکمؒ نے (۱۱) عمر بن عبدالعزیز از ابن عباس کے طریق سے کی

---

۱ سنن ترمذی: ۶۸۲۔ ۲ سنن ابن ماجہ: ۱۶۴۲۔ ۳ صحیح ابن خزیمہ: ۱۸۸۳۔ ۴ صحیح ابن حبان: ۳۴۳۵۔
۵ مسند احمد: ۷۴۵۰۔ ۶ حلیۃ الاولیاء: ۸/۲۵۷۔ ۷ فضائل رمضان: ص/۵۲۔ ۸ تاریخ بغداد: ۴/۱۲۶، ۱۲۷۔
۹ شعب الایمان: ۷/۵۲۳، ۵۲۴ حدیث نمبر: ۳۶۷۹۔ ۱۰ تاریخ اصبہان: ۱/۸۹، ۹۰۔ ۱۱ مستدرک: ۴/۳۶۹، ۲۷۰۔

ہے۔امام بیہقیؒ (۱) کہتے ہیں: کہ اس حدیث میں ''ضعف ہے''۔ حاکمؒ نے کہا اس حدیث میں کچھ اضافہ کے ساتھ ایک اور سند ہے۔ ذہبیؒ ''تلخیص المستدرک'' میں کہتے ہیں: کہ ہشام متروک ہیں اور محمد بن معاویہ کی دارقطنی نے تکذیب کی ہے۔ اس حدیث کو ابونعیمؒ (۲) اور ابن ابی الدنیاؒ نے (۳) ابومحمد خراسانی از عبدالعزیز بن ابوداؤد کے طریق سے مرفوعاً اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے۔ طبرانیؒ نے (۴) اس حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے۔ ''تاریخ اصبہان'' میں ابونعیم کے طریق سے بھی یہ روایت مذکور ہے۔ علامہ ہیثمیؒ (۵) کہتے ہیں: اس کی سند جید ہے۔

حدیث (۲۰۱)

حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا: کہ رمضان کا مہینہ آ گیا ہے، جو بڑی برکت والا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاص نازل فرماتے ہیں، خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں۔ دعاء قبول کرتے ہیں، تمہارے تنافس کو دیکھتے ہیں اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں، پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ، بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔ علامہ منذریؒ کے بقول محمد بن قیس کے علاوہ اس حدیث کے سب رجال ثقہ ہیں۔ (۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ نے ''معجم کبیر'' میں کی ہے۔ علامہ ہیثمیؒ ''مجمع الزوائد'' میں کہتے ہیں: میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا، جس نے محمد بن قیس کے حالات زندگی ذکر کیے ہوں۔ (۷) منذریؒ (۸) کہتے ہیں: اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کے سب راوی ثقہ ہیں؛ مگر محمد بن قیس کے تعلق سے میرے ذہن میں نہ جرح ہے نہ تعدیل۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کا اعتراف

میں (مؤلف) کہتا ہوں: اس حدیث کی سند حاصل کرنے میں ہمیں کامیابی نہیں مل سکی: اس لئے کہ ''مسند عبادہ بن الصامت'' اب تک مفقود ہے۔ محمد بن قیس کو دیگر سے تمیز کرنا مجھے دشوار ہو رہا ہے، ورنہ محمد بن قیس نام کے ایک راوی کے حالات زندگی ابن حجرؒ نے ''تہذیب'' میں اور ذہبیؒ نے ''میزان الاعتدال'' میں ذکر کیے ہیں۔ علامہ متقیؒ نے ابن نجار کی طرف اسے منسوب کیا ہے۔ (۹)

---

۱ سنن بیہقی: ۷/۵۲۵۔ ۲ حلیۃ الاولیاء: ۸/۲۰۰۔ ۳ قضاء الحوائج: ص/۴۶ حدیث نمبر: ۳۵۔ ۴ معجم اوسط: ۲۹۵۳۔
۵ مجمع الزوائد: ۸/۱۹۲۔ ۶ فضائل رمضان: ص/۱۹۔ ۷ مجمع الزوائد: ۴۷۸۳۔ ۸ الترغیب والترہیب: ۲/۹۹۔ ۹ کنز العمال: ۲۳۶۹۲۔

حدیث (۲۰۲)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کی طرح سے ہے، ایک روپیہ کا بدلہ سات سو روپے ہے۔ (حسن بالشواہد)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) ابن ابی عاصمؒ (۳) اور امام بیہقیؒ نے (۴) کئی طرق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: "ابو عوانة وضاح بن عبداللہ از عطاء ابن سائب از ابو زہیر از عبد الله بن بريدة"۔ نیز امام بیہقیؒ (۵) اور ابن عساکرؒ نے "الأربعين في الحث على الجهاد" میں عطاء سے دو طرق سے تخریج کی ہے اور اس میں ایک راوی ابو زہیر ہیں، جو کہ حرب بن زہیر ضبعی ہیں۔ امام بخاریؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ان کے حالات زندگی لکھے ہیں؛ لیکن ان دونوں نے ابو زہیر کے سلسلہ میں کسی کی جرح یا تعدیل نقل نہیں کی ہے۔ ابن حبانؒ نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے اس حدیث کی سند اور متن میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حدیث کے راوی عطاء بن سائب اختلاط کا شکار ہو گئے اور اس تعلق سے اختلاف بھی کیا گیا ہے۔

اس حدیث کی ایک شاہد حضرت انس ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج بزارؒ (۶) (کشف الاستار) نے موقوفاً کی ہے، بخاریؒ (۷) اور طبرانیؒ (۸) نے مرفوعاً تخریج کی ہے۔ دوسری شاہد حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ نے (۹) کی ہے۔ تیسری شاہد ام معقل اسدیہ ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج احمدؒ نے (۱۰) کی ہے اور یہ صحیح حدیث ہے۔

حدیث (۲۰۳)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ حجر اسود جب جنت سے دنیا میں اتارا گیا، تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، آدمیوں کی خطاؤں نے اس کو کالا کر دیا۔ (حدیث کا پہلا حصہ حسن بالشواہد ہے اور عطاء راوی کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے)۔(۱۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۲) امام نسائیؒ (۱۳) ابن عدیؒ (۱۴) اور بیہقیؒ (۱۵) نے کی ہے۔ حجر اسود کے سلسلہ میں

---

۱ فضائل حج: ص/۲۲۔ ۲ مسند احمد: ۳۵۴/۵۔ ۳ کتاب الجہاد: ص/۷۶۔ ۴ السنن الکبریٰ: ۳۳۲/۴۔ ۵ سنن بیہقی: ۴۱۲۵۔
۶ مسند بزار: ۱۶۶۴۔ ۷ التاریخ: ۶۳/۳۔ ۸ معجم اوسط: ۵۶۹۰۔ ۹ مسند احمد: ۹۷۱۴۔ ۱۰ مسند احمد: ۳۷۵/۶۔ ۱۱ فضائل حج: ص/۸۰۔
۱۲ مسند احمد: ۳۰۷/۱، ۳۲۹، ۳۷۳۔ ۱۳ سنن نسائی: ۲۲۶/۵۔ ۱۴ الکامل: ۶۷۹/۳، مثیر العزم: ۲۱۴۔ ۱۵ شعب الایمان: ۴۰۳۴۔

نسائی کی روایت مختصر ہے۔الفاظ حدیث "الحجر الأسود من الجنة" ہے؛ نیز یہ حدیث عطاء بن سائب از سعید بن جبیر کے طرق سے بھی امام ترمذیؒ (۱) اور ابن خزیمہؒ (۲) نے نقل کی ہے۔امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: اس حدیث کے راوی عطاء بن سائب کے سلسلہ میں امام ذہبیؒ (۳) کہتے ہیں: ''آخری عمر میں وہ بدل گئے اور ان کا حافظہ کمزور ہو گیا''۔امام احمدؒ کہتے ہیں: ''ان سے قدیم زمانہ میں سنی گئی روایات صحیح ہیں اور بعد میں سنی گئی روایات کا اعتبار نہیں''۔شیخ عوامہؒ نے ''الکاشف'' پر اپنی تعلیق (۴) میں کہا ہے کہ: حماد بن سلمہ کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔صحیح یہ ہے کہ حماد بن سلمہ نے عطاء بن سائب سے حافظہ بگڑنے سے پہلے اور بعد دونوں زمانوں میں روایت سنی ہے۔

اس حدیث کے الفاظ "الحجر الأسود من الجنة" کی شاہد حضرت انسؓ کی حدیث ہے، جس کی امام احمدؒ نے (۵) سند صحیح کے ساتھ تخریج کی ہے۔اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جسے امام احمدؒ (۶) اور ابن حبانؒ نے (۷) تخریج کی ہے۔

حدیث (۲۰۴)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ جل شانہ کا وفد ہیں، اگر وہ لوگ دعاء مانگیں، تو اللہ جل شانہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ مغفرت چاہیں، تو ان کے گناہوں کی مغفرت فرماتا ہے۔(حسن بالشواہد) (۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ (۹) ابن بشرؒ (۱۰) اور بیہقیؒ نے (۱۱) صالح بن عبداللہ کے طریق سے کی ہے۔سندیوں ہے: ''صالح بن عبداللہ از یعقوب بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر از ابو صالح''۔بوصیریؒ (۱۲) کہتے ہیں: ''اس حدیث کی سند ضعیف ہے''۔صالح بن عبداللہ کو امام بخاریؒ نے منکر الحدیث کہا ہے۔ذہبیؒ (۱۳) کہتے ہیں: صالح بن عبداللہ سے صرف ابراہیم بن منذر حزامی نے روایت کیا ہے۔ذہبیؒ نے ان کے تعلق سے سکوت اختیار کیا ہے۔(۱۴) حافظ بن حجرؒ نے انھیں

۱ سنن ترمذی: ۸۷۷۔ ۲ صحیح ابن خزیمہ: ۲۷۳۳۔ ۳ میزان الاعتدال: ۵۶۴۱۔ ۴ الکاشف: ۳۷۹۸۔ ۵ مسند احمد: ۲۷۷/۳۔
۶ مسند احمد: ۲۱۴،۲۱۳/۲۔ ۷ صحیح ابن حبان: ۳۷۱۰۔ ۸ فضائل حج: ص/۹۲۔ ۹ سنن ابن ماجہ: ۲۸۹۲۔ ۱۰ الامالی: ۳۴/۲۔
۱۱ سنن بیہقی: ۲۶۲/۵۔ ۱۲ الزوائد: ۱۸۳/۳۔ ۱۳ میزان الاعتدال: ۳۸۰۲۔ ۱۴ الکاشف: ۲۳۴۹۔

مجہول کہا ہے۔(۱)

اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث ان الفاظ کے ساتھ آتی ہے: "الغازي في سبيل الله والحاج والمعتمر وفد الله دعاهم فأجابوه وسألوه فأعطاهم" اس کی تخریج ابن ماجہؒ(۲) ابن حبانؒ(۳) اور طبرانیؒ نے (۴) عمران بن عنبسہ از عطاء بن سائب از مجاہد کے طریق سے کی ہے۔ بوصیریؒ (۵) کہتے ہیں: اس کی سند حسن ہے اور عمران مختلف فیہ راوی ہیں۔

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: عمران صالح الحدیث ہیں؛ البتہ ان کے شیخ عطاء مختلط ہیں۔ (اخیر میں حافظہ بگڑ گیا تھا) نیز اس باب میں حضرت جابرؓ کی حدیث ہے، جس کی تخریج بزارؒ نے (۶) (کشف الاستار) کی ہے۔ علامہ ہیثمیؒ (۷) کہتے ہیں: "اس حدیث کے رواۃ ثقہ ہیں"۔ اس باب کی ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی ہے، جس کی تخریج ابن عدیؒ نے (۸) اور تمام نے (۹) کی ہے۔ اس کی سند میں ابوحمید راوی ضعیف ہیں۔ بکیر از سہیل بن ابی صالح از والدِ خود کے طریق سے حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے: "وفد الله ثلاثة الغازي والحاج والمعتمر" جس کی تخریج امام نسائیؒ (۱۰) ابن خزیمہؒ (۱۱) ابن حبانؒ (۱۲) حاکمؒ (۱۳) اور ابونعیمؒ نے "حلیۃ الاولیاء" میں کی ہے۔ حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح علیٰ شرطِ مسلم قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے اس پر سکوت کیا ہے۔

حدیث (۲۰۵)

حضرت جابرؓ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں: کہ حاجی ہرگز فقیر نہیں ہوسکتا۔ (حسن بالمتابعۃ) (۱۴)

تخریج

امام طبرانیؒ (۱۵) اور بزارؒ نے (۱۶) (کشف الاستار) محمد بن المنکدر کے دو طرق سے اس حدیث کی تخریج کی ہے، اس کے رجال ثقہ ہیں۔ طبرانی کی سند میں ایک راوی شریک بن عبداللہ القاضی نخعی ہیں اور بزار کی روایت میں محمد بن ابی حمید

۱ تقریب: ۲۸۷/۲۔ ۲ سنن ابن ماجہ: ۲۸۹۳۔ ۳ صحیح ابن حبان: ۹۶۴۔ ۴ معجم کبیر: ۴۲۲/۱۳۔ ۵ الزوائد: ۱۸۳/۳۔
۶ مسند بزار: ۱۵۳۔ ۷ مجمع الزوائد: ۲۱۱/۳۔ ۸ الکامل: ۲۲۰۴/۴۔ ۹ الفوائد: ۲۰۷/۲۔
۱۰ سنن نسائی: ۳۱۲۱، ۲۶۲۵۔ ۱۱ صحیح ابن خزیمہ: ۲۵۱۱۔ ۱۲ صحیح ابن حبان: ۹۶۵۔ ۱۳ مستدرک: ۴۴۱/۱۔
۱۴ فضائل حج: ص/۲۳۔ ۱۵ معجم اوسط: ۱۸۴،۱۸۳/۳ حدیث نمبر: ۱۶۴۷ (مجمع البحرین)۔ ۱۶ مسند بزار: ۷/۲۔

راوی ضعیف ہیں۔

حدیث (۲۰۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ: ملتزم ایسی جگہ ہے، جہاں دعاء قبول ہوتی ہے، کسی بندہ نے وہاں ایسی دعاء نہیں کی جو قبول نہ ہوئی ہو۔ (محمد بن ادریس الشافعیؒ سے منقول ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں)۔(۱)

تخریج

زبیدیؒ (۲) کہتے ہیں: ''ہمارے لئے ایک حدیث مسلسل واقع ہوئی، جس کو ہم نے اپنے شیخ سید عمر بن احمد بن عقیل حسینی مکی سے روایت کیا ہے۔ یہ کہہ کر پھر انھوں نے سند ذکر کرتے ہوئے فرمایا: محمد بن ادریس الشافعی از سفیان از عمرو بن دینار از ابن عباس بیان کیا''۔ اس طرح انھوں نے مرفوع حدیث ذکر کی، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "فو الله ما دعوت الله عز وجل فيه قط إلا أجابني" یعنی بخدا میں نے حج میں جب بھی کوئی دعاء کی اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا؛ اسی طرح عمرو بن دینارؒ کہتے ہیں: ''جب سے میں نے یہ حدیث سنی جب بھی کوئی معاملہ درپیش آیا، میں نے دعاء کی اور اللہ نے میری دعاء قبول فرمائی''۔ اسی طرح بعد کے جتنے راوی ہیں سب نے یہی بات کہی (جو کہ حدیث مسلسل کی علامت ہے)۔ زبیدیؒ نے کہا: کہ عمرو بن دینار از ابن عباس کی روایت سے یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موقوف حدیث سے ہوتی ہے، جس کی تخریج فاکہانیؒ نے (۳) ابوزبیر از مجاہد از ابن عباس کے طریق سے کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ بیہقیؒ نے (۴) ابوزبیر از ابن عباس کے طریق سے اس کے قریب قریب روایت کی ہے؛ مگر اس حدیث کی سند میں بیہقی نے مجاہدؒ کا ذکر نہیں کیا۔

اس حدیث کی ایک شاہد حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کی تخریج ازرقیؒ نے (۵) کی ہے۔ جزریؒ نے ''حصن حصین'' میں بھی اسے ذکر کیا ہے۔

حدیث (۲۰۷)

ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہوگئی ہے۔ (حسن بالشواہد) (۶)

۱ فضائل حج ص/۸۱۔ ۲ الاتحاف: ۴/۵۹۹، ۶۰۰۔ ۳ اخبار مکہ: ۱/۱۶۵۔ ۴ سنن بیہقی: ۵/۱۶۴۔
۵ اخبار مکہ: ص/۳۴۹، ۳۵۰۔ ۶ فضائل حج۔

تخریج

موسیٰ بن ہلال عبدی از عبید اللہ بن عمر از نافع کے طریق سے دار قطنیؒ (۱) دولابیؒ (۲) بیہقیؒ (۳) ابن عدیؒ (۴) اور عقیلیؒ (۵) نے اس حدیث کی تخریج کی ہے؛ نیز اس کی تخریج بزارؒ نے (۶) (کشف الاستار) عبد الرحمٰن بن زید از والدِ خود از ابن عمر کے طریق سے کی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ (۷) کہتے ہیں: اس حدیث کے راویوں میں ایک موسیٰ بن ہلال ہیں، جن کے بارے میں ابو حاتم کہتے ہیں کہ وہ مجہول ہیں، یعنی مجہول العدالۃ ہیں۔ ابن خزیمہؒ نے ''صحیح ابن خزیمہ'' میں انہی کے طریق سے یہ حدیث روایت کی ہے اور یوں کہا ہے کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو دل میں اس کی سند ہے، پھر انھوں نے راجح یہ قرار دیا کہ یہ عبداللہ بن عمر مکبر کی ہے، جو ضعیف ہیں نہ کہ عبید اللہ بن عمر مصغر کی ہے جو کہ ثقہ ہیں؛ نیز اس بات کی بھی صراحت کی کہ ثقہ راوی اس جیسی منکر روایت نہیں کرتا۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: جہاں تک موسیٰ بن ہلال کا تعلق ہے، تو ان سے امام احمد بن حنبل، محمد ابن جابر محاربی محمد بن اسماعیل الاحمسی، ابوامیہ محمد بن ابراہیم طرطوسی، عبید بن محمد الوراق، فضل بن سہل اور جعفر بن محمد البز وری رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے۔ کسی راوی سے دو راویوں کا روایت کرنا جہالۃ العین کو دفع کر دیتا ہے، تو سات راویوں کے روایت کرنے سے جہالت کیسے ختم نہ ہوگی اور اگر جہالت سے جہالت فی الوصف مراد ہے، تو موسیٰ بن ہلال سے امام احمدؒ کا روایت کرنا موسیٰ بن ہلال کی شان کو بلند کرتا ہے؛ اس لئے کہ امام ابن تیمیہؒ نے ''الرد علی البکری'' میں اس کی تصریح کی ہے۔ امام احمدؒ ثقہ راوی ہی سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عدی موسیٰ بن ہلال کے تعلق سے کہتے ہیں: ''میں سمجھتا ہوں کہ ان میں کوئی مضائقہ نہیں؛ نیز ان کے بارے میں ''میزان الاعتدال'' میں کہا ہے کہ وہ ''صالح الحدیث'' ہیں۔

میں نے موسیٰ بن ہلال کی روایت کے متعدد متابعات اور شواہد پائے ہیں؛ جیسا کہ امام سبکیؒ نے (۸) ذکر کیا ہے اور پھر کہا: اس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اگر اس حدیث کی صحت میں نزاع کیا بھی جائے، تو اس حدیث کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ وہ حسن ہو، پھر انھوں نے کہا: موسیٰ بن ہلال کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ وہ اس صفت سے متصف ہو اور ان کی حدیث اس مرتبہ کی ہو، جہاں تک ابو حاتم کا موسیٰ بن ہلال کو مجہول قرار دینے کی بات ہے تو ان کے مجہول قرار دینے سے حدیث کو ضعیف نہیں قرار

۱ سنن دار قطنی: ۲/۲۷۸۔ ۲ الکنی: ۲/۱۱۴۔ ۳ شعب الایمان: ۳۸۶۲۔ ۴ الکامل: ۶/۲۳۵۰۔
۵ کتاب الضعفاء: ۴/۱۷۰۔ ۶ مسند بزار: ۲/۵۷۔ ۷ التلخیص الحبیر: ۲/۲۶۷۔ ۸ شفاء السقام: ص/۱۱۔

دیا جاسکتا؛ اس لئے کہ ابو حاتمؒ نے صحیحین کے بہت سے ایسے راویوں کو بھی مجہول قرار دیا ہے، جنھیں قابلِ احتجاج سمجھا جاتا ہے۔

سیوطیؒ نے ایسے راویوں میں سے (۹۰) کا ذکر (۱) کیا ہے، ابو حاتمؒ نے تو بعض صحابہ کو بھی مجہول قرار دیا ہے؛ چنانچہ حافظؒ (۲) ابن جاریہ کے ترجمہ (حالاتِ زندگی) میں کہتے ہیں: ابو حاتم نے بہت سے صحابہ کو مجہول راویوں کی عبارت سے تعبیر کیا ہے۔

امام سخاویؒ (۳) کہتے ہیں: حاتم کا کسی کے متعلق مجہول کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سے صرف ایک ہی راوی نے روایت کیا ہے۔ (جیسا کہ مجہول کی تعریف ہے) اس لئے وہ رواد بن یزید ثقفی کو مجہول کہتے ہیں؛ جبکہ ان سے پوری ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

اب رہا اختلاف عبداللہ اور عبیداللہ کا تو امام سبکیؒ نے (۴) اس کو ترجیح دی ہے کہ یہ عبیداللہ کی روایت ہے اور کہا کہ سنن دار قطنی اور دیگر کتابوں کے قابلِ اعتماد متعدد نسخوں میں اسی طرح ہے؛ لیکن ابن خزیمہؒ نے عبداللہ کی روایت ہونے کو راجح کہا ہے اور عبداللہ ضعیف ہیں۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں: دوسرے راوی کے ساتھ ملا کر امام مسلمؒ نے عبداللہ کی روایت لی ہے۔ امام احمدؒ نے کہا کہ وہ صالح ہے۔

ابو حاتمؒ کہتے ہیں: "میں نے احمد بن حنبلؒ کو عبداللہ کی تعریف کرتے دیکھا"۔ یحیٰی بن معینؒ کہتے ہیں: "لیس به بأس" کوئی حرج نہیں ہے۔ ان کی حدیث لکھی جائے گی اور انھوں نے کہا کہ عبداللہ نافع سے روایت کرنے میں صالح ہیں۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں: "لابأس به صدوق" ان میں کوئی حرج نہیں وہ صدوق ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ عبداللہ حسن الحدیث ہیں، بالخصوص نافع سے روایت کرنے میں۔ امام سبکیؒ (۵) بحث کے اختتام پر کہتے ہیں: اس حدیث کی سند کے سلسلہ میں چند مباحث ہیں۔ پہلی بحث اس بات کی تحقیق میں کہ حدیث عبیداللہ کی روایات میں سے ہے اور عبداللہ سے نقل کی گئی روایت پر اس کو ترجیح ہے۔ دوسری بحث یہ کہ یہ روایت عبداللہ اور عبیداللہ دونوں سے مروی ہے۔ تیسری بحث یہ کہ علی سبیل التنزل اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ عبداللہ ہی کی روایت ہے، تب بھی یہ حدیث حسن کی قسم میں داخل ہے۔ چوتھی بحث یہ کہ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ یہ حدیث اس طریق سے ضعیف ہے، تب بھی اس قسم کی کئی ضعیف احادیث کا مجتمع ہونا انھیں قوی بنادیتا ہے۔ اور انھیں حسن کے مرتبہ تک پہنچادیتا ہے۔

امام ذہبیؒ کہتے ہیں اس حدیث کے پورے طرق میں لین ہے؛ لیکن بعض طرق دوسرے بعض کو تقویت پہنچاتے ہیں؛ اس لئے کہ ان طرق کے رواۃ میں کوئی متہم بالکذب نہیں ہے۔ ذہبیؒ کہتے ہیں: کہ ان طرق میں سند کے اعتبار سے سب

---

۱ التدریب: ۳۲۰/۱۔ ۲ تہذیب التہذیب: ۳۰۸/۳۔ ۳ فتح المغیث: ۳۲۰/۳۔ ۴ شفاء السقام: ص/۳۔ ۵ شفاء السقام: ص/۱۲، ۱۳۔

سے جید طریق حضرت حاطبؓ کی حدیث ہے، جس کا متن یوں ہے: ''من رآني بعد موتي فكأنما رآني في حياتي'' اس حدیث کی تخریج ابن عساکرؒ اور دیگر حضرات نے کی ہے۔ ابن السکن عبدالحق، سبکی اور ائمہ کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے؛ چنانچہ حافظ ملاعلی قاریؒ ''شرح الشفاء'' میں کہتے ہیں: ''ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے''۔ خفاجیؒ (۱) کہتے ہیں: ''اس حدیث کو ذہبیؒ نے روایت کیا ہے اور اسے حسن کہا ہے''۔ سیوطیؒ (۲) کہتے ہیں۔ اس حدیث کے کئی طرق اور شواہد ہیں، جن کے پیش نظر ذہبیؒ نے اسے حسن کہا ہے۔

۱ شرح الشفاء: ۳/۵۱۱۔ ۲ المناہل: ص/۲۰۸۔

کتاب الزکاۃ

حدیث (۲۰۸)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ قیامت کے دن آدمی کے دونوں قدم اس وقت تک (محاسبہ کی جگہ سے) نہیں ہٹ سکتے، جب تک پانچ چیزوں کا مطالبہ نہ ہو جائے (اور ان کا معقول جواب نہ ملے) اپنی عمر کس کام میں خرچ کی، اپنی جوانی کس چیز میں خرچ کی، مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اپنے علم پر کیا عمل کیا۔ (حسن بالشواہد)(۱)

تخریج

حصین بن نمیر از حسین بن قیس از عطاء از ابن عمر کے طریق سے اس حدیث کی تخریج امام ترمذیؒ (۲) ابویعلیؒ (۳) طبرانیؒ (۴) آجریؒ (۵) ابن عدیؒ (۶) بیہقیؒ (۷) ابن مبارکؒ (۸) خطیب بغدادیؒ (۹) اور ابن خیارؒ (۱۰) نے کی ہے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں: ''یہ حدیث غریب ہے؛ اس لئے کہ ابن مسعود ؓ سے یہ حدیث صرف حسین بن قیس روایت کرتے ہیں۔

حسین فن حدیث میں اپنے حافظہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیئے گئے ہیں۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ذہبیؒ (۱۱) کہتے ہیں: احمدؒ نے کہا: ''حسین متروک ہیں''۔ حافظ ابن حجرؒ (۱۲) کہتے ہیں: کہ وہ ''متروک'' ہیں ابوزرعہ اور ابن معین نے انھیں ضعیف کہا ہے۔ نسائیؒ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہیں اور کبھی انھوں نے متروک کہا۔ دار قطنیؒ نے بھی انھیں متروک کہا۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: معاذ بن جبل، ابو برزہ اسلمی، ابن عباس اور ابوالدرداء وغیرہ صحابہ ؓ کی روایات اس

---

۱ فضائل صدقات: ص/۳۲۱۔ ۲ سنن ترمذی: ۲۴۱۶۔ ۳ مسند ابویعلی: ۵۲۷۱۔ ۴ معجم کبیر: ۱۰/۸،۹ اور معجم صغیر: ۱/۲۶۸،۲۶۹۔

۵ اخلاق العلماء: ص/۱۱۶۔ ۶ الکامل: ۲/۳۵۳۔ ۷ شعب الایمان: ۲/۲۸۶۔ ۸ کتاب الزہد: ص/۷۱۷۔

۹ تاریخ بغداد: ۱۲/۴۴۰۔ ۱۰ ذیل تاریخ بغداد لابن خیار: ۳/۱۷۶۔ ۱۱ میزان الاعتدال: ۲۰۴۳۔ ۱۲ تقریب: ۱۳۴۲۔

حدیث کی شواہد ہیں۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۱) خطیبؒ (۲) ابن تیمیہؒ (۳) ابن عساکرؒ (۴) آجریؒ (۵) اور بیہقیؒ نے (۶) کی ہے اور اس کی سند میں لین ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۷) ابن عبدالبرؒ (۸) ہنادؒ (۹) دارمیؒ (۱۰) اور بزارؒ نے (۱۱) (کشف) لیث بن ابی سلیم کے طریق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: "لیث بن ابی سلیم از عدی از صنابحی موقوفاً"۔ اس کے راوی لیث ضعیف ہیں۔

امام ہیثمیؒ (۱۲) کہتے ہیں: اس حدیث کو طبرانیؒ نے روایت کیا ہے اور بزارؒ نے بھی اس جیسی حدیث روایت کی ہے اور طبرانی کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے صامت بن معاذ وعدی بن عدی الکندی کے، مگر یہ دونوں ثقہ راوی ہیں۔ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کی حدیث کی تخریج دارمیؒ (۱۳) ترمذیؒ (۱۴) اور ابویعلیؒ نے (۱۵) کی ہے۔ اور ترمذیؒ نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی تخریج طبرانیؒ نے (۱۶) کی ہے۔ ہیثمیؒ (۱۷) کہتے ہیں: اس کی سند میں حسین بن حسن اشقر راوی بہت ضعیف ہے، یہ سلف کو برا بھلا کہتے ہیں؛ مگر اس کے باوجود ابن حبانؒ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔

حضرت ابو درداءؓ کی حدیث کی تخریج طبرانیؒ نے "معجم اوسط" میں کی ہے ہیثمیؒ (۱۸) کہتے ہیں: اس میں ایک راوی ابوبکر داہری بہت ضعیف ہیں۔

حدیث (۲۰۹)

حضرت ابوسعید خدریؓ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جس کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو، وہ یوں دعاء مانگا کرے (اللهم صلّ علىٰ محمد عبدك. الخ) اے اللہ! درود بھیج محمد ﷺ پر جو تیرے بندے ہیں اور تیرے رسول ہیں اور رحمت بھیج مومن مردوں اور مومن عورتوں پر اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر۔ پس یہ دعاء اس کے لئے زکوٰۃ یعنی صدقہ کے قائم مقام ہے اور مومن کا پیٹ کسی خیر سے کبھی نہیں بھرتا یہاں تک کہ وہ جنت میں پہونچ جائے۔ (حسن بالشواہد) (۱۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن حبانؒ (۲۰) اور امام بخاریؒ نے (۲۱) دو طرق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: "عن ابن

---

۱ معجم کبیر: ۲۰/۶۰، ۶۱۔ ۲ الجامع: ص/ ۲۸، تاریخ بغداد: ۱۱/ ۴۴۱۔ ۳ اقتضاء العلم العمل: ۲/ ۲۔ ۴ جزء ذم من لا یعمل بعلمه: ص/ ۳۱، ۳۲۔
۵ اخلاق العلماء: ۱۱۴۔ ۶ المدخل: ۴۳۹، شعب الایمان: ۲/ ۲۸۶۔ ۷ مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۳/ ۳۴۶۔ ۸ جامع بیان العلم: ۲/ ۳۔
۹ کتاب الزہد: ۲۴۷۔ ۱۰ سنن دارمی: ۱/ ۱۳۵۔ ۱۱ مسند بزار: ۳۴۳۷۔ ۱۲ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۴۶۔ ۱۳ سنن دارمی: ۱/ ۱۳۵۔
۱۴ سنن ترمذی: ۲۴۱۷۔ ۱۵ مسند ابویعلی: ۱۳/ ۴۲۸۔ ۱۶ معجم کبیر: ۱۱/ ۱۰۲۔ ۱۷ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۴۶۔ ۱۸ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۴۶۔
۱۹ فضائل درود: ص/ ۲۷۔ ۲۰ صحیح ابن حبان: ۹۰۳، ۳/ ۱۸۵۔ ۲۱ الادب المفرد: ص/ ۶۴۰۔

وهب قال: أخبرني عمرو بن الحارث أن دراجاً حدثه أن أبا الهيثم حدثه" امام بخاریؒ کی روایت میں "لايشبع المؤمن" کے بغیر ہے۔اس حدیث کی سنداس کے راوی دراج کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے؛ جبکہ دراج ابو الھیثم سے روایت کریں۔اس حدیث کو ہیثمیؒ نے (۱) "لايشبع" کے بغیر ذکر کیا ہے اور وہ کہتے ہیں: اس حدیث کو ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

اس حدیث کی شاہد حضرت ابوہریرہ ؓ کی حدیث ہے، جس کی تخریج ابن ابی شیبہؒ نے (۲) کی ہے۔اس حدیث کے دوسرے حصہ کی تخریج امام ترمذیؒ نے (۳) ابن وہب کے طریق سے کی ہے۔دراج کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے، امام ترمذیؒ نے اسے حسن کہا ہے۔

حدیث (۲۱۰)

حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: کہ میں تمھیں بہترین صدقہ بتاتا ہوں۔تیری وہ لڑکی جو لوٹ کر تیرے ہی پاس آگئی اور اس کے لئے تیرے سوا کوئی کمانے والا نہ ہو (ایسی لڑکی پر جو بھی خرچ کیا جائے گا، وہ بہترین صدقہ ہوگا) (اس کے سب رجال ثقہ ہیں)۔(۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۵) ابن ماجہؒ (۶) طبرانیؒ (۷) اور حاکمؒ نے (۸) کئی طرق سے کی ہے۔سند اس طرح ہے: "موسىٰ بن علي قال: سمعت أبي يذكر عن سراقة" دوسری سند جو طبرانی میں ہے، اس میں یہ ذکر ہے: "سمعت أبي يحدث عن سراقة".

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ نے (۹) بھی کی ہے۔سند یوں ہے: امام احمدؒ کہتے ہیں: "حدثنا عبد الله بن يزيد قال: حدثنا موسىٰ بن علي قال: سمعت أبي يقول بلغني عن سراقة بن مالك" اس کے بعد انھوں نے حدیث ذکر کی۔

امام بخاریؒ نے (۱۰) بھی اس کی تخریج کی ہے۔سند اس طرح ہے: "حدثنا عبد الله بن صالح قال: حدثنا

۱ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۱۶۷۔ ۲ مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/ ۵۱۷۔ ۳ سنن ترمذی: ۲۶۸۶۔ ۴ فضائل صدقات: ص/ ۲۰۷۔
۵ الادب المفرد: ص/ ۸۱۔ ۶ سنن ابن ماجہ: ۳۶۶۷۔ ۷ معجم: ۶۵۹۱، ۶۵۹۲۔ ۸ مستدرک: ۴/ ۱۷۶۔
۹ مسند احمد: ۴/ ۱۷۵۔ ۱۰ الادب المفرد: ص/ ۸۰۔

موسىٰ ابن علي عن أبيه أن النبي ﷺ قال لسراقة بن جعشم" پھرانھوں نے حدیث کو مرسلاً ذکر کیا۔ امام بوصیری کہتے ہیں: اس سند کے رجال ثقہ ہیں؛ مگر علی بن رباح کا سماع سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابو بکر بن ابی شیبہؒ نے اپنی مسند میں اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور ابو یعلی موصلیؒ نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ سند اس طرح ہے: "عبداللہ بن المبارک از موسیٰ بن علی" پھر پوری سند ذکر کی ہے۔ (۱)

حدیث (۲۱۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب قرآن پاک میں آیت شریفہ "والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله" الخ نازل ہوئی، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ آیت بہت شاق ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اس مشکل کو میں حل کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرما کر حضور ﷺ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور وہاں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ آیت تو لوگوں پر بڑی شاق ہو رہی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لئے فرض کی ہے؛ تاکہ بقیہ مال کو عمدہ اور طیب بنادے اور میراث تو آخر اسی وجہ سے فرض ہوئی کہ مال بعد میں باقی رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوشی میں اللہ اکبر فرمایا: پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میں بہترین چیز خزانے کے طور پر رکھنے کی بتاؤں، وہ عورت ہے جو نیک ہو کہ جب خاوند اس کو دیکھے، تو اس کی طبیعت خوش ہو جائے اور جب اس کو کوئی حکم کرے، تو وہ اطاعت کرے اور جب وہ کہیں چلا جائے، تو وہ عورت (خاوند کی متروکہ چیزوں) کی حفاظت کرے (جس میں اپنی عفت بھی داخل ہے) (اس کے رجال ثقہ ہیں)۔ (۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام ابوداودؒ (۳) اور حاکمؒ نے (۴) یحییٰ بن یعلی محاربی کے طریق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: "عن يحيىٰ بن يعلى المحاربي قال: حدثنا أبي قال: حدثنا غيلان عن جعفر بن أياس عن مجاهد" حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح علیٰ شرط الشیخین قرار دیا ہے۔ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ ابو یعلیٰؒ (۵) اور بیہقیؒ نے (۶) یحییٰ کی سند سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ "عن يحيىٰ بن يعلى عن أبيه عن غيلان عن عثمان أبي اليقظان عن جعفر بن أياس" ہے۔ اس میں ابو یقظان ضعیف ہیں۔

---

۱ الزوائد: ۳/۱۰۰۔ ۲ فضائل صدقات: ص/۲۲۵۔ ۳ سنن ابوداود: ۱۶۶۴۔

۴ مستدرک حاکم: ۱/۴۰۸، ۲/۳۰۹۔ ۵ مسند ابو یعلی: ۲۴۹۹۔ ۶ شعب الایمان: ۳/۸۳۔

حدیث (۲۱۲)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ نے دولت مندوں پر ان کے مالوں میں اتنی مقدار کو فرض کر دیا ہے، جو ان کے فقراء کو کافی ہے اور بھوکے ننگے ہونے کی حالت میں ان کو کوئی قابل لحاظ تکلیف نہ پہونچے؛ مگر ان کے غنی اپنے فریضہ کو روکتے ہیں، یعنی پورا ادا نہیں کرتے، غور سے سن لو! کہ حق تعالیٰ شانہ ان دولت مندوں سے سخت محاسبہ فرمائیں گے اور فرض کی کوتاہی پر سخت عذاب دیں گے۔ (اس حدیث کا موقوف ہونا زیادہ صحیح ہے)۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ نے (۲) ثابت بن محمد زاہد کے طریق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: ''ثابت بن محمد زاہد از عبدالرحمٰن بن محمد محاربی از حرب بن سریج منقری از ابوجعفر محمد بن علی از محمد بن الحنفیہ'' ہیثمیؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کو ''معجم صغیر'' اور ''معجم اوسط'' میں طبرانیؒ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی روایت کرنے میں ثابت بن محمد زاہد متفرد ہیں''۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ''ثابت صحیح کے رجال میں ہیں اور اس کے بقیہ رجال بھی ثقہ قرار دیئے گئے ہیں''۔ امام منذریؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کو طبرانیؒ نے ''معجم اوسط'' اور ''معجم صغیر'' میں روایت کیا ہے اور اس حدیث کی روایت میں ثابت بن محمد زاہد متفرد ہیں''۔ (۳) ان کے تعلق سے حافظ منذریؒ کہتے ہیں: کہ ثابت بن محمد زاہد ثبت، ثقہ اور صدوق ہیں۔ ان سے امام بخاریؒ اور دیگر نے روایت کیا ہے اور اس کے بقیہ راویوں میں کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ نیز ثابت نے اس حدیث کو حضرت علی ﷺ سے موقوفاً بھی روایت کیا ہے اور وہ صحت کے زیادہ مشابہ ہے۔ (۴) اس حدیث کو ابونعیمؒ نے بھی حسین بن علی از محمد بن حنفیہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ (۵) ابونعیمؒ کہتے ہیں: کہ محمد بن حنفیہ کے طریق سے یہ حدیث غریب ہے۔ پس یہ حدیث اس طریق سے جانی جاتی ہے، اس کے علاوہ اس حدیث کو امام شافعیؒ (۶) خطیب بغدادیؒ (۷) اور شجریؒ نے (۸) عبیداللہ از محمد بن علی از والد خود از محمد بن حنفیہ کے طریق سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں تالف ہے۔

---

۱ فضائل صدقات: ص/۲۴۳۔ ۲ معجم صغیر: ۱/۱۶۲، معجم اوسط: ۳/۸،۷، حدیث نمبر: ۱۳۲۵۔ ۳ مجمع الزوائد: ۳/۶۲۔
۴ الترغیب والترہیب: ۱/۵۳۸۔ ۵ حلیۃ الاولیاء: ۳/۱۷۸۔ ۶ غیلانیات نمبر: ۴۵۔ ۷ تاریخ بغداد: ۵/۳۰۸، ۳۰۹۔ ۸ امالی: ۲/۱۷۰۔

کتاب الادب

حدیث (۲۱۳)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: بلاشبہ قیامت میں لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا، جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے۔ (حسن بالمتابعۃ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۲) خطیب بغدادیؒ (۳) اور ابن حبانؒ نے (۴) ابوبکر بن ابی شیبہؒ کے طریق سے کی ہے۔ سند یوں ہے: ''أبوبكر بن أبي شيبة قال: حدثنا خالد بن مخلد قال: حدثنا موسىٰ بن يعقوب الزمعي قال: حدثنا عبد الله بن كيسان قال: حدثنا عبد الله بن شداد بن الهاد عن أبيه'' اس کی تخریج ابن عدیؒ نے عمرو بن معمر عمری از خالد بن مخلد کے طریق سے کی ہے۔ (۵) اسی طرح اس کی تخریج امام ترمذیؒ (۶) امام بخاریؒ (۷) اور بغویؒ (۸) نے دو طرق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: ''عن محمد بن خالد بن عثمة عن موسىٰ بن يعقوب عن عبد الله بن كيسان عن عبد الله بن شداد عن ابن مسعود'' (اپنے والد کے واسطہ کے بغیر) عباس بن ابی شملۃ نے ان کی متابعت کی ہے۔ سند اس طرح ہے: ''عباس بن ابی شملہ از موسیٰ زمعی از عبداللہ بن کیسان از عتبہ بن عبداللہ از ابن مسعودؓ'' اسی طریق سے تخریج بخاریؒ نے (۹) کی ہے؛ نیز اس حدیث کی متابعت قاسم بن ابی زیاد نے بھی کی ہے۔ سند اس طرح ہے: **''قاسم بن أبي زياد عن عبد الله بن كيسان عن سعيد المقبري عن عتبة بن عبد الله عن ابن مسعود''**.

اس حدیث کی شاہد ابوامامہ ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام بیہقیؒ نے کی ہے۔ (۱۰) امام منذریؒ کہتے ہیں: اس حدیث کو بیہقی نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے؛ مگر مکحول کا ابوامامہ ﷺ سے سماع ثابت نہیں۔ (۱۱) حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: کہ اس کی سند میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (۱۲)

---

(۱) فضائل درود: ص/۱۵۔ (۲) التاریخ الکبیر: ۵/۱۷۷۔ (۳) شرف اصحاب الحدیث حدیث نمبر: ۶۳۔ (۴) صحیح ابن حبان: ۹۱۱۔
(۵) الکامل: ۶/۲۳۳۲۔ (۶) سنن ترمذی: ۴۸۴۔ (۷) التاریخ الکبیر: ۵/۱۷۷۔ (۸) شرح السنۃ: ۶۸۶۔
(۹) التاریخ الکبیر: ۵/۱۷۷۔ (۱۰) سنن بیہقی: ۳/۲۴۹۔ (۱۱) الترغیب والترہیب: ۳/۳۰۳۔ (۱۲) فتح الباری: ۱۱/۱۶۷۔

حدیث (۲۱۴)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے منقول ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جوشخص مجھے سلام کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ میری رُوح لوٹا دیا کرتا ہے، تا کہ میں اُس کے سلام کا جواب دوں۔

اس کی سند جید ہے (بشرطیکہ یزید بن عبد اللہ کا سماع ابو ہریرہ ﷺ سے ثابت ہو) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) امام ابوداؤدؒ (۳) اور امام بیہقیؒ نے (۴) عبد بن یزید مقری کے طریق سے کی ہے۔ سنداس طرح ہے: ''عن عبد الله بن يزيد المقري قال: حدثنا حيوة عن أبي صخر حميد بن زياد عن يزيد بن عبد الله بن قسيط ''

طبرانیؒ نے بکر بن سہل الدمیاطی کے طریق سے روایت کی ہے۔ سنداس طرح ہے: ''بكر بن سهل الدمياطي عن مهدي بن جعفر الرملي عن عبد الله بن يزيد الأسكندراني عن حيوة بن شريح''. (۵)

حدیث (۲۱۵)

حضرت ابودرداء ﷺ نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے: کہ جوشخص صبح اور شام مجھ پر دس دس مرتبہ درود شریف پڑھے، اس کو قیامت کے دن میری شفاعت پہونچ کر رہے گی۔

(ھیثمیؒ کے بقول اس کے تمام رجال ثقہ ہیں، ''معجم کبیر'' میں مجھے یہ حدیث مل نہ سکی)۔ (۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ نے کی ہے؛ چنانچہ ھیثمیؒ کہتے ہیں: ''طبرانیؒ نے اس حدیث کی دوسندوں سے روایت کی ہے اور ان میں سے ایک سند جید ہے، اس کے رجال ثقہ قرار دیئے گئے ہیں''۔ (۷) سخاویؒ کہتے ہیں: ''لیکن اس میں انقطاع ہے''۔ (القول البدیع)

---

۱ فضائل حج: ص/۹۹۔ ۲ مسند احمد: ۲/ ۵۲۷۔ ۳ سنن ابوداؤد: ۲۰۴۱۔ ۴ سنن بیہقی: ۵/ ۲۴۵۔

۵ معجم اوسط: ۳۱۱۶۔ ۶ فضائل درود: ص/ ۲۶۔ ۷ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۱۲۰۔

حدیث (۲۱۶)

ابن فدیک سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کے قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے: "إن الله وملائكته يصلون على النبي يأيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما" اس کے بعد ستر بار "صلی الله عليك يا محمد" کہے، تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ جل شانہ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس کی ہر حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔

(ابن ابی الدنیا تک اس سند کے رجال ثقہ ہیں)۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بیہقیؒ (۲) اور سہمیؒ نے (۳) ابن ابی الدنیاؒ کے طریق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: "عن سعيد بن عثمان عن ابن أبي فديك به" سہمیؒ نے (۴) سعید بن عثمان کا ذکر کیا ہے اور سکوت اختیار کیا ہے اور سند میں مذکور راوی ابن ابی فدیک کا پورا نام محمد بن اسماعیل بن مسلم بن ابی فدیک ہے اور وہ صدوق ہیں۔

حدیث (۲۱۷)

حضرت ابو درداء ﷺ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو؛ اس لئے کہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے، تو وہ درود اس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، میں نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے انتقال کے بعد بھی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں انتقال کے بعد بھی، اللہ جل شانہ زمین پر یہ بات حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بدنوں کو کھائے، پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، رزق دیا جاتا ہے۔ (اس کے رجال ثقہ ہیں)(۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ نے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: "حدثنا عمرو بن سوّاد المصري قال: حدثنا عبد الله بن وهب عن عمرو بن الحارث عن سعيد بن أبي هلال عن زيد بن أيمن عن عبادة بن

۱۔ فضائل حج ص/۹۹۔ ۲۔ شعب الایمان: ۴۱۶۹۔ ۳۔ تاریخ جرجان: ص/۲۲۰، ۲۲۱۔

۴۔ تاریخ جرجان: ص/۲۲۰۔ ۵۔ فضائل درود: ص/۳۷۔

نسي به"۔ (۱) بوصیریؒ کہتے ہیں: اس سند کے رجال ثقہ ہیں؛ مگر یہ سند دو جگہ منقطع ہے۔ عبادۃ بن نسی کی ابو درداء ﷺ سے روایت مرسل ہے؛ چنانچہ علاءؒ کہتے ہیں: زید بن ایمن عن عبادۃ بن نسی کی روایت مرسل ہے۔ یہ بات امام بخاریؒ نے فرمائی ہے۔ (۲)

امام منذریؒ کہتے ہیں: اس کی سند جید ہے اور اس حدیث کی شاہد حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی روایت ہے، جسے امام طبرانیؒ نے (۳) روایت کیا ہے؛ لیکن اس کی سند کمزور ہے۔ دوسری شاہد حضرت ابو امامہ ﷺ کی حدیث ہے، جسے امام بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے، مگر یہ سند منقطع ہے؛ اسی طرح ایک شاہد حضرت حسن بصریؒ کی حدیث مرسل ہے، جس کا متن یوں ہے: "أكثر وا علي من الصلاة يوم الجمعة" اسے اسماعیل قاضیؒ نے روایت کیا ہے۔ (۴) اس کی سند صحیح ہے، مگر یہ مرسل ہے۔ اس حدیث کی ایک شاہد اوس بن اوس کی حدیث ہے، جس کی تخریج ابوداوُدؒ (۵) نسائیؒ (۶) اور امام احمدؒ (۷) نے کی ہے۔

حدیث (۲۱۸)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ جل شانہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، جو شخص کسی مسلمان کی پردہ دری کرتا ہے، اللہ جل شانہ اس کی پردہ دری فرماتا ہے؛ حتیٰ کہ گھر بیٹھے اس کو رسوا کردیتا ہے۔ (حسن بالشواہد) (۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ نے کی ہے۔ (۹) سند یوں ہے: "حدثنا يعقوب بن حميد بن كاسب قال أخبرنا محمد بن عثمان الجمحي قال حدثنا الحكم بن أبان عن عكرمة به" امام بوصیریؒ کہتے ہیں: اس سند میں محدثین کو کلام ہے۔ سند میں مذکور راوی محمد بن عثمان بن صفوان الجمحي کے بارے میں ابو حاتمؒ کہتے ہیں: کہ یہ منکر الحدیث اور ضعیف الحدیث ہیں۔ دارقطنیؒ کہتے ہیں: کہ یہ قوی نہیں؛ البتہ سند کے باقی رجال ثقہ ہیں۔ (۱۰) امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ اس سند میں لین ہے۔ (۱۱) حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ: سند میں ضعف ہے۔ (۱۲)

---

۱ سنن ابن ماجہ: ۱۶۳۷۔ ۲ الزوائد: ۲/۵۹، الترغیب: ۲/۲۸۱۔ ۳ معجم اوسط: ۱/۴۹۔ (مجمع البحرین)۔ ۴ فضل الصلاۃ علی النبی: ۱/۹۰، ۹۱۔
۵ سنن: ۱۰۴۷، ۱۵۳۱۔ ۶ سنن نسائی: ۱/۲۰۳، ۲۰۴۔ ۷ مسند احمد: ۴/۸۔ ۸ فضائل تبلیغ: ص/۲۱۔ ۹ سنن ابن ماجہ: ۲۵۴۶۔
۱۰ الزوائد: ۳/۱۰۴۔ ۱۱ الکاشف: ۵۰۴۱۔ ۱۲ تقریب التہذیب: ۶۱۳۰۔

صاحب ”تحقیق المقال“ کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: کہ اس حدیث کی کئی شواہد ہیں؛ جیسے حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث جس کی امام احمدؒ (۱) امام مسلمؒ (۲) امام ابوداؤدؒ (۳) امام ترمذیؒ (۴) اور ابن ماجہؒ (۵) نے تخریج کی ہے۔ دوسری شاہد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جسے امام بخاریؒ (۶) امام مسلمؒ (۷) امام ابوداؤدؒ (۸) امام ترمذیؒ (۹) اور امام نسائیؒ (۱۰) نے تخریج کی ہے۔ تیسری شاہد عقبہ بن عامر ؓ کی روایت ہے، جسے امام بخاریؒ (۱۱) امام ابوداؤدؒ (۱۲) اور امام احمدؒ (۱۳) نے تخریج کی ہے، اسی طرح حضرت مسلم بن مخلد کی حدیث، جس کی تخریج امام احمدؒ (۱۴) امام طبرانیؒ (۱۵) ابن قانعؒ (۱۶) اور خطیب بغدادیؒ (۱۷) نے کی ہے۔

حدیث (۲۱۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ دولت کدہ پر تشریف لائے، تو میں نے چہرۂ انور پر ایک خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے، حضور ﷺ نے کسی سے کوئی بات چیت نہیں فرمائی اور وضوء فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے ہیں، میں حجرہ کی دیوار سے لگ کر سننے کھڑی ہوگئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں: حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو، تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے، تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں یہ کلمات طیبات حضور ﷺ نے ارشاد فرمائے اور منبر سے نیچے تشریف لائے۔ (حسن بالشواہد) (۱۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۹) امام ابن ماجہؒ (۲۰) ابن حبانؒ (۲۱) اور امام بزارؒ (۲۲) نے دو طرق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: **”عن عمرو بن عثمان بن هاني عن عاصم بن عمر بن عثمان عن عروه“** ہیثمیؒ کہتے ہیں: ”امام احمد اور بزار نے اس حدیث کی روایت کی ہے، اس میں عاصم بن عمر مجہول ہیں“ (۲۳) اور حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ عاصم بن عمر

۱ مسند احمد: ۲/۲۵۲۔ ۲ صحیح مسلم: ۲۶۹۹۔ ۳ سنن ابوداؤد: ۴۹۴۶۔ ۴ سنن ترمذی: ۱۴۲۵۔ ۵ سنن ابن ماجہ: ۲۲۵۔
۶ صحیح بخاری: ۲۴۴۲، ۶۹۵۱۔ ۷ صحیح مسلم: ۲۵۸۰۔ ۸ سنن ابی داؤد: ۴۸۹۳۔ ۹ سنن ترمذی: ۱۴۲۶۔ ۱۰ الکبریٰ ۷۲۹۱۔
۱۱ الادب المفرد: ص/۷۵۸۔ ۱۲ سنن ابوداؤد: ۴۸۹۱۔ ۱۳ مسند احمد: ۱/۱۴۷، ۱۵۸۔ ۱۴ مسند احمد: ۱۶۹۵۹۔
۱۵ المعجم الاوسط: ۸۱۲۹۔ ۱۶ معجم الصحابہ: ۳/۸۴۔ ۱۷ الرحلۃ: ۳۵، ۳۶۔ ۱۸ فضائل تبلیغ: ص/۱۳۔ ۱۹ مسند احمد: ۶/۱۵۹۔
۲۰ سنن ابن ماجہ: ۴۰۰۴۔ ۲۱ صحیح ابن حبان: ۲۹۰۔ ۲۲ مسند بزار: ۳۳۰۵۔ ۲۳ مجمع الزوائد: ۷/۲۶۶۔

بن عثمان مجہول ہیں۔(۱) عمر بن عثمان بن ہانی کے بارے میں ابن حجرؒ کہتے ہیں: ''مستور ہیں اور بعضوں نے ان کو الٹ دیا ہے (۲)
علامہ بوصیریؒ نے اس سند پر سکوت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کو ابن ابی شیبہؒ نے اپنی سند اور اپنے متن کے ساتھ روایت کیا
ہے اور امام بیہقیؒ نے اس کو سنن کبریٰ میں ابو ہمام دلال از ہشام بن سعد کے طریق سے روایت کیا ہے۔(۳)

اس حدیث کی ایک شاہد حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی روایت ہے، جسے امام بزارؒ (۴) اور خطیب بغدادیؒ نے (۵) تخریج
کی ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ دوسری شاہد حضرت حذیفہ ﷺ کی روایت ہے، جسے امام احمدؒ (۶) امام ترمذیؒ (۷) اور امام
بیہقیؒ نے (۸) تخریج کی ہے، امام ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

حدیث (۲۲۰)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جنت میں ایسے بالا خانے ہیں (جو گویا آئینوں کے بنے ہوئے ہیں) کہ ان کے اندر
کی سب چیزیں باہر سے نظر آتی ہیں اور ان کے اندر سے باہر کی سب چیزیں نظر آتی ہیں، صحابہ ﷺ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ
کن لوگوں کے لئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو اچھی طرح بات کریں (یعنی ترش روئی سے منہ چڑھا کر بات نہ کریں) اور
لوگوں کو کھانا کھلائیں اور ہمیشہ روزہ رکھیں اور ایسے وقت میں رات کو تہجد پڑھیں کہ لوگ سو رہے ہوں۔ (حسن بالشواہد) (۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۱۰) ھنادؒ (۱۱) ترمذیؒ (۱۲) عبداللہ بن احمدؒ (۱۳) ابو یعلیٰؒ (۱۴) ابن خزیمہؒ (۱۵) بزارؒ (۱۶)
اور ابن عدیؒ (۱۷) نے از عبدالرحمٰن بن اسحاق عن نعمان بن سعد کے دو طرق سے کی ہے۔

ابن خزیمہؒ نے کہا: کہ اس حدیث کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن اسحاق کے تعلق سے میرے دل میں کھٹک ہے، امام
ترمذیؒ نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: امام ذہبیؒ کہتے ہیں: ''عبدالرحمٰن بن اسحاق ابو شیبہ الواسطی کو محدثین نے ضعیف کہا ہے''

۱ تقریب التھذیب: ۳۰۷۰۔ ۲ تقریب التھذیب: ۵۰۷۸۔ ۳ الزوائد: ۱۸۲/۴۔ ۴ مسند بزار: ۳۳۰۷۔
۵ تاریخ بغداد: ۹۲/۳۔ ۶ مسند احمد: ۲۳۳۰۱۔ ۷ سنن ترمذی: ۲۱۶۹۔ ۸ سنن بیہقی: ۹۳/۱۰، شعب الایمان: ۷۵۵۸۔
۹ فضائل صدقات: ص/ ۷۶۔ ۱۰ مصنف: ۸/ ۶۲۵، ۱۰۱/۱۳۔ ۱۱ الزہد: ۱۲۳۔ ۱۲ سنن ترمذی: ۱۹۸۴، ۲۵۲۷۔
۱۳ کتاب السنۃ: ۱۵۵/۱۔ ۱۴ مسند ابی یعلی: ۴۲۸، ۴۳۸۔ ۱۵ صحیح ابن خزیمہ: ۲۱۳۶۔ ۱۶ مسند بزار: ۷۰۲۔ ۱۷ الکامل ۴/ ۱۶۱۳، ۱۶۱۴۔

احمد بن حنبلؒ نے کہا: "لیس بشيء" منکر الحدیث ہیں۔ بخاریؒ کہتے ہیں: "ان میں نظر ہے"۔ نسائی اور دیگر حضرات نے بھی انھیں ضعیف کہا ہے۔ (۱)۔ ذہبیؒ (۲) بھی کہتے ہیں: کہ محدثین نے انھیں ضعیف کہا ہے۔ حافظ بن حجرؒ نے بھی ضعیف کہا ہے۔ (۳)

سند میں مذکور دوسرے راوی نعمان بن سعد کے بارے میں ذہبیؒ کہتے ہیں: ان سے عبدالرحمن ابن اسحاق کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا، عبدالرحمٰن بن اسحاق ضعیف رواۃ میں سے ہیں اور ان کے بھانجہ ہیں۔ (۴) امام ذہبیؒ نے (۵) ان کو قابلِ اعتماد قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: کہ وہ مقبول ہیں۔ (۶)

اس حدیث کی شاہد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ (۷) اور حاکمؒ نے (۸) کی ہے، احمدؒ کے طریق میں ابن لہیعہ اور حاکمؒ کی سند میں یحییٰ بن عبداللہ دونوں ضعیف ہیں۔ دوسری شاہد حضرت ابو مالک الاشعری ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج عبدالرزاقؒ (۹) ابن خزیمہؒ (۱۰) خرائطیؒ (۱۱) ابن حبانؒ (۱۲) اور طبرانیؒ نے (۱۳) کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

حدیث (۲۲۱)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو شخص کسی مسلمان کو ننگے ہونے کی حالت میں کپڑا پہنائے گا، حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت کے سبز لباس پہنائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کچھ کھلائے گا، حق تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا، اللہ جل شانہ اس کو ایسی شراب جنت پلائے گا، جس پر مہر لگی ہوئی ہوگی۔ (اس کی اسناد میں کوئی مضائقہ نہیں) (۱۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابوداؤدؒ نے کی ہے۔ (۱۵) سند اس طرح ہے: "حدثنا علي بن الحسين قال: حدثنا أبو بدر قال: حدثنا أبو خالد كان ينزل في بني دالان عن نبيح به"۔ منذریؒ کہتے ہیں: "اس حدیث کی سند میں ابو خالد یزید بن عبدالرحمٰن المعروف بالدالانی راوی کے سلسلہ میں ایک سے زائد افراد نے تعریف بھی کی اور ایک سے زائد نے

---

۱ میزان الاعتدال: ۴۸۱۲۔ ۲ الکاشف: ۳۱۳۷۔ ۳ تقریب التہذیب: ۳۷۹۹۔ ۴ میزان الاعتدال: ۹۰۹۴۔
۵ الکاشف: ۵۸۴۸۔ ۶ تقریب التہذیب: ۷۱۵۶۔ ۷ مسند احمد: ۲۶۱۵۔ ۸ مستدرک حاکم: ۱/۳۲۱۔
۹ مصنف: ۲۰۸۸۳۔ ۱۰ صحیح ابن خزیمہ: ۲۱۳۷۔ ۱۱ مکارم الاخلاق: ص/۲۴، ۲۵۔ ۱۲ صحیح ابن حبان: ۵۰۹۔
۱۳ معجم طبرانی: ۳۴۶۶۔ ۱۴ فضائل صدقات: ص/۸۳۔ ۱۵ سنن ابوداؤد: ۱۶۸۲۔

کلام بھی کیا ہے"۔(۱) ذہبیؒ کہتے ہیں: "ابو خالد مشہور محدث ہیں"۔ ابو حاتمؒ کہتے ہیں: کہ وہ صدوق ہیں۔ امام احمدؒ کہتے ہیں: "ان میں کوئی مضائقہ نہیں"۔ ابن حبانؒ کہتے ہیں: "فاحش الوہم" یعنی بہت زیادہ وہم میں مبتلا ہونے والے ہیں، ان سے احتجاج درست نہیں ہے۔ (۲) امام ذہبیؒ (۳) کہتے ہیں: "ابو حاتمؒ نے انھیں ثقہ کہا ہے"۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں: کہ ان کی حدیث میں لین ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: "وہ صدوق ہیں، بہت زیادہ غلطی کرتے ہیں اور تدلیس بھی کیا کرتے تھے۔ (۴) ابن عدیؒ کہتے ہیں: "ان کی بہت سی صالح احادیث ہیں اور ان کی حدیث میں لین ہے؛ لیکن اس کے باوجود ان کی حدیث لکھی جائے گی۔ (۵) "مسند ابویعلی" کے محقق حسین سلیم فرماتے ہیں: کہ اس حدیث کی سند منقطع ہے؛ کیونکہ ابو خالد یزید بن عبدالرحمٰن نے ابوسعید کا زمانہ نہیں پایا۔

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: مسند ابویعلی کے محقق اپنی اس تحقیق میں غلطی پر ہیں؛ اس لئے کہ ابو خالد براہِ راست ابو سعید سے روایت نہیں کررہے ہیں؛ کیونکہ دونوں کے درمیان واسطہ ہے۔ مزید تفصیل کے لئے مراجعت کیجئے۔ (۶) اور امام احمدؒ (۷) اور امام ترمذیؒ (۸) اور ابویعلی نے (۹) عطیہ بن سعد از ابوسعید خدریؓ کے طریق سے تخریج کیا ہے، امام ترمذیؒ کہتے ہیں: کہ یہ حدیث غریب ہے، یہ حدیث از عطیہ از ابوسعید خدریؓ کے طریق سے موقوفاً بھی روایت کی گئی ہے، ہمارے نزدیک یہ حدیث زیادہ صحیح اور درستگی کے مشابہ ہے، ابن ابی حاتمؒ نے ان کے والد سے نقل کیا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ حدیث موقوف ہے، حفاظِ حدیث نے اسے مرفوع نہیں کہا ہے۔ (۱۰)

ابونعیمؒ نے ابوہارون عبدی از ابوسعید کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔ (۱۱) اور ابوہارون متروک ہیں۔

۱؎ المختصر: ۲/۲۵۶۔ ۲؎ میزان الاعتدال: ۹۷۲۳۔ ۳؎ الکاشف: ۶۶۰۰۔ ۴؎ تقریب التہذیب: ۸۰۷۲۔
۵؎ الکامل: ۷/۲۷۳۲۔ ۶؎ تہذیب التہذیب: ۱۰/۲۱۷-۱۲/۸۳۔ ۷؎ مسند احمد: ۳/۱۳۔ ۸؎ ترمذی: ۲۳۴۹۔ ۹؎ مسند ابویعلی: ۱۱۱۱۔
۱۰؎ کتاب العلل: ۲۰۰۷۔ ۱۱؎ حلیۃ الاولیاء: ۸/۱۳۴۔

کتاب الذکر

حدیث (۲۲۲)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔ (حسن بالمتابعۃ والشواہد) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ نے کی ہے۔ (۲) سند یوں ہے: "حدثنا حجين ابن المثنىٰ قال: حدثنا عبد العزيز يعني ابن أبي سلمة عن زياد". اس حدیث کی سند منقطع ہے، اس کے راوی زیاد بن ابی زیاد جن کی روایات امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے لی ہیں، ان کا حضرت معاذ ﷺ سے سماع ثابت نہیں۔

اس حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۳) طبرانیؒ (۴) اور ابن عبدالبرؒ (۵) نے یحییٰ بن سعید انصاری کے طریق سے کی ہے۔ سند اور متن اس طرح ہے: "يحيىٰ بن سعيد الأنصاري عن أبي الزبير عن طاوس عن معاذ قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: ما عمل ابن آدم من عمل انجى له من عذاب الله من ذكر الله قال يارسول الله ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال: ولا الجهاد في سبيل الله إلا أن تضرب بسيفك حتىٰ ينقطع ثم تضرب بسيفك حتىٰ ينقطع ثم تضرب بيسفك حتىٰ ينقطع". طبرانیؒ نے اس حدیث کے صرف ابتدائی حصہ پر اکتفا کیا ہے اور طاؤس کا سماع معاذ سے ثابت نہیں۔

اس حدیث کو حاکمؒ (۶) اور انہی سے بیہقیؒ (۷) اور امام مالکؒ (۸) از زیاد از معاذ سے موقوفاً روایت کیا ہے؛ لیکن اس سند میں بھی انقطاع ہے، امام مالکؒ نے از زیاد بن ابی زیاد از ابو درداء ﷺ سے موقوفاً روایت کیا ہے اور موقوف ہونے کے باوجود اس میں بھی زیاد بن ابی زیاد اور ابو درداء ﷺ کے درمیان انقطاع پایا جاتا ہے۔ (۹) حسین مروزی نے سفیان از لیث بن ابی سلیم از ابوالدرداء ﷺ کے طریق سے موقوفاً روایت کیا ہے۔ (۱۰)

---

۱ فضائل ذکر: ص/۳۱۔ ۲ مسند احمد: ۵/۲۳۹۔ ۳ مصنف: ۱۰/۳۰۰-۱۳/۳۵۵۔ ۴ کتاب الدعاء ۱۸۵۶۔ ۵ التمہید: ۶/۵۷۔

۶ مستدرک حاکم: ۱/۴۹۶۔ ۷ الدعوات: ص/۲۰۔ ۸ موطا: ۱/۲۱۱۔ ۹ ایضاً۔ ۱۰ زيادات المروزي على كتاب الزهد لابن المبارك: ۱۱۲۹۔

اِس حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۱) ابونعیمؒ (۲) اور ابن حجرؒ (۳) نے عبدالحمید بن جعفرؒ کے طریق سے کی ہے۔ سند یوں ہے: "عبد الحميد بن جعفر عن صالح بن أبي عريب عن كثير بن مرة سمعت أبا الدرداء" یہ سند حسن ہے۔

حدیث (۲۲۳)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو شخص رات کی مشقت جھیلنے سے ڈرتا ہو (کہ راتوں کو جاگنے اور عبادت میں مشغول رہنے سے قاصر ہو) یا بخل کی وجہ سے مال خرچ کرنا دشوار ہو، یا بزدلی کی وجہ سے جہاد کی ہمت نہ پڑتی ہو، تو اس کو چاہئے کہ "سبحان الله وبحمده" کثرت سے پڑھا کرے کہ اللہ کے نزدیک یہ کلام پہاڑ کی بقدر سونا خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (حسن بالشواہد) (۴)

تخریج

اس کی تخریج طبرانیؒ (۵) اور فریابیؒ نے قاسمؒ سے دو طرق سے کی ہے۔ ہیثمیؒ کہتے ہیں: "اس حدیث کی سند میں ایک راوی سلیمان بن احمد الواسطی ہیں، جنھیں عبدان نے ثقہ قرار دیا ہے؛ لیکن جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس کے بقیہ رجال کا ثقہ ہونا غالب ہے"۔ (۶) منذریؒ کہتے ہیں: انشاء اللہ اس کی سند میں کوئی مضائقہ نہیں، اس کی شاہد حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی مرفوع حدیث، اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کی تخریج ابن مردویہؒ نے کی ہے۔ جلال الدین سیوطیؒ نے "درمنثور" میں یہ بات نقل کی ہے۔

حدیث (۲۲۴)

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب جنت کے باغوں پر گذرو تو خوب چرو، کسی نے عرض کیا: کہ یا رسول اللہ ﷺ جنت کے باغ کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: ذکر کے حلقے۔ (حسن بالشواہد) (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۸) اور امام ترمذیؒ (۹) نے دو طرق سے کی ہے۔ دونوں کی سند اس طرح ہے:

---

۱ مصنف: ۱۳/۳۰۸۔ ۲ حلیۃ الاولیاء: ۱/۲۱۹۔ ۳ نتائج الافکار: ۱/۹۶۔ ۴ فضائل ذکر: ص/۱۴۳۔
۵ معجم کبیر: ۷۷۹۵، ۷۸۷۷، ۷۸۰۰۔ ۶ مجمع الزوائد: ۱۰/۹۴۔ ۷ فضائل ذکر: ص/۳۵۔ ۸ مسند احمد: ۳/۱۵۰۔ ۹ سنن ترمذی: ۳۵۱۰۔

”حدثنا عبد الصمد قال: حدثنا محمد بن ثابت البناني قال: حدثني أبي به“ محمد بن ثابت کے بارے میں امام ذہبیؒ امام بخاریؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس راوی میں نظر ہے۔ (۱) حافظ ابن حجرؒ نے انھیں ضعیف کہا ہے۔ (۲) اس حدیث کی تخریج ابو یعلیٰؒ (۳) ابن عدیؒ (۴) اور امام بیہقیؒ نے (۵) ابو عبیدہ حداد از محمد بن ثابت کے طریق سے کی ہے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں: ”یہ حدیث اس طریق سے ثابت از انس ﷺ کی روایت کے مقابلہ میں حسن غریب ہے“۔

طبرانیؒ (۶) ابو نعیمؒ (۷) اور خطیب بغدادیؒ نے (۸) ”زائدة بن أبي الرقاد عن زياد النميري عن أنس“ کے طریق سے تخریج کی ہے۔ اس سند میں زائدہ اور زیاد ضعیف ہیں۔ اس باب سے تعلق رکھنے والی احادیث مختلف صحابہ سے مروی ہیں۔ مثلاً حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام ترمذیؒ نے کی ہے۔ (۹) اس حدیث کی سند میں ایک راوی حمید المکی ہیں جو مجہول ہیں۔ اس باب سے تعلق رکھنے والی ایک حدیث حضرت جابر ﷺ کی ہے، جس کی تخریج ابو یعلیٰؒ (۱۰) حاکمؒ (۱۱) اور امام بیہقیؒ نے (۱۲) کی ہے۔ حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے؛ لیکن ذہبیؒ نے یہ کہہ کر حاکم کا تعاقب کیا کہ عمر جو کہ غفرہ کے آزاد کردہ غلام ہیں ضعیف ہیں، اس باب کی ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی ہے، جس کی تخریج خطیب بغدادیؒ نے کی ہے۔ (۱۳) اس کی سند ضعیف ہے۔ ایک حدیث ابن مسعود ﷺ کی بھی ہے، جس کی خطیبؒ نے تخریج کی ہے۔ (۱۴) اس کی سند منقطع ہے۔

حدیث (۲۲۵)

حضرت ابو ذر غفاری ﷺ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا کہ جب کوئی بُرائی سرزد ہو جائے، تو کفارہ کے طور پر فوراً کوئی نیک کام کر لیا کرو (تاکہ بُرائی کی نحوست ڈھل جائے)۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ”لا إله إلا الله“ پڑھنا بھی نیکیوں میں داخل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ یہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے۔ (حسن بالمتابعة والشواہد) (۱۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۶) نے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: ”حدثنا أبو معاوية قال: حدثنا الأعمش

۱۔ الکاشف: ۴۷۵۳۔ ۲۔ تقریب التہذیب: ۵۷۶۷۔ ۳۔ مسند ابو یعلیٰ: ۳۴۳۲۔ ۴۔ الکامل: ۶/ ۲۱۴۷۔
۵۔ شعب الایمان: ۵۲۹۔ ۶۔ کتاب الدعاء: ۱۸۹۰۔ ۷۔ حلیۃ الاولیاء: ۶/ ۲۶۸۔ ۸۔ الفقیہ والمتفقہ: ۱/ ۱۲۔
۹۔ سنن ترمذی: ۳۵۰۹۔ ۱۰۔ مسند ابو یعلیٰ: ۱۸۶۵، ۲۱۳۸۔ ۱۱۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۴۹۴، ۴۹۵۔ ۱۲۔ شعب الایمان: ۵۲۸۔
۱۳۔ الفقیہ والمتفقہ: ۱/ ۱۳۔ ۱۴۔ ایضاً۔ ۱۵۔ فضائل ذکر: ص/ ۱۰۳۔ ۱۶۔ مسند احمد: ۵/ ۱۶۹۔

"عن شمر بن عطية عن أشياخه". سند میں شمر بن عطیہ اپنے جن اشیاخ سے نقل کررہے ہیں، وہ مجہول ہیں۔حدیث کے پہلے حصہ کی تخریج امام احمدؒ کے علاوہ دارمیؒ (۱) امام ترمذیؒ (۲) حاکمؒ (۳) ابونعیمؒ (۴) اور بیہقیؒ نے (۵) سفیان سے مختلف طرق سے کی ہے۔سند اس طرح ہے: "عن سفيان عن حبيب عن ميمون بن أبي شبيب عن أبي ذر". حدیث کے دوسرے حصہ کی شاہد حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج ترمذیؒ (۶) امام نسائیؒ (۷) اور امام ابن ماجہؒ (۸) نے "أفضل الذكر لآ إله إلا الله أفضل الدعاء الحمد لله" کے الفاظ کے ساتھ کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

حدیث (۲۲۶)

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف لائے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور ضعیف ہوں کوئی عمل ایسا بتادیجئے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں۔حضور ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ (۱۰۰) مرتبہ پڑھ لیا کرو، اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سوغلام عرب آزاد کئے اور الحمدللہ (۱۰۰) مرتبہ پڑھا کرو، اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سوگھوڑے مع سامان لگام وغیرہ جہاد میں سوار کے لئے دیدیئے اور اللہ اکبر (۱۰۰) مرتبہ پڑھا کرو، یہ ایسا ہے گویا تم نے سواونٹ قربانی میں ذبح کئے اور وہ قبول ہوگئے اور لاالہ الا اللہ (۱۰۰) مرتبہ پڑھا کرو، اس کا ثواب تو تمام آسمان وزمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے، اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو۔ (حسن بالمتابعۃ) (۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج احمدؒ (۱۰) نسائیؒ (۱۱) اور طبرانیؒ (۱۲) نے دوطریق سے کی ہے۔سند اس طرح ہے: "عن سعيد بن سليمان قال: حدثنا موسىٰ بن خلف قال: حدثنا عاصم بن بهدلة عن أبي صالح به" اس سند میں ابو صالح نامی جس راوی کا ذکر ہے، ان کا نام باذام ہے۔انھیں باذان بھی کہا جاتا ہے، ان کے تعلق سے ذہبیؒ کہتے ہیں: ابوحاتم اور دیگر نے کہا کہ "لا يحتج به عامة ما عنده تفسير" (۱۳) حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: وہ ضعیف ہیں ارسال کرتے ہیں۔ (۱۴) ابو حاتمؒ کہتے ہیں: "وہ صالح الحدیث ہیں، ان کی حدیث لکھی جائے گی؛ لیکن اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا"۔ (۱۵)

---

۱ سنن دارمی: ۲۷۹۱۔ ۲ سنن ترمذی: ۱۹۸۷۔ ۳ مستدرک حاکم: ۱/۵۴۔ ۴ حلیۃ الاولیاء: ۴/۳۷۸۔

۵ شعب الایمان: ۸۰۲۶، الاسماء والصفات: ۲۰۱، الزہد الکبیر: ۸۶۹۔ ۶ سنن ترمذی: ۳۳۸۳۔ ۷ عمل الیوم واللیلۃ: ۸۳۱۔

۸ سنن ابن ماجہ: ۳۸۰۰۔ ۹ فضائل ذکر: ص/۱۵۱۔ ۱۰ مسند احمد: ۶/۳۴۴۔ ۱۱ السنن الکبریٰ: ۱۰۶۸۰، عمل الیوم واللیلۃ: ۸۴۴۔

۱۲ معجم کبیر: ۲۴/۱۰۰۸۔ ۱۳ الکاشف: ۵۳۴۔ ۱۴ تقریب التہذیب: ص/۶۳۴۔ ۱۵ الجرح والتعدیل: ۲/۱۷۱۶۔

امام بخاریؒ نے اس کی تخریج "التاریخ الکبیر" میں عبدالسلام بن مطہر از موسیٰ بن خلف کے طریق سے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے صحیح نہیں ہے۔(۱)

اس کی تخریج عبدالرزاق(۲) اور بغویؒ نے (۳) ابان از ابوصالح کے طریق سے کی ہے؛ نیز اس کی تخریج امام بخاری نے ثابت از مولیٰ اُم ہانی کے طریق سے کی ہے؛ لیکن اُم ہانی کے مولیٰ کا نام ذکر نہیں کیا۔(۴)

نیز اسی جیسی حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ(۵) طبرانیؒ(۶) اور حاکمؒ نے (۷) اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے کئی طرق سے کیا ہے اور یہ سب طرق ضعیف ہیں۔ ھیثمیؒ کہتے ہیں: "اس حدیث کو امام احمدؒ اور طبرانیؒ نے "معجم کبیر" اور "معجم اوسط" میں روایت کیا ہے، ان کی اسانید حسن ہیں۔(۸)

نیز اس کی تخریج امام احمدؒ(۹) اور طبرانیؒ(۱۰) سے صالح مولیٰ وجزہ از اُم ہانی کے طریق سے کی ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

حدیث (۲۲۷)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: شب معراج میں جب میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، تو انھوں نے فرمایا کہ: اپنی اُمّت کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہنا کہ جنت کی نہایت عمدہ پاکیزہ مٹی ہے اور بہترین پانی؛ لیکن وہ بالکل چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے (درخت) "سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر" ہیں۔ (جتنا کسی کا دل چاہے درخت لگائے)۔ (حسن بالشواہد)(۱۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام ترمذیؒ نے کی ہے۔(۱۲) سند یوں ہے: "حدثنا عبد الله بن أبي زياد قال: حدثنا سيار قال: حدثنا عبد الواحد بن زياد عن عبد الرحمن بن إسحاق عن القاسم بن عبد الرحمن به". امام ترمذیؒ کہتے ہیں: کہ یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے"۔

سننِ ترمذی کی سند کے بارے میں صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: اس حدیث کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن اسحاق ابوشیبہ الواسطی ہیں، جن کے بارے میں

۱ التاریخ الکبیر: ۲/ ۲۵۴، ۲۵۵۔ ۲ مصنف: ۲۰۵۸۰۔ ۳ شرح السنۃ: ۱۲۸۰۔ ۴ التاریخ الکبیر: ۲/ ۲۵۴۔
۵ سنن ابن ماجہ: ۳۸۱۰۔ ۶ معجم کبیر: ۲۴/ ۹۹۵، معجم اوسط: ۴۲۳۵۔ ۷ مستدرک حاکم: ۱/ ۵۱۳، ۵۱۴۔ ۸ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۹۲۔
۹ مسند احمد: ۶/ ۴۲۵۔ ۱۰ معجم کبیر: ۲۴/ ۱۰۶۱۔ ۱۱ فضائل ذکر، ص/ ۱۴۱۔ ۱۲ سنن ترمذی: ۳۴۶۲۔

امام ذہبیؒ ''کاشف'' میں کہتے ہیں: کہ محدثین نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔(۱) ''میزان الاعتدال'' میں بھی کہا ہے کہ محدثین نے انھیں ضعیف کہا ہے۔ (۲) نیز ''المغنی'' میں بھی ذہبیؒ نے ان کے ضعیف ہونے کو نقل کیا ہے۔ (۳) حافظ ابن حجرؒ نے بھی ضعیف کہا ہے۔ (۴)

سننِ ترمذی کی حدیث کے شواہد

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: اس حدیث کے کئی شواہد ہیں؛ جیسے حضرت ابو ہریرہ، ابن عباس، جابر، معاذ بن انس جہنی، حضرت ابوایوب اور حضرت ابن عمرؓ کی احادیث۔

جہاں تک حضرت ابوایوبؓ کی حدیث کا تعلق ہے، تو اس کی تخریج احمدؒ (۵) شاشیؒ (۶) ابن حبانؒ (۷) طبرانیؒ (۸) بیہقیؒ (۹) اور ابن حجرؒ (۱۰) نے ابوعبدالرحمٰن المقری کے طریق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: "أبو عبد الرحمٰن المقري حدثنا حيوة أخبرني أبو صخران عبد الله بن عبد الرحمٰن بن عبد الله بن عمر أخبره عن سالم بن عبد الله أخبرني أبو أيوب". منذریؒ نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ (۱۱) حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: کہ یہ حدیث حسن ہے۔

اس حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۱۲) عبد بن حمیدؒ (۱۳) اور طبرانیؒ (۱۴) نے مطلب بن عبداللہ بن حنطب کے طریق سے کی ہے۔ سند یوں ہے: "مطلب بن عبد الله بن حنطب عن عامر بن سعد بن أبي وقاص قال لقيت أبا أيوب". پھر انھوں نے حدیث ذکر کی۔ ابن حجرؒ نے اس سند کو حسن کہا ہے۔ (۱۵)

دوسری شاہد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث، جس کی تخریج طبرانیؒ نے کی ہے۔ (۱۶) لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ ہیثمیؒ کہتے ہیں: کہ اس میں ایک راوی عقبہ بن علی ضعیف ہیں۔ (۱۷)

حضرت جابرؓ کی حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۱۸) ترمذیؒ (۱۹) ابن حبانؒ (۲۰) نسائیؒ (۲۱) حاکمؒ (۲۲) اور بغویؒ (۲۳) نے کی ہے۔ ترمذیؒ نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

---

۱ الکاشف: ۱۳۲۷۔ ۲ میزان الاعتدال: ۴۸۱۲۔ ۳ المغنی: ۳۵۲۵۔ ۴ تقریب التہذیب: ۳۷۹۹۔
۵ مسند احمد: ۲۳۵۵۲۔ ۶ مسند شاشی: ۱۱۱۴۔ ۷ صحیح ابن حبان: ۸۲۱۔ ۸ معجم کبیر: ۳۸۹۸، کتاب الدعاء: ۱۶۵۷۔
۹ شعب الایمان: ۶۵۷۔ ۱۰ نتائج الافکار: ۱/۱۰۰۔ ۱۱ الترغیب: ۲/۴۴۵۔ ۱۲ مصنف: ۱۳/۵۱۶۔
۱۳ مسند عبد بن حمید: ۲۳۱۔ ۱۴ معجم کبیر: ۳۹۰۰۔ ۱۵ المطالب العالیۃ: ۳/۲۶۱۔ ۱۶ المعجم الکبیر: ۱۳۳۵۴، کتاب الدعاء: ۱۶۵۸۔
۱۷ مجمع الزوائد: ۱۰/۹۸۔ ۱۸ مصنف: ۱۰/۲۹۰۔ ۱۹ سنن ترمذی: ۳۴۶۴۔ ۲۰ صحیح ابن حبان: ۸۲۶۔
۲۱ عمل الیوم واللیلۃ: ۸۲۷۔ ۲۲ مستدرک حاکم: ۱/۵۰۱، ۵۱۲۔ ۲۳ شرح السنۃ: ۱۲۶۵۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ(۱) اور حاکمؒ (۲) نے کی ہے۔ حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حدیث ابو ہریرہ ﷺ کی سند پر نقد

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ''اس میں ایک راوی عیسیٰ بن سنان الحنفي حسن الحدیث ہیں''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی تخریج طبرانی نے کی ہے۔(۳) ھیثمیؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔(۴)

معاذ بن انس ﷺ کی حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) ابوداؤدؒ (۶) اور طبرانیؒ نے (۷) کی ہے۔ ھیثمیؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کے ایک راوی زبان بن فائد ضعیف ہیں۔(۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷺ کی حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۹) اور بزارؒ (۱۰) (کشف) نے کی ہے۔

حدیث (۲۲۸)

حضرت یُسیرۃ رضی اللہ عنہا جو ہجرت کرنے والی صحابیات میں سے ہیں، فرماتی ہیں: کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اپنے اوپر تسبیح ''سبحان اللہ'' پڑھنا اور تہلیل ''لا إله إلا الله'' پڑھنا اور تقدیس یعنی اللہ کی پاکی بیان کرنا مثلاً ''سبحان الملك القدوس'' پڑھنا، یا ''سبوح قدوس و رب الملائكة والروح'' کہنا لازم کرلو اور انگلیوں پر گنا کرو، اس لئے کہ انگلیوں سے قیامت میں سوال کیا جاوے گا اور ان سے جواب طلب کیا جائے گا کہ کیا عمل کئے اور جواب میں گویائی دی جائے گی اور اللہ کے ذکر سے غفلت نہ کرنا اگر ایسا کروگی، تو اللہ کی رحمت سے محروم کردی جاؤ گی۔ (حسن بالشواہد) (۱۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن سعدؒ (۱۲) ابن ابی شیبہؒ (۱۳) امام احمدؒ (۱۴) عبد ابن حمیدؒ (۱۵) بخاریؒ (۱۶) امام ترمذیؒ (۱۷) ابن

---

۱ سنن ابن ماجہ: ۳۸۰۷۔ ۲ مستدرک حاکم: ۱/۵۱۲۔ ۳ معجم اوسط: ۸۴۷، کتاب الدعاء: ۱۶۷۶۔ ۴ مجمع الزوائد: ۱۰/۹۱۔
۵ مسند احمد: ۱۵۶۴۵۔ ۶ سنن ابوداؤد: ۱۴۵۳۔ ۷ معجم کبیر: ۲۰/۴۴۵۔ ۸ مجمع الزوائد: ۷/۱۶۲،۱۶۱۔ ۹ مصنف: ۱۰/۲۹۶۔
۱۰ مسند بزار: ۳۰۷۹۔ ۱۱ فضائل ذکر: ص/۱۵۹۔ ۱۲ طبقات ابن سعد: ۸/۳۱۰۔ ۱۳ مصنف: ۲/۳۸۹، ۳۹۰-۱۰/۲۸۹-۱۳/۲۵۳۔
۱۴ مسند احمد: ۶/۳۷۰۔ ۱۵ مسند عبد بن حمید: ۱۵۷۰۔ ۱۶ التاریخ الکبیر: ۸/۲۳۲۔ ۱۷ سنن ترمذی: ۳۵۸۳۔

ابی عاصمؒ (۱) ابن حبانؒ (۲) طبرانیؒ (۳) اور ابن حجرؒ (۴) نے محمد بن بشر کے طریق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: **محمد بن بشر قال: حدثنا هاني بن عثمان الجهني عن أمة حميضة به**"۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، ہانی بن عثمان ہی نے اس کی روایت ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اسے حسن کہا ہے۔

اس حدیث کی تخریج ابوداودؒ (۵) طبرانیؒ (۶) حاکمؒ (۷) اور خطیب بغدادیؒ (۸) نے عبداللہ بن داود خریبی از ہانی بن عثمان کے طریق سے کی ہے۔ ذہبیؒ کہتے ہیں: کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ''اس میں حمیضہ بنت یاسر راویہ کو ابن حبانؒ نے ثقات میں شمار کیا ہے''۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں: کہ وہ مقبول ہیں اور اس باب میں انگلیوں پر تسبیح پڑھنے کے تعلق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت منقول ہے: جس کی تخریج حمیدیؒ (۹) بخاریؒ (۱۰) نسائیؒ (۱۱) عبدالرزاقؒ (۱۲) ابن شیبہؒ (۱۳) ترمذیؒ (۱۴) ابن حبانؒ (۱۵) اور ابن ماجہؒ (۱۶) نے کی ہے اور اس کی سند حسن ہے؛ اسی طرح اس باب میں ایک حدیث ابوتمیمہ از امرأۃ سے وارد ہے، جو بنوکلب کی ایک خاتون سے نقل کرتی ہیں اور جس کی تخریج ابن ابی شیبہؒ نے کی ہے۔ (۱۷) اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں: "**قالت رأتني عائشة اسبح بتسابيح معي فقالت: أين الشواهد يعني الأصابع**"۔

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: کہ حدیث میں گرہ باندھنے کا مطلب تعداد شمار کرنا ہے اور یہ عربوں کی اصطلاح ہے کہ شمار کرتے وقت بعض انگلیاں دوسری انگلیوں پر رکھتے ہیں؛ چنانچہ اکائی اور دہائی کا شمار داہنے سے کرتے ہیں اور سیکڑے اور ہزار کا شمار بائیں سے کرتے ہیں۔

حدیث (۲۲۹)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے صاحبزادہ سے فرمایا: کہ میں تمھیں وصیت کرتا ہوں

۱۔ الآحاد والمثانی: ۳۲۸۵۔ ۲۔ صحیح ابن حبان: ۸۴۲۔ ۳۔ معجم کبیر: ۲۵/۱۸۰، معجم اوسط: ۵۰۱۲، کتاب الدعاء: ۱۷۷۱۔
۴۔ نتائج الافکار فی تخریج احادیث الاذکار ۱/۸۴، ۸۵۔ ۵۔ سنن ابوداود: ۱۵۰۱۔ ۶۔ معجم کبیر: ۲۵/۱۸۱، کتاب الدعاء: ۱۷۷۲۔ ۷۔ مستدرک حاکم: ۱/۵۴۷۔
۸۔ تاریخ بغداد: ۴/۳۸۴-۱۰/۱۴۳۔ ۹۔ مسند حمیدی: ۵۸۳۔ ۱۰۔ الادب المفرد: ۱۲۱۶۔ ۱۱۔ السنن الکبری: ۱۰۶۵۵۔
۱۲۔ مصنف: ۳۱۸۳، ۳۱۹۰۔ ۱۳۔ مصنف: ۱۰/۲۳۳، ۲۳۴۔ ۱۴۔ سنن ترمذی: ۳۴۱۰۔
۱۵۔ صحیح ابن حبان: ۲۰۱۸۔ ۱۶۔ سنن ابن ماجہ: ۹۲۶۔ ۱۷۔ مصنف: ۲/۳۹۰۔

اوراس خیال سے کہ بھول نہ جاؤ نہایت مختصر کہتا ہوں اور وہ یہ کہ دو کام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور دو کاموں سے روکتا ہوں، جن دو کاموں کے کرنے کی وصیت کرتا ہوں، وہ دونوں ایسے ہیں کہ اللہ جل شانہ ان سے نہایت خوش ہوتے ہیں اور اللہ کی نیک مخلوق ان سے خوش ہوتی ہے، ان دونوں کاموں کی اللہ کے یہاں رسائی اور (مقبولیت) بھی بہت زیادہ ہے۔ ان دو میں سے ایک "لا إله إلا الله" ہے کہ اگر تمام آسمان ایک حلقہ ہوجائیں، تو بھی یہ پاک کلمہ ان کو توڑ کر آسمان پر جائے بغیر نہ رہے اور اگر تمام آسمان وزمین کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے میں یہ پاک کلمہ ہو تب بھی وہی پلڑا جھک جائے گا اور دوسرا کام جو کرنا ہے، وہ "سبحان الله و بحمده" کا پڑھنا ہے کہ یہ کلمہ ساری مخلوق کی عبادت ہے اور اس کی برکت سے تمام مخلوق کو روزی دی جاتی ہے، کوئی چیز مخلوق میں ایسی نہیں، جو اللہ کی تسبیح نہ کرتی ہو، مگر تم لوگ ان کا کلام سمجھتے نہیں ہو اور جن دو چیزوں سے منع کرتا ہوں، وہ شرک اور تکبر ہے کہ ان دونوں کی وجہ سے اللہ سے حجاب ہوجاتا ہے اور اللہ کی نیک مخلوق سے حجاب ہوجاتا ہے۔ (حسن بشواہدہ) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام نسائیؒ نے "عمل اليوم والليلة" میں کی ہے۔ (۲) سند اس طرح ہے: "أخبرنا عبد الرحمٰن بن محمد قال: حدثنا حجاج قال: أخبرنا ابن جريج قال: أخبرني صالح بن سعيد حديثا رفعه إلىٰ سليمان بن يسار به".

صالح بن سعید میں سعید سین کے فتحہ کے ساتھ ہے اور ایک قول یہ کہ وہ سین کے ضمہ کے ساتھ ہے اور یہی زیادہ راجح ہے۔ صالح بن سعید کو حافظ ابن حجرؒ نے مقبول کہا ہے۔

اس حدیث کی شاہد حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کی تخریج بزار اور حاکم نے کی ہے۔ ہیثمیؒ کہتے ہیں: "اس حدیث کو بزارؒ نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی محمد بن اسحاق مدلس اور ثقہ ہیں، اس کے بقیہ رجال صحیح کے رجال ہیں"۔ (۳) نیز حضرت جابر ﷺ کی حدیث بھی اس حدیث کی شاہد ہے، جس کی تخریج ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے "العظمة" میں کیا ہے اور ایک شاہد حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ نے کی ہے۔

حدیث (۲۳۰)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو شخص "سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر" پڑھے، تو ہر حرف

(۱) فضائل ذکر ص/۱۴۸۔ (۲) عمل اليوم والليلة: ۸۳۲۔ (۳) مجمع الزوائد: ۱۰/۸۳۔

کے بدلے میں دس (۱۰) نیکیاں ملیں گی اور جو شخص کسی جھگڑے میں ناحق کی حمایت کرتا ہے، وہ اللہ کے غصہ میں رہتا ہے، جب تک کہ اس سے توبہ نہ کرے اور جو اللہ کی کسی سزا میں سفارش کرے اور شرعی سزا کے ملنے میں حارج ہو، وہ اللہ کا مقابلہ کرتا ہے اور جو شخص کسی مومن مرد یا عورت پر بہتان باندھے، وہ قیامت کے دن ''ردغة الخبال'' میں قید کیا جائے گا، یہاں تک کہ اس بہتان سے نکلے اور وہ کس طرح اس سے نکل سکتا ہے؟ (اس کی اسناد میں کوئی مضائقہ نہیں) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ نے کی ہے۔ (۲) سند اس طرح ہے: ''حدثنا محمد بن عيسىٰ بن شيبة حدثنا محمد بن منصور الطوسي حدثنا أبو الجواب حدثنا عمار بن زريق عن فطر بن خليفة عن القاسم بن أبي بزة عن عطاء الخراساني عن حمران به'' اس حدیث کو ابوالجواب کے طریق سے امام نسائیؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ (۳) ھیثمیؒ کہتے ہیں: ''محمد بن منصور الطوسی کے علاوہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں، محمد بن منصور الطوسی ثقہ ہیں اور حمران بھی صحیح کے رجال میں سے نہیں ہیں اور یہ حمران وہ نہیں ہیں، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ابوداؤدؒ نے اس حدیث کی تخریج تسبیح کے ذکر کے بغیر کی ہے''۔ (۴)

۱؎ فضائل ذکر: ص/۱۵۶۔ ۲؎ معجم کبیر: ۱۲/۳۸۸ حدیث نمبر: ۱۳۴۳۵، معجم اوسط: ۷/۳۳۰، ۳۳۱ حدیث نمبر: ۴۵۴۲۔
۳؎ عمل الیوم واللیلۃ: ۲۱۱۔ ۴؎ مجمع الزوائد: ۱۰/۹۱۔

کتاب فضائل القرآن

حدیث (۲۳۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ تم لوگ اللہ جل شانہ کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے، جو خود حق سبحانہ سے نکلی ہے یعنی کلام پاک۔ (حسن بالشواہد)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج حاکمؒ (۲) نے کی ہے اور انہی کے طریق سے بیہقیؒ (۳) نے کی ہے۔ سند یوں ہے: "أخبرنا أبو عبد الله أخبرنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن زياد العدل حدثنا جدي أحمد بن إبراهيم بن عبد الله حدثنا سلمة بن شبيب حدثني أحمد بن حنبل حدثنا عبد الرحمن بن مهدي عن معاوية بن صالح عن العلاء بن الحارث عن زيد بن أرطاة عن جبير بن نفير" اس حدیث کو حاکمؒ نے صحیح قرار دیا ہے اور مستدرک کی تلخیص میں ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: "یہ حدیث مرسل و متصل دونوں طرح سے روایت کی گئی ہے، لیکن صحیح مرسل ہے؛ جیسا کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے معاویہ از علاء از زید از جبیر بن نفیر کے طریق سے مرسلاً روایت کیا ہے"۔ اس کی تخریج ترمذیؒ (۴) ابوداؤدؒ (۵) اور عبداللہ بن احمدؒ (۶) نے کی ہے، عبداللہ بن صالح جولیث کے ایک کاتب ہیں نے "علاء بن الحارث از زید بن أرطاة از جبير بن نفير از عقبة بن عامر کی سند سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اس کی تخریج حاکمؒ (۷) اور انہی سے

---

۱ فضائل قرآن: ص/۳۴۔ ۲ مستدرک حاکم: ۲۰۸۳۔ ۳ کتاب الاعتقاد: ۵۰۳۔ ۴ سنن ترمذی: ۲۹۱۲۔

۵ مراسیل ابوداؤد: ۵۳۸۔ ۶ کتاب السنۃ: ۱/۱۴۰۱، الزہد: ص/۳۵۔ ۷ مستدرک حاکم: ۲/۴۴۱۔

بیہقیؒ نے (۱) کی ہے۔اس حدیث کی سند کے راوی عبداللہ بن صالح ضعیف ہیں اور سلمہ بن شبیب جو ابوذر ﷺ سے روایت کرتے ہیں، وہ عبداللہ بن احمد کے مساوی نہیں ہیں، باوجود اس کے کہ اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن مہدی سے اسحاق بن منصور کوسج اور محمد بن یحییٰ ذہلی جیسے ثقہ اور ثبت راویوں نے مرسلاً روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی ایک شاہد حضرت ابوامامہ ﷺ کی حدیث ان الفاظ کے ساتھ ہے۔

"ما أذن الله لعبد في شيٌ أفضل من ركعتين يصليها وإن البر ليذر على رأس العبد مادام في صلاته وما تقرب العبد إلى الله بمثل ماخرج منه يعني القرآن" اس کی تخریج امام احمدؒ (۲) ترمذیؒ (۳) محمد بن نصرؒ (۴) ابن الفریسؒ (۵) خطیب بغدادیؒ (۶) اور ابن النجارؒ (۷) نے کی ہے۔امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: کہ یہ ایسی حدیث ہے، جس کی سند ہم اس طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں جانتے۔اس کے ایک راوی بکر بن خنیس کے بارے میں ابن المبارکؒ نے کلام کیا ہے اور آخری دنوں میں ان سے روایت ترک کردیا۔یہ حدیث زید بن ارطاۃ نے از جبیب بن نفیر اور وہ حضور اکرم ﷺ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔امام بخاریؒ کہتے ہیں: کہ یہ حدیث اپنے ارسال وانقطاع کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔(۸)

حدیث (۲۳۲)

ابوسعید خدری ﷺ کہتے ہیں کہ: میں ضعفاء مہاجرین کی جماعت میں ایک مرتبہ بیٹھا ہوا تھا، ان لوگوں کے پاس کپڑا بھی اتنا نہ تھا کہ جس سے پورا بدن ڈھانک لیں، بعض لوگ بعض کی اوٹ کرتے تھے اور ایک شخص قرآن شریف پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہوئے اور بالکل ہمارے قریب کھڑے ہوگئے، حضور ﷺ کے آنے پر قاری چپ ہوگیا، تو حضور ﷺ نے سلام کیا اور یہ دریافت فرمایا: کہ تم لوگ کیا کررہے تھے، ہم نے عرض کیا: کہ کلام اللہ سن رہے تھے، حضور ﷺ نے فرمایا: تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے، جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان میں ٹھہرنے کا حکم کیا گیا، اس کے بعد حضور ﷺ ہمارے بیچ ہی بیٹھ گئے؛ تاکہ سب کے برابر رہیں، کسی کے قریب اور کسی سے دور نہ ہوں، اس کے بعد سب کو حلقہ کرکے بیٹھنے کا حکم فرمایا: سب حضور ﷺ کی طرف منہ کرکے بیٹھ گئے، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اے فقراء مہاجرین! تمھیں مژدہ ہو قیامت کے دن نور کامل کا اور اس بات کا کہ تم اغنیاء سے آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہوگے اور یہ آدھا دن پانچ سو برس کے برابر ہوگا۔(حسن بالمتابعۃ) (۹)

۱؎ الاعتقاد: ص/۵۰۲۔ ۲؎ مسند احمد: ۵/۲۶۸۔ ۳؎ سنن ترمذی: ۲۹۱۱۔ ۴؎ تعظیم قدر الصلاۃ: ۲۰۸۱، قیام اللیل: ۱۲۲،۴۲،۴۱۔ ۵؎ فضائل القرآن نمبر: ۱۴۱۔
۶؎ تاریخ بغداد: ۷/۸۸-۱۲/۲۲۰۔ ۷؎ ذیل لابن النجار: ۱/۲/۳۷۔ ۸؎ خلق افعال العباد: ص/۱۶۳ حدیث نمبر: ۵۰۹۔ ۹؎ فضائل قرآن: ص/۴۰۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ(۱) ابوداؤدؒ(۲) ابویعلیٰؒ(۳) اور بغویؒ(۴) نے کئی طرق سے معلی بن زیاد سے کی ہے۔ سندیوں ہے:"معلیٰ بن زیاد قال: حدثنا العلاء بن بشیر المزنی عن أبي الصدیق الناجي به" سند کے راوی علاء بن بشیر المزنی کے بارے میں ذہبیؒ لکھتے ہیں:"ابن مدینیؒ نے انھیں مجہول کہا ہے"۔(۵) جبکہ ذہبیؒ نے"الکاشف" میں ان پرسکوت کیا ہے۔(۶) حافظ ابن حجرؒ نے بھی انھیں مجہول کہا ہے۔(۷) حافظ ابن حجرؒ"تہذیب التہذیب" میں کہتے ہیں: "علاء بن بشیر سے معلیٰ بن زیاد الفردوسی نے روایت کیا ہے، معلیٰ علاء کے تعلق سے کہتے ہیں:"میں جہاں تک انھیں جانتا ہوں، وہ یہ کہ وہ جنگ میں بڑے بہادر اور ذکر کے موقع پر بڑے رقیق القلب تھے"۔ ابن حبانؒ نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے"۔(۸) علاء بن بشیر کے بارے میں اتنی معرفت انھیں مقبول بنانے کے لئے کافی ہوگی۔(انشاءاللہ)

اس حدیث کی تخریج ترمذیؒ(۹) اور ابن ماجہؒ(۱۰) نے اختصار کے ساتھ عطیہ عوفی از ابوسعید کے دوطرق سے کی ہے۔ اور عطیہ عوفی ضعیف ہیں۔

اس حدیث کی شاہد ایک تو حضرت ابوہریرہ ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ(۱۱) امام ترمذیؒ(۱۲) اور ابن ماجہؒ(۱۳) نے کی ہے۔ دوسری شاہد حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام مسلمؒ نے کی ہے۔(۱۴) اسی طرح حضرت انس ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام ترمذیؒ نے کی ہے۔(۱۵) اس کی سند میں ایک راوی حارث بن نعمان لیثی ضعیف ہیں۔ ایک شاہد حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام ترمذیؒ نے کی ہے۔(۱۶) اس کی سند میں ایک راوی عمرو بن جابر حضرمی ضعیف ہیں۔ ایک شاہد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کی تخریج ابن ابی شیبہؒ(۱۷) اور ابن ماجہؒ(۱۸) نے کی ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی موسیٰ بن عبید ضعیف ہیں۔(۱۹)

حدیث(۲۳۳)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے: کہ جس شخص نے کلام اللہ شریف پڑھا، اللہ نے

۱۔ مسند احمد:۳/۶۳،۹۶۔ ۲۔ سنن ابوداؤد:۳۶۶۶۔ ۳۔ مسند ابویعلیٰ:۱۱۵۱۔ ۴۔ شرح السنۃ:۳۹۹۲، التفسیر:۲/۸۔
۵۔ میزان الاعتدال:۵۷۱۹۔ ۶۔ الکاشف:۴۳۲۳۔ ۷۔ تقریب التہذیب:۵۲۲۹۔ ۸۔ تہذیب التہذیب:۳۱۷۔
۹۔ سنن ترمذی:۲۳۵۱۔ ۱۰۔ سنن ابن ماجہ:۴۱۲۳۔ ۱۱۔ مسند احمد:۷۹۴۶،۸۵۲۱۔ ۱۲۔ سنن ترمذی:۲۳۵۳،۲۳۵۴۔
۱۳۔ سنن ابن ماجہ:۴۱۲۲۔ ۱۴۔ صحیح مسلم:۲۹۷۹۔ ۱۵۔ سنن ترمذی:۲۳۵۲۔ ۱۶۔ سنن ترمذی:۲۳۵۵۔
۱۷۔ مصنف:۱۳/۲۴۴۔ ۱۸۔ سنن ابن ماجہ:۴۱۲۴۔ ۱۹۔ دیکھئے مجمع الزوائد:۱۰/۲۵۹،۲۶۰۔

علومِ نبوت کو اپنی پسلیوں کے درمیان لے لیا، گو اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی۔ حاملِ قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ غصہ والوں کے ساتھ غصہ کرے، یا جاہلوں کے ساتھ جہالت کرے؛ حالانکہ اس کے پیٹ میں اللہ کا کلام ہے۔ (اس کے رجال ثقہ ہیں)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج حاکمؒ نے کی ہے۔(۲) سند یوں ہے: "أخبرنا أبو جعفر محمد بن محمد بن عبد الله البغدادي حدثنا يحيى بن عثمان بن صالح السهمي حدثنا عمرو بن الربيع بن طارق حدثنا يحيى بن أيوب حدثنا خالد بن أبي يزيد عن ثعلبة به" حاکمؒ نے اسے صحیح کہا اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ ھیثمیؒ کہتے ہیں: "اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اس میں ایک راوی اسماعیل بن رافع متروک ہیں"۔(۳)

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: "حاکم کی سند میں اسماعیل نہیں ہیں، اس لحاظ سے حاکم کے رجال ثقہ ہیں"۔

حدیث (۲۳۴)

فضالہ ابن عبیدؓ نے حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے: کہ حق تعالیٰ شانہ قاری کی آواز کی طرف اس شخص سے زیادہ کان لگاتے ہیں، جو اپنی گانے والی باندی کا گانا سن رہا ہو۔ (اس کی سند میں کوئی مضائقہ نہیں)۔(۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) ابن ماجہؒ (۶) امام بخاریؒ (۷) محمد بن نصر المروزیؒ (۸) ابن حبانؒ (۹) طبرانیؒ (۱۰) اور امام بیہقیؒ (۱۱) نے ولید بن مسلم سے کئی طرق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: "قال حدثنا الأوزاعي قال حدثني إسماعيل بن عبيد الله عن ميسرة به" امام بوصیریؒ کہتے ہیں: "اس کی سند حسن ہے؛ اس لئے کہ حدیث کے ایک راوی میسرہ جو فضالہ اور راشد بن سعید کے آزاد کردہ غلام ہیں، ان کا رتبہ اہلِ حفظ وضبط کے درجہ سے کم ہے"۔(۱۲)

---

۱ فضائل قرآن: ص/۳۶۔ ۲ مستدرک حاکم: ۲/۲۵۲ حدیث نمبر: ۲۰۷۳۔ ۳ مجمع الزوائد: ۷/۱۵۹۔ ۴ فضائل قرآن: ص/۳۷۔
۵ مسند احمد: ۶/۱۹، ۲۰۔ ۶ سنن ابن ماجہ: ۱۳۴۰۔ ۷ التاریخ الکبیر: ۷/۱۲۴۔ ۸ قیام اللیل: ۱۲۸۔
۹ صحیح ابن حبان: ۷۵۴۔ ۱۰ المعجم الکبیر: ۱۸/۷۷۲۔ ۱۱ سنن بیہقی: ۱۰/۲۳۰۔ ۱۲ الزوائد: ۱/۱۵۸۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ''ذہبی میسرہ کے بارے میں کہتے ہیں: کہ ان سے اسماعیل بن عبید اللہ کے علاوہ کسی نے حدیث بیان نہیں کی''۔(۱) ذہبیؒ ''کاشف'' میں کہتے ہیں: ''میسرہ غیر معروف ہیں''۔(۲) حافظ ابن حجرؒ نے انھیں مقبول گردانا ہے۔(۳) اور ابن حبانؒ نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔(۴)

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) ابو عبیدؒ (۶) آجریؒ (۷) حاکمؒ (۸) اور بیہقیؒ (۹) نے اوزاعیؒ کے کئی طرق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: ''عن الأوزاعي عن إسماعيل بن عبيد الله عن فضالة'' حاکمؒ نے اسے صحیح علیٰ شرط الشیخین کہا ہے، لیکن ذہبیؒ نے منقطع کہہ کر اس کی تردید کی ہے؛ اس لئے کہ اسماعیل بن عبید اللہ نے فضالہ کا زمانہ نہیں پایا، ان دونوں کے درمیان فضالہ کے آزاد کردہ غلام میسرہ کا واسطہ ہے۔

حدیث (۲۳۵)

ابو ہریرہؓ نے حضورِ اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے: کہ قرآن شریف کو سیکھو، پھر اس کو پڑھو؛ اس لئے کہ جو شخص قرآن شریف سیکھتا ہے اور پڑھتا ہے اور تہجد میں اس کو پڑھتا رہتا ہے، اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے، جو مشک سے بھری ہوئی ہو کہ اس کی خوشبو تمام مکان میں پھیلتی ہے اور جس شخص نے سیکھا اور پھر سو گیا، اس کی مثال اس مشک کی تھیلی کی ہے، جس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔ (اس کی سند میں کوئی مضائقہ نہیں)(۱۰)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام ترمذیؒ (۱۱) ابن ماجہؒ (۱۲) نسائیؒ (۱۳) (تحفۃ) ابن خزیمہؒ (۱۴) اور ابن حبانؒ (۱۵) نے عبد الحمید بن جعفر سے کئی طرق سے کی ہے۔ سند یوں ہے: ''عن عبد الحميد بن جعفر عن سعيد المقبري عن عطاء مولى أبي أحمد به'' امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، لیث بن سعد نے بھی اس حدیث کو سعيد المقبري عن عطاء مولى أبي أحمد عن النبي کے طریق سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اس سند میں انہوں نے عن أبي هريرة ذکر نہیں کیا؛ بلکہ حدثنا قتيبة عن الليث کے بعد حدیث ذکر کیا ہے۔

---

۱ میزان الاعتدال: ۸۹۵۹۔ ۲ الکاشف: ۵۷۵۶۔ ۳ تقریب التہذیب: ۷۰۴۱۔ ۴ الثقات: ۵/۴۲۵۔
۵ مسند احمد: ۲۳۹۴۷۔ ۶ فضائل القرآن: ص ۱۶۱، ۱۶۲۔ ۷ اخلاق اہل القرآن: ص/۸۰۔ ۸ مستدرک حاکم: ۱/۵۷۰، ۵۷۱۔
۹ سنن بیہقی: ۱۰/۲۳۰۔ ۱۰ فضائل قرآن: ص/۲۴۔ ۱۱ سنن ترمذی: ۲۸۷۶۔ ۱۲ سنن ابن ماجہ: ۲۱۷۔
۱۳ السنن الکبریٰ: ۱۰/۱۴۲۴۲۔ ۱۴ صحیح ابن خزیمہ: ۱۵۰۹، ۲۵۴۰۔ ۱۵ صحیح ابن حبان: ۲۱۲۶، ۲۵۷۸۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ''اس حدیث کی سند میں ایک راوی عطاء ہیں، جو ابو احمد یا ابن ابی احمد کے آزاد کردہ غلام ہیں''۔ ان کے تعلق سے ذہبیؒ کہتے ہیں: ''تابعی ہیں اور غیر معروف ہیں'' اور علامہ ذہبیؒ نے ''الکاشف'' میں سکوت اختیار کیا ہے۔ (۱) حافظ ابن حجرؒ نے مقبول کہا ہے۔ (۲) ابن حبانؒ نے ان کا ذکر ''الثقات'' میں کیا ہے۔ (۳)

حدیث (۲۳۶)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: کہ جس شخص کے قلب میں قرآن شریف کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں، وہ بمنزلہ ویران گھر کے ہے۔ (اس کی سند میں کوئی حرج نہیں)۔ (۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) دارمیؒ (۶) ترمذیؒ (۷) طبرانیؒ (۸) ابن کثیرؒ (۹) ابن عدیؒ (۱۰) سہمیؒ (۱۱) بغویؒ (۱۲) حاکمؒ (۱۳) اور بیہقیؒ (۱۴) نے "جرير عن قابوس بن أبي ظبيان عن أبيه" کے طریق سے کی ہے۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ حاکمؒ نے کہا کہ یہ صحیح الاسناد ہے؛ لیکن شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی، لیکن ذہبیؒ نے حاکمؒ پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں قابوس ہیں، جو ''لین'' الحدیث ہیں۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: امام ذہبیؒ ''میزان الاعتدال'' میں کہتے ہیں: ''ابن معینؒ نے ان پر نکتہ چینی کی ہے، باوجود اس کے علامہ ذہبیؒ نے ان کی توثیق کی ہے''۔ (۱۵) ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ ان سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔ نسائیؒ کہتے ہیں ''وہ قوی نہیں ہیں''۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں: ''ان کی حدیثیں مقارب ہیں اور میرے نزدیک ان میں کوئی حرج نہیں۔ امام احمدؒ کہتے ہیں: ''ليس بذاك ''۔ نسائیؒ نے کہا کہ وہ قوی نہیں ہیں۔ (۱۶) امام ذہبیؒ ''کاشف'' میں کہتے ہیں: ''ابو حاتم اور دیگر محدثین نے کہا کہ ان سے حجت نہیں پکڑی جائے گی''۔ (۱۷) حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: ''وہ لین الحدیث ہے۔ (۱۸)

۱۔ میزان الاعتدال۔ ۵۶۵۸، المغنی: ۴۱۳۶، الکاشف: ۳۸۱۲۔ ۲۔ تقریب التہذیب: ۴۶۰۷۔ ۳۔ الثقات: ۵/۲۰۵۔ ۴۔ فضائل قرآن: ص/۴۱۔
۵۔ مسند احمد: ۱/۲۲۳۔ ۶۔ سنن دارمی: ۳۳۳۹۔ ۷۔ سنن ترمذی: ۲۹۱۴۔ ۸۔ معجم کبیر: ۱۲/۱۰۹ حدیث نمبر: ۱۲۶۱۹۔ ۹۔ فضائل القرآن: ص/۲۸۴۔
۱۰۔ الکامل: ۶/۲۰۷۲۔ ۱۱۔ تاریخ جرجان: ص/۳۱۲۔ ۱۲۔ شرح السنۃ: ۱۱۸۵۔ ۱۳۔ مستدرک حاکم: ۱/۵۵۴۔ ۱۴۔ شعب الایمان: ۳۳۳۹۔
۱۵۔ میزان الاعتدال: ۶۷۸۸۔ ۱۶۔ المغنی: ۴۹۷۵۔ ۱۷۔ الکاشف: ۴۴۹۸۔ ۱۸۔ تقریب التہذیب: ۵۴۴۵۔

کتاب الھجرۃ

حدیث (۲۳۷)

حضور اقدس ﷺ نے مکہ کو خطاب فرما کر ارشاد فرمایا: کہ تو کتنا بہتر شہر ہے اور مجھ کو کتنا زیادہ محبوب ہے، اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی، تو تیرے سوا کسی دوسری جگہ قیام نہ کرتا۔ (حسن بالمتابعۃ والشواہد) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام ترمذیؒ (۲) اور ابن حبانؒ (۳) نے فضیل بن سلیمان کے دو طرق سے کی ہے۔ سند یوں ہے: "از فضیل بن سلیمان، از ابن خیثم از سعید بن جبیر و أبو الطفیل به" نیز حاکمؒ نے اس حدیث کی تخریج زہیر کے طریق سے کی ہے۔ سند یوں ہے: "زهیر از عبد الله بن عثمان بن خیثم ازسعید". (۴) حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ ابویعلیٰؒ نے محمد بن عبید کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔ سند یوں ہے: "محمد بن عبید از طلحة از ابن عباس به مطولاً". (۵) سند میں مذکور ایک راوی فضیل بن سلیمان کے سلسلہ میں حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: ''وہ صدوق ہیں اور ان کی اغلاط بہت ہیں''۔ (۶) ذہبیؒ کہتے ہیں: ''عباس نے ابن معینؒ سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہیں، ابوزرعہؒ نے انھیں لین کہا ہے۔ ابو حاتمؒ اور دیگر حضرات کہتے ہیں کہ وہ قوی نہیں ہیں''۔ (۷) ذہبیؒ نے ''مغنی'' میں فضیل بن سلیمان کے تعلق سے وہی بات کہی ہے، جو ''الکاشف'' میں کہی ہے۔ (۸) امام ذہبیؒ ''میزان الاعتدال'' میں کہتے ہیں: ''ان کی احادیث کتب ستہ میں آئی ہیں اور وہ صدوق ہیں''۔ (۹) ''الکاشف'' میں ذہبیؒ نے اس پر مزید یہ کہا ہے کہ ابن عدیؒ نے ان کی بہت سی ایسی احادیث ذکر کی ہیں، جن میں غرابت پائی جاتی ہے۔

اس حدیث کی شاہد حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری کی روایت ہے، جس کی تخریج ترمذیؒ نے کی ہے۔ (۱۰) ابن حبانؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ (۱۱) دوسری شاہد حضرت ابوہریرہ ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج بزارؒ نے کی ہے۔ (۱۲) ھیثمیؒ

۱۔ فضائل حج: ص/۸۷۔ ۲۔ سنن ترمذی: ۳۹۲۶۔ ۳۔ صحیح ابن حبان: ۱۰۲۶۔ ۴۔ مستدرک حاکم: ۱/۴۸۶۔
۵۔ مسند ابویعلی: ۲۶۶۲۔ ۶۔ تقریب التھذیب: ۵۴۲۷۔ ۷۔ الکاشف: ۴۴۸۳۔ ۸۔ المغنی: ۴۹۵۸۔
۹۔ میزان الاعتدال: ۶۷۶۷۔ ۱۰۔ سنن ترمذی: ۳۹۲۱۔ ۱۱۔ صحیح ابن حبان: ۳۷۱۶۔ ۱۲۔ مسند بزار: ۱۱۵۶۔

کہتے ہیں: ''اس حدیث کے کچھ حصہ کو امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور ابو یعلیٰؒ نے بھی اس کی روایت کی ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں''۔ (۱)

حدیث (۲۳۸)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہے، وہ اپنی آخرت کو نقصان پہونچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے، وہ (صورت کے اعتبار سے) دنیا کو نقصان پہونچاتا ہے (پس جب یہ ضابطہ ہے تو) جو چیز ہمیشہ رہنے والی ہے (یعنی آخرت) اس کو ترجیح دو اس چیز پر جو بہر حال فنا ہو جانے والی ہے۔ (حسن بالشواہد) (۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) حاکمؒ (۴) اور بیہقیؒ (۵) نے دراوردی کے طریق سے اور بغویؒ (۶) اور حاکمؒ (۷) نے اسماعیل بن جعفر کے طریق سے اور یہ دونوں یعنی دراوردی اور اسماعیل بن جعفر عمرو بن ابی عمرو سے اور وہ مطلب سے روایت کرتے ہیں۔

اس حدیث کو ابن حبانؒ (۸) بغویؒ (۹) اور قضاعیؒ (۱۰) نے یعقوب بن عبد الرحمٰن اسکندری از عمرو کے دو طرق سے روایت کیا ہے، اوپر کے طریق میں جس مطلب کا ذکر آیا ہے، وہ مطلب بن عبد اللہ بن مطلب بن حطب بن حارث مخزومی ہیں، جنھوں نے ابو موسیٰ اشعری ﷺ کا زمانہ نہیں پایا۔ ابو حاتمؒ کہتے ہیں: مطلب کی روایت حضرت جابر ﷺ سے دونوں کے زمانہ کے ایک ہونے کی وجہ سے ہوسکتی ہے؛ لیکن ان کے علاوہ دیگر صحابہ سے ان کا روایت کرنا بطریق ارسال ہے۔ (۱۱) ہیثمیؒ کہتے ہیں: ''اس اس حدیث کو احمد بزار اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور ان کے رجال ثقہ ہیں اور رجال کے ثقہ ہونے سے اس حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ حدیث کے صحیح ہونے کے لئے اتصال کی شرط کا پایا جانا بھی ضروری ہے اور وہ یہاں مفقود ہے۔ (۱۲)

اس کی ایک شاہد حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج ابن ابی عاصمؒ نے سند حسن کے ساتھ کی ہے۔ (۱۳) دوسری شاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ (۱۴) اور ابن حبانؒ نے سند صحیح کے ساتھ کی ہے۔ (۱۵) تیسری شاہد حضرت ابن مسعود ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ نے حدیث صحیح کے ساتھ کی ہے۔ (۱۶)

۱ مجمع الزوائد: ۳/ ۲۸۳۔ ۲ فضائل صدقات: ص/ ۳۶۷۔ ۳ مسند احمد: ۴/ ۴۱۲۔ ۴ مستدرک حاکم: ۴/ ۳۰۸۔
۵ سنن بیہقی: ۳/ ۳۷۰، شعب الایمان: ۱۰۳۳۷۔ ۶ شرح السنۃ: ۴۰۳۸۔ ۷ مستدرک حاکم: ۴/ ۳۱۹۔ ۸ صحیح ابن حبان: ۷۰۹۔
۹ شرح السنۃ: ۴۰۳۸۔ ۱۰ مسند الشہاب: ۴۱۸۔ ۱۱ المراسیل: ص/ ۱۶۴۔ ۱۲ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۲۴۹۔
۱۳ کتاب الزہد: ۱۶۱۔ ۱۴ مسند احمد: ۲۷۴۴۔ ۱۵ صحیح ابن حبان: ۶۳۵۲۔ ۱۶ مسند احمد: ۳۷۰۹۔

چوتھی شاہد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ نے حدیث صحیح کے ساتھ کی ہے۔(۱)

حدیث (۲۳۹)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے (اللہ کی رحمت سے دور ہے) مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔(حسن بالمتابعۃ)(۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام ترمذیؒ (۳) ابن ماجہؒ (۴) ابن ابی عاصمؒ (۵) ابن عبدالبرؒ (۶) بیہقیؒ (۷) بغویؒ (۸) عقیلی (۹) اور ابن جوزیؒ (۱۰) نے عطاء بن قرۃ از عبداللہ بن حمزہ سے کئی طرق سے کی ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔ ابن جوزیؒ کہتے ہیں کہ: اس میں خالد بن یزید متفرد ہیں۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ: ان کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی۔ عقیلیؒ کہتے ہیں: کہ عبدالرحمٰن ضعیف ہیں۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: اس حدیث کے کئی متابعات ہیں، تمام طرق کی وجہ سے یہ حدیث حسن کے درجہ میں آجاتی ہے، اس حدیث کی سند میں عبدالرحمٰن بن ثوبان کے بعد بعض طرق میں ''ابیہ'' کا لفظ آیا ہے جو کہ غلط ہے، اس حدیث کی شاہد حضرت ابن مسعود ﷺ کی حدیث ہے، جس کی تخریج بزارؒ نے کی ہے۔

حدیث (۲۴۰)

ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے، جس سے اللہ جل شانہ بھی مجھ سے محبت فرماویں اور آدمی بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ دنیا سے بے رغبتی پیدا کر لو، حق تعالیٰ شانہ تم کو محبوب رکھیں گے اور لوگوں کے پاس جو چیزیں (مال وغیرہ) ہیں، ان سے بے رغبتی پیدا کر لو، وہ بھی تم سے محبت کرنے لگیں گے۔(حسن بالشواہد)(۱۱)

---

۱ مسند احمد: ۴۷۶۴۔ ۲ فضائل ذکر: ص/۴۷۔ ۳ سنن ترمذی: ۲۳۲۲۔ ۴ سنن ابن ماجہ: ۴۱۱۲۔
۵ الزہد: ص/۵۷ حدیث نمبر: ۱۲۶۔ ۶ جامع بیان العلم: ۱/ ۲۷، ۲۸۔ ۷ سنن بیہقی: ۱۷۰۸۔ ۸ شرح السنۃ: ۱۴/ ۲۲۹، ۲۳۰۔
۹ کتاب الضعفاء: ۲/ ۲۲۶۔ ۱۰ العلل: ۱۳۳۰۔ ۱۱ فضائل صدقات: ص/۴۰۲۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ(۱) ابونعیمؒ (۲) خطیب بغدادیؒ (۳) حاکمؒ (۴) ابن حبانؒ (۵) طبرانیؒ (۶) بیہقیؒ (۷) ابوالشیخؒ (۸) عقیلیؒ (۹) رویانیؒ (۱۰) اور ابن عدیؒ (۱۱) نے خالد بن عمر قرشی سے کئی طرق سے کی ہے۔ سند اس طرح ہے: "خالد بن عمر القرشي از سفيان الثوري از أبو حازم" حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے؛ لیکن ذہبیؒ نے یہ کہہ کر ان کے قول کی تردید کی ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی خالد وضاع ہیں۔ سخاویؒ کہتے ہیں: "خالد کے ترک پر محدثین کا اجماع پایا جاتا ہے؛ بلکہ ان کی طرف حدیثوں کے وضع کا عمل منسوب کیا گیا ہے؛ لیکن اس حدیث کو خالد کے علاوہ دوسروں نے ثوری سے روایت کیا ہے؛ بلکہ اس حدیث کی تخریج ابونعیمؒ نے "حلیۃ الاولیاء" میں منصور بن معتمر از مجاہد از انس ﷺ کے طریق سے کی ہے اور اسے مرفوع کہا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں؛ لیکن مجاہد کے انس ﷺ سے سماع میں کلام ہے، اس حدیث کو ثبت اور ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے؛ لیکن مجاہد سے تجاوز نہیں کئے، یعنی مرفوع نہیں کہا۔ اس طرح یہ حدیث ربعی بن حراش از ربیع بن خیثم سے بھی روایت کی گئی ہے۔ انھوں نے ارسال کے ساتھ اسے مرفوع کہا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس حدیث کو امام نوویؒ پھر امام عراقیؒ نے حسن قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے شیخ حافظ ابن حجرؒ کا کلام محلِ نظر ہے؛ جیسا کہ میں نے "تخریج الاربعین" میں بیان کیا ہے"۔ (۱۲)

سیوطیؒ نے اس حدیث کی صحت کا اشارہ کیا ہے۔ (۱۳) امام مناویؒ کہتے ہیں: "ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور نوویؒ نے بھی ان کی پیروی کی ہے اور حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے، جس کے سبب مصنف کو بھی دھوکہ ہوا اور انھوں نے بھی اس کی صحت کا اشارہ کیا، گویا انھوں نے اس حدیث کے سلسلہ میں امام ذہبیؒ کی تنقید کو قابلِ اعتناء نہیں سمجھا کہ اس کی سند میں ایک راوی خالد بن عمر وضاع ہیں اور دوسرے راوی محمد بن کثیر مصیصی کو امام احمدؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ منذریؒ اس حدیث کو ابن ماجہؒ کی طرف منسوب کرنے کے بعد کہتے ہیں: "ہمارے بعض مشائخ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے؛ لیکن ان کے اس فیصلے میں بُعد ہے؛ اس لئے کہ یہ خالد قرشی کی روایت ہے اور وہ متروک اور متہم ہیں۔" منذریؒ مزید کہتے ہیں: لیکن اس حدیث سے انوارِ نبوت کی چمک محسوس ہوتی ہے، ضعیف رواۃ کا روایت کرنا اس کے قولِ رسول ہونے کے لئے مانع نہیں ہوسکتا"۔ پھر اخیر میں مصنف نے فیصلہ یوں کیا کہ بیہقیؒ نے اس کی تخریج کی ہے اور اسے برقرار رکھا ہے؛ جبکہ معاملہ اس کے برخلاف ہے، بیہقی

---

۱ سنن ابن ماجہ: ۴۱۰۲۔ ۲ حلیۃ الاولیاء: ۷/ ۱۳۶۔ ۳ اخبار اصبہان: ۲/ ۲۴۵۔ ۴ مستدرک حاکم: ۴/ ۳۱۳۔

۵ روضۃ العقلاء، ص/ ۱۴۸۔ ۶ معجم کبیر: ۵۹۷۲۔ ۷ شعب الایمان: ۱۰۵۲۲، ۱۰۵۲۳۔ ۸ التاریخ، ص/ ۱۸۳۔

۹ کتاب الضعفاء: ۱۱۷۔ ۱۰ مسند رویانی: ۲/ ۸۱۳۔ ۱۱ الکامل: ۲/ ۱۱۷۔ ۱۲ المقاصد نمبر: ۹۲۔ ۱۳ الجامع الصغیر: ۹۶۰۔

نے اس کی سند پر یہ کہہ کر تنقید کی ہے کہ خالد بن عمر ضعیف ہیں"۔(۱)

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: "سفیان کی حدیث کے بہت سے طرق ہیں، اگر چہ کہ وہ ضعیف ہیں؛ لیکن شدید ضعیف نہیں ہیں سوائے خالد بن عمر الوضاع کی روایت کے۔ اس لحاظ سے یہ تمام طرق اعتبار کئے جانے کے لائق ہیں۔ سخاویؒ نے اس حدیث کی ایک ایسی مرسل شاہد ذکر کیا ہے، جس کے سب رجال ثقہ ہیں، اس طرح یہ حدیث ان تمام متابعات اور اس شاہد کی وجہ سے حسن کے درجہ کو پہونچ جاتی ہے۔

حدیث (۲۴۱)

حضرت معاذ بن جبل ﷛ فرماتے ہیں: کہ جب حضور اقدس ﷺ نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا، تو یہ ارشاد فرمایا: کہ اپنے آپ کو ناز ونعمت میں پرورش کرنے سے بچائے رہنا؛ اس لئے کہ اللہ کے نیک بندے ناز ونعمت میں لگنے والے نہیں ہوتے۔ (اسکے رجال ثقہ ہیں)۔(۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) اور ابو نعیمؒ (۴) نے بقیہ بن ولید از سری بن ینعم از مریح بن مسروق سے کئی طرق سے کی ہے ہیثمیؒ کہتے ہیں: "اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں اور بقیہ مدلس ہیں تدلیس تسویہ کرتے ہیں اور کبھی عنعنہ سے بھی روایت کرتے ہیں؛ لیکن ابو نعیمؒ کے طریق سے انہوں نے تحدیث (حدثنا) کی تصریح کی ہے، جس سے تدلیس کا شبہ جاتا رہتا ہے"۔(۵) سند میں دوسرے راوی مریح ہیں، جن کی ابن حبانؒ نے توثیق کی ہے۔(۶)

حدیث (۲۴۲)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جب تو یہ دیکھے کہ حق تعالیٰ شانہ کسی گنہ گار پر اس کے گناہوں کے باوجود دنیا کی وسعت فرمارہا ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے ڈھیل ہے، پھر حضور ﷺ نے یہ آیت شریفہ " فلما نسوا " سے "مبلسون" تک تلاوت فرمائی، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "پس جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے، جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی، تو ہم نے

۱ فیض القدیر: ۱/۳۸۱۔ ۲ فضائل صدقات: ص/۴۲۲۔ ۳ مسند احمد: ۵/۲۴۳،۲۴۴۔ ۴ حلیۃ الاولیاء: ۵/۱۵۵۔
۵ مجمع الزوائد: ۱۰/۲۵۰۔ ۶ صحیح ابن حبان: ۵/۴۶۴۔

ان پر (راحت) کے ہر قسم کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں پر جوان کو ملی تھیں اترانے لگے، تو ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا پھر تو وہ حیرت میں رہ گئے"۔ (حسن بالمتابعة)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ نے کی ہے۔(۲) سند یوں ہے: "یحییٰ بن غیلان از رشدین بن سعد از حرملة بن عمران تجیبي از عقبة بن مسلم" اس سند میں رشدین بن سعد ضعیف ہیں، اس حدیث کی تخریج طبریؒ (۳) دولابیؒ (۴) طبرانیؒ (۵) اور بیہقیؒ (۶) نے حرملة بن عمران کے کئی طرق سے کیا ہے؛ اسی طرح کی ایک حدیث کی تخریج ابن عبدالحکمؒ (۷) ابن ابی الدنیاؒ (۸) اور طبریؒ (۹) نے ابن لہیعہ از عقبہ بن مسلم کے طریق سے کی ہے۔

۱ فضائل صدقات: ص/۴۴۲۔ ۲ مسند احمد: ۴/۱۴۵، الزہد: ص/۱۲۔ ۳ تفسیر طبری: ۷/۱۹۵۔ ۴ الکنی: ۱/۱۱۱۔
۵ معجم اوسط: ۹۲۶۸۔ ۶ الاسماء والصفات: ص/۴۸۸، شعب الایمان: ۴۵۴۰۔ ۷ فتوح مصر: ص/۲۹۳۔
۸ کتاب الشکر: ۳۲۔ ۹ تفسیر طبری: ۷/۱۹۵۔

فصل ہشتم

فضائلِ اعمال کی ضعیف احادیث کی تخریج۔

کتاب الایمان

حدیث (۲۴۳)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ مومن میں جمع نہیں ہوسکتیں، ایک تو بخل دوسری بد خلقی۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طیالسیؒ (۲) عبد بن حمیدؒ (۳) بخاریؒ (۴) ترمذیؒ (۵) ابویعلیؒ (۶) خرائطیؒ (۷) ابن الاعرابیؒ (۸) ابو نعیمؒ (۹) قضاعیؒ (۱۰) اور دولابیؒ (۱۱) نے صدقہ بن موسیٰ از مالک بن دینار از عبداللہ بن غالب کے طریق سے کی ہے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، اسے ہم صدقہ بن موسیٰ کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں جانتے۔ ابونعیمؒ نے بھی اسی طرح کی بات کہی ہے۔ ذہبیؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کو ابن معینؒ اور نسائیؒ وغیرہ نے ضعیف کہا ہے''۔ ابو حاتمؒ کہتے ہیں: کہ صدقہ کی حدیث لکھی جائے گی؛ لیکن وہ قوی نہیں ہے۔ (۱۲) ''الکاشف'' میں ذہبیؒ کہتے ہیں: ''یہ حدیث ضعیف قرار دی گئی ہے''۔ (۱۳) حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: ''وہ صدوق ہیں، مگر ان کے اوہام ہیں''۔ (۱۴)

حدیث (۲۴۴)

حضرت شدادؓ فرماتے ہیں اور حضرت عبادہؓ اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: کوئی اجنبی (غیر مسلم) تو مجمع میں نہیں، ہم نے عرض کیا کوئی نہیں۔ ارشاد

۱ فضائل صدقات ص/۱۶۰۔ ۲ مسند طیالسی: ۲۳۲۲۔ ۳ مسند عبد بن حمید: ۹۹۶۔ ۴ الادب المفرد: ۲۸۲۔
۵ سنن ترمذی: ۱۹۶۲۔ ۶ مسند ابویعلی: ۱۳۲۸۔ ۷ مساوی الاخلاق ص/۱۰۔ ۸ معجم ابن الاعرابی: ۱۱۲۴۔
۹ حلیۃ الاولیاء ۲/ ۳۸۸،۲۵۸۔ ۱۰ مسند الشہاب: ۲۳۳۔ ۱۱ کتاب الکنیٰ: ۲/ ۱۲۵۔ ۱۲ میزان الاعتدال: ۳۸۷۹۔
۱۳ الکاشف ۲۳۸۸۔ ۱۴ تقریب التہذیب: ۲۹۲۱۔

فرمایا: کواڑ بند کردو، اس کے بعد ارشاد فرمایا ہاتھ اٹھاؤ اور کہو: ''لا الہ الا اللہ'' ہم نے تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے رکھے (اور کلمہ طیبہ پڑھا) پھر فرمایا: الحمدللہ! اے اللہ تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا ہے اور اس کلمہ پر جنت کا وعدہ کیا ہے اور تو وعدہ خلاف نہیں ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ہم سے فرمایا: کہ خوش ہو جاؤ اللہ نے تمھاری مغفرت فرمادی۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) بزارؒ (۳) دولابیؒ (۴) اور حاکمؒ (۵) نے اسماعیل بن عیاش سے کئی طرق سے کی ہے۔ سند یوں ہے: "إسماعیل بن عیاش از راشد بن داؤد از یعلی بن شداد به" اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۶) نے عبدالملک بن محمد صنعانی از راشد بن داؤد کے طریق سے کی ہے۔ ہیثمیؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کی روایت امام احمدؒ نے کی ہے، اس کی سند میں ایک راوی راشد بن داؤد ہیں، کئی محدثین نے انھیں ثقہ کہا ہے اور ان میں ضعف ہے، اس کے بقیہ رجال ثقہ ہیں''۔ حاکمؒ کہتے ہیں: ''حدیث کے دوسرے راوی اسماعیل بن عیاش کا حال یہ ہے کہ ان کی طرف حافظہ کی کمزوری منسوب کی گئی ہے''۔ ذہبیؒ کہتے ہیں: ''راشد کو دارقطنی اور ان کے علاوہ نے ضعیف کہا ہے؛ لیکن دحیم ؒ نے انھیں ثقہ کہا ہے''۔ (۷)

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: بخاریؒ کہتے ہیں کہ: اس حدیث میں کلام ہے۔ (۸) ابن حبانؒ نے ان کا ذکر ''الثقات'' میں کیا ہے۔ (۹) امام ذہبیؒ ''میزان الاعتدال'' میں کہتے ہیں: راشد کو دحیم اور ابن معین نے ثقہ کہا ہے۔ بخاریؒ نے کہا کہ ان میں کلام ہے۔ دارقطنیؒ کہتے ہیں: کہ وہ ضعیف ہیں، ان کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (۱۰) امام ذہبیؒ ''الکاشف'' میں کہتے ہیں: راشد مختلف فیہ راوی ہیں، ابن معینؒ نے انھیں ثقہ کہا ہے اور دارقطنیؒ نے ضعیف۔ حافظ ابن حجرؒ ''تقریب'' میں کہتے ہیں: کہ وہ صدوق ہیں اور ان کے بہت سے اوہام ہیں۔ اسماعیل بن عیاش کے تعلق سے حافظ ابن حجرؒ (۱۱) کہتے ہیں: کہ وہ اپنے شہر والوں سے روایت کرنے میں صدوق ہیں اور ان کے علاوہ سے روایت کرنے میں معتبر نہیں ہیں۔ (۱۲)

حدیث (۲۴۵)

حضرت زید بن ارقم ؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں: جو شخص اخلاص کے ساتھ ''لا الہ الا اللہ'' کہے، وہ جنت میں

۱ فضائل ذکر: ص/۳۷۔ ۲ مسند احمد: ۴/۱۲۴۔ ۳ مسند بزار: ۱۰۔ ۴ الکنی: ۱/۹۳۔
۵ مستدرک حاکم: ۱/۵۰۱۔ ۶ معجم کبیر: ۷۱۶۳، مسند الشامیین: ۱۱۰۴۔ ۷ مجمع الزوائد: ۱/۱۸، ۱۹-۱۰/۸۱۔ ۸ التاریخ الکبیر: ۲/۲۱۲۸۔
۹ الثقات: ۶/۳۰۲۔ ۱۰ میزان الاعتدال: ۲/۳۵۔ ۱۱ تقریب: ۱۸۷۷۔ ۱۲ الکاشف: ۱۴۹۷۔

داخل ہوگا، کسی نے پوچھا: کہ کلمہ کے اخلاص کی علامت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے۔ (بہت ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ نے کی ہے۔(۲) سند یوں ہے: "أبو العباس أحمد بن محمد الجوهري از محمد بن عبد الرحمٰن بن غزوان از شريك از أبو إسحاق" ہیثمیؒ کہتے ہیں: "اس حدیث کو طبرانیؒ نے "اوسط کبیر" میں روایت کیا ہے، اس کی سند میں محمد بن عبدالرحمٰن بن غزوان راوی وضاع ہیں"۔ (۳) ابونعیمؒ نے اس حدیث کو (۴) ھیثم بن جماز از ابوداؤد دارمی از زید بن ارقم کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابوداؤد دارمی کا نام نفیع ہے، ایک قول یہ کہ ان کا نام نافع بن حارث ہے اور وہ متروک ہیں، ابن معینؒ نے ان کی تکذیب کی ہے، ابوداؤدؒ کے شیخ ھیثم بن جماز حنفی جو بہت روتے تھے، ابن معینؒ نے انھیں ضعیف کہا ہے۔ نسائیؒ کہتے ہیں: کہ وہ متروک الحدیث ہیں۔ علامہ عجلونیؒ (۵) حدیث کے الفاظ "من قال لا إله إلا الله مخلصاً دخل الجنة".

ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس حدیث کو بزارؒ اور طبرانیؒ نے حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت کیا ہے اور ابن النجار نے اس حدیث کو حضرت انس ﷺ سے روایت کیا ہے، اس میں اس کا اضافہ ہے "قيل أفلا أبشر الناس؟ قال: إني أخاف أن يتكلوا" اس حدیث کو طبرانیؒ اور ابونعیمؒ نے زید بن ارقم ﷺ سے روایت کیا ہے؛ لیکن اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے "قيل وما إخلاصهما؟ قال أن تحجزه عن محارم الله".

حدیث (۲۴۶)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: "لا الٰہ الا اللہ" والوں پر نہ قبروں میں وحشت ہے نہ میدانِ حشر میں، اس وقت گویا وہ منظر میرے سامنے ہے کہ جب وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے (قبروں سے) اٹھیں گے اور کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کی ہے، جس نے ہم سے ہمیشہ کے لئے رنج وغم دور کردیا۔ (ضعیف)(۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج خطیب بغدادیؒ (۷) طبرانیؒ (۸) بیہقیؒ (۹) ابن عدیؒ (۱۰) اور سہمیؒ (۱۱) نے یحییٰ حمانی از عبدالرحمٰن

۱ فضائل ذکر ص/۷۱۔ ۲ معجم کبیر: ۵۰۷۴، معجم اوسط: ۱/۵۷ مجمع البحرین۔ ۳ مجمع الزوائد: ۱/۱۸۔ ۴ حلیۃ الاولیاء: ۹/۲۵۴۔
۵ کشف الخفاء: ۲۵۶۱۔ ۶ فضائل ذکر: ص/۷۸۔ ۷ تاریخ بغداد: ۱/۲۶۶۔ ۸ معجم اوسط: ۷/۳۲۴، ۳۲۵ حدیث نمبر: ۴۵۳۱ مجمع البحرین۔
۹ شعب الایمان: ۱/۱۱۱ حدیث نمبر: ۱۰۰۔ ۱۰ الکامل: ۴/۱۵۸۲۔ ۱۱ تاریخ جرجان: ص/۳۲۵۔

بن زید بن اسلم کے طریق سے کی ہے۔ بیہقیؒ کہتے ہیں کہ: اس حدیث کی روایت کرنے میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم متفرد ہیں۔

اس حدیث کو ابن حبانؒ (۱) اور بیہقیؒ (۲) نے بہلول بن عبید کے طریق سے روایت کیا ہے۔ سند یوں ہے: ''بہلول بن عبید از سلمہ بن کفیل از نافع از ابن عمرؓ'' ابن حبانؒ کہتے ہیں: کہ یہ حدیث عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم از والد خود از ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے جانی جاتی ہے؛ نیز ایک سند یہ بھی ہے، ابویعلی از حمانی از عبدالرحمٰن بن زید'' اور فن حدیث سے عبدالرحمٰن کو کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ ھیثمیؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کی سند میں یحیٰ حمانی راوی ضعیف ہیں، ایک اور طریق کے سلسلہ میں کہا کہ اس میں مجاشع بن عمرو ضعیف ہیں''۔ (۳)

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ''بلکہ وہ متروک ہیں''۔ حافظ عراقیؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کی تخریج ابویعلیٰؒ نے طبرانی سے اور بیہقیؒ نے ''شعب الایمان'' میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے سندِ ضعیف کے ساتھ ہے''۔ (۴)

منذریؒ کہتے ہیں کہ: اس کے متن میں نکارت ہے۔ (۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ اس حدیث کی تخریج میں کہتے ہیں: منذریؒ نے اس حدیث پر نکارت کا جو حکم لگایا ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ منذریؒ نے حدیث میں مذکور لفظ ''أهل لا إله إلا الله'' کو ظاہر پر محمول کرتے ہوئے اس کا اطلاق ہر مسلمان پر کیا؛ جبکہ یہ معلوم ہے کہ بعض مسلمانوں کو بھی قبر و حشر میں عذاب دیا جائے گا، اس مفہوم کے لحاظ سے یہ حدیث دوسری احادیث کے مفہوم کے مخالف ہونے کے سبب منکر ہوگئی؛ لیکن اگر اس سے صرف وہ شخص مراد لیا جائے، جو اس صفت سے متصف ہو، تو اس صورت میں یہ حدیث قرآن و حدیث کی بہت ساری نصوص کے موافق ہو جائے گی اور منکر نہ رہے گی؛ جیسا کہ آیات بھی اس مضمون کی ہیں: ''فالسابقون السابقون أولئك المقربون'' ''ومنهم سابق بالخيرات بإذن الله'' اور احادیث میں ''سبعون الفا يدخلون الجنة بغير حساب'' ہے، ان کے علاوہ اور بھی آیات و احادیث ہیں۔ یہ حدیث ان آیات و احادیث کے موافق ہے، مخالف نہیں۔ ایسی صورت میں یہ معروف ہوئی نہ کہ منکر۔ شیخ الحدیث نے اس مضمون کے متعدد شواہد ذکر کیے ہیں۔

حدیث (۲۴۷)

حضور اقدس ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں: کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے

۱ المجروحین: ۱/۲۰۲۔ ۲ البعث والنشور: ص/۹۲، ۹۳ ح/۸۳۔ ۳ مجمع الزوائد: ۱۰/۸۲، ۸۳۔ ۴ تخریج احادیث الاحیاء: ۱/۲۹۷۔ ۵ الترغیب والترہیب:

سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا میری ہی عبادت کیا کرو، جو شخص تم میں سے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہوا آئے گا، وہ میرے قلعہ میں داخل ہوگا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوگا، وہ میرے عذاب سے مامون ہوگا۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابونعیمؒ نے کی ہے۔(۲) سند یوں ہے: ''ابو اسحاق ابراہیم بن عبداللہ بن اسحاق معدل از ابوعلی احمد بن علی انصاری نیشاپوری از ابوالصلت عبدالسلام بن صالح الہروی از علی بن موسیٰ الرضا از ابوموسیٰ بن جعفر از ابن جعفر بن محمد از محمد بن علی از ابوعلی بن الحسین'' ابونعیمؒ کہتے ہیں: ''یہ حدیث اس سند کے ساتھ سلسلۃ الطاہرین از آباء طیبین کے قبیل سے ہے، جو ثابت اور مشہور سند ہے۔ محدثین میں سے ہمارے بعض سلف جب اسناد کو نقل کرتے تو کہا کرتے تھے کہ اگر یہ سند کسی مجنون پر پڑھ کر پھونکی جائے، تو اسے جنون سے افاقہ ہو جائے''۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ''یہ سند سنن ابن ماجہؒ کی ''کتاب الایمان'' میں بھی آئی ہے''۔(۳) بوصیریؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کی سند میں ابوالصلت کے ضعف پر اتفاق ہے اور بعضوں نے انھیں متہم کیا ہے۔

حدیث (۲۴۸)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تمام آسمان و زمین اور جو لوگ ان کے درمیان میں ہیں، وہ سب اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں، وہ سب کچھ اور جو کچھ ان کے نیچے ہے، وہ سب کا سب ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار دوسری جانب ہو، تو یہی تول میں بڑھ جائے گا۔ (اس کی اسناد منقطع ہے)۔(۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ نے کی ہے۔(۵) سند اس طرح ہے: ''ابوبکر بن سہل از عبداللہ بن صالح از معاویہ بن صالح از علی ابن ابی طلحہ'' ہیثمیؒ کہتے ہیں: ''اس کے رجال ثقہ ہیں سوائے ابن ابی طلحہ کے کہ ان کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں ہے''۔(۶)

---

(۱) فضائل ذکر: ص/۸۵۔ (۲) حلیۃ الاولیاء: ۳/۱۹۱، ۱۹۲۔ (۳) سنن ابن ماجہ: ۱/۱۲۔ (۴) فضائل ذکر: ص/۸۲۔ (۵) معجم کبیر: ۱۲/۲۵۴ ح/۱۳۰۲۴۔ (۶) مجمع الزوائد: ۴/۳۲۳۔

حدیث (۲۴۹)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کہ بچہ کو شروع میں جب وہ بولنا سیکھنے لگے، تو ''لا الہ الا اللہ'' یاد کراؤ اور جب مرنے کا وقت آئے جب بھی ''لا الہ الا اللہ'' تلقین کرو، جس شخص کا اوّل ''لا الہ الا اللہ'' ہو اور آخری کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' ہو، وہ ہزار برس بھی زندہ رہے، تو (انشاء اللہ) کسی گناہ کا اس سے مطالبہ نہیں ہوگا (یا اس وجہ سے کہ گناہ صادر نہ ہوگا، اگر صادر ہو، تو توبہ وغیرہ سے معاف ہو جائے گا، یا اس وجہ سے کہ اللہ جل جلالہ اپنے فضل سے معاف فرمادیں گے)۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بیہقیؒ نے ''شعب الایمان'' میں کی ہے۔ (۲) سند یوں ہے: ''اخبرنا ابوعلی الروذباری وابوعبد اللہ الحافظ از ابونصر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ از ابوعبداللہ محمد بن محمویہ بن مسلم از والد خود از نصر بن محمد بیسکی از سفیان ثوری از منصور از ابراہیم بن مہاجر از عکرمہ'' بیہقیؒ نے کہا کہ یہ متن غریب ہے، ہم نے اسے صرف اس سند سے لکھا ہے۔ یہ بات سیوطیؒ (۳) اور ابن عراقؒ نے (۴) ذکر کی ہے اور ان دونوں نے اس بات کو حاکمؒ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا کہ حاکمؒ کہتے ہیں ''موضوع ابن محمویہ اور ان کے والد دونوں مجہول ہیں''۔ بخاریؒ نے ابراہیم بن مہاجر کو ضعیف کہا ہے۔ سیوطیؒ نے یہ کہہ کر بخاریؒ پر نقد کیا ہے کہ حدیث ''مستدرک حاکم'' میں ہے، اسی طرح اس حدیث کی تخریج بیہقیؒ نے حاکمؒ کے حوالہ سے ''شعب الایمان'' میں کی ہے۔ بیہقیؒ نے کہا کہ اس حدیث کا متن غریب ہے، اسے ہم نے اس سند کے علاوہ کسی اور سے نہیں لکھا۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو اپنے ''امالی'' میں شامل کیا ہے اور اس کی سند پر کسی طرح قدح نہیں کی صرف اتنا کہا کہ اس کی سند کے ایک راوی ابراہیم میں لین ہے۔

امام مسلمؒ نے متابعات میں اس کی تخریج کی ہے۔ ابن عراقؒ کہتے ہیں: کہ ذہبیؒ نے کہا کہ اس حدیث میں کلام محمویہ یا ان کے بیٹے کی وجہ سے ہے۔ (۵)

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: میں نے اس حدیث کو ''مستدرک حاکم'' کے دونوں مطبوعہ نسخوں میں نہیں پایا۔ مرنے والے کو تلقین کرنے کے سلسلہ میں عمر، عثمان بن مسعود، انس، ابوسعید، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ متعدد صحابہ سے احادیث وارد ہوئی ہیں۔

۱ فضائل ذکر: ص/۱۰۷۔ ۲ شعب الایمان: ۸۶۳۹۔ ۳ اللآلی المصنوعہ: ۲/۳۱۶۔ ۴ تنزیہ الشریعۃ: ۲/۳۶۵۔ ۵ تلخیص الموضوعات۔

حدیث (۲۵۰)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو بھی بندہ کسی وقت بھی دن میں یا رات میں "لا الہ الا اللہ" کہتا ہے، تو اعمال نامہ میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابویعلیؒ نے کی ہے۔(۲) سند یوں ہے: "هذيل بن إبراهيم جماني از عثمان بن عبد الرحمٰن زهري من ولد سعد بن أبي وقاص از زهري" ھیثمیؒ کہتے ہیں: "اس حدیث کو ابویعلیؒ نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں عبدالرحمٰن زہری متروک ہیں۔(۳) ذہبیؒ کہتے ہیں: "بخاریؒ نے کہا ہے کہ: عبدالرحمٰن زہری کو محدثین نے ترک کردیا ہے۔ ابن معینؒ ان کے بارے میں "ليس بشيء" کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ انھوں نے کہا عبدالرحمٰن جھوٹ بولتے ہیں اور علی نے انھیں بہت ضعیف قرار دیا ہے۔ نسائیؒ اور دار قطنیؒ نے انھیں متروک کہا ہے"۔(۴)

حدیث (۲۵۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں رنجیدہ سے ہو کر حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ: میں تمھیں رنجیدہ دیکھ رہا ہوں، کیا بات ہے؟ انھوں نے عرض کیا: کہ گذشتہ شب میرے چچازاد بھائی کا انتقال ہوگیا، میں نزع کی حالت میں ان کے پاس بیٹھا تھا (اس منظر سے طبیعت پر اثر ہے) حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اس کو "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کی تھی؟ عرض کیا: کی تھی۔ ارشاد فرمایا کہ: اس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تھا عرض کیا کہ: پڑھ لیا تھا۔ ارشاد فرمایا: کہ جنت اس کے لئے واجب ہوگئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! زندہ لوگ اس کلمہ کو پڑھیں تو کیا ہوگا؟ حضور ﷺ نے دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا: کہ یہ کلمہ ان کے گناہوں کو بہت ہی منہدم کرنے والا ہے، بہت ہی منہدم کرنے والا ہے۔ (یعنی بالکل ہی مٹا دینے والا ہے)۔ (ضعیف)(۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابویعلیؒ (۶) اور بزارؒ (۷) نے زائدہ بن ابی الرقاد از زیاد نمیری کے دو طرق سے کی ہے۔ ھیثمیؒ کہتے ہیں: "یہ حدیث ابویعلیؒ اور بزارؒ کی طرف منسوب ہے، اس کی سند میں ایک راوی زائدہ بن ابی الرقاد ہیں، قواریریؒ نے

---

۱ فضائل ذکر ص/۷۶۔ ۲ مسند ابویعلی: ۲/۲۹۴ ح/۳۶۱۱۔ ۳ مجمع الزوائد: ۱۰/۸۲۔ ۴ میزان الاعتدال: ۵۵۳۱۔
۵ فضائل ذکر ص/۱۰۲۔ ۶ مسند ابویعلی: ۱/۷۰۔ ۷ مسند بزار: ۷۸۶۔

انھیں ثقہ قرار دیا اور بخاری اور دیگر ائمہ نے انھیں ضعیف کہا ہے۔(۱)

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ذہبیؒ کہتے ہیں: ''زائدہ بن ابوالرقاد ابومعاذ از زیاد نمیری ضعیف ہے''۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں: ''کہ وہ منکر الحدیث ہیں''۔ امام نسائیؒ کہتے ہیں: ''کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں''۔ (۲) اور علامہ ذہبیؒ نے امام بخاریؒ کے حوالے سے کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ (۳) حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: ''کہ وہ منکر الحدیث ہیں''۔ (۴) دوسرے راوی زیاد بن عبداللہ نمیری کے بارے میں ذہبیؒ کہتے ہیں: ''کہ ابن معینؒ نے انھیں ضعیف کہا ہے''۔ ابوحاتمؒ کہتے ہیں: ''کہ ان میں لین ہے، ان کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جائے گی''۔ ابن حبانؒ نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور ضعفاء میں بھی ان کا ذکر کیا ہے''۔ (۵) ذہبیؒ ''مغنی'' میں کہتے ہیں: کہ وہ ضعیف ہیں۔ (۶) ''کاشف'' میں بھی ذہبیؒ نے انھیں ضعیف کہا ہے اور کبھی ثقہ قرار دیا ہے۔ (۷) حافظ ابن حجرؒ نے ضعیف کہا ہے۔ (۸)

حدیث (۲۵۲)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جس نے ریاء کی نیت سے نماز پڑھی، اس نے شرک کیا، جس نے ریاء کے ارادہ سے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا، جس نے ریاء کی نیت سے صدقہ دیا، اس نے شرک کیا۔ (ضعیف) (۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۰) طبرانیؒ (۱۱) حاکمؒ (۱۲) ابونعیمؒ (۱۳) اور بیہقیؒ (۱۴) نے عبدالحمید بن بہرام از شہر بن حوشب از ابن غنم کی سند سے کئی طرق سے کی ہے۔ مطولاً بھی اور مختصراً بھی، اس میں شہر بن حوشب راوی ضعیف ہیں۔ طیالسیؒ نے عبدالحمید بن بہرام از شہر بن حوشب از شداد بن اوس کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔ (۱۵) اس سند میں ابن غنم کا ذکر نہیں ہے۔ ابوبشر عقبہ کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث ابوداؤد کی ایک کتاب میں پائی، جس کی سند یوں ہے: از عبدالحمید از شہر بن حوشب از عبدالرحمٰن بن غنم از شداد، اور یہ سند صحیح ہے''۔ ھیثمیؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کو احمدؒ نے روایت کیا ہے، اس کے ایک

۱۔ مجمع الزوائد: ۳/۳۲۲، ۳۲۳۔ ۲۔ میزان الاعتدال: ۲۸۲۳۔ ۳۔ المغنی: ۲۱۵۸، الکاشف: ۱۶۰۷۔ ۴۔ تقریب التھذیب۔
۵۔ میزان الاعتدال: ۲۹۴۵۔ ۶۔ المغنی: ۲۲۳۲۔ ۷۔ الکاشف: ۱۶۹۸۔ ۸۔ تقریب التھذیب۔
۹۔ فضائل صدقات: ص/۱۲۹۔ ۱۰۔ مسند احمد: ۴/۱۲۵۔ ۱۱۔ معجم کبیر: ۷۱۳۹۔ ۱۲۔ مستدرک حاکم: ۴/۳۲۹۔
۱۳۔ حلیۃ الاولیاء: ۱/۲۶۸، ۲۶۹۔ ۱۴۔ شعب الایمان: ۶۸۴۴۔ ۱۵۔ مسند طیالسی: ۱۱۲۰۔

راوی شہر بن حوشب کی امام احمدؒ اور دیگر نے توثیق کی ہے اور اس کے بقیہ رجال ثقہ ہیں''۔(۱)

حدیث (۲۵۳)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کرنا جنت کی کنجی ہیں۔(ضعیف)(۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) بزارؒ (۴) طبرانیؒ (۵) اور ابن عدیؒ (۶) نے اسماعیل بن عیاشؒ سے کئی طرق سے کی ہے۔ سند یوں ہے: ''اسماعیل بن عیاش از عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین از شہر بن حوشب'' شہر بن حوشب نے ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ معاذ سے نہیں سنا اور اسماعیل بن عیاش غیر شامیین سے روایت کرنے میں مختلط ہیں اور حجازیین سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں۔ ہیثمیؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کو احمدؒ اور بزارؒ نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں شہر اور معاذ کے درمیان انقطاع ہے اور اسماعیل بن عیاش اہل حجاز سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں اور یہ روایت انہی روایات میں سے ہے۔(۷)

حدیث (۲۵۴)

حضور ﷺ سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے: کہ توحید ''لا الہ الا اللہ'' (محمد رسول اللہ) کہنے والے کو ہمیشہ نفع دیتا ہے اور اس سے عذاب و بلا کو دفع کرتا ہے؛ جب تک کہ اس کے حقوق سے بے پرواہی اور استخفاف نہ کیا جائے۔ صحابہ ﷺ نے عرض کیا: کہ اس کے حقوق سے بے پرواہی اور استخفاف کئے جانے کا کیا مطلب ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ کی نافرمانیاں کھلی طور پر کی جائیں اور ان کو بند کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔(ضعیف)(۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج اصبہانی نے کی ہے۔(۹) سند اس طرح ہے: ''ابوالقاسم بن ابی حرب نیساپور ابوالحسن سقاء از ابو الطیب محمد بن محمد حناط از جعفر بن سہل از محمد بن زیاد از عمری از ابراہیم بن طہمان از ابان''، میں (مؤلف) کہتا ہوں: اس سند میں جس ابان کا ذکر کیا گیا ہے، وہ ابن ابی عیاش العبدی ہیں؛ اس لئے کہ وہی حضرت انس ﷺ سے کثرت سے روایت کرتے ہیں اور یہ راوی حافظ ابن حجرؒ کی صراحت کے مطابق مجروح ہیں۔(۱۰) اس راوی سے ابان بن صالح مراد نہ لیا جائے۔(۱۱) اصبہانی

---

۱ مجمع الزوائد: ۱۰/۲۲۰، ۲۲۱۔ ۲ فضائل ذکر: ص/۷۶۔ ۳ مسند احمد: ۵/۲۴۲۔ ۴ مسند بزار: ۲۶۶۵۔ ۵ کتاب الدعاء: ۱۴۷۹۔

۶ الکامل: ۱/۳۵۶۔ ۷ مجمع الزوائد: ۱/۱۶۔ ۸ فضائل تبلیغ: ۱۲، ۱۳۔ ۹ الترغیب الترہیب: ۱/۱۵۸ حدیث نمبر: ۳۰۰۔

۱۰ تقریب التہذیب: ۱/۹۸۔ ۱۱ اس کے لئے دیکھئے ''الکاشف بتعلیق'' الشیخ عوامہ حفظہ اللہ: ۱۰۵۔

کی ترغیب کے محقق کہتے ہیں: ''منذریؒ نے اس حدیث کو اصبہانی کی طرف منسوب کیا ہے اور اسے ضعیف کہا ہے''۔(۱)

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: میں نے صراحت کے ساتھ منذریؒ کی تضعیف نہیں دیکھی؛ البتہ انھوں نے ''روی عن انس بہ'' کہہ کر ''تمریض'' کا کلمہ استعمال کیا ہے اور یہ ان کے مقدمہ میں صراحت کے مطابق تضعیف کی علامت ہے۔(۲) اس طرح یہاں ضعیف سند کی دو علامتیں ہوئیں، ایک ''روی'' کہہ کر تمریض کا صیغہ استعمال کرنا اور دوسرے اس پر کسی طرح کا کلام نہ کرنا۔

۱ الترغیب والترہیب: ۳/۲۳۱۔ ۲ مقدمہ الترغیب والترہیب: ۱/۳۷۔

کتاب الصلوٰۃ

حدیث (۲۵۵)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: کہ سراسر ظلم اور کفر ہے اور نفاق ہے (اس شخص کا فعل) جو اللہ کے منادی (یعنی مؤذن) کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) اور طبرانیؒ (۳) نے ابن لہیعہؒ کے دو طرق سے کی ہے۔ سند یوں ہے: ''ابن لہیعہ از زبان از سہل'' نیز اس کی تخریج طبرانی نے رشدین بن سعد از زبان کے طریق سے بھی کی ہے۔ (۴) ھیثمیؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کو احمدؒ اور طبرانیؒ نے ''معجم کبیر'' میں روایت کیا ہے۔ اس کے ایک راوی زبان بن فائد کو ابن معینؒ نے ضعیف کہا ہے اور ابو حاتمؒ کے نزدیک ثقہ ہیں۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: اس کی سند میں ابن لہیعہ اور اس کے دوسرے طریق میں رشدین بن سعد دونوں ضعیف ہیں۔ (۵)

امام ذہبیؒ کہتے ہیں: ''زبان بن فائد کو ابن معینؒ نے ضعیف قرار دیا ہے، امام احمدؒ کہتے ہیں: کہ ان کی احادیث منکر ہیں، ابو حاتمؒ نے انھیں صالح کہا ہے۔ ابن یونسؒ کہتے ہیں: ''وہ مصر میں ظالم بادشاہوں کی طرف سے مقرر تھے؛ لیکن وہ سب سے عادل حکمران تھے، ان کی روایت ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے لی ہیں۔ (۶) علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ: زبان کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ (۷) ابو حاتمؒ نے انھیں صالح الحدیث کہا ہے۔ ''کاشف'' میں ذہبیؒ نے انھیں فاضل خیر اور ضعیف کہا ہے۔ (۸) حافظؒ کے یہاں یہ زبان اپنے صلاح وتقویٰ اور عبارت سے شغف کے باوجود ضعیف ہیں۔

۱ فضائل نماز: ص/۵۲۔ ۲ مسند احمد: ۳/۴۳۹۔ ۳ معجم کبیر: ۲۰/۳۹۴۔ ۴ طبرانی: ۲۰/۳۹۵۔
۵ مجمع الزوائد: ۲/۴۲۔ ۶ میزان الاعتدال: ۲۸۲۶۔ ۷ المغنی: ۲۱۲۰۔ ۸ الکاشف: ۱۶۱۰۔

حدیث (۲۵۶)

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ: قسم ہے اُس ذات پاک کی، جس نے تورات حضرت موسیٰ ؑ پر انجیل حضرت عیسیٰ ؑ اور زبور حضرت داؤد ؑ پر نازل فرمائی اور قرآن شریف سیدنا محمد ﷺ پر نازل فرمایا کہ یہ آیتیں فرض نمازوں کو جماعت سے ایسی جگہ پڑھنے کے بارے میں جہاں اذان ہوتی ہو نازل ہوئی ہیں (ترجمہ آیات) جس دن حق تعالیٰ شانہ ساق کی تجلی فرمائیں گے (جو ایک خاص قسم کی تجلی ہوگی) اور لوگ اس دن سجدہ کے لئے بلائے جائیں گے، تو یہ لوگ سجدہ نہیں کر سکیں گے، ان کی آنکھیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی؛ اس لئے کہ یہ دنیا میں سجدہ کی طرف بلائے جاتے تھے اور صحیح سالم تندرست تھے (پھر بھی سجدہ نہیں کرتے تھے) فائدہ یہ کون لوگ ہوں گے، اس کے بارے میں تفسیر میں مختلف وارد ہوئی ہیں۔ ایک تفسیر یہ ہے جو کعب احبار سے منقول ہے اور اسی کے موافق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے، جو دنیا میں جماعت کی نماز کے واسطے بلائے جاتے تھے اور جماعت کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس کی تخریج بیہقیؒ نے کی ہے۔ (۲) سند اس طرح ہے: ''حافظ ابو عبداللہ و قاضی ابو بکر و ابو محمد بن ابی حامد مقری و ابو صادق العطار از ابو العباس محمد بن یعقوب از محمد بن خالد بن خلی از احمد بن خالد وھبی از حسن بن عمارۃ از ابو سنان'' حسن بن عمارہ کو حافظ ابن حجرؒ نے متروک کہا ہے۔ (۳)

حدیث (۲۵۷)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ ایسی طرح نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو، تو اس کو دو پروانے ملتے ہیں۔ ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا، دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔ (ضعیف)(۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ترمذیؒ نے کی ہے۔ (۵) سند یوں ہے: ''از عقبہ بن مکرم و نصر بن علی از سلم بن قتیبہ از طعمہ بن عمرو از حبیب بن ابی ثابت'' ترمذی نے حدیث موقوف کو ترجیح دی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: ''ترمذی نے حضرت انس ﷺ

---

۱ فضائل نماز: ص/ ۵۵۔ فضائل اعمال میں یہ روایت مختصر ذکر کی گئی ہے۔ ۲ شعب الایمان: ۲۶۵۶۔

۳ تقریب التہذیب: ۱۲۶۴۔ ۴ فضائل نماز: ص/ ۴۶۔ ۵ سنن ترمذی: ۲۴۱۔

کی یہ حدیث روایت کی ہے اور اسے ضعیف کہا ہے۔ بزارؒ نے بھی اس کی روایت کی ہے اور اسے غریب کہا ہے"۔(۱)

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: یہ حدیث حضرت انس ؓ اور حضرت عمر ؓ سے بھی منقول ہے۔(۲) اور امام ترمذیؒ نے اس حدیث کا حوالہ دیا ہے اور یہ حدیث سعید بن منصور کی سنن میں بھی حضرت انس ؓ سے مروی ہے؛ لیکن ضعیف ہے اس کا مدار اسماعیل بن عیاش پر ہے اور وہ غیر شامیین سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں اور یہ حدیث اسماعیل بن عیاش مدنی سے نقل کررہے ہیں۔ دار قطنی نے "کتاب العلل" میں اس حدیث میں اختلاف ذکر کیا ہے اور اسے ضعیف کہا ہے اور دار قطنی لکھتے ہیں کہ قیس بن الربیع اور ان کے علاوہ کوئی اور راوی نے ابوالعلاء از حبیب بن ابی ثابت سے اس حدیث کو روایت کیا ہے؛ لیکن ابوالعلاء کا حبیب بن ابی ثابت سے روایت کرنا وہم ہے۔ حبیب ابن ابی ثابت نہیں؛ بلکہ حبیب الاسکاف ہیں۔ اس حدیث کی ایک اور سند ہے، جس کو ابن الجوزیؒ نے "کتاب العلل" میں ذکر کیا ہے۔ اس کی سند یوں ہے: "بکر بن احمد بن محی واسطی از یعقوب بن تحیۃ از یزید بن ہارون از حمید از انس مرفوعاً"۔ حدیث کا متن اس طرح ہے: "من صلی أربعین یوما في جماعة صلاة الفجر و صلاة العشاء کتب له براءة من النار وبراءة من النفاق" ابن الجوزیؒ کہتے ہیں: کہ اس کی سند میں ابوبکر اور یعقوب مجہول ہیں۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں: اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) اور طبرانیؒ (۴) نے نبیط بن عمر از انس ؓ کے طریق سے کی ہے۔ نبیط کے مجہول ہونے کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے۔

حدیث (۲۵۸)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ آدمی اگر اپنے گھر پر نماز پڑھے، تو صرف ایک نماز کا ثواب اس کو ملتا ہے اور محلّہ کی مسجد میں پچیس (۲۵) گنا ثواب ملتا ہے اور جامع مسجد میں پانچ سو گنا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور بیت المقدس کی مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے اور میری مسجد میں یعنی مسجدِ نبوی (ﷺ) میں پچاس ہزار کا ثواب اور مکہ مکرمہ کی مسجد میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔ (ضعیف) (۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ نے کی ہے۔(۶) سند یوں ہے: حدثنا هشام بن عمار قال: حدثنا أبو

---

۱ التلخیص: ۲/۲۷، ح/۱۷۔ ۲ ابن ماجہ: ۷۹۸۔ ۳ مسند احمد: ۳/۱۵۵۔ ۴ معجم اوسط: ۵۴۴۰۔ ۵ فضائل حج، ص/۲۸۔ ۶ سنن ابن ماجہ: ۱۴۱۳۔

الخطاب أو دمشقي قال: حدثنا رزيق به " اورابن ماجہؒ ہی کے طریق سے ابن جوزیؒ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔(۱) اور تخریج کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ ابوحاتم اور ابن حبان رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ: اس کی سند میں ایک راوی رزیق ہیں، جو ایسی حدیثوں کے روایت کرنے میں انفرادیت رکھتے ہیں، جو روایات ثقہ اور ثبت راویوں کی روایات کے مشابہ نہیں ہوتیں۔ رزیق کی منفرد روایات قابلِ حجت نہیں ہیں؛ کیونکہ امام ذہبیؒ "میزان الاعتدال" میں کہتے ہیں: "ابوزرعہؒ کا کہنا ہے کہ رزیق میں کوئی مضائقہ نہیں ہے"۔ ابن حبانؒ کہتے ہیں: کہ ان سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔(۲) ذہبیؒ "الکاشف" میں کہتے ہیں: کہ وہ صدوق ہیں۔(۳) "المجرد" میں ذہبیؒ نے ان پر سکوت کیا ہے۔(۴) ابن حبانؒ "المجروحین" میں کہتے ہیں: کہ ان کی روایت اگر دوسروں کی روایت کے مطابق ہو، تو اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔(۵) ابن حبانؒ نے انھیں "کتاب الثقات" میں ذکر کیا ہے۔(۶) ابن حجرؒ کہتے ہیں: کہ وہ صدوق ہیں، مگر انھیں وہم ہوتا ہے۔(۷) منذریؒ کہتے ہیں: "اس حدیث کو ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے اور اس کے رواۃ ثقہ ہیں؛ مگر اس کے ایک راوی ابوخطاب دمشقیؒ کے حالات میرے ذہن میں نہیں ہیں، کتب ستہ کے مؤلفین میں سے ابن ماجہؒ کے علاوہ کسی نے ان کی حدیث کی تخریج نہیں کی ہے۔(۸)

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: "تہذیب الکمال" میں مزی نے ابوالخطاب دمشقیؒ کا ترجمہ "حالاتِ زندگی" ذکر کیا ہے۔(۹) ابوالخطاب دمشقیؒ کا نام حماد ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: کہ وہ مجہول ہیں۔(۱۰) ذہبیؒ کہتے ہیں: کہ وہ مشہور نہیں ہیں، پھر ذہبیؒ نے ان کی یہ روایت ذکر کی ہے۔ اس روایت کو ذکر کر کے کہتے ہیں کہ یہ حدیث بہت زیادہ منکر ہے۔(۱۱) عراقیؒ کہتے ہیں: کہ اس حدیث کی سند میں کوئی ضعف نہیں ہے۔(۱۲) بوصیریؒ کہتے ہیں: "یہ ضعیف سند ہے اور اس کے راوی ابوالخطاب الدمشقیؒ کے حالات سے ہم واقف نہیں ہیں اور دوسرے راوی رزیق ابوعبداللہ" الالہانی" میں کلام کیا گیا ہے۔(۱۳)

حدیث (۲۵۹)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ لڑائی میں جب خیبر کو فتح کر چکے، تو لوگوں نے اپنے مالِ غنیمت کو نکالا، جس میں متفرق سامان تھا اور قیدی تھے اور خرید و فروخت شروع ہوگئی (کہ ہر شخص اپنی ضروریات خریدنے لگا۔ دوسری زائد چیزیں

۱ العلل المتناهية: ۹۴۲۔ ۲ میزان الاعتدال: ۲۷۷۵۔ ۳ الکاشف: ۱۵۷۲۔ ۴ المجرد: ۱۲۰۱۔ ۵ المجروحين: ۱/۱۰۳۔
۶ کتاب الثقات: ۴/۲۳۹۔ ۷ تقریب التہذیب: ۱۹۳۸۔ ۸ الترغیب والترہیب: ۲/۲۱۵۔ ۹ تہذیب الکمال: ۷۴۴۳۔
۱۰ تقریب التہذیب: ۸۰۷۹۔ ۱۱ میزان الاعتدال: ۱۰۱۵۳۔ ۱۲ المغنی: ۱/۲۵۱۔ ۱۳ الزوائد: ۲/۱۵۔

فروخت کرنے لگا) اتنے میں ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آج کی اس تجارت میں اس قدر نفع ہوا کہ ہماری جماعت میں سے کسی کو بھی اتنا نفع نہیں مل سکا، حضور ﷺ نے تعجب سے پوچھا کہ کتنا کمایا انھوں نے عرض کیا: کہ حضور ﷺ میں سامان خریدتا رہا اور بیچتا رہا، جس میں تین سو اوقیہ چاندی نفع میں بچی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں بہترین نفع کی چیز بتاؤں؟ انھوں نے عرض کیا: کہ حضور ﷺ ضرور بتائیں۔ ارشاد فرمایا: کہ فرض نماز کے بعد دو رکعت نفل۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام ابو داوؒد نے کی ہے۔ (۲) سند یوں ہے: ''حدثنا الربيع بن نافع قال: حدثنا معاوية يعني ابن سلام عن زيد يعني ابن سلام أنه سمع اباسلام يقول حدثني عبيد الله بن سلمان به''

اس حدیث کے بارے میں ابوداوؒد اور منذریؒ نے سکوت اختیار کیا ہے۔ ذہبیؒ کہتے ہیں: عبیداللہ بن سلمان تابعی ہیں، عبیداللہ بن سلمان سے ابوسلام کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا ہے۔ (۳) ذہبیؒ نے ''کاشف'' میں ان پر سکوت اختیار کیا ہے۔ (۴)

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: کہ عبیداللہ بن سلام جنھوں نے فتح خیبر کے تعلق سے ایک صحابی سے روایت کیا ہے مجہول ہے۔ (۵)

حدیث (۲۶۰)

حضرت حذیفہؓ ارشاد فرماتے ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تھا، تو نماز کی طرف فوراً متوجہ ہو جاتے۔ (ضعیف)(۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۷) ابوداوؒد (۸) خطیب بغدادیؒ (۹) اور طبریؒ (۱۰) نے یحییٰ بن زکریا کے کئی طرق سے کیا ہے۔ سند یوں ہے: ''عن يحيى بن زكريا عن عكرمة بن عمار عن محمد بن عبد الله الدؤلي عن عبد العزيز به'' اور اس حدیث کے راوی محمد بن عبداللہ جنھیں محمد بن عبید ابوقدامہ کہا جاتا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے انھیں مقبول کہا ہے۔ (۱۱) ان پر ذہبیؒ نے ''کاشف'' میں سکوت اختیار کیا ہے۔ (۱۲) ''میزان الاعتدال'' میں کہتے ہیں: ''ان سے عکرمہ بن عمار

۱ فضائل نماز: ص/۱۸۔ ۲ سنن ابوداود: ۲۷۸۵۔ ۳ میزان الاعتدال: ۵۳۶۸۔ ۴ الکاشف: ۳۵۵۳۔

۵ تقریب التہذیب: ۴۲۹۸۔ ۶ فضائل نماز: ص/۱۰۔ ۷ مسند احمد: ۵/۳۸۸۔ ۸ سنن ابوداود: ۱۳۱۹۔

۹ تاریخ بغداد: ۶/۲۷۴۔ ۱۰ تفسیر طبری: ۱/۲۶۰۔ ۱۱ التقریب التہذیب: ۶۰۳۳۔ ۱۲ الکاشف: ۴۹۷۰۔

کے علاوہ کسی اور نے روایت کیا ہو، میں نہیں جانتا۔(۱) ''الکاشف'' کے محقق کہتے ہیں: ''ابن حبانؒ نے انھیں ذکر نہیں کیا، اس سند کے دوسرے راوی عبدالعزیز ہیں، جو حذیفہ ﷺ کے بھائی ہیں، ان کے تعلق سے ذہبیؒ کہتے ہیں: وہ غیر معروف ہیں۔(۲) ''کاشف'' میں انھوں نے عبدالعزیز کو ''وثق'' کہا ہے۔(۳) حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: ابن حبانؒ نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے اور بعضوں نے عبدالعزیز کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔(۴) شیخ عوامہ حفظہ اللہ ''الکاشف'' پر اپنی تعلیقات میں کہتے ہیں: ابن حبانؒ نے ''کتاب الثقات'' میں حذیفہ ﷺ کے بھائی عبدالعزیز بن یمان بھی ہیں؛ لیکن انھیں شرف صحابیت حاصل نہ ہوسکا۔(۵) لیکن صحبت نہ ہونے سے رسول ﷺ کا دیدار نہ ہونا لازم نہیں آتا؛ اس لئے کہ حافظ ابن حجرؒ کے مطابق ابو حذیفہ ﷺ اُحد میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جنگ کے دوران شہید کردیے گئے، اسی طرح (۶) میں محمد بن عبداللہ الدؤلی کی روایت میں عبدالعزیز کا ذکر آیا ہے، اسی طرح سنن ابوداؤد کی ''كتاب الصلاة باب وقت قيام النبي من الليل'' میں عبدالعزیز کا ذکر یوں آیا ہے کہ عبدالعزیز حذیفہ ﷺ کے بھتیجے ہیں، اس طرح عبدالعزیز کون ہے اس میں اضطراب واقع ہوگیا ہے۔ اضطراب خود انہی سے ہوا، یا دؤلی سے روایت کرنے والے راوی یعنی عکرمہ بن عمار سے ہوا ہے؛ لیکن بہر حال یہ اضطراب تو ہوگیا ہے۔(۷)

حدیث (۲۶۱)

حضرت زاذان حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تین قسم کے افراد قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے، ایک وہ شخص جس نے امامت کی اور مقتدی اس سے راضی اور خوش رہے، دوسرا وہ شخص جو دن رات میں پانچوں نمازوں کی اذان دیتا ہو، تیسرا وہ غلام جو اللہ کا بھی حق ادا کرے اور اپنے آقاؤں کا بھی۔ (ضعیف)۔

تخریج

وکیع بن الجراح از سفیان از ابی الیقظان از زاذان کے طریق سے امام احمدؒ (۸) ترمذیؒ (۹) اور صاحب علل کبیر (۱۰) نے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

نیز بشر بن عاصم از ابی الیقظان کے طریق سے بھی یہ حدیث امام طبرانیؒ نے نقل کی ہے۔(۱۱)

۱ میزان الاعتدال: ۲/۷۷۔ ۲ میزان الاعتدال: ۵۱۱۳۔ ۳ الکاشف: ۳۳۱۶۔ ۴ تقریب: ۴۱۳۳۔
۵ کتاب الثقات: ۵/۱۲۴۔ ۶ مسند احمد: ۵/۳۸۸۔ ۷ سنن ابوداؤد: ۲/۷۸، ۱۳۱۹۔ ۸ مسند احمد: ۲/۲۶۰۔
۹ سنن ترمذی: ۱۹۸۶، ۲۵۶۶۔ ۱۰ العلل الکبیر: ۲/۷۹۹، ۸۵۲۔ ۱۱ معجم صغیر: ۱۱۲۶۔

صاحب ”تحقیق المقال“ کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: چونکہ اس سند کے ایک راوی عثمان ابن الیقظان ضعیف ہیں؛ اس لئے یہ حدیث ضعیف ہے۔

نیز عطاء از ابن عمر کے طریق سے بھی اس حدیث کو امام طبرانیؒ (۱) اور ابونعیمؒ (۲) نے روایت کی ہے۔

حدیث (۲۶۲)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جب نماز کا وقت آتا ہے، تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد اُٹھو اور جہنم کی اس آگ کو جسے تم نے (گناہوں کی بدولت) اپنے اوپر جلانا شروع کر دیا ہے بجھاؤ؛ چنانچہ (دیندار لوگ) اُٹھتے ہیں، وضو کرتے ہیں، ظہر کی نماز پڑھتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے گناہوں کی (صبح سے ظہر تک) کی مغفرت کر دی جاتی ہے؛ اسی طرح پھر عصر کے وقت، پھر مغرب کے وقت، پھر عشاء کے وقت (غرض ہر نماز کے وقت یہی صورت ہوتی ہے) عشاء کے بعد لوگ سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں، اس کے بعد اندھیرے میں بعض لوگ برائیوں (زنا کاری، بدکاری، چوری وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں اور بعض لوگ بھلائیوں (نماز وظیفہ ذکر وغیرہ) کی طرف چلنے لگتے ہیں۔ (ضعیف) (۳)

تخریج

حسن بن علی معمری از محمد بن خلیل خشنی از ایوب بن حسان حرشی از ہشام بن الغاز از ابان یعنی عطاء از عاصم بن بھدلہ از زر کے طریق سے اس حدیث کی علامہ طبرانیؒ (۴) نے تخریج کی ہے۔

رواۃ پر کلام

سند میں مذکور راوی ابان بن ابی عیاش کے سلسلہ میں ہیثمیؒ کہتے ہیں: کہ انھیں ایوب اور سلم علوی نے ثقہ قرار دیا ہے اور شعبہ، احمد، ابن معین اور ابوحاتم رحمہم اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (۵)

صاحب ”تحقیق المقال“ کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: ”الکاشف“ میں امام ذہبی کہتے ہیں: امام احمدؒ کہتے ہیں کہ ابان متروک راوی ہیں۔ (۶) حافظ بن

---

(۱) معجم کبیر: ۱۳۵۸۴۔ (۲) حلیۃ الاولیاء: ۳/۳۱۸۔ (۳) فضائل نماز: ص/۱۶۔ (۴) معجم کبیر: ۱۰/۴/۷ احدیث نمبر: ۱۰۲۵۲۔ (۵) مجمع الزوائد: ۱/۲۹۹۔ (۶) الکاشف: ۱۱۰۔

حجرؒ کہتے ہیں: کہ وہ متروک ہیں، دوسری روایت کے ذریعہ بھی یہ روایت قوی نہیں ہو سکتی۔(۱)

حدیث (۲۶۳)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے، حق تعالیٰ شانہ پانچ طرح سے اس کا اکرام و اعزاز فرماتے ہیں، ایک یہ کہ اس پر سے رزق کی تنگی ہٹادی جاتی ہے، دوسرے یہ کہ اس سے عذاب قبر ہٹادیا جاتا ہے، تیسرے یہ کہ قیامت کو اس کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے (جن کا حال سورۃ الحاقہ میں مفصل مذکور ہے کہ جن لوگوں کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے، وہ نہایت خوش وخرم ہر شخص کو دکھاتے پھریں گے) اور چوتھے یہ کہ پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائیں گے، پانچویں یہ کہ حساب سے محفوظ رہیں گے اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے، اس کو پندرہ طریقہ سے عذاب ہوتا ہے: پانچ طرح دنیا میں اور تین طرح موت کے وقت اور تین طرح قبر میں اور تین طرح قبر سے نکلنے کے بعد۔ دنیا کے پانچ تو یہ ہیں: اوّل یہ کہ اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی، دوسرے یہ کہ صلحاء کا نور اس کے چہرہ سے ہٹادیا جاتا ہے، تیسرے یہ کہ اس کے نیک کاموں کا اجر ہٹادیا جاتا ہے، چوتھے اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں، پانچویں یہ کہ نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا استحقاق نہیں رہتا اور موت کے وقت کے تین عذاب یہ ہیں: کہ اوّل ذلت سے مرتا ہے، دوسرے بھوکا مرتا ہے، تیسرے پیاس کی شدت میں موت آتی ہے، اگر سمندر بھی پی لے تو پیاس نہیں بجھتی۔ قبر کے تین عذاب یہ ہیں: اوّل اس پر قبر اتنی تنگ ہوجاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں، دوسرے قبر میں آگ جلادی جاتی ہے، تیسرے قبر میں ایک سانپ اس پر ایسی شکل کا مسلط ہوتا ہے، جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں اور ناخن لوہے کے اتنے لانبے کے ایک دن پورا چل کر ان کے ختم تک پہنچا جائے، اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے میرے رب نے تجھ پر مسلط کیا ہے کہ تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے آفتاب کے نکلنے تک مارے جاؤں اور ظہر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے عصر تک مارے جاؤں اور پھر عصر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے غروب تک اور مغرب کی نماز کی وجہ سے صبح تک مارے جاؤں۔ جب وہ ایک دفعہ اس کو مارتا ہے، تو اس کی وجہ سے وہ مردہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے؛ اس طرح قیامت تک اس کو عذاب ہوتا رہے گا اور قبر سے نکلنے کے بعد کے تین عذاب یہ ہیں: ایک حساب سختی سے لیا جائے گا، دوسرے حق تعالیٰ شانہ کا اس پر غصہ ہوگا، تیسرے جہنم میں داخل کردیا جائے گا۔ یہ کل میزان چودہ ہوئی ممکن ہے کہ پندرھواں سہواً رہ گیا ہو اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کے چہرہ پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گی: پہلی سطر او اللہ کے حق کو ضائع کرنے والے دوسری سطر او اللہ کے غصہ کے ساتھ مخصوص، تیسری سطر جیسا کہ تو نے دنیا میں اللہ کے حق کو ضائع کیا، آج تو اللہ کی رحمت سے دُور ہے۔ (یہ حدیث باطل ہے)(۲)

۱؎ تقریب التہذیب ص:۱۴۳۔ ۲؎ فضائل نماز، ص:۳۰۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج علامہ ھیثمیؒ (۱) اور علامہ سمرقندیؒ (۲) نے کی ہے۔ صاحب تنبیہ الغافلین امام سمرقندیؒ نے یہ حدیث مختصر الفاظ کے ساتھ ذکر کی ہے، پھر کہا ہے کہ اس طرح کی حدیث حضرت ابوذرؓ سے بھی روایت کی گئی ہے۔ (۳)

حدیث پر محدثین کا تبصرہ

''کتاب الکبائر'' کے محقق اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں: کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے؛ اگر چہ بعض محدثین نے اس کی روایت کی ہے۔ کتاب کے مصنف (یعنی امام ذہبیؒ) اگر چہ محقق حفاظِ حدیث میں سے ہیں؛ لیکن اس کتاب کی بہت سی احادیث کے نقل میں ان سے تساہل ہوا ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: سیوطیؒ نے ''الموضوعات'' کے حاشیہ میں اس حدیث کو تاریخ بغداد کے ضمن میں ابن نجارؒ کی جانب منسوب کیا ہے، پھر انھوں نے ''میزان الاعتدال'' سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔ (۴) اور لسان المیزان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ ظاہر البطلان ہے اور احادیثِ طرقیہ میں سے ہے۔ (۵)

حافظ بن حجرؒ نے ''منبہات'' میں اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے: ''الصلاۃ عماد الدین وفیھا عشر خصال'' پھر آگے انھوں نے ان دس باتوں کو ذکر کیا ہے۔ امام غزالیؒ نے ''دقائق الاخبار'' میں اسی جیسی حدیث کو مکمل طور پر ذکر کیا ہے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''یہ حدیث پوری اگر چہ عام کتبِ حدیث میں مجھے نہیں ملی، لیکن اس میں جتنے قسم کے ثواب اور عذاب ذکر کیے گئے ہیں، ان کی اکثر کی تائید بہت سی روایات سے ہوتی ہیں، جن سے بعض پہلے گزر چکے ہیں اور بعض آگے آرہے ہیں اور پہلی روایات میں بے نمازی کا اسلام سے نکل جانا بھی مذکور ہے، تو پھر جس قدر عذاب ہو تھوڑا ہے''۔ (۶)

حدیث (۲۶۴)

حضور ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ: جو شخص نماز کو قضا کردے، گو وہ بعد میں پڑھ بھی لے، پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا اور حقب کی مقدار اسّی برس کی ہوتی ہے اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور

---

۱ الزواجر: ص/۱۳۶، ۱۳۷۔ ۲ تنبیہ الغافلین: ص/۳۰۰، ۳۰۱۔ ۳ الکبائر للذہبی: ص/۲۳۔ ۴ میزان الاعتدال: ۳/۶۵۳۔
۵ لسان المیزان: ۵/۲۹۵۔ ۶ فضائل نماز: ص/۱۲۔

قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہوگا۔(اس حساب سے ایک حقب کی مقدار دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس ہوئی)۔(۱)

حدیث کا پہلا حصہ

ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث منکر ہے؛ البتہ حدیث میں وارد مضمون کی اصل موجود ہے؛ چنانچہ اس حدیث کا پہلا حصہ (من ترك الصلاة حتىٰ مضى وقتهائم قضى عذب في النار حقبا) سند کے لحاظ سے کمتر ہے۔ جابر بن عبداللہ ﷺ کی اس مرفوع روایت سے جوان الفاظ کے ساتھ مروی ہے: ''بين العبد و بين الكفر أوقال الشرك ترك الصلوة''۔

جابر بن عبداللہ ﷺ کی مذکورہ بالا روایت کی تخریج امام احمدؒ (۲) ابن ابی شیبہؒ (۳) عبد بن حمیدؒ (۴) دارمیؒ (۵) مسلمؒ (۶) ابوداؤدؒ (۷) ترمذیؒ (۸) نسائیؒ (۹) اور ابن ماجہؒ (۱۰) نے کی ہے۔

اسی طرح اوپر کی روایت اس حدیث سے بھی ہلکی ہے، جسے بریدہ بن حصیب اسلمی نے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔''العهد الذي بيننا وبينهم الصلاة فمن تركها فقد كفر''

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۱۱) ترمذیؒ (۱۲) نسائیؒ (۱۳) اور ابن ماجہؒ (۱۴) نے کی ہے۔

اسی طرح اوپر کی حدیث سند کے لحاظ سے معاذ بن جبل ﷺ کی اس روایت سے بھی کمتر ہے، جوان الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے: ''ولا تتركن صلاة مكتوبة متعمدا فإن من ترك صلاة مكتوبة متعمداً فقد برئت منه ذمة الله'' اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ نے کی ہے۔(۱۵)

---

۱ فضائل نماز: ص/۳۷۔ ۲ مسند احمد: ۳/۳۷۰۔ ۳ مصنف: ۱۱/۳۳،۳۴۔
۴ مسند عبد بن حمید: ۱۰۴۳۔ ۵ سنن دارمی: ۱۲۳۶۔ ۶ صحیح مسلم: ۸۲۔ ۷ سنن ابوداؤد: ۴۶۷۸۔
۸ سنن ترمذی: ۲۶۲۰۔ ۹ سنن نسائی: ۱/۲۳۲۔ ۱۰ سنن ابن ماجہ: ۱۰۷۸۔ ۱۱ مسند احمد: ۵/۳۴۶،۳۵۵۔
۱۲ سنن ترمذی: ۲۶۲۱۔ ۱۳ سنن نسائی: ۱/۲۳۱۔ ۱۴ سنن ابن ماجہ: ۱۰۷۹۔ ۱۵ مسند احمد: ۵/۲۳۸۔

تارکِ صلوٰۃ کا حکم

تارکِ صلوٰۃ کا حکم کیا ہے؟ اس سلسلہ میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک تارکِ صلوٰۃ کی گردن اڑا دی جائے گی، پھر علماء کے درمیان اس میں اختلاف ہے کہ بغیر عذر کے کوئی نماز ترک کردے، تو وہ کافر ہوگا یا نہیں؟ ابراہیم نخعی، ایوب سختیانی، عبداللہ بن المبارک، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کہتے ہیں: کہ ایسا شخص کافر ہے۔ ان حضرات نے درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے۔ (۱) **العهد الذي بيننا وبينهم الصلاة فمن تركها فقد كفر.** (۲) **بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلاة**۔ امام ذہبیؒ نے اس حدیث کو اسی طرح "کتاب الکبائر" میں نقل کیا ہے؛ اسی طرح اس حدیث کی تخریج دیگر کتب (۱) میں بھی کی گئی ہے۔

خلاصہ یہ کہ اوپر ذکر کردہ احادیث اور ان جیسی دیگر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر نماز کا تارک کافر ہو جاتا ہے؛ لیکن فضائلِ اعمال میں لائی گئی مذکورہ بالا روایت مفہوم کے لحاظ سے ان روایات کی اہمیت کو کم کردیتی ہے؛ اس لئے کہ فضائلِ اعمال کی روایت بتاتی ہے کہ نماز کو ترک کردینے سے آدمی نہ کافر ہوتا ہے اور نہ ہی ہمیشہ جہنم میں ہوگا؛ اس لئے کہ روایت میں جس حقب کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس سے طویل مدت ہی مراد ہے نہ کہ خلود فی النار۔ اس طرح فضائلِ اعمال کی روایت ان مشہور روایات کے خلاف ہے، جس سے یہ روایت منکر ہو جاتی ہے۔

دیگر ائمہ کے نزدیک ان روایات میں ذکر کردہ کفر سے کفرِ حقیقی مراد نہیں ہے؛ چنانچہ امام ابوحنیفہؒ اور ائمہ احناف اور شوافع میں سے امام مزنیؒ کا بھی مسلک ہے۔ ان حضرات کے نزدیک یہ احادیث تہدید و تشنیع پر محمول ہیں کہ بطور تہدید کے یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے، مسلمان کو کافر قرار دینے کی جرأت بغیر کسی قوی دلیل کے نہیں کی جاسکتی۔ ترکِ صلوٰۃ ایک گناہ ہے اور گناہ کی وجہ سے مسلمان ایمان سے خارج نہیں ہوتا، خوارج کے علاوہ سب کا اس پر اتفاق ہے؛ چنانچہ امام طحاویؒ کہتے ہیں: اُمتِ محمدیہ ﷺ کے اہلِ کبائر جہنم میں داخل ہوں گے؛ مگر وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہ ہوں گے؛ بشرطیکہ حالتِ ایمان میں انتقال کر گئے ہوں، اگر وہ توبہ کے بغیر حالتِ ایمان میں انتقال کر گئے ہوں، تو ان کا معاملہ خدا کی مشیت پر موقوف ہوگا چاہے، تو اللہ تعالیٰ انھیں معاف کردے، یا عذاب دے، اگر عذاب دے گا، تو پھر عذاب بھگتنے کے بعد انھیں جہنم سے نکال لے گا۔

---

(۱) شرح النووی: ۲/۷۰، المغنی: ۳/۳۵۱، ۳۵۹۔

علامہ انورشاہ کشمیریؒ نے ملحدین کی تکفیر کے موضوع پر مستقل کتاب تصنیف فرمائی، جس میں اس مسئلہ سے متعلق علماء کے اقوال اورنفیس مباحث جمع فرمادیے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس توجیہ سے دونوں روایتوں کے درمیان کا تضاد ختم ہوجاتا ہے اور فضائلِ اعمال کی یہ زیرِ بحث روایت معنی کے لحاظ سے معروف روایات میں شامل ہوجاتی ہے۔

حدیث کا دوسرا حصہ

زیرِ بحث حدیث کا دوسرا حصہ ''الحقب ثمانون سنة إلى ألف سنة'' ہے۔اس کی تخریج مختلف سندوں سے کی گئی ہے تفصیل حسب ذیل ہے۔

(الف) ہناد، ابن جریر، ابن المنذ ر، ابن ابی حاتمؒ (۱) نے حضرت ابو ہریرہ﷛ سے روایت کرتے ہیں، جس کا متن یوں ہے: ''الحقب ثمانون سنة والسنة ثلاث مأة وستون يوما و اليوم كألف سنة مما تعدون''.

(ب) امام ابن جریر نے سعید بن جبیر کی سند سے متن کے الفاظ پہلی سند ہی کی طرح نقل کیا ہے۔

(ج) عبدالرزاق، فریابی، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذ ر نے سالم بن ابی جعد کے سند کے ساتھ نقل کیا ہے، جس کا متن یوں ہے: ''سأل علي بن أبي طالب هلالا الهجري ماتجدون الحقب في كتاب الله؟ قال نجده ثمانين سنة كل سنة منها اثنا عشر شهراً كل شهر ثلاثون يوما كل يوم الف سنة''.

(د) بزارؒ نے حضرت ابوہریرہ﷛ کی سند سے مرفوعاً نقل کیا ہے، جس کا متن یوں ہے: ''الحقب ثمانون سنة''.

(ذ) سعید بن منصور اور حاکم نے حضرت عبداللہ ابن مسعود﷛ کی سند سے نقل کیا ہے اور حاکم نے اس سند کو صحیح قرار دیا ہے، متن حدیث: ''الحقب الواحد ثمانون سنة'' ہے۔

(و) ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ''الحقب ثمانون سنة'' نقل کیا ہے، سعید بن منصور اور ابن منذر نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں نقل کیا ہے: ''الحقب الواحد ثمانون سنة''.

(ہ) عبد بن حمید، ابن جریر، ابوالشیخ نے ربیع کی سند سے نقل کیا ہے، جس کا متن یوں ہے: ''لابثين فيها احقاباً قال لايدري أحدكم تلك الأحقاب إلا أن الحقب ثمانون سنة السنة ثلاث مأة وستون يوماً اليوم الواحد مقداره ألف سنة والحقب الواحد ثمانية عشر الف سنة''. (۲) امام سیوطیؒ نے مذکورہ تمام روایات کو'' درمنثور'' میں ذکر کیا ہے، انھوں نے ان کے علاوہ دیگر روایات بھی ذکر کی ہیں؛ لیکن میں نے

---

(۱) الجرح والتعدیل: ۱۹۰۹۸۔ (۲) درمنثور: ۸/۳۹۴، ۳۹۵۔

صرف ان روایات پر اکتفا کرنا مناسب سمجھا، جن سے زیر بحث روایت کی تائید ہوتی ہے۔ مذکورہ تمام تفصیلات سے ثابت ہوتا ہے کہ زیر بحث روایت بے اصل نہیں ہے، جہاں تک زیر بحث روایت کے الفاظ کا تعلق ہے، تو انہی الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو علامہ رومی نے ''مجالس الابرار'' اور شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنے مکتوبات میں ذکر کیا ہے؛ لیکن میں نے کسی کتاب میں سند کے ساتھ یہ حدیث نہیں پائی۔

حدیث (۲٦۵)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو شخص دو نمازوں کو بلا کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھے، وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہونچ گیا۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج معتمر از والد خود از حنش از عکرمہ کے طریق سے ترمذیؒ (۲) دار قطنیؒ (۳) بزارؒ (۴) (کشاف) ابویعلیؒ (۵) اور حاکمؒ (٦) نے کی ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: کہ اس حدیث کے راوی حنش بہت ضعیف ہیں۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں: کہ حنش کی احادیث منکر ہیں، ان کی حدیث لکھی نہیں جائے گی۔ عقیلی نے حنش کی اس حدیث کے سلسلہ میں کہا کہ اس کی تائید کرنے والی کوئی حدیث نہیں ہے اور یہ حدیث صرف اس طریق سے جانی جاتی ہے اور اس سند کی کوئی اصل نہیں ہے، نبی کریم ﷺ سے صحیح روایات سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ ظہر عصر کو اکٹھے ادا کرتے۔

حدیث (۲٦٦)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ اسلام میں کوئی بھی حصہ نہیں، اس شخص کا جو نماز نہ پڑھتا ہو اور بے وضو کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری حدیث ہے کہ دین بغیر نماز کے نہیں ہے، نماز دین کے لئے ایسی ہے؛ جیسا آدمی کے بدن کے لئے سر ہوتا ہے۔ (ضعیف) (۷)

---

۱ فضائل نماز: ص/ ۲۷۔ ۲ سنن ترمذی: ۱۸۸۔ ۳ سنن دار قطنی: ۱/ ۳۹۵۔ ۴ مسند بزار: ۲/ ۱٦٦۔
۵ مسند ابویعلی: ۵/ ۱۳٦ حدیث نمبر: ۲۷۵۱۔ ٦ مستدرک حاکم: ۱/ ۲۷۵۔ ۷ فضائل نماز: ص/ ۳۹۔

تخریج

حارث بن حصین عطار از سعید بن سعید بن ابی سعید مقبری از برادر خود عبداللہ بن سعید کی سند سے یہ روایت بزارؒ(۱) نے نقل کی ہے۔(۱)

مؤید روایات

اس حدیث کے پہلے حصہ کی ایک شاہد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، جس کی امام حاکمؒ نے تخریج کی ہے اور دوسری شاہد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کی تخریج طبرانیؒ نے ''معجم اوسط'' میں کی ہے۔

حدیث (۲٦۷)

حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص نمازوں کو اپنے وقت پر پڑھے، وضو بھی اچھی طرح کرے، خشوع وخضوع سے بھی پڑھے، کھڑا بھی پورے وقار سے ہو، پھر اسی طرح رکوع سجدہ بھی اچھی طرح سے اطمینان سے کرے، غرض ہر چیز کو اچھی طرح ادا کرے، تو نماز نہایت روشن چمکدار بن کر جاتی ہے اور نمازی کو دعاء دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ تیری بھی ایسی ہی حفاظت کرے؛ جیسے تو نے میری حفاظت کی اور جو شخص نماز کو بری طرح پڑھے، وقت کو بھی ٹال دے، وضو بھی اچھی طرح نہ کرے، رکوع سجدہ بھی اچھی طرح نہ کرے، تو وہ نماز سیاہ اور بُری صورت میں بددعاء دیتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی ایسا ہی برباد کرے؛ جیسا تو نے مجھے ضائع کیا ہے، اس کے بعد وہ نماز پُرانے کپڑے کی طرح نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔ (ضعیف)(۲)

تخریج

بکر از عمرو بن ہاشم بیروتی از عبدالرحمٰن بن سلیمان بن ابی الجون عنسی از عباد بن کثیر بصری از ابوعبیدہ کی سند سے یہ حدیث طبرانیؒ(۳) نے نقل کی ہے۔

مؤید روایات

---

۱ مسند بزار:۱/۱۲۹ حدیث نمبر:۳۳۳۔ ۲ فضائل نماز: ص/٦۸۔ ۳ المعجم الاوسط:۵۵۵ (مجمع البحرین)۔

۴ مسند طیالسی: ٦۸٦۔ مسند بزار:۲٦۹۱، ۲۷۰۸۔ مسند شاشی:۱۲۹۰، ۱۲۹۱۔ کتاب الضعفاء:۱/۱۲۱۔

اس حدیث کی ایک شاہد عبادہ بن الصامت ﷺ کی روایت ہے۔ (۴) اس کی سند کے ایک راوی احوص بن حکیم ضعیف ہیں؛ نیز خالد اور عبادہ کے درمیان انقطاع پایا جاتا ہے۔

حدیث (۲۶۸)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ایسی طرح پڑھے کہ ایک نماز بھی اس مسجد میں فوت نہ ہو، تو اس کے لئے آگ سے برأت لکھی جاتی ہے، عذاب سے برأت لکھی جاتی ہے اور وہ شخص نفاق سے بری ہے۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

حکم بن موسیٰ از عبدالرحمٰن ابن ابی الرجال از نبیط کے طریق سے یہ حدیث مروی ہے۔ (۲)

سند پر گفتگو

ترمذیؒ نے مذکورہ بالا طریق کے علاوہ حضرت انس ﷺ سے مرفوعاً الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ روایت کیا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے: ''جو کوئی چالیس دن تک اس طرح باجماعت نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو، تو اس کے لئے دو طرح کی برأتیں لکھی جاتی ہیں: ایک جہنم سے برأت، دوسرے نفاق سے برأت۔ ترمذیؒ نے موقوف روایت کو ترجیح دی ہے۔ (۳)

حدیث (۲۶۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اُم رومان فرماتی ہیں: کہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہی تھی، نماز میں اِدھر اُدھر جھکنے لگی، حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے دیکھ لیا، تو مجھے اس زور سے ڈانٹا کہ میں ڈر کی وجہ سے نماز توڑنے کے قریب ہوگئی، پھر ارشاد فرمایا کہ: میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ جب کوئی شخص نماز کو کھڑا ہو، تو اپنے تمام بدن کو بالکل سکون سے رکھے، یہود کی طرح ہلے نہیں، بدن کے تمام اعضاء کا نماز میں بالکل سکون سے رہنا نماز کے پورا ہونے کا جزو ہے۔ (بہت ضعیف ہے) (۴)

تخریج

یہ حدیث ہشام بن عمار از معاویہ بن یحییٰ طرابلسی از حکم بن عبداللہ ایلی از قاسم بن محمد از اسماء بنت ابوبکر کے طرق

---

(۱) فضائل ج ص/ ۱۵۷۔ (۲) مسند احمد: ۳/ ۱۵۵۔ معجم اوسط: ۵۴۴۰۔ (۳) سنن ترمذی: ۲۴۱۔ (۴) فضائل نماز: ص/ ۴۷۔ (۵) الکامل: ۲/ ۶۲۰۔ (۶) حلیۃ الاولیاء: ۹/ ۳۰۴۔

سے ابن عدیؒ (۵) ابونعیمؒ (۶) اور حکیم ترمذیؒ نے نقل کی ہے۔

نیز ابونعیمؒ نے حکم کے طریق سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (۱)

حدیث (۲۷۰)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص قصداً بلا کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کے روزہ کو افطار کردے، غیر رمضان کا روزہ چاہے تمام عمر رکھے اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔ (ضعیف) (۲)

تخریج

شعبہ از حبیب بن ابی ثابت از عمارہ بن عمیر از ابومطوس از والد خود کے طرق سے اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) طیالسیؒ (۴) دارمیؒ (۵) ابوداودؒ (۶) نسائیؒ (۷) ابن خزیمہؒ (۸) طحاویؒ (۹) اور بیہقیؒ (۱۰) نے کی ہے؛ لیکن شرح "مشکل الآثار" کی سند میں عمارہ نہیں ہے۔

نیز یہ حدیث سفیان از حبیب بن ابی ثابت از ابن مطوس کے طرق سے بھی امام احمدؒ (۱۱) دارمیؒ (۱۲) ترمذیؒ (۱۳) اور ابن ماجہؒ (۱۴) نے نقل کی ہے۔ (اس سند میں عمارہ نہیں ہیں)۔

حدیث (۲۷۱)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ: انھوں نے حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے، پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے، تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے، جس کا نام مثیرہ ہے، جس کے جھونکوں کی وجہ سے جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں، جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی، پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑے ہوکر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا؛ تاکہ حق تعالیٰ شانہٗ

۱ حلیۃ الاولیاء: ۹/۳۰۴۔ ۲ فضائل رمضان: ص/۳۲۔ ۳ مسند احمد: ۲/۳۸۶۔ ۴ مسند طیالسی: ۲۵۴۰۔
۵ سنن دارمی: ۱۷۲۲۔ ۶ سنن ابوداود: ۲۳۹۶۔ ۷ سنن نسائی کبریٰ: ۳۲۸۱، ۳۲۸۲، ۳۲۸۳۔ ۸ صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۸۷، ۱۹۸۸۔
۹ شرح مشکل الآثار: ۱۵۲۱، ۱۵۲۲۔ ۱۰ سنن بیہقی: ۲/ ۲۲۸۔ شعب الایمان: ۳۶۵۲۔ ۱۱ مسند احمد: ۲/ ۴۴۲، ۴۷۰۔ ۱۲ سنن دارمی: ۱۷۲۱۔
۱۳ سنن ترمذی: ۷۲۳۔ ۱۴ سنن ابن ماجہ: ۱۶۷۲۔

اس کو ہم سے جوڑ دیں، پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں کہ: یہ کیسی رات ہے؟ وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ: رمضان المبارک کی پہلی رات ہے، جنت کے دروازے محمد ﷺ کی اُمت کے لیے (آج) کھول دیئے گئے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانۂ رضوان سے فرما دیتے ہیں کہ: جنت کے دروازے کھول دے اور مالک (جہنم کے داروغہ) سے فرما دیتے ہیں کہ: احمد ﷺ کی اُمت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کر دے اور جبرئیلؑ کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرو اور گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمد ﷺ کی اُمت کے روزوں کو خراب نہ کریں، نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانۂ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم فرماتے ہیں کہ: تین مرتبہ یہ آواز دے کہ ہے کوئی مانگنے والا، جس کو میں عطا کروں، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں، کوئی ہے مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں، کون ہے جو غنی کو قرض دے، ایسا غنی جو نادار نہیں، ایسا پورا پورا ادا کرنے والا، جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانۂ رمضان شریف میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں، جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے، تو یکم رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کیے گئے تھے، ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں اور جس رات شبِ قدر ہوتی ہے، تو حق تعالیٰ شانۂ حضرت جبرئیلؑ کو حکم فرماتے ہیں: وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اُترتے ہیں، ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے، جس کو کعبہ کے اُوپر کھڑا کرتے ہیں اور حضرت جبرئیلؑ کے سَو بازو ہیں، جن میں سے دو بازو کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں، جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں، پھر حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ: جو مسلمان آج کی رات میں کھڑا ہو، یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو، یا ذکر کر رہا ہو، اس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں، صبح تک یہی حالت رہتی ہے، جب صبح ہو جاتی ہے، تو جبرئیلؑ آواز دیتے ہیں کہ: اے فرشتوں کی جماعت! اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے احمد ﷺ کی اُمت کے مومنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرما دیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ: یارسول اللہ ﷺ! وہ چار شخص کون ہیں؟ ارشاد ہوا کہ: ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو، دُوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو، تیسرا وہ شخص جو قطعی رحمی کرنے والا اور ناطہ توڑنے والا ہو، چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو۔

پھر جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے، تو اس کا نام (آسمانوں پر) "لیلۃ الجائزۃ" (انعام کی رات) سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے، تو حق تعالیٰ شانۂ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں، وہ زمین پر اُتر کر تمام گلیوں، راستوں

کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے — جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے — پکارتے ہیں کہ: اے محمد ﷺ کی اُمت! اس کریم رب کی درگاہ کی طرف چلو، جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے، پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں، تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں: کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو، وہ عرض کرتے ہیں کہ: ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دیدی جائے، تو حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اے فرشتو! میں تمھیں گواہ بناتا ہوں، میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ: اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے، عطا کروں گا اور دُنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے، اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا، میری عزت کی قسم جب تک تم میرا خیال رکھو گے، میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا) میری عزت کی قسم! اور میرے جلال کی قسم! میں تمھیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور فضیحت نہ کروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔ پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو اس اُمت کو افطار کے دن ملتا ہے، خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ. (۱)

تخریج

یہ حدیث حافظ ابو عبداللہ از ابو الحسین عبدالصمد بن علی بن مکرم بزار بغدادی از یعقوب بن یوسف قزوینی از قاسم بن حکم عرنی از ہشام بن ولید از حماد بن سلیمان سدوسی (جو کہ ہشام کے شیخ ہیں اور ان کی کنیت ابو الحسن) از ضحاک کی سند سے بیہقی (۲)ؒ نے نقل ہے۔

درجۂ حدیث

اس حدیث کی سند ضعیف ہے: اس لئے کہ اس میں انقطاع ہے، ضحاک کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں ہے، امام منذریؒ نے (۳) یہ حدیث ''روی'' کے صیغہ سے ذکر کی ہے اور یہ ''تمریض'' کا صیغہ ہے۔ اور امام منذریؒ نے ''کتاب الثواب لابی الشیخ'' نامی کتاب کی جانب اس حدیث کو منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں کوئی راوی ایسا نہیں ہے،

۱؎ فضائل رمضان: ص/۵۲۔ ۲؎ شعب الایمان: ۳/۳۳۵ حدیث نمبر/۳٦۹۵۔ ۳؎ الترغیب والترہیب: ۲/۱۰۰۔

جس کے ضعف پر سب کا اتفاق ہو۔ ملا علی قاریؒ نے مشکوٰۃ کی شرح ''مرقاۃ المفاتیح'' میں اس حدیث کے بعض طرق ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ کسی حدیث کا مختلف سندوں سے روایت کیا جانا اس بات کی علامت ہے کہ اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ہے۔

حدیث (۲۷۲)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں، جتنی کرنے والے کے لئے۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

عبیداللہ بن عبدالکریم از محمد بن امیہ از عیسیٰ بن موسیٰ بخاری از عبیدہ عمی از فرقد سنجی از سعید بن جبیر کی سند سے اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ (۲) نے نقل کیا ہے۔

حدیث (۲۷۳)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور اس شخص کے لئے جو کھڑے، یا بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہو عبادت میں مشغول ہو، دعائے رحمت کرتے ہیں اور جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے، تو حق تعالیٰ جل شانہ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کی عبادت پر فخر فرماتے ہیں؛ اس لئے کہ انھوں نے آدمیوں پر طعن کیا تھا اور ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ: اے فرشتو! جو مزدور اپنی خدمت پوری پوری ادا کر دے اس کا کیا بدلہ ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ: اے ہمارے رب! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی اُجرت پوری دیدی جائے، تو ارشاد ہوتا ہے کہ فرشتو! میرے غلاموں نے اور باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا، پھر دعاء کے ساتھ چلاتے ہوئے (عیدگاہ کی طرف) نکلے۔ میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میری بخشش کی قسم! میرے علوِ شان کی قسم! میرے بلندی مرتبہ کی قسم! میں ان لوگوں کی دعاء ضرور قبول کروں گا، پھر ان لوگوں کو خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ پس یہ لوگ عیدگاہ سے ایسے حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔ (ضعیف)(۳)

تخریج

---

۱ فضائل رمضان: ص/۵۲۔ ۲ سنن ابن ماجہ: ۱۷۸۱۔ ۳ فضائل رمضان: ص/۵۲۔

محمد بن یزید رقی از محمد بن یحیٰ ازدی از اصرم بن حوشب از محمد بن یونس حارثی از قتادہ کے طریق سے اس حدیث کو بیہقیؒ (۱) اور ابن حبانؒ (۲) نے نقل کیا ہے۔

نیز اس حدیث کا ایک حصہ محمد بن یحیٰ از اصرم کے طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ (۳)

حدیث (۴۷۴)

حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ: تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے، جو بہت عظمت والا مہینہ ہے، بہت مبارک مہینہ ہے اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے؛ جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے، وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کا ہے، اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو شخص کسی روزہ دار کا افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا؛ مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرا دے، یا ایک گھونٹ پانی پلا دے، یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اوّل حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے، جو شخص اس مہینہ میں ہلکا کردے اپنے غلام وخادم کے بوجھ کو حق تعالیٰ شانہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی فرماتے ہیں اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں، جن سے تمہیں چارہ کار نہیں پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو، جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ قیامت کے دن میری حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے، جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔ (ضعیف) (۴)

تخریج

---

۱ شعب الایمان: ۳/۳۰۵۔ ۲ کتاب المجروحین: ۱/۱۷۲،۱۷۳۔ ۳ الکامل: ۱/۳۹۶۔ ۴ فضائل رمضان: ص/۳۔

علی بن حجر سعدی از یوسف بن زیاد از ہمام بن یحیٰی از علی بن زید بن جدعان از سعید بن مسیب کے طریق سے اس حدیث کو بیہقیؒ (۱) اور ابن خزیمہؒ (۲) نے نقل ہے۔

نیز عبداللہ بن بکر سہمی از ایاس بن ابی ایاس از سعید بن مسیب کے طریق سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ اس سند میں علی بن زید بن جدعان نہیں ہیں۔ (۳)

حدیث (۲۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں: روزہ اور قرآن شریف دونوں بندہ کے لئے شفاعت کرتے ہیں، روزہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا، میری شفاعت قبول کیجئے اور قرآن کہتا ہے کہ یا اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا میری شفاعت قبول کیجئے، پس دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (ضعیف) (۴)

تخریج

ابن وہب از حی بن عبداللہ از ابوعبدالرحمٰن (دوسری سند امام احمدؒ کی یوں ہے) امام احمد از موسیٰ بن داؤد از ابن لہیعۃ از حی کے طریق سے اس حدیث کو امام احمدؒ (۵) حاکمؒ (۶) اور بیہقیؒ (۷) نے نقل ہے۔

درجہ حدیث

حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح علیٰ شرط مسلم قرار دیا ہے۔ امام ذہبیؒ نے حاکمؒ کے قول پر نقد نہیں کیا۔

---

۱ شعب الایمان: ۳۳۳٦، فضائل الاوقات: ۳۷۔ ۲ صحیح ابن خزیمہ: ۳/۱۹۱، ۱۹۲، حدیث نمبر ۱۸۸۷۔ ۳ کتاب الضعفاء: ۱/۳۵، تاریخ بغداد: ۴/۳۳۳۔
۴ فضائل قرآن: ص/۴۴۔ ۵ مسند احمد: ۲/۱۷۴۔ ٦ مستدرک حاکم: ۱/۵۵۴۔ ۷ شعب الایمان: ۱۹۹۴۔

کتاب الزکاۃ

حدیث (۲۷۶)

حضرت سعد ؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میری والدہ کا انتقال ہوگیا (ان کے ایصال ثواب کے لئے) کونسا صدقہ زیادہ افضل ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ پانی سب سے افضل ہے، اس پر حضرت سعد ؓ نے اپنی والدہ کے ثواب کے لئے ایک کنواں کھدوایا۔ (۱)

تخریج

یہ حدیث اسرائیل از ابو اسحاق از رجل نامعلوم کی سند سے ابوداودؒ میں مروی ہے۔ (۲)

نیز اس حدیث کو ہشام الدستوائی از قتادہ از سعید بن المسیب از سعد بن عبادہ کے طریق سے بھی ابن ماجہؒ (۳) نسائیؒ (۴) ابن خزیمہؒ (۵) ابن حبانؒ (۶) اور طبرانیؒ (۷) نے نقل کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۸) ابوداودؒ (۹) طبرانیؒ (۱۰) اور بیہقیؒ (۱۱) نے حسن از سعد بن عبادہ ؓ کے طریق سے اور ابوداؤد میں سعید و حسن کے طریق سے کی ہے۔

درجۂ حدیث

اس سند کے ساتھ یہ حدیث منقطع ہے؛ اس لیے کہ سعید اور حسن نے سعد بن عبادہ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔

حدیث (۲۷۷)

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مال میں زکوۃ کے علاوہ اور بھی حق ہے۔ (پھر تائید میں سورۂ بقرہ کی یہ آیت)

---

۱ فضائل صدقات: ص/۹۲۔ ۲ سنن ابوداود: ۱۶۸۱۔ ۳ سنن ابن ماجہ: ۳۶۸۴۔ ۴ سنن نسائی: ۶/۲۵۴، ۲۵۵۔
۵ صحیح ابن خزیمہ: ۲۴۹۷۔ ۶ صحیح ابن حبان: ۳۳۴۸۔ ۷ معجم طبرانی: ۵۳۷۹۔ ۸ مسند احمد: ۵/۲۸۵-۶/۷۔
۹ سنن ابوداود: ۱۶۸۰۔ ۱۰ معجم طبرانی: ۵۳۸۳۔ ۱۱ سنن بیہقی: ۴/۱۸۵۔

"ليس البر أن تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب" سے آخر تک تلاوت فرمائی۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

شریک از ابوحمزہ از عامر شعبی کے طرق سے یہ حدیث دارمیؒ (۲) ترمذیؒ (۳) ابن ماجہؒ (۴) دار قطنیؒ (۵) ابن عدیؒ (۶) اور بیہقیؒ (۷) نے نقل کی ہے۔

مؤید احادیث

اس حدیث کے مضمون سے ملتی جلتی کئی روایات ہیں۔ ایک روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے: "من أدىٰ زكاة ماله فقد أدى الحق الذي عليه ومن زاد فهو فضل" اسے امام ابوداوٗدؒ نے اپنے مراسیل میں حسن سے مرسلاً روایت کیا ہے، اس کی سند ضعیف ہے۔ اس مضمون کی دوسری روایت امام ترمذیؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے: "إذا أديت الزكاة فقد قضيت ما عليك" اس کی سند بھی ضعیف ہے، اس روایت کو حاکمؒ نے حضرت جابرؓ سے مرفوعاً موقوفاً دونوں طرح سے نقل کیا ہے۔ اس حدیث کی ایک شاہد حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے۔

حدیث (۲۷۸)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے گلے میں سونے کا ہار ڈالے گی، اس کے گلے میں اسی طرح کا آگ کا ہار قیامت کے دن ڈالا جائے گا اور جو عورت اپنے کان میں سونے کی بالی ڈالے گی، اس کے کان میں اسی جیسی آگ کی بالی قیامت کے دن ڈالی جائے گی۔ (ضعیف)(۸)

تخریج

یحییٰ بن ابی کثیر از محمود بن عمرو کے طریق سے یہ حدیث امام احمدؒ (۹) ابوداوٗدؒ (۱۰) نسائیؒ (۱۱) طبرانیؒ (۱۲) بیہقیؒ (۱۳) اور طحاویؒ (۱۴) نے نقل کی ہے۔

---

۱ فضائل صدقات: ص/۸۹۔ ۲ سنن دارمی: ۱۶۷۷۔ ۳ سنن ترمذی: ۶۵۹، ۶۶۰۔ ۴ سنن ابن ماجہ: ۱۷۸۹۔ ۵ سنن دار قطنی: ۲/۱۲۵۔
۶ الکامل: ۴/۱۳۲۸۔ ۷ سنن بیہقی: ۴/۸۴۔ ۸ فضائل صدقات: ص/۲۵۷۔ ۹ مسند احمد: ۶/۴۵۵، ۴۵۷، ۴۶۰۔ ۱۰ سنن ابوداوٗد: ۴۲۳۸۔
۱۱ سنن نسائی ۸/۱۵۷۔ سنن کبریٰ نسائی: ۹۴۳۹۔ ۱۲ معجم کبیر: ۲۴/۴۶۹۔ ۱۳ سنن بیہقی: ۴/۱۴۱۔ ۱۴ شرح مشکل الآثار: ۴۸۱۴۔

حدیث (۲۷۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ ارشاد فرماتے ہیں: کہ ہمیں نماز قائم کرنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ہے اور جو شخص زکوٰۃ ادا نہ کرے، اس کی نماز بھی (قبول) نہیں۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

ابراہیم بن نائلہ اصبہانی از اسماعیل بن عمرو البجلی از شریک و ابوالاحوص از ابواسحاق از ابوالاحوص کی سند سے یہ حدیث طبرانیؒ (۲) نے نقل کی ہے۔

درجۂ حدیث

ھیثمی کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: اس حدیث کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن عمرو البجلی ہیں بیہقی، ابو حاتم اور دارقطنی رحمہم اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں: کہ اسماعیل ایسی احادیث بیان کرتے ہیں، جن کے متابعات نہیں ہوتے، ابن حبانؒ نے انھیں ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ (۳) امام منذریؒ (۴) کہتے ہیں: اس حدیث کو طبرانیؒ نے ''معجم کبیر'' میں کئی سندوں سے روایت کیا ہے جن میں سے ایک صحیح ہے۔

حدیث (۲۸۰)

حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے: کہ جس مال کے ساتھ زکوٰۃ کا مال مل جاتا ہے، وہ اس مال کو ہلاک کئے بغیر نہیں رہتا۔ (ضعیف) (۵)

تخریج

محمد بن عثمان بن صفوان جمحی از ہشام بن عروہ از والد خود کی سند سے یہ حدیث علامہ حمیدیؒ (۶) امام بخاریؒ (۷) ابن عدیؒ (۸) بیہقیؒ (۹) اور بزارؒ نے نقل کی ہے۔

---

۱ فضائل صدقات: ص/۲۴۲۔ ۲ معجم کبیر: ۱۰/۱۲۶، ۱۲۷، حدیث نمبر: ۱۰۰۹۵۔ ۳ میزان الاعتدال: ۹۲۲، کتاب الثقات: ۸/۱۰۰، اللسان: ۱۳۴۰، الکامل: ۱/۳۱۶۔
۴ الترغیب والترہیب: ۱/۵۴۰۔ ۵ فضائل صدقات: ص/۲۵۶۔ ۶ مسند حمیدی: ۲۳۷۔ ۷ التاریخ الکبیر: ۱/۱/۱۸۰۔
۸ الکامل: ۲۲۱۴۔ ۹ شعب الایمان: ۳۵۲۲۔

حدیث (۲۸۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص طیب مال (حلال مال) کماوے؛ لیکن اس کی زکوۃ ادا نہ کرے، تو یہ عمل اس مال کو خبیث بنا دیتا ہے اور جو شخص حرام مال کمائے، تو اس کی زکوۃ کا ادا کرنا اس کو پاک نہیں بناتا۔ (اس کی سند منقطع ہے) (۱)

تخریج

ثوری از ابوسلمہ کی سند سے یہ حدیث عبدالرزاقؒ (۲) نے نقل کی ہے۔ عبدالرزاق ہی کے طریق سے طبرانیؒ (۳) نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ ھیثمیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند منقطع ہے۔ (۴)

حدیث (۲۸۲)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو مال کسی جنگل میں یا دریا میں کہیں بھی ضائع ہوتا ہے، وہ زکوۃ کے روکنے سے ضائع ہوتا ہے۔ (ضعیف) (۵)

تخریج

عمرو بن ابو طاہر بن سرح از احمد بن سعید فہری از سلیمان بن عبدالملک ہدیری از عم خود عمر بن ہارون از عمرو بن فیروز (جو کہ کریمہ بنت مقداد بن عمرو کے آزاد کردہ غلام ہیں) از ابوہریرہؓ کی سند سے یہ حدیث طبرانیؒ (۶) نے نقل کی ہے۔

مؤیدات احادیث

اس حدیث کی ایک تائید حضرت عبادہ بن صامتؓ کی حدیث سے ہوتی ہے، جسے ابن ابی حاتمؒ نے (۷) ذکر کیا ہے؛ لیکن اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس حدیث کو میرے والد نے منکر کہا ہے۔ امام منذریؒ (۸) نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔

---

۱ فضائل صدقات: ص/۲۵۶۔ ۲ مصنف عبدالرزاق: ۴/۱۰۸ حدیث نمبر/۷۱۴۸۔ ۳ معجم کبیر: ۹/۳۷۱ حدیث نمبر: ۹۵۹۶۔ ۴ مجمع الزوائد: ۳/۶۵۔
۵ فضائل صدقات: ص/۲۵۴۔ ۶ معجم اوسط: ۳/۱۳ حدیث نمبر: ۱۳۴۴ (مجمع البحرین)۔ ۷ کتاب العلل: ۱/۲۲۰۔ ۸ الترغیب والترہیب: ۱/۵۴۲

حدیث (۲۸۳)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کہ صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو؛ اس لئے کہ بلا صدقہ کو پھاند نہیں سکتی۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج محمد بن عبداللہ حضرمی از حمزہ بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب از عم خود عیسیٰ بن عبداللہ کی سند سے امام طبرانیؒ (۲) نے کی ہے۔

حدیث (۲۸۴)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: زکوٰۃ اسلام کا (بہت مضبوط) پُل ہے۔ (ضعیف) (۳)

تخریج

ضحاک بن حمزہ از ابان از حطان بن عبداللہ الرقاشی کے طریق سے یہ حدیث اسحاق بن راھویہؒ (۴) (فتح الوھاب) ابن عدیؒ (۵) بیہقیؒ (۶) قضاعیؒ (۷) اصبہانیؒ (۸) اور ابن جوزیؒ (۹) نے نقل کی ہے۔

طبرانیؒ نے بھی اپنی سند سے اس حدیث کی تخریج کی ہے؛ لیکن اس سند میں ابان کا ذکر نہیں ہے۔ (۱۰)

حدیث (۲۸۵)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ بناؤ اور اپنے بیماروں کا صدقہ سے علاج کرو اور بلا اور مصیبت کے موجوں کا دعاء اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے استقبال کرو۔ (ضعیف) (۱۱)

تخریج

موسیٰ بن عمیر قرشی از حکم بن عتبہ از ابراہیم از اسود کے طریق سے یہ حدیث طبرانیؒ (۱۲) ابونعیمؒ (۱۳) قضاعیؒ (۱۴)

---

۱ فضائل صدقات: ص/ ۶۸۔ ۲ معجم اوسط: ۱۴۲۹ (مجمع البحرین)۔ ۳ فضائل صدقات: ص/ ۲۲۷۔ ۴ مسند اسحاق بن راھویہ: ۱/ ۲۳۸۔

۵ الکامل: ۳/ ۱۴۱۷۔ ۶ شعب الایمان: ۳۰۳۸۔ ۷ مسند الشھاب: ص/ ۲۷۰۔ ۸ الترغیب: ۱۴۴۰۔

۹ العلل المتناھیۃ: ۸۱۳۔ ۱۰ معجم کبیر، معجم اوسط: ۱۳۳۷ (مجمع البحرین)۔ ۱۱ فضائل صدقات: ص/ ۲۲۷۔

۱۲ معجم کبیر: ۱۰/ ۱۵۷، ۱۵۸۔ معجم اوسط: ۲/ ۵۷۴-۴/ ۱۹۔ ۱۳ حلیۃ الاولیاء: ۲/ ۱۰۴، ۴/ ۲۳۷۔ ۱۴ مسند الشھاب: ۱/ ۲۰۱، ۲۰۲۔

بیہقیؒ(۱) ابن عدیؒ(۲) اور خطیبؒ(۳) نے نقل کی ہے۔

حدیث (۲۸۶)

حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ: جب حق تعالیٰ شانہ نے زکوۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا تو منافق آدمی بدترین پھل جوان کے پاس ہوتے تھے دیا کرتے تھے، اس پر حق تعالیٰ شانہ نے قرآن پاک میں آیت شریفہ ''يأيها الذين آمنوا انفقوا من طيبات ما كسبتم إلى قوله أن تغمضوا فيه'' نازل فرمائی۔(ضعیف)(۴)

تخریج

یہ حدیث یحییٰ بن ابی طالب از یزید از جویبر کی سند سے تفسیر طبری میں مروی ہے۔(۵)

۱ سنن کبریٰ: ۳/۳۸۳۔ ۲ الکامل: ۲۳۳۰۔ ۳ تاریخ بغداد ۶/۳۳۴۔ ۴ فضائل صدقات: ص/۲۵۹۔ ۵ تفسیر طبری ۳/۱۱۸۔

کتاب الحج

حدیث (۲۸۷)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جس شخص کے پاس اتنا خرچ ہو اور سواری کا انتظام ہو کہ بیت اللہ شریف جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے، تو کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مرجائے، یا نصرانی ہو کر، اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنے اس ارشاد کی تائید میں یہ آیت پڑھی: "ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا" (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج مسلم بن ابراہیم از ہلال ابن عبداللہ از ابواسحاق ہمدانی از حارث کی سند سے ترمذیؒ (۲) ابن جریرؒ (۳) سہمیؒ (۴) ابن عدیؒ (۵) عقیلیؒ (۶) ابن جوزیؒ (۷) علامہ سیوطیؒ (۸) اور علامہ ذہبیؒ (۹) نے کی ہے۔

حدیث (۲۸۸)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو شخص بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (اس کی سند ضعیف ہے) (۱۰)

تخریج

اس حدیث کی تخریج محمد بن اسحاق از سلیمان بن سحیم مولیٰ آل حنین از یحییٰ بن ابی سفیان الاخنسی از والدۂ خود ام حکیم بنت امیۃ بن الاخنس کے طریق سے امام احمدؒ (۱۱) ابن حبانؒ (۱۲) اور طبرانیؒ (۱۳) نے کی ہے۔

---

۱ فضائل حج: ص/۲۹۔ ۲ سنن ترمذی: ۸۱۲۔ ۳ تفسیر ابن جریر: ۴/۱۲۔ ۴ تاریخ جرجان: ۴۳۴۔ ۵ الکامل: ۷/۲۵۸۰۔
۶ کتاب الضعفاء: ۴/۳۴۸۔ ۷ کتاب الموضوعات: ۲/۲۰۹۔ ۸ اللآلی المصنوعۃ: ۲/۱۱۷۔ ۹ میزان الاعتدال: ۲/۹۲۷۔
۱۰ فضائل حج: ص/۹۴۔ ۱۱ مسند احمد ۶/۲۹۹۔ ۱۲ صحیح ابن حبان: ۳۷۰۱۔ ۱۳ معجم کبیر: ۲۳/۱۰۰۶۔

نیز عبدالاعلیٰ از ابن اسحاق از سلیمان بن تحیم از ام حکیم کی سند سے بھی اس حدیث کی تخریج ابن ابی شیبہؒ (۱) (نشرۃ العمروی) امام بخاریؒ (۲) ابن ماجہؒ (۳) اور ابو یعلیٰؒ (۴) نے کی ہے۔

نیز عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یُحنّس از یحییٰ بن ابی سفیان از جدہ خود حکیمہ کی سند سے اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۵) ابوداوٗدؒ (۶) ابویعلیٰؒ (۷) دارقطنیؒ (۸) بیہقیؒ (۹) اور مقدسیؒ (۱۰) نے کی ہے۔

نیز اس حدیث کی تخریج ابویعلیٰ محمد بن الصلت از ابن ابی فدیک از محمد بن عبدالرحمٰن بن یُحنّس از ابی سفیان الاخنسی از جدہ خود حکیمہ بنت امیہ از ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سند سے امام بخاریؒ نے کی ہے۔ (۱۱)

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہی درست ہے، ابوداوٗد کی روایت میں محمد بن عبدالرحمٰن آیا ہے وہ درست نہیں ہے، دونوں کی سند کو دیکھنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بخاری کی سند زیادہ صحیح ہے۔ (۱۲)

امام دارقطنیؒ نے اس حدیث کی تخریج علامہ واقدیؒ کے طریق سے بھی کی ہے، سند یوں ہے: ''عبدالرحمن بن یُحنّس از یحییٰ بن عبداللہ بن ابی سفیان الاخنسی از والدہ خود از ام سلمۃ''۔ (۱۳)

اسی طرح احمد بن خالد از ابن اسحاق از یحییٰ بن ابی سفیان از والدۂ خود از ام سلمہ کی سند سے بھی اس حدیث کی تخریج امام ابن ماجہؒ نے کی ہے۔ (۱۴)

درجۂ حدیث

ابن قیمؒ (۱۵) کہتے ہیں: ''یہ حدیث ثابت نہیں ہے''۔ اس کی سند اور متن میں شدید اضطراب ہے۔ امام منذریؒ (۱۶) کہتے ہیں: اس حدیث کی سند اور اس کے متن میں راویوں کے درمیان بہت اختلاف ہے، حدیث کی راوی ام حکیم جن کا نام حکیمہ ہے، ابن حبانؒ کے علاوہ کسی نے انھیں ثقہ نہیں قرار دیا اور یحییٰ بن ابی سفیان کے علاوہ کسی نے ان سے روایت نہیں کیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے (۱۷) انھیں مقبول قرار دیا ہے، یحییٰ بن ابی سفیان کو انھوں نے مستور کہا ہے۔ (۱۸)

حدیث (۲۸۹)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں، جو شخص وہاں جا کر یہ دعاء پڑھے: ''اللّٰھم إني

۱ مصنف: ۸۱۔ ۲ التاریخ الکبیر: ۱/۱۶۱۔ ۳ سنن ابن ماجہ: ۳۰۰۱۔ ۴ مسند ابویعلیٰ: ۶۹۰۰۔ ۵ التاریخ الکبیر: ۱/۱۶۱۔
۶ سنن ابوداوٗد: ۱/۳۱۷۔ ۷ مسند ابویعلیٰ: ۶۹۲۷۔ ۸ سنن دارقطنی: ۲/۲۸۳۔ ۹ سنن بیہقی: ۵/۳۰۔ ۱۰ فضائل بیت المقدس: ۵۹۔
۱۱ التاریخ الکبیر: ۱/۱۶۱۔ ۱۲ التلخیص: ۲/۲۳۰۔ ۱۳ سنن دارقطنی: ۲/۲۸۳۔ ۱۴ سنن ابن ماجہ: ۳۰۰۲۔ ۱۵ زاد المعاد: ۳/۲۶۷۔
۱۶ مختصر السنن: ۲/۲۸۵۔ ۱۷ تقریب التھذیب: ۸۵۶۶۔ ۱۸ تقریب التھذیب: ۷۵۶۰۔

أسئلك العفو والعافية في الدنيا والآخرة ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار" اس کی دعاء پر وہ فرشتے آمین کہتے ہیں: (اے اللہ میں تجھ سے معافی کا طالب ہوں اور دونوں جہاں میں عافیت مانگتا ہوں، اے اللہ! تو دنیا میں بھی بھلائی عطاء کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما)۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اسماعیل بن عیاش از حمید بن ابی سوید از ہشام از عطاء کے طرق سے اس حدیث کو ابن ماجہؒ (۲) ابن عدیؒ (۳) فاکہانیؒ (۴) اور ابن جوزیؒ (۵) نے نقل کی ہے؛ البتہ فاکہانی اور ابن جوزی رحمہما اللہ کے طریق میں یہ روایت آمین تک ہے۔

علامہ سندیؒ "سنن ابن ماجہ" کے حاشیہ (۶) میں "الزوائد" کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ: یہ حدیث زوائد ہی سے ہے؛ لیکن انھوں نے حدیث کی اسناد پر کلام نہیں کیا۔ علامہ دمیریؒ کی گفتگو سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث غیر محفوظ ہے واللہ اعلم۔

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: کہ شاید علامہ سندی کو بوصیری کی "الزوائد" کا محقق شدہ نسخہ نہ مل سکا، ورنہ "الزوائد" کے جو نسخے کشناوی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئے ہیں، ان میں اس حدیث کی سند پر کلام ہے۔ علامہ منذریؒ (۷) کہتے ہیں کہ بعض مشائخ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

حدیث (۲۹۰)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو شخص حج کے لئے مکہ جائے، پھر میرا قصد کر کے میری مسجد میں آئے، اس کے لئے دو حج مقبول لکھے جاتے ہیں۔ (ضعیف)(۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج شیخ محمد بن طاہر بن ماہان از ابو منصور بزار از ابو بکر بن روزبہ از ابوالحسن حامد بن حامد بن مبارک از ابو یعقوب اسحاق بن سیار بن محمد از اسید بن زید از یعلی بن بشیر از محمد بن عمر حدالی از عطا از عبداللہ بن عباس کے طریق سے

---

۱ فضائل حج: ص/۸۰۔ ۲ سنن ابن ماجہ: ۲۹۵۷۔ ۳ الکامل: ۲/۰۹۶۔ ۴ اخبار مکہ: ۱/۸۷، ۱۳۸حدیث نمبر: ۱۵، ۱۵۲۔
۵ مثیر العزم: ۱/۳۷۳، ۳۷۴ح/۲۲۵۔ ۶ حاشیہ ۳/۴۴۰۔ ۷ الترغیب والترہیب: ۲/۱۹۲۔ ۸ فضائل حج: ص/۹۹۔

علامہ دیلمیؒ نے کی ہے۔ ''مسند الفردوس'' میں نقل کی گئی ہے؛ جیسا کہ ''مسند فردوس'' کے حاشیہ میں اس کی صراحت ہے۔ (۱)

حدیث (۲۹۱)

حضور ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ: جو شخص حج کے لیے پیدل جائے اور آئے اس کے لیے ہر ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھی جائیں گی، کسی نے عرض کیا کہ حرم کی نیکیوں کا مطلب کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ (ضعیف) (۲)

تخریج

عیسیٰ بن سوادہ از اسماعیل بن ابی خالد از ذاذان کی سند سے اس حدیث کو طبرانیؒ (۳) بزارؒ (۴) (کشف) حاکمؒ (۵) دولابیؒ (۶) اور بیہقیؒ (۷) نے نقل کیا ہے۔

حدیث (۲۹۲)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو میری زیارت کو آئے اور اس کے سوا کوئی اور نیت اس کی نہ ہو، تو مجھ پر حق ہو گیا کہ اس کی سفارش کروں۔ (ضعیف) (۸)

تخریج

اس حدیث کی تخریج عبدان بن احمد از عبداللہ بن محمد عبادی بصری از مسلمہ بن سالم جھنی از عبیداللہ بن عمر از نافع از سالم کی سند سے طبرانیؒ نے کی ہے۔ (۹)

حدیث (۲۹۳)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ: جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (بہت ضعیف) (۱۰)

تخریج

علامہ جلال الدین سیوطیؒ (۱۱) فرماتے ہیں: اس حدیث کو ابن عدیؒ اور دار قطنیؒ نے ''کتاب العلل'' میں اور ابن

---

۱ میزان الاعتدال: ۴/ ۳۱۰۔ ۲ فضائل حج: ص/ ۴۴۔ ۳ معجم کبیر: ۱۲۶۰۶۔ معجم اوسط: ۱۶۵۵ (مجمع البحرین)۔ ۴ مسند بزار: ۵/ ۲۵، ۲۶۔
۵ مستدرک حاکم: ۱/ ۴۶۰۔ ۶ الکنی: ۲/ ۱۳۔ ۷ سنن بیہقی: ۱۰/ ۷۸۔ ۸ فضائل حج: ص/ ۹۶۔ ۹ معجم کبیر: ۱۲/ ۲۹۱ حدیث نمبر: ۱۳۱۴۹۔
۱۰ فضائل حج: ص/ ۹۸۔ ۱۱ الدرر المنتثرہ: ۱/ ۱۷۸ حدیث نمبر/ ۴۱۱۔

حبانؒ نے ''کتاب الضعفاء'' میں اور خطیب بغدادیؒ نے رواۃ امام مالک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انتہائی ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث (۲۹۴)

حضور ﷺ سے نقل کیا گیا کہ: جوشخص ارادہ کر کے میری زیارت کرے، وہ قیامت میں میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص مدینہ میں قیام کرے اور وہاں کی تنگی اور تکلیف پر صبر کرے میں اس کے لئے قیامت میں گواہ اور سفارشی ہوں گا اور جو حرم مکہ مکرمہ یا حرم مدینہ میں مرجائے گا، وہ قیامت میں امن والوں میں اُٹھے گا۔(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج حافظ ابوعبداللہ از حافظ عمر بن علی از حافظ احمد بن محمد از داؤد بن یحیٰی از احمد بن حسن ترمذی از عبدالملک بن ابراہیم جدی از شعبہ از سوار بن میمون از ہارون بن قزعہ کی سند سے بیہقیؒ نے کی ہے۔(۲) یہ حدیث دوسرے حصہ کے بغیر بھی روایت کی گئی ہے۔(۳) یہ حدیث عبدالملک بن ابراہیم جدی کے طریق سے روایت کی گئی ہے اور عقیلیؒ(۴) نے محمد بن موسیٰ از احمد بن حسن ترمذی کے طریق سے روایت کی ہے۔

حدیث (۲۹۵)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جوشخص مدینہ میں آ کر میری زیارت ثواب کی نیت سے کرے (یعنی کوئی اور غرض نہ ہو) وہ میرے پڑوس میں ہوگا اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی ہوں گا۔(ضعیف)(۵)

تخریج

محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک از سلیمان بن یزید کعبی کے طرق سے یہ حدیث طبرانیؒ(۶) ابن جوزیؒ(۷) اور سہمیؒ(۸) نے نقل کی ہے۔

---

۱ فضائل حج: ص/۹۷۔ ۲ شعب الایمان: ۴۱۵۲۔ ۳ لسان المیزان: ۶/۱۸۰۔ میزان الاعتدال: ۴/۲۸۵۔ ۴ کتاب الضعفاء: ۴/۳۶۲۔

۵ فضائل حج: ص/۹۸۔ ۶ شعب الایمان: ۴۱۵۷۔ ۷ مثیر العزم: ۴۶۹۔ ۸ تاریخ جرجان: ص/۲۲۰، ۴۳۴۔

حدیث (۲۹۶)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو ایسا ہے گویا کہ میری زندگی میں زیارت کی۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

حفص بن ابی داؤد از لیث بن ابی سلیم از مجاہد کی سند سے یہ حدیث طبرانیؒ (۲) دار قطنیؒ (۳) بیہقیؒ (۴) اور ابن عدیؒ (۵) نے نقل کی ہے۔

حدیث (۲۹۷)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جس شخص کے لئے کوئی واقعی مجبوری حج سے مانع نہ ہو، ظالم بادشاہ کی طرف سے روک نہ ہو، یا ایسا شدید مرض نہ ہو جو حج سے روک دے، پھر وہ بغیر حج کے مرجائے، تو اس کو اختیار ہے چاہے یہودی ہو کے مرے یا نصرانی مرے۔ (ضعیف) (۶)

تخریج

یزید بن ہارون از شریک از لیث از عبد الرحمٰن بن سابط کے طریق سے اس حدیث کو دارمیؒ (۷) ابونعیمؒ (۸) سیوطیؒ (۹) اور ابن جوزیؒ (۱۰) نے نقل کیا ہے۔

نیز نصر بن مزاحم از سفیان از لیث کے طریق سے بھی ابن عدیؒ (۱۱) نے روایت کی ہے۔

البتہ اس سند کے ایک راوی نصر بن مزاحم متروک ہیں اور لیث ضعیف ہیں۔

اسی طرح عمار بن مطر از شریک از منصور از سالم بن ابو جعد از ابی امامہ کے طریق سے بھی اس حدیث کو ابن عدیؒ (۱۲) ابن جوزیؒ (۱۳) اور سیوطیؒ (۱۴) نے نقل کیا ہے۔

---

۱ فضائل حج: ص/ ۹۷۔ ۲ معجم کبیر: ۱۳۴۹۶، ۱۳۴۹۷، معجم اوسط: ۱۸۲۹، ۱۸۳۰۔ ۳ سنن دار قطنی: ۲/ ۲۷۸۔ ۴ سنن بیہقی: ۵/ ۲۴۶۔
۵ الکامل: ۲/ ۷۹۰۔ ۶ فضائل حج: ص/ ۳۰۔ ۷ سنن دارمی: ۱۸۲۶۔ ۸ حلیۃ الاولیاء: ۹/ ۲۵۱۔ ۹ اللآلی المصنوعۃ: ۲/ ۱۱۸۔
۱۰ الموضوعات: ۲/ ۲۱۰۔ ۱۱ الکامل: ۷/ ۲۵۰۲۔ ۱۲ الکامل: ۵/ ۱۷۲۸۔ ۱۳ الموضوعات: ۲/ ۲۰۹۔ ۱۴ اللآلی المصنوعۃ: ۲/ ۱۱۸۔

حدیث (۲۹۸)

ایک صحابی نے حضور اقدس ﷺ سے سوال کیا کہ حاجی کی کیا شان ہونی چاہئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: بکھرے ہوئے بالوں والا میلا کچیلا ہو، پھر دوسرے صحابی نے سوال کیا کہ حج کونسا افضل ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: جس میں خوب (لبیک کے ساتھ) چلاتا ہو اور قربانی کا خون خوب بہاتا ہو۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

ابراہیم بن یزید مکی از محمد بن عباد بن جعفر مخزومی کے طریق سے اس حدیث کو ترمذیؒ (۲) ابن ماجہؒ (۳) امام شافعیؒ (۴) دار قطنیؒ (۵) اور بیہقیؒ (۶) نے نقل کیا ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ: حسن اور ابراہیم بن یزید الخوزی کے حافظہ کے متعلق بعض اہل علم نے کلام کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ (۷) کہتے ہیں: کہ یہ حدیث ابراہیم بن یزید الخوزی کی ہے، امام احمد اور نسائی رحمہما اللہ نے انھیں متروک کہا ہے۔ عبدالحق کہتے ہیں: کہ ان کے سب طرق ضعیف ہیں، ابوبکر ابن المنذرؒ کہتے ہیں: اس مضمون میں کوئی مسند حدیث ثابت نہیں ہے، صحیح بات یہ ہے کہ اس مضمون کی تمام روایات حسن مرسل ہیں۔

حدیث (۲۹۹)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: حق تعالیٰ شانہ (حج بدل میں) ایک حج کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں: ایک مردہ (جس کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے) دوسرا حج کرنیوالا، تیسرا وہ شخص (وارث وغیرہ) جو اب حج کرا رہا ہے (یعنی حج بدل کیلئے روپیہ دے رہا ہے)۔ (ضعیف) (۸)

تخریج

فقیہ ابو طاہر از ابوبکر قطان از علی بن الحسن بن ابی عیسیٰ از اسحاق بن عیسیٰ از ابو معشر از محمد بن المنکدرؒ کے طریق سے

---

۱ فضائل حج: ص/۵۹۔ ۲ سنن ترمذی: ۱/۱۵۵،۲/۱۶۶۔ ۳ سنن ابن ماجہ: ۲۸۹۶۔ ۴ مسند شافعی: ۱/۲۸۳،۲۰۷۔
۵ سنن دارقطنی: ۲۵۵۔ ۶ سنن بیہقی: ۴/۳۳۰۔ ۷ التلخیص الحبیر: ۲/۲۲۱۔ ۸ فضائل حج: ص/۲۷۔

اس حدیث کو بیہقیؒ (۱) نے نقل کیا ہے۔

نیز مفضل بن محمد جندلی از سلمہ بن شبیب از عبدالرزاق از ابو معشر از محمد بن المنکدر کے طریق سے بھی اس حدیث کو بیہقیؒ (۲) اور ابن عدیؒ (۳) نے روایت کی ہے۔

نیز اس حدیث کو اسحاق بن بشر از ابو معشر کے طریق سے بھی ابن عدیؒ (۴) ابن جوزیؒ (۵) اور علامہ سیوطیؒ (۶) نے روایت کی ہے۔

حدیث (۳۰۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ سے نقل فرماتی ہیں: کہ فرشتے ان حاجیوں سے جو سواری پر آتے ہیں، مصافحہ کرتے ہیں اور جو پیدل چل کر آتے ہیں، ان سے معانقہ کرتے ہیں۔ (ضعیف) (۷)

تخریج

محمد بن یونس از موسیٰ بن ہارون از یحییٰ بن محمد مدینی از صفوان بن سلیم از عروہ کے دو طرق سے اس حدیث کو بیہقیؒ (۸) اور ابن جوزیؒ (۹) نے نقل کیا ہے؛ البتہ ابن جوزیؒ کی سند میں صفوان کی جگہ یعقوب بن سلیم ہے۔

حدیث (۳۰۱)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کہ اللہ جل شانہ کی ایک سو بیس رحمتیں روزانہ اس گھر پر نازل ہوتی ہیں، جن میں سے ساٹھ (۶۰) طواف کرنے والوں پر اور چالیس (۴۰) وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور بیس (۲۰) بیت اللہ کو دیکھنے والوں پر ہوتی ہے۔ (ضعیف) (۱۰)

تخریج

یوسف ابن سفر از اوزاعی از عطاء کے طریق سے اس حدیث کو طبرانیؒ (۱۱) بیہقیؒ (۱۲) ابونعیمؒ (۱۳) خطیب بغدادیؒ (۱۴) اور ابن عساکرؒ (۱۵) نے نقل کیا ہے۔

---

۱ شعب الایمان: ۴۱۲۳۔ سنن کبریٰ: ۵/۱۸۰ ۲ شعب الایمان: ۴۱۲۳۔ ۳ الکامل: ۷/۲۵۱۸۔ ۴ الکامل: ۱/۳۳۶۔
۵ الموضوعات: ۲/۲۱۹۔ ۶ اللآلی المصنوعہ: ۲/۱۳۰۔ ۷ فضائل حج: ص/۳۵۔ ۸ شعب الایمان: ۴۰۹۹۔
۹ مثیر العزم: ص/۴۹۔ ۱۰ فضائل حج: ص/۷۷۔ ۱۱ معجم کبیر: ۱۱/۱۹۵۔ ۱۲ شعب الایمان: ۷/۵۹۹، تاریخ اصبہان: ۶/۱۱۵، ۱۱۶۔
۱۳ موضح الاوہام: ۲/۴۷۲۔ ۱۴ تاریخ بغداد: ۶/۲۷۔ ۱۵ تاریخ دمشق: ۱۵/۹۵۷۔

اس کے راوی یوسف ضعیف ہیں، منذریؒ(۱) کہتے ہیں: اس حدیث کو بیہقیؒ نے سندِ حسن کے ساتھ بیان کیا ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: کہ اگر اس سے یہی حدیث مراد ہے، تو پھر سند حسن کہنا درست نہیں؛ بلکہ اس کی سند ضعیف ہے؛ جیسا کہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں۔

نیز محمد بن معاویہ از محمد بن صفوان از ابن جریج از عطار کے طریق سے یہ روایت مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ نقل کی گئی ہے: "ينزل الله تبارك و تعالىٰ كل يوم مأة رحمة ستين منها على الطائفين بالبيت وعشرين علىٰ أهل مكة وعشرين علىٰ سائر الناس". (۲)

حدیث (۳۰۲)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو شخص حج کے لئے جائے اور راستہ میں انتقال کر جائے، اس کے لئے قیامت تک حج کا ثواب لکھا جائے گا اور اسی طرح جو شخص عمرہ کے لئے جائے اور راستہ میں انتقال کر جائے، اس کو قیامت تک عمرہ کا ثواب ملتا رہے گا اور جو شخص جہاد کے لئے نکلے اور راستہ میں انتقال کر جائے، اس کے لئے قیامت تک مجاہد کا ثواب لکھا جائے گا۔

(اس کی سند میں ابن اسحاق کا عنعنہ ہے، ابن اسحاق کو مدلس کہا گیا ہے، اس کے بقیہ رجال ثقہ ہیں)۔(۳)

تخریج

ابو معاویہ از محمد بن اسحاق از جمیل بن ابی میمونہ از عطاء کے دو طرق سے اس حدیث کو ابویعلیٰؒ (۴) اور طبرانیؒ (۵) نے نقل کیا ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: کہ سند میں سماع کی صراحت نہیں ہے؛ بلکہ عنعنہ ہے، اس لحاظ سے اس حدیث کی سند ضعیف ہوگی۔

---

۱ الترغیب والترہیب: ۱۹۲/۲۔ ۲ شعب الایمان: ۴۰۵۱، تاریخ بغداد: ۲۷/۶۔ ۳ فضائلِ حج: ص/۲۵۔ ۴ مسند ابویعلیٰ: ۶۳۵۷۔
۵ معجم: ۱۰۱، معجم اوسط: ۱۶۵۳۔

حدیث (۳۰۳)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ غزوۂ بدر کا دن تو مستثنیٰ ہے، اس کو چھوڑ کر کوئی دن عرفہ کے دن کے علاوہ ایسا نہیں، جس میں شیطان بہت ذلیل ہو رہا ہو، بہت راندہ پھر رہا ہو، حقیر ہو رہا ہو، بہت زیادہ غصہ میں بھر رہا ہو اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ عرفہ کے دن ہی اللہ کی رحمتوں کا کثرت سے نازل ہونا بندوں کے لیے بڑے بڑے گناہوں کا معاف ہونا دیکھتا ہے۔ (اس کی سند مرسل ہے) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابراہیم بن ابی عبلہ کے طریق سے امام مالکؒ (۲) عبدالرزاقؒ (۳) اور بغویؒ (۴) نے کی ہے۔

امام مالکؒ نے اس حدیث کو مرسل نقل کیا ہے۔ ''مستدرک'' میں حاکمؒ نے حضرت ابو درداءؓ سے یہ روایت مفصلاً نقل کی ہے۔ حافظ بن عبدالبرؒ نے (۵) اس حدیث کے متعدد شواہد ذکر کئے ہیں۔

حدیث (۳۰۴)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جب کسی حاجی سے ملاقات ہو، تو اس کو سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اپنے لئے دعائے مغفرت کی اس سے درخواست کرو کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک صاف ہو کر آیا ہے۔ (ضعیف) (۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج محمد بن الحارث از محمد بن عبدالرحمٰن بن بیلمانی کے طریق سے امام احمدؒ (۷) اور ابن حبانؒ (۸) نے کی ہے۔

ابن حبانؒ نے اس حدیث کو اس نسخہ میں ذکر کیا ہے، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی اکثر حدیث موضوع یا مقلوب ہیں۔

---

۱ فضائل حج ص/۱۵۔ ۲ موطا مالک: حدیث نمبر: ۲۷۰۔ ۳ مصنف عبدالرزاق: ۸۸۳۲۔ ۴ شرح السنۃ: ۱۹۳۰۔

۵ التمہید: ۱/۱۱۷، ۱۲۹۔ ۶ فضائل حج ص/۱۲۔ ۷ مسند احمد: ۲/۶۹، ۱۲۸۔ ۸ کتاب المجروحین: ۲/۲۶۵۔

حدیث (۳۰۵)

حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا گیا ہے: کہ جو کوئی بھی مرد یا عورت کسی ایسے خرچ میں بخل کرے، جو اللہ کی رضا کا سبب ہو، تو وہ اس سے بہت زیادہ ایسی جگہ خرچ کرے گا، جو اللہ کی ناراضی کا سبب ہو اور جو شخص کسی دنیوی غرض سے حج کو جانا ملتوی کرے گا، وہ اپنی اس غرض کے پورا ہونے سے پہلے دیکھے گا کہ لوگ حج سے فارغ ہو کر آ گئے اور جو شخص کسی مسلمان کی مدد میں پاؤں ہلانے سے گریز کرے گا، اس کو کسی گناہ کی اعانت میں مبتلا ہونا پڑے، جس میں کچھ بھی ثواب نہ ہو۔ (بہت ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج محمد بن احمد بن ہارون از احمد بن موسیٰ حافظ از محمد بن علی از احمد بن حازم از حکم بن سلیمان از ابن ابی یزید ہمدانی از ابن حمزہ ثمالی از ابو جعفر کے طریق سے امام اصبہانیؒ نے روایت کی ہے۔ (۲)

درجۂ حدیث

امام منذریؒ کہتے ہیں: کہ اس حدیث کو علامہ اصبہانیؒ نے روایت کیا ہے؛ لیکن اس میں نکارت ہے۔ (۳) نیز اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ نے (۴) أبو جحيفة کے طریق سے ہٹ کر کی ہے۔ علامہ ہیثمیؒ (۵) کہتے ہیں: کہ اس سند میں عبید بن قاسم اسدی متروک ہیں۔

حدیث (۳۰۶)

حضرت عمر ﷺ کا ارشاد ہے: کہ میں مکہ میں ایک خطا کروں، یہ میرے لیے بہت شاق ہے، اس کے مقابلہ میں کہ مکہ کے باہر رکیہ میں ستر خطائیں کروں۔ (موقوف ہے اور اس کی سند ضعیف ہے)(۶)

تخریج

ابو الولید از احمد بن میسرۃ مکی از عبد المجید بن عبد العزیز بن ابی رواد از والد خود کے طریق سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔ (۷)

---

۱ فضائل حج: ص/۳۲۔ ۲ الترغیب والترہیب: ۱/۴۴۶ حدیث نمبر: ۱۰۵۲۔ ۳ الترغیب والترہیب: ۲/۱۶۹۔
۴ معجم کبیر: ۲۲/۱۲۹۔ ۵ مجمع الزوائد: ۳/۲۰۷۔ ۶ فضائل حج: ص/۸۳۔ ۷ اخبار مکہ: ۲/۱۳۳۔

حدیث (۳۰۷)

حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا گیا ہے: کہ جب حاجی حلال مال کے ساتھ حج کو نکلتا ہے اور سواری پر سوار ہو کر کہتا ہے: "لبيك اللهم لبيك" تو فرشتہ بھی آسمان سے (اس کی تائید اور تقویت میں) "لبيك و سعديك" کہتا ہے (یعنی تیرا لبیک کہنا مقبول ہے) وہ فرشتہ کہتا ہے، تیرا توشہ بھی حلال ہے اور تیری سواری بھی حلال (کہ حلال مال سے حاصل ہوئے) اور تیرا حج مبرور ہے اور کوئی وبال تجھ پر نہیں اور جب کوئی آدمی حرام مال کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور لبیک کہتا ہے تو فرشتہ آسمان سے کہتا ہے، نہ لبیک نہ سعدیک یعنی تیری لبیک غیر مقبول ہے، تیرا توشہ حرام ہے، تیرا خرچ حرام ہے، تیرا حج معصیت ہے، یہ حج مبرور نہیں۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

محمد بن فضل سقطی از سعید بن سلیمان از سلیمان بن داؤد یمامی از یحییٰ بن کثیر از ابی سلمہ کی سند سے "معجم اوسط" میں روایت کی گئی ہے۔ (۲)

ا فضائل حج ص/۵۵۔ ۲ معجم اوسط:۵۰۲۴ (مجمع البحرین)۔

کتاب المعاملات

حدیث (۳۰۸)

حضرت عمرؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص رزق (غلہ وغیرہ) باہر سے لائے (تاکہ لوگوں کو ارزاں دے) اس کو روزی دی جاتی ہے اور جو شخص روک کر رکھے وہ ملعون ہے۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج اسرائیل از علی بن سالم از علی بن زید بن جدعان از سعید بن مسیب کے طرق سے ابن ماجہؒ(۲) دارمیؒ(۳) عبد بن حمیدؒ(۴) بیہقیؒ(۵) عقیلیؒ(۶) ابن عدیؒ(۷) اور حاکمؒ(۸) نے کی ہے۔

درجۂ حدیث

علامہ سخاویؒ کہتے ہیں: کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ (۹) علامہ عجلونیؒ نے بھی اس سند کو ضعیف کہا ہے۔ (۱۰) نیز حافظ ابن حجرؒ نے بھی سند کو ضعیف کہا ہے۔ (۱۱) علامہ زیلعیؒ (۱۲) کہتے ہیں کہ اس روایت کو عقیلی نے ''کتاب الضعفاء'' میں روایت کیا ہے اور علی بن سالم کی وجہ سے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے؛ نیز اس کی بھی وضاحت کی ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ علی بن سالم کی کسی نے متابعت نہیں کی، ذہبیؒ اپنے مختصر میں فرماتے ہیں: کہ علی بن زید بن جدعان کے سبب اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ علامہ بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ یہ سند علی بن زید بن جدعان کے سبب یہ حدیث ضعیف ہے۔ (۱۳) ابن عدیؒ (۱۴) فرماتے ہیں: کہ میں نے ابن حماد کو کہتے سنا کہ وہ بخاری کے حوالہ سے فرماتے ہیں: کہ علی بن سالم از علی بن زید از اسرائیل والی روایت کا کوئی متابع نہیں ہے۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ سند میں مذکور علی بن سالم صرف اس حدیث سے جانے جاتے ہیں، اس کے علاوہ ان کی کوئی اور حدیث میرے علم میں نہیں ہے۔

---

۱ فضائل صدقات: ص/۳/۱۷۳۔ ۲ سنن ابن ماجہ: ۲۱۵۳۔ ۳ سنن دارمی: ۲۵۸۶۔ ۴ مسند عبد بن حمید: ۳۳۔ ۵ سنن بیہقی: ۶/۳۰۔
۶ کتاب الضعفاء: ۳/۳۳۲۔ ۷ الکامل: ۵/۱۸۲۸۔ ۸ مستدرک حاکم: ۲/۱۱۔ ۹ المقاصد الحسنة: ۳۶۱۔ ۱۰ کشف الخفاء: ۱۰۵۸۔
۱۱ تلخیص کبیر: ۳/۱۳۔ ۱۲ نصب الرایہ: ۴/۲۶۱۔ ۱۳ مجمع الزوائد: ۳/۱۰۔ ۱۴ الکامل ۵/۱۸۲۷۔

حدیث (۳۰۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے کئی غلام ہیں، جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، خیانت بھی کرتے ہیں، کہنا بھی نہیں مانتے ہیں، ان کو برا بھلا بھی کہتا ہوں اور مارتا بھی ہوں (میرا ان کا قیامت) میں کیا معاملہ رہے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت کے دن جتنی مقدار کی انھوں نے خیانت کی ہوگی اور تیری نافرمانی کی ہوگی اور جھوٹ بولا ہوگا، اس سارے مقدار کا وزن کیا جائے گا (کہ اس دن ہر چیز کا وزن ہوگا، چاہے وہ چیز جسم والی جوہر ہو یا بے جسم کی عرض ہو) اور تو نے جو سزا ان کو دی ہے، وہ بھی تولی جائیں گی، پس اگر تیری سزا اور ان کا جرم برابر رہا، تب تو نہ لینا نہ دینا اور اگر تیری سزا ان کے جرم سے وزن میں کم ہوگی، تو جتنی کمی ہوگی، وہ تجھے دی جائے گی اور اگر سزا ان کے جرم سے بڑھی ہوئی ہوگی، تو اس زیادتی کا تجھ سے بدلہ لیا جائے گا، وہ شخص افسوس کرتے ہوئے روتے ہوئے مجلس سے ہٹ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے قرآن شریف کی آیت "ونضع الموازین القسط الخ" (۱) نہیں پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قیامت کے دن ہم میزان عدل قائم کریں گے، جس میں اعمال کا وزن کریں گے اور کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور کسی کا کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا، تو ہم اس کو وہاں حاضر کریں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں)۔ (ضعیف) (۲)

تخریج

عبدالرحمن بن غزوان ابوالنوح قراد از لیث بن سعد از مالک بن انس از زہری از عروہ کے طرق سے اس روایت کی تخریج احمدؒ (۳) ترمذیؒ (۴) بیہقیؒ (۵) اور دار قطنیؒ نے کی ہے۔

حدیث (۳۱۰)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو قرض دے، پھر وہ قرض دار اس کو کوئی ہدیہ دے، یا اپنی سواری پر سفر کرے، تو نہ ہدیہ قبول کرے نہ اس کی سواری پر سوار ہو؛ البتہ اس قرض کے معاملہ سے پہلے اس قسم کا برتاؤ دونوں میں تھا تو مضائقہ نہیں۔ (ضعیف) (۶)

---

۱ سورۃ انبیاء: ۴۷ ۲ فضائل صدقات: ص/ ۴۸۵۔ ۳ مسند احمد ۶/ ۲۸۰۔
۴ سنن ترمذی: ۳۱۶۵۔ ۵ شعب الایمان: ۸۵۸۶۔ ۶ فضائل صدقات ص/ ۳۳۷۔

تخریج

ہشام بن عمار وسعید بن منصور از اسماعیل بن عیاش از عقبہ بن حمید ضبی از یحییٰ بن ابی اسحاق ھنائی کی سند سے اس حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ نے کی ہے۔(۱)

حدیث (۳۱۱)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ سخی آدمی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے، جہنم سے دور ہے اور بخیل آدمی اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، آدمیوں سے دور ہے اور جہنم سے قریب ہے۔ بیشک جاہل سخی اللہ کے نزدیک عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔ (ضعیف) (۲)

تخریج

سعید بن محمد وراق از یحییٰ بن سعید از اعرج کے طریق سے اس حدیث کی تخریج ترمذیؒ (۳) عقیلیؒ (۴) ابن حبانؒ (۵) اور ابن عدیؒ (۶) نے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: کہ یہ حدیث غریب ہے، صرف سعید بن محمد ہی سے یہ روایت کی گئی ہے، یحییٰ بن سعید سے اس حدیث کی روایت کرنے میں سعید بن محمد کی مخالفت کی گئی ہے؛ اس لئے کہ اس حدیث کو یحییٰ بن سعید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔

عقیلیؒ کہتے ہیں: کہ اس کی حدیث کی نہ یحییٰ کی روایت سے کوئی اصل ہے، نہ کسی اور کی روایت سے۔ ابن حبانؒ کہتے ہیں: کہ اگر اس حدیث کی سند کو سعید بن محمد نے محفوظ رکھا ہے، تو یہ حدیث غریب ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: کہ سعید بن محمد وراق کے تعلق سے امام ذہبیؒ (۷) کہتے ہیں: کہ ابن معینؒ نے ان کے

---

۱ سنن ابن ماجہ: ۲۴۳۲۔ ۲ فضائل صدقات: ص/۱۶۳۔ ۳ سنن ترمذی: ۱۹۶۱۔ ۴ کتاب الضعفاء: ۱۵۴۔ ۵ روضۃ العقلاء: ص/۲۳۶۔
۶ الکامل: ۲/۱۸۳۔ ۷ میزان الاعتدال: ۳۲۶۳۔

بارے میں "ليس بشيء" کہا ہے، ابن سعد اور دیگر نے انھیں ضعیف کہا ہے، امام نسائیؒ کہتے ہیں: کہ وہ ثقہ نہیں ہیں، دار قطنیؒ نے انھیں متروک قرار دیا ہے، ابن عدیؒ ان کی مختلف احادیث ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: کہ ان کی روایات سے ضعف ظاہر ہوتا ہے، ابن الجوزیؒ نے اس حدیث کو ''کتاب الموضوعات'' میں ذکر کیا ہے؛ لیکن علامہ سیوطیؒ نے (۱) ابن جوزیؒ پر نقد کیا ہے۔ ابن عراقؒ (۲) کہتے ہیں: اس حدیث کی روایت کرنے میں سعید متفرد نہیں ہیں؛ بلکہ عبدالعزیز بن ابی حازمؒ نے بھی ان کی متابعت کی ہے؛ چنانچہ ابن ابی حازمؒ کی روایت کی تخریج دیلمیؒ نے کی ہے۔

''شعب الایمان'' میں بیہقیؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کی تخریج سعید بن مسلمہ اور سعید بن سلیمان کی سند سے کی ہے اور کہا ہے کہ سعید اور تلید دونوں ضعیف ہیں، اس طرح اس حدیث کی روایت کرنے میں سعید متفرد نہیں ہیں، علاوہ ازیں سعید متہم بالکذب بھی نہیں ہیں؛ بلکہ بخاریؒ نے انھیں ضعیف کہا ہے اور ابن عدیؒ نے انھیں ثقہ کہا ہے اور ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ مجھے توقع ہے کہ یہ حدیث ترک نہ کی جائے گی، پھر یہ کہ سعید کی روایات کی تخریج امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے کی ہے، ایسے راوی کی حدیث اگر اس کا دوسرا متابع موجود ہو، تو وہ حسن بن جاتی ہے۔ سعید کی سند سے حضرت جابر ﷺ کی بھی ایک حدیث مروی ہے، جس کی تخریج امام بیہقیؒ نے کی ہے، اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی حدیث ہے، جس کی تخریج علامہ تمامؒ نے اپنے ''فوائد'' میں محمد بن زکریا الغلابیؒ کے طریق سے کی ہے۔ خطیبؒ نے ''کتاب البخلاء'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی تخریج ان الفاظ کے ساتھ کی ہے: "**السخي الجهول أحب إلى الله من العابد البخيل**" خطیبؒ نے حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ابن عبدالواحد کی سند سے ہے۔ ذہبیؒ نے ''میزان الاعتدال'' میں اسی نام کو برقرار رکھا ہے؛ لیکن خطیبؒ کی ''کتاب البخلاء'' میں غریب ابن عبدالواحد کی جگہ عنبسۃ بن عبدالواحد ہے۔

حدیث (۳۱۲)

حضرت ابوبکر ﷺ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے: کہ جنت میں نہ تو چالباز دھوکہ باز داخل ہوگا نہ بخیل نہ صدقہ کر کے احسان رکھنے والا۔ (ضعیف) (۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج فرقد سبخی از مرہ کی دو سندوں (صدقہ و ہمام) سے احمدؒ (۴) ترمذیؒ (۵) طیالسیؒ (۶) ابویعلیؒ (۷)

---

۱ اللآلی المصنوعۃ: ۲/۹۲،۹۳۔ ۲ تنزیہ الشریعۃ: ۲/۱۳۹۔ ۳ فضائل صدقات: ص/۱۶۱۔ ۴ مسند احمد: ۱/۴،۷۔
۵ سنن ترمذی: ۱۹۴۶،۱۹۶۳۔ ۶ مسند طیالسی: ۷،۸۔ ۷ مسند ابویعلی: ۹۵۔

اورمروزیؒ(۱) نے کی ہے۔

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے، پھر کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے، صدقہ اور ہمام میں سے ہمام کی روایت "لایدخل الجنة سیئ الملكة" تک آگے کے الفاظ صدقہ کی روایت میں آتے ہیں، یہ حدیث صدقہ اور فرقد کے ضعیف ہونے اور مرۃ اور ابوبکرہ کے درمیان انقطاع کے سبب ضعیف ہے۔

اس حدیث کی ایک شاہد حضرت ابوہریرہ ﷺ کی حدیث ہے، جواسی مفہوم میں ہے؛ لیکن یہ بہت ضعیف ہے۔

حدیث (۳۱۳)

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں: کہ ایک صحابی کا انتقال ہوا، تو مجمع میں سے کسی نے ان کو بظاہر حالات کے اعتبار سے جنتی بتایا، حضور ﷺ نے فرمایا: تمھیں کیا خبر ہے، ممکن ہے کبھی انھوں نے بے کار بات زبان سے نکال دی ہو، یا کبھی ایسی چیز میں بخل کیا ہو، جس سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا تھا۔ (اس کی سند منقطع ہے)(۲)

تخریج

یہ حدیث سلیمان بن عبدالجبار بغدادی از عمر بن حفص بن غیاث از والدخود از اعمش کی سند سے مروی ہے۔(۳)

درجۂ حدیث

امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے، اعمش کا انس ﷺ سے سماع ثابت نہیں۔

حدیث (۳۱۴)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو شخص حق تعالیٰ شانہ سے تھوڑی روزی پر راضی رہے، حق تعالیٰ شانہ بھی اس کی طرف سے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاتے ہیں۔ (ضعیف)(۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابوعبداللہ حافظ از ابوجعفر احمد بن عبید بن ابراہیم حافظ از ابراہیم ابن الحسین بن دیزیل

۱ مروزی: ۹۸ ۲ فضائل صدقات: ص/۱۷۵۔ ۳ سنن ترمذی: ۲۳۱۶۔ ۴ فضائل صدقات: ص/۴۲۰۔

اسحاق بن محمد فروی از سعید بن مسلم بن بانک از والد خود از علی بن حسین کی سند سے بیہقیؒ نے کی ہے۔(۱)

حدیث (۳۱۵)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ سخاوت جنت میں ایک درخت ہے، پس جو شخص سخی ہوگا، وہ اس کی ایک ٹہنی پکڑے گا، جس کے ذریعہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور بخل جہنم کا ایک درخت ہے، جو شخص شحیح (بخیل) ہوگا اس کی ایک ٹہنی پکڑ لے گا یہاں تک کہ وہ ٹہنی اس کو جہنم میں داخل کر کے رہے گی۔ (ضعیف)(۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج عمر بن شبۃ از ابی غسان محمد بن یحییٰ از عبدالعزیز بن عمران از ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ از داؤد بن الحصین از عبدالرحمٰن اعرج کے طریق سے ابن عدیؒ (۳) خطیب بغدادیؒ (۴) اور بیہقیؒ (۵) نے کی ہے۔

حدیث (۳۱۶)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کہ تین شخص ایسے ہیں کہ ان کو خفیف سمجھنے والا منافق ہی ہوسکتا ہے (نہ کہ مسلمان) وہ تین شخص یہ ہیں: ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا عالم، تیسرا منصف حاکم۔ (ضعیف)(۶)

تخریج

عبیداللہ بن زحر از علی بن زید از قاسم کی سند سے اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۷) اور شجریؒ (۸) نے کی ہے۔
اس حدیث کو عبیداللہ بن زحر کی سند سے ابن ابی الفرات نے بھی اپنے جزء میں روایت کیا ہے۔(۹)

حدیث (۳۱۷)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ مخلوق ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی عیال ہے، پس اللہ تعالیٰ کو وہ شخص بہت محبوب ہے، جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔ (ضعیف)(۱۰)

---

۱ شعب الایمان: ۲۶۲۵۔ ۲ فضائل صدقات: ص/۱۶۴۔ ۳ الکامل: ۱/۲۳۶۔ ۴ تاریخ بغداد: ۱/۲۵۳، ۲۵۴۔
۵ شعب الایمان: ۱۰۸۲۷۔ ۶ فضائل تبلیغ: ص/۲۶۔ ۷ معجم کبیر: ۸/۲۳۸ حدیث نمبر: ۷۸۱۹۔ ۸ آمالی: ۲/۲۳۰۔
۹ اللآلی المصنوعہ: ۱/۱۵۳۔ ۱۰ فضائل صدقات: ص/۲۱۲

تخریج

اس حدیث کی تخریج موسیٰ بن عمیر از حکم بن عتیبہ از ابراہیم از اسود کی سند سے امام طبرانیؒ (۱) بیہقیؒ (۲) ابونعیمؒ (۳) ابن عدیؒ (۴) ابن حبانؒ (۵) نے کی ہے۔ امام ہیثمیؒ (۶) کہتے ہیں: اس حدیث کو طبرانیؒ نے ''معجم کبیر واوسط'' میں روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی موسیٰ بن عمیر جو ابو ہارون قرشی سے مشہور ہیں متروک قرار دیئے گئے ہیں، ابن جوزیؒ (۷) کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اس کے ایک راوی موسیٰ بن عمیر کی وجہ سے یہ حدیث معلول ہو جاتی ہے، اس حدیث کی ایک شاہد حضرت انس ﷺ کی روایت ہے، جس کی ابو یعلیؒ (۸) بزارؒ (۹) (کشف الاستار) قضاعیؒ (۱۰) ابن ابی الدنیاؒ (۱۱) اور بیہقیؒ (۱۲) نے یوسف بن عطیہ از ثابت از انس ﷺ کے طریق سے کی ہے۔ علامہ ہیثمیؒ (۱۳) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو یعلیؒ اور بزارؒ نے روایت کیا ہے، اس کا ایک راوی یوسف بن عطیۃ الصفار متروک ہیں۔

حدیث (۳۱۸)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جس شخص کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مرجائے اور وہ شخص ان کی نافرمانی کرنے والا ہو، تو اگر وہ ان کے کے لیے برابر دعاء کرتا رہے اور ان کے لیے مغفرت طلب کرتا رہے، تو وہ شخص والدین کے فرمانبرداروں میں شمار ہو جائے گا۔ (ضعیف) (۱۴)

تخریج

اس حدیث کو امام بیہقیؒ (۱۵) اور ابن عدیؒ (۱۶) نے ربیع بن ثعلب از یحییٰ بن عقبہ بن ابو عیز ار از محمد بن جحادہ کی دو سندوں سے تخریج کی ہے۔ امام بیہقیؒ کہتے ہیں ابن جحادہ از انس ﷺ کی سند سے اس روایت کو یحییٰ بن عقبہ کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کیا۔ صلت بن حجاج نے ابن جحادہ از قتادہ از انس ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے۔ امام سیوطیؒ (۱۷) اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس میں ایک راوی یحییٰ بن عقبہ ضعیف ہیں، پھر ابن عدیؒ کا قول ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں

---

۱ معجم کبیر: ۱۰/ ۱۰۵، معجم اوسط: ۵/ ۲۱۰ (مجمع البحرین)۔ ۲ شعب الایمان: ۴۴۷۔ ۳ حلیۃ الاولیاء: ۴/ ۲۳۷۔ ۴ الکامل: ۶/ ۲۳۴۰۔
۵ کتاب المجروحین: ۲/ ۲۳۸۔ ۶ مجمع الزوائد: ۸/ ۱۹۱۔ ۷ العلل المتناہیہ: ۳/ ۲۸، ۲۹۔ ۸ مسند ابو یعلی: ۶/ ۶۵۔ ۹ مسند بزار: ۲/ ۳۹۸۔
۱۰ مسند الشہاب: ۲/ ۲۵۵۔ ۱۱ قضاء الحوائج: ص/ ۳۵، ۳۶۔ ۱۲ شعب الایمان: ۶/ ۳۲، ۳۳۔ ۱۳ مجمع الزوائد: ۸/ ۱۹۱۔ ۱۴ فضائل صدقات: ص/ ۲۰۵۔
۱۵ شعب الایمان: ۷۹۰۲۔ ۱۶ الکامل ۲۶۷۹، ۲۶۸۰۔ ۱۷ اللآلی المصنوعہ: ۲/ ۲۹۷۔

کہ صلت بھی ضعیف ہیں۔ عراقیؒ(۱) نے ابن عدیؒ کی روایت کے ساتھ یہ حدیث ذکر کی ہے اور کہا ہے کہ یحیٰ بن عقبہ اور صلت بن الحجاج دونوں ضعیف ہیں۔

حدیث (۳۱۹)

حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے: کہ اللہ جل شانہ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے، جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے، پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا، وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہونچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔ (ضعیف)(۲)

تخریج

اس حدیث کو امام بزارؒ(۳) نے ابوکریب از سفیان بن عیینہ از نعیم بن ضمضم از ابن حمیری کی سند سے روایت کیا ہے؛ نیز اس حدیث کو امام بخاریؒ(۴) نے ابواحمد زبیری کی سند سے روایت کیا ہے۔ علامہ ہیثمیؒ (۵) کہتے ہیں: اس حدیث کو بزارؒ نے روایت کیا ہے، اس کی سند کے ایک راوی ابن حمیری کا نام عمران ہے۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں: کہ ان کی حدیث کا کوئی متابع نہیں ہے۔ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ وہ معروف نہیں ہیں۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ابن حمیری کو ابن حبانؒ نے ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے اور ابن ابی حاتمؒ نے ان پر سکوت کیا ہے، نعیم بن ضمضم کے تعلق سے ذہبیؒ (۶) کہتے ہیں کہ بعض نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن حجرؒ (۷) کہتے ہیں کہ میں اب تک ان کے ضعف سے واقف نہیں ہوا۔

حدیث (۳۲۰)

حضرت ابوہریرہؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص میرے اوپر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے، میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے، وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ (ضعیف)(۸)

۱ تخریج الاحیاء: ۳/۲۷۴،۲۷۵۔ ۲ فضائل درود: ص/۱۷۔ ۳ مسند بزار: ۴/۲۵۴ حدیث نمبر: ۱۴۲۵۔ ۴ التاریخ الکبیر: ۳/۴۱۶۔
۵ مجمع الزوائد: ۱۰/۱۶۲۔ ۶ میزان الاعتدال: ۹۱۰۹۔ ۷ لسان المیزان: ۶/۱۶۹۔ ۸ فضائل درود: ص/۱۸۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بیہقیؒ (۱) اور عقیلیؒ (۲) نے علاء بن عمرو از ابو عبدالرحمٰن محمد بن مروان سدّی از اعمش از ابی صالح کی سند کی ہے۔

عقیلیؒ کہتے ہیں کہ اعمش کی روایت سے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے اور یہ حدیث محفوظ نہیں ہے، اس کی متابعت ان سے کم درجہ کے راوی ہی کرتے ہیں۔ ابن کثیرؒ (۳) کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند محلِ نظر ہے، ابن کثیرؒ نے اس حدیث کو سدی راوی کے سبب معلول قرار دیا ہے۔

حدیث (۳۲۱)

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ درود ہم پر اور ہمارے گھر والوں پر پڑھا کرے اور اس کا ثواب بہت بڑے پیمانے میں ناپا جائے، تو وہ ان الفاظ سے درود پڑھا کرے۔

"اللّٰهم صل علی محمد النبي الأمي وأزواجه أمهات المؤمنين وذريته وأهل بيته كما صليت على إبراهيم إنك حميد مجيد". (ضعیف)(۴)

تخریج

اس حدیث کو ابوداودؒ (۵) بیہقیؒ (۶) اور بخاریؒ (۷) نے موسیٰ بن اسماعیل از حبان بن یسار کلابی از ابو مطرف عبید اللہ بن طلحہ بن عبید اللہ بن کریز از محمد بن علی ہاشمی از نعیم کی سند سے روایت کیا ہے، سند کے راوی حبان بن یسار کے تعلق سے امام ذہبیؒ (۸) نے ابو حاتمؒ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ نہ قوی ہیں اور نہ متروک ہیں۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ ان کی روایت میں کچھ کلام ہے، ابن حبانؒ نے ان کا شمار ثقہ راویوں میں کیا ہے، بخاریؒ نے ضعیف راویوں میں ان کا شمار کیا ہے اور اشارہ کیا ہے کہ بعد میں ان کی حالت میں تبدیلی آگئی تھی۔ ذہبیؒ (۹) کہتے ہیں آخری عمر میں ان کی حالت بدل گئی۔ علامہ ذہبیؒ نے (۱۰) کہا ہے کہ ان میں تھوڑی دینداری تھی؛ لیکن ان کے قوت حافظہ میں تبدیلی آچکی تھی۔ ابن حجرؒ (۱۱) نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ

۱؎ شعب الایمان: ۲/۲۱۸ حدیث نمبر: ۱۵۸۳۔ ۲؎ کتاب الضعفاء: ۳/۱۳۶، ۱۳۷۔ ۳؎ تفسیر ابن کثیر: ۳/۵۲۳۔ ۴؎ فضائل درود: ص/۳۶۔
۵؎ سنن ابوداود: ۹۸۲۔ ۶؎ السنن الکبریٰ: ۲/۱۵۱۔ ۷؎ التاریخ الکبیر: ۳/۸۷۔ ۸؎ میزان الاعتدال: ۱۶۸۳۔
۹؎ المغنی: ۱۲۷۸۔ ۱۰؎ الکاشف: ۸۹۹۔ ۱۱؎ تقریب: ۱۰۷۹۔

صدوق ہیں، مگر مختلط ہو گئے تھے۔ ابن القیمؒ (۱) نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

حدیث (۳۲۲)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ یہ بات ظلم سے ہے کہ کسی آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (مرسل) (۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابو سعید ابن الاعراب نے اسحاق بن ابراہیم از عبد الرزاق از معمر از قتادہ کی سند سے کی ہے۔
نیز اس حدیث کی تخریج عبد الرزاقؒ (۳) نے محمد بن مسلم وابن عیینہ از عمرو بن دینار از محمد بن عمرو کی سند سے روایت کیا ہے۔ امام سخاویؒ (۴) کہتے ہیں کہ اس حدیث کی نمیریؒ نے عبد الرزاق کی سند سے دو طریقوں سے روایت کیا ہے، یہ حدیث نمیری کی جامع میں ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔
اور طبرانیؒ نے حسین بن علی کی سند سے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے۔ علامہ ہیثمیؒ (۵) کہتے ہیں: ابن قیمؒ (۶) نے کہا ہے کہ صرف اس مرسل حدیث کو ہم قابلِ استدلال نہیں سمجھتے؛ البتہ اس حدیث کے کچھ شواہد پہلے گذر چکے ہیں، جن میں حضور ﷺ کا ذکر آنے پر درود نہ پڑھنے والے کو انتہائی درجے کا بخیل قرار دیا گیا ہے اور اس کے حق میں بددعاء کی گئی ہے اور یہی تو جفا کے موجبات میں سے ہے۔

حدیث (۳۲۳)

حضرت ابو ہریرہؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص میرے اوپر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے، میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دُور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے، وہ مجھ کو پہونچا دیا جاتا ہے۔ (اس حدیث کا صرف پہلا حصہ حسن ہے دوسرا نہیں) (۷)

تخریج

اس حدیث کو امام بیہقیؒ (۸) ابن عساکرؒ (۹) اور خطیب بغدادیؒ (۱۰) نے محمد بن یونس کدیمی از عبد الملک اصمعی از محمد

---

۱ جلاء الافہام: ص/۸۸، ۸۹۔ ۲ فضائل درود: ص/۲/۷۔ ۳ مصنف: ۲/۲۱۷ حدیث نمبر: ۳۱۲۱۔ ۴ القول البدیع: ص/۱۵۲۔ ۵ مجمع الزوائد ۱۰/۱۶۴۱۔
۶ جلاء الافہام: ص/۳۱۵۔ ۷ فضائل درود: ص/۱۸۔ ۸ شعب الایمان: ۱۴۸۱۔ ۹ تاریخ دمشق: ۱۶/۱۳۹۔ ۱۰ تاریخ بغداد: ۳/۱۹۲، ۲۹۲۔

بن مروان از اعمش از ابی صالح کی سند سے روایت کیا ہے۔ ابن عراقؒ (۱) نے بھی اس حدیث کو برقرار رکھا ہے، اس حدیث کی ایک شاہد ابن مسعودؓ کی روایت ہے، جس کی نسائیؒ (۲) ابن حبانؒ (۳) اور امام احمدؒ (۴) نے تخریج کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے، اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں: "**من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى على نائيا وكل بها ملك يبلغني**" جہاں تک حدیث کے دوسرے حصہ کا تعلق ہے، تو مذکورہ شواہد اسے شامل نہیں ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ نے اس حدیث کے دوسرے حصہ کو ذکر نہیں کیا ہے، اس لحاظ سے یہ حدیث حسن ہو جاتی ہے۔

حدیث (۳۲۴)

حضرت ابو ہریرہؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر گزرنے کے وقت نور ہے اور جو شخص جمعہ کے دن اسّی (۸۰) دفعہ مجھ پر درود بھیجے، اس کے اسّی (۸۰) سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ضعیف) (۵)

تخریج

اس حدیث کو ابن شاہینؒ (۶) نے عون بن عمارہ از سکن برجمی از حجاج بن سنان از علی بن زید از سعید بن مسیّب کی سند سے روایت کیا ہے، اس حدیث کے ایک راوی حجاج بن سنان متروک ہیں، علامہ سخاویؒ (۷) کہتے ہیں کہ ابن شاہینؒ نے "الافراد" اور دیگر کتابوں میں اس حدیث کی تخریج کی ہے، اس طرح ابن بشکوالؒ نے بھی انہی کے طریق سے تخریج کی ہے۔ "الافراد" میں ابوالشیخ اور علامہ ضیاء مقدسی نے دار قطنیؒ کے طریق سے بھی تخریج کی ہے؛ نیز دیلمیؒ (۸) اور ابو نعیمؒ نے بھی اس کی تخریج کی ہے؛ لیکن اس کی سند ضعیف ہے، ازدیؒ کے نزدیک حجاج بن سنان حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں، جو ضعیف رواۃ میں سے ہیں، یہ حدیث دوسرے سلسلۂ سند سے بھی ضعیف ہے، اس حدیث کو ابو سعید نے شرف مصطفیٰ میں حضرت انسؓ کی روایت سے بھی تخریج کی ہے۔

حدیث (۳۲۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے: کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے، تو ایک فرشتہ اس

۱ تنزیہ الشریعۃ: ۱/۳۳۵۔ ۲ سنن نسائی: ۳/۴۳۔ ۳ صحیح ابن حبان: ۹۱۰۔ ۴ مسند احمد: ۱/۳۷۔
۵ فضائل درود شریف: ص/۴۰۔ ۶ الترغیب: ص/۹۳ حدیث نمبر: ۲۲۔ ۷ القول البدیع: ۱۹۸۔ ۸ مسند الفردوس: ۳۸۱۴۔

ڈرود کو لے جا کر اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے، وہاں سے ارشاد عالی ہوتا ہے کہ درود کو میرے بندہ کی قبر کے پاس لے جاؤ، یہ اس کے لئے استغفار کرے گا اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھ ٹھنڈی ہوگی۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

امام سخاویؒ (۲) کہتے ہیں کہ اس حدیث کی تخریج ابو علی بن بناء اور دیلمیؒ (۳) نے کی ہے، دیلمی کی سند میں عمر بن حبیب قاضی ضعیف ہیں، نسائی اور دیگر نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے، ابن قیمؒ (۴) نے اس حدیث کی سند یوں ذکر کی ہے: ''ابراہیم بن رشید بن مسلم از عمر بن حبیب قاضی از ہشام بن عروہ از والد خود از عائشہ رضی اللہ عنہا۔

حدیث (۳۲۶)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ جل جلالہ کی پاک بارگاہ میں عرض کیا: کہ مجھے کوئی ورد تعلیم فرما دیجئے، جس سے آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکارا کروں۔ ارشادِ خداوندی ہوا کہ ''لا الہ الا اللہ'' کہا کرو۔ انھوں نے عرض کیا: کہ اے پروردگار! یہ تو ساری دُنیا کہتی ہے۔ ارشاد ہوا کہ ''لا الہ الا اللہ'' کہا کرو، عرض کیا: میرے رب! میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں، جو مجھ ہی کو عطاء ہو۔ ارشاد ہوا: کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسری طرف ''لا الہ الا اللہ'' کو رکھ دیا جائے، تو ''لا الہ الا اللہ'' والا پلڑا جھک جائے گا۔ (ضعیف)(۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج نسائیؒ (۶) ابن حبانؒ (۷) ابو یعلیٰؒ (۸) حاکمؒ (۹) طبرانیؒ (۱۰) ابو نعیمؒ (۱۱) بغویؒ (۱۲) اور بیہقیؒ (۱۳) نے دراج از ابو ہیثم کی سند سے کی ہے، حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے، حافظ ابن حجرؒ (۱۴) نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے، ہیثمیؒ (۱۵) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو یعلیٰؒ نے روایت کیا ہے، اس کے رجال ثقہ قرار دیئے گئے ہیں اور ان میں کچھ ضعیف بھی ہیں۔

---

۱ فضائل درود: ص/۲۶۔ ۲ القول البدیع: ص/۱۲۴۔ ۳ مسند فردوس: ۶۰۲۶۔ ۴ جلاء الافہام: ص/۲۰۷، ۲۰۸۔
۵ فضائل ذکر: ص/۶۸۔ ۶ عمل الیوم واللیلۃ: ۸۳۴، ۱۱۴۱۔ ۷ صحیح ابن حبان: ۶۲۱۸۔ ۸ مسند ابو یعلی: ۱۳۹۳۔
۹ مستدرک حاکم: ۱/۵۲۸۔ ۱۰ کتاب الدعاء: ۱۴۸۰۔ ۱۱ حلیۃ الاولیاء: ۸/۳۲۷۔ ۱۲ شرح السنۃ: ۵/۵۴، ۵۵۔
۱۳ الاسماء والصفات: ۱۸۵۔ ۱۴ فتح الباری: ۱۱/۲۰۸۔ ۱۵ مجمع الزوائد: ۱۰/۸۲۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: اس حدیث کی سند کے ایک راوی دراج کے سلسلہ میں امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ ان کی احادیث درست ہیں، سوائے ان احادیث کے جو ابوھیثم از ابی سعید کی سند سے ہوں، اس سے متعلق ایک روایت حضرت جابرؓ سے مروی ہے، جس کی تخریج ابن حبانؒ (۱) نے کی ہے، ایک روایت طلحہ بن عبیداللہ بن کریز کی مرسلاً مروی ہے، جس کی تخریج امام مالکؒ (۲) نے کی ہے؛ نیز ایک روایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے ہے؛ لیکن اس کے ایک راوی حماد بن ابی حمید کے تعلق سے ترمذیؒ کہتے ہیں کہ وہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

حدیث (۳۲۷)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ ''لا الہ الا اللہ'' سے نہ تو کوئی عمل بڑھ سکتا ہے اور نہ یہ کلمہ کسی گناہ کو چھوڑ سکتا ہے۔ (ضعیف) (۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ (۴) نے ابراہیم منذر حزامی از زکریا ابن منظور از محمد بن عقبہ کی سند سے کی ہے۔ بوصیریؒ (۵) کہتے ہیں: اس سند میں زکریا بن منظور ضعیف ہیں۔

حدیث (۳۲۸)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کہ کیا تجھے دین کی نہایت تقویت دینے والی چیز نہ بتاؤں، جس سے تو دین و دُنیا دونوں کی فلاح کو پہونچے، اور وہ یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں کی مجلس کو لازم پکڑ اور جب تو تنہا ہوا کرے، تو اپنے کو اللہ کی یاد سے رطب اللسان رکھا کرو۔ (ضعیف) (۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام بیہقیؒ (۷) اور ابونعیمؒ (۸) نے عباس بن ولید از والد خود از عثمان بن عطاء از والد خود از حسن

۱ صحیح ابن حبان: ۸۳۶۔ ۲ مؤطا امام مالک: ۱/۲۱۳، ۲۱۵۔ ۳ فضائل ذکر، ص/۱۰۹۔ ۴ ابن ماجہ: ۳۷۹۷۔
۵ الزوائد: ۴/۱۲۹۔ ۶ فضائل تبلیغ، ص/۲۸۔ ۷ شعب الایمان: ۹۰۲۳۔ ۸ حلیۃ الاولیاء: ۱/۳۶۶۔

کے دوطرق سے کی ہے۔ابونعیمؒ کہتے ہیں کہ علی بن ہاشم نے عثمان بن عطاء از والد خود از ابورزین کی سند سے حسن راوی کے بغیر اس مفہوم کی حدیث کو روایت کیا ہے، اس حدیث کو بدرانؒ (۱) نے بھی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں عثمان بن عطاء خراسانی ہیں، جس کو محدثین کی ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے، دحیمؒ کہتے ہیں کہ ان میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ابوحاتمؒ کہتے ہیں: ان کی حدیث لکھی جائے گی۔

حدیث (۳۲۹)

حضور ﷺ نے ارشادفرمایا ہے: کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو، یعنی تازہ کرتے رہا کرو، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ایمان کی تجدید کس طرح کیا کریں؟ فرمایا: کہ "لا الٰہ الا اللہ" کو کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔ (ضعیف) (۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) عبد بن حمیدؒ (۴) طیالسیؒ (۵) بزارؒ (۶) اور حاکمؒ (۷) نے سلیمان بن داؤد از صدقہ بن موسیٰ سلمی دقیقی از محمد بن واسع از شتیر بن نہار کی سند سے کی ہے، حاکمؒ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے؛ لیکن علامہ ذہبیؒ نے حاکمؒ پر نقد کرتے ہوئے کہا کہ اس حدیث کے راوی صدقہ کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ہیثمیؒ (۸) کہتے ہیں: اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند جید ہے، اس حدیث کی سند میں ایک راوی شتیر بن نہار ہیں، جنھیں ابن حبانؒ نے ثقہ قرار دیا ہے۔

حدیث (۳۳۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: جو شخص یہ دعاء کرے "جزی اللّٰہ عنا محمداً ما هو أهله" (اللہ جل شانہ جزادے محمد ﷺ کو ہم لوگوں کی طرف سے جس بدلہ کے وہ مستحق ہیں) تو اس کا ثواب ستر فرشتوں کو ایک ہزار برس تک مشقت میں ڈالے گا۔ (ضعیف) (۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۱۰) نے احمد بن رشدین از ہانی ابن متوکل اسکندرانی از معاویہ بن صالح از جعفر بن محمد

۱۔ تہذیب تاریخ دمشق: ۴/۲۳۴۔ ۲۔ فضائل ذکر: ص/۷۴۔ ۳۔ مسند احمد: ۲/۳۵۹۔ ۴۔ مسند عبد بن حمید: ۱۴۲۴۔
۵۔ مسند طیالسی: ۲۵۸۶۔ ۶۔ مسند بزار: ۲۶۴۔ ۷۔ مستدرک حاکم: ۴/۲۵۶۔ ۸۔ مجمع الزوائد: ۱/۵۲۔
۹۔ فضائل درود: ص/۴۳۔ ۱۰۔ معجم کبیر: ۱۱/۲۰۶ حدیث نمبر: ۱۱۵۰۹، معجم اوسط: ۸/۲۷ حدیث نمبر: ۳۶۵۲۔

ازعکرمہ کی سند سے کیا ہے۔ ہیثمیؒ (۱) کہتے ہیں: اس حدیث کو طبرانیؒ نے "معجم کبیر" و"معجم اوسط" میں روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی ھانی ابن متوکل ضعیف ہیں۔

حدیث (۳۳۱)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو، تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔ (ضعیف) (۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۳) نے محمد بن علی احمر ناقد از عمر بن موسیٰ حادی از ابو ہلال از جابر الوازع از ابی بردہ کی سند سے کی ہے۔ طبرانیؒ کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ سے صرف اسی سند سے روایت کی گئی ہے، اس حدیث کی روایت کرنے میں عمر متفرد ہیں۔ ہیثمیؒ (۴) کہتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔

حدیث (۳۳۲)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو تم میں سے عاجز ہو، راتوں کو محنت کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کیا جاتا ہو (یعنی نفلی صدقات) اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو، اس کو چاہئے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔ (ضعیف) (۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۶) بزارؒ (۷) (کشف) اور بیہقیؒ (۸) نے ابو یحییٰ قتات از مجاہد کے طریق سے کی ہے۔ ہیثمیؒ (۹) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی اور بزار رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے، اس حدیث کے راوی ابو یحییٰ قتات کو بعض نے ثقہ قرار دیا ہے؛ لیکن جمہور محدثین انھیں ضعیف قرار دیتے ہیں اور مسند بزار کے بقیہ رجال صحیح کے رجال ہیں۔

---

۱ مجمع الزوائد: ۱۰/۱۶۳۔ ۲ فضائل ذکر: ص/۲۲۔ ۳ معجم اوسط: ۷/۳۱۸ حدیث نمبر: ۳۵۱۹ (مجمع بحرین)۔
۴ مجمع الزوائد: ۱۰/۷۴۔ ۵ فضائل ذکر: ص/۳۶۔ ۶ معجم طبرانی: ۱۱/۸۴ حدیث نمبر: ۱۱۱۲۱۔ ۷ مسند بزار: ۱/۲۸۹۔
۸ شعب الایمان: ۱/۲۹۱ حدیث نمبر: ۵۰۸۔ ۹ مجمع الزوائد: ۱۰/۷۴۔

حدیث (۳۳۳)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ عرش کے سامنے نور کا ایک ستون ہے، جب کوئی شخص ''لا الہ الا اللہ'' کہتا ہے، تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے، اللہ کا ارشاد ہوتا ہے: کہ ٹھہر جاؤ، وہ عرض کرتا ہے: کیسے ٹھہروں؟ حالانکہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کی ابھی مغفرت نہیں ہوئی۔ ارشاد ہوتا ہے: کہ اچھا میں نے اس کی مغفرت کردی، تو وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بزارؒ (۲) نے سلمہ بن شبیب از عبداللہ بن ابراہیم بن ابی عمرو از عبداللہ بن ابی بکر از صفوان بن سلیم از سلیمان بن یسار کی سند سے کی ہے۔ ھیثمیؒ (۳) کہتے ہیں: اس حدیث کو بزار نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن ابراہیم بن ابی عمرو بہت ضعیف ہیں۔ کنانیؒ (۴) کہتے ہیں: اس حدیث کو ابوعمر ابن حیویہ نے اپنے جزء میں ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن ابراہیم غفاری ہیں، اس طرح کی ایک حدیث یحیٰی بن ابی انیسہ از ہشام از حسن از انس و یحیٰی کی سند سے مروی ہے۔ ابن ابی انیسہ پر ان کے بھائی زید نے کذب کی تہمت لگائی ہے۔ امام سیوطیؒ کہتے ہیں: اس حدیث کو خطیبؒ نے ''تاریخ بغداد'' میں نہشل از ابن عباس کی سند سے موقوفاً روایت کیا ہے۔ دیلمیؒ نے حضرت انسؓ کی روایت سے اس کی تخریج کی ہے، ختلیؒ نے ''الدیباج'' میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی مفہوم کی حدیث کی تخریج کی ہے۔

حدیث (۳۳۴)

عبداللہ بن ابی اوفیؓ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص ''لا إله إلا الله وحده لاشريك له أحدا صمدا لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا أحد'' پڑھے، اس کے لئے بیس (۲۰) لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (ضعیف)(۵)

۱ فضائل ذکر: ص/۷۷۔ ۲ مسند بزار: ۳/۶ حدیث نمبر: ۳۰۶۶۔ ۳ مجمع الزوائد: ۱۰/۸۲۔ ۴ تنزیہ الشریعۃ: ۲/۳۱۹۔
۵ فضائل ذکر: ص/۱۰۵۔

تخریج

ھیثمیؒ (۱) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانیؒ نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی، نائد ابوالورقاء متروک ہیں۔

حدیث (۳۳۵)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو شخص "أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له واحدا أحدا صمدا لم يتخذ صاحبة ولا ولدا ولم يكن له كفوا أحد" کو دس مرتبہ پڑھے گا، چالیس ہزار نیکیاں اس کے لئے لکھی جائیں گی۔ (ضعیف) (۲)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۳) امام ترمذیؒ (۴) طبرانیؒ (۵) ابن عدیؒ (۶) ابونعیمؒ (۷) نے لیث بن سعد از خلیل بن مرہ از ازہر کے دو طریقوں سے کی ہے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، جسے ہم اسی طریق سے جانتے ہیں۔ محدثین کے نزدیک خلیل بن مرہ قوی نہیں ہیں۔ محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ خلیل بن مرہ منکر الحدیث ہیں۔

حدیث (۳۳۶)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کہ جو شخص سو مرتبہ "لا الہ الا اللہ" پڑھا کرے، حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن اس کو ایسا روشن چہرہ والا اُٹھائیں گے؛ جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور جس دن یہ تسبیح پڑھے، اس دن اس سے افضل عمل والا وہی شخص ہوسکتا ہے، جو اس سے زیادہ پڑھے۔ (ضعیف) (۸)

تخریج

ھیثمیؒ (۹) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانیؒ نے روایت کیا ہے، اس کے ایک راوی عبدالوہاب بن ضحاک متروک ہیں، اس حدیث کی شاہد حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے۔

---

۱ مجمع الزوائد: ۱۰/۸۵ حدیث نمبر: ۱۶۸۲۷۔ ۲ فضائل ذکر: ص/۱۰۵۔ ۳ مسند احمد: ۴/۱۰۳۔ ۴ ترمذی: ۳۴۷۳۔ ۵ معجم کبیر: ۱۲۷۸۔
۶ الکامل: ۳/۹۲۸۔ ۷ معرفۃ الصحابۃ: ۱۲۷۰۔ ۸ فضائل ذکر: ص/۱۰۷۔ ۹ مجمع الزوائد: ۱۰/۸۶ حدیث نمبر: ۱۶۸۳۰۔

حدیث (۳۳۷)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ مجھے حق تعالیٰ شانہ نے یہ وحی نہیں بھیجی کہ میں تاجر بنوں اور مال جمع کروں؛ بلکہ یہ وحی بھیجی ہے کہ (اے محمد (ﷺ)) تم اپنے پروردگار کی تسبیح اور تحمید کرتے رہو اور نمازیں پڑھنے والوں میں رہو اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ (اس حالت) میں تم کو موت آ جائے۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بغویؒ (۲) نے مطہر بن علی از محمد بن ابراہیم صالحانی از عبداللہ بن محمد بن جعفر از امیہ بن محمد صواف بصری از محمد بن یحییٰ ازدی از والدِ خود وابی الہیثم بن خارجہ از اسماعیل بن عیاش از شرحبیل بن مسلم از ابی مسلم کی سند سے کی ہے۔

ابونعیمؒ (۳) نے بغیر سند کے مرسلاً جبیر ابن نفیر سے روایت کی ہے، اس کی سند مرسل ہے، شرحبیل مختلف فیہ راوی ہے۔

حدیث (۳۳۸)

حضرت ابوذرؓ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ تمام چیزوں کی جڑ ہے اور قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام کر کہ اس سے آسمانوں میں تیرا ذکر ہوگا اور زمین میں نور کا سبب بنے گا، اکثر اوقات چپ رہا کرو کہ بھلائی کے علاوہ کوئی کلام نہ ہو، یہ بات شیطان کو دور کرتی ہے اور دینی کاموں میں مددگار رہوتی ہے، زیادہ ہنسی سے بھی بچنا کہ اس سے دل مرجاتا ہے اور چہرہ کا نور جاتا رہتا ہے، جہاد کرتے رہنا کہ میری اُمّت کی فقیری یہی ہے۔ مسکینوں سے محبت رکھنا، ان کے پاس اکثر بیٹھتے رہنا اور ان سے کم حیثیت لوگوں پر نگاہ رکھنا اور اپنے سے اونچے لوگوں پر نگاہ نہ کرنا کہ اس سے اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری پیدا ہوتی ہے، جو اللہ نے تجھے عطاء فرمائی ہیں، قرابت والوں سے تعلقات جوڑنے کی فکر رکھنا؛ اگرچہ وہ تجھ سے تعلقات توڑیں، حق بات کہنے میں تردد نہ کرنا گو کسی کو کڑوی لگے، اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا، تجھے اپنی عیب بینی دوسروں کے عیوب پر نظر نہ کرنے دے اور جس عیب میں تو خود مبتلا ہو، اس میں دوسرے پر غصہ نہ کرنا۔ ابوذر (ﷺ)! حسنِ تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقلمندی نہیں اور ناجائز اُمور سے بچنا بہترین پرہیزگاری ہے اور خوش خلقی کے برابر کوئی شرافت نہیں۔ (ضعیف)(۴)

۱؎ فضائل صدقات: ص/۴۲۲۔ ۲؎ شرح السنۃ: ۱۴/ ۲۳۷ حدیث نمبر: ۴۰۳۶۔ ۳؎ حلیۃ الاولیاء: ۲/ ۱۳۱۔ ۴؎ فضائل ذکر: ص/۴۴۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن حبانؒ (۱) اور ابونعیمؒ (۲) نے ابراہیم بن ہشام بن یحییٰ بن یحییٰ غسانی از والدخود از جدخود از ابو ادریس کی سند سے کی ہے۔ حدیث میں "أوصيك بتقوى الله" سے اخیر تک کی تخریج طبرانیؒ (۳) نے احمد بن انس بن مالک از ابراہیم بن ہشام کی سند سے کی ہے ہیثمیؒ (۴) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانیؒ نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن ہشام بن یحییٰ غسانی ہیں جنھیں ابن حبانؒ نے ثقہ قرار دیا ہے اور ابوحاتم اور ابوزرعہ ضعیف کہتے ہیں۔

حدیث (۳۳۹)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ شانہ کا ذکر کرتے ہیں، جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ جنت کے اعلیٰ درجوں میں ان کو پہونچا دیتا ہے۔ (ضعیف) (۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن حبانؒ (۶) اور ابویعلیٰؒ (۷) نے دراج ابوسمح مصری از ابوھیثم کے دو طریق سے کی ہے، علامہ ھیثمیؒ (۸) کہتے ہیں کہ: اس حدیث کی روایت ابویعلیٰؒ نے کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

حدیث (۳۴۰)

حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں: کہ "لا الہ الا اللہ" اور استغفار کو بہت کثرت سے پڑھا کرو، شیطان کہتا ہے کہ اس نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انھوں نے مجھے استغفار سے ہلاک کیا جب میں نے دیکھا کہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا، تو میں نے ان کو ہوائے نفس (یعنی بدعات) سے ہلاک کیا اور وہ اپنے کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔ (ضعیف) (۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابویعلیٰؒ (۱۰) نے محرز بن عون از عثمان بن مطر از عبدالغفور از ابی نصیرہ از ابی رجاء کی سند سے کی

۱ صحیح ابن حبان: ۳۶۱۔ ۲ حلیۃ الاولیاء: ۱/۱۶۶، ۱۶۸۔ ۳ معجم کبیر: ۱۶۵۱ ۴ مجمع الزوائد: ۴/۲۱۶۔
۵ فضائل ذکر: ص/۲۰۔ ۶ صحیح ابن حبان: ۳/۱۲۳۔ ۷ مسند ابویعلیٰ: ۲/۳۵۹۔ ۸ مجمع الزوائد: ۱۰/۷۸۔
۹ فضائل ذکر: ص/۸۷۔ ۱۰ مسند ابویعلیٰ: ۱/۱۲۳۔

ہے، اس کے ایک راوی عثمان بن مطر ضعیف ہیں۔ امام ذہبیؒ (۱) کہتے ہیں کہ انھیں ابوداؤدؒ نے ضعیف بتایا ہے۔ بخاریؒ کہتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہیں۔ نسائیؒ نے بھی انھیں ضعیف کہا ہے۔ ذہبیؒ (۲) کہتے ہیں کہ محدثین نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے، ان کی روایت کی ابن ماجہؒ نے بھی تخریج کی ہے۔

حدیث (۳۴۱)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں، دوسری حدیث میں ہے کہ ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریا کار کہنے لگیں۔ (ضعیف) (۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۴) ابن حبانؒ (۵) ابن السنیؒ (۶) حاکمؒ (۷) بیہقیؒ (۸) ابن عساکرؒ (۹) اور ابن عدیؒ (۱۰) نے ابن وہب از عمرو بن الحارث از دراج ابو السمح از ابو الہیثم کی سند سے کی ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ ذہبیؒ کی مطبوعہ تلخیص سے یہ حدیث رہ گئی ہے، صحیح یہ ہے کہ علامہ ذہبیؒ اس حدیث کو صحیح قرار دینے میں حاکم کی موافقت نہیں کرتے ہیں؛ اس لئے کہ ذہبیؒ نے اس حدیث کے علاوہ دراج کی دیگر احادیث میں ان پر تنقید کی ہے، چنانچہ دراج کے سلسلہ میں ذہبیؒ کہتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ منکر احادیث روایت کرتے ہیں۔ ''میزان الاعتدال'' میں ذہبیؒ نے ان کی بہت سی منکر احادیث ذکر کی ہیں اور اس حدیث کو بھی انہی میں شامل کیا ہے۔ ہیثمیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمدؒ اور ابو یعلیٰؒ نے روایت کیا ہے، اس میں ایک راوی دراج کو کئی حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، احمدؒ کی دو سندوں میں سے ایک کے بقیہ رجال ثقہ ہیں۔ (۱۱) اس حدیث کی تخریج احمدؒ (۱۲) ابو یعلیٰؒ (۱۳) اور عبد بن حمیدؒ (۱۴) نے حسن بن موسیٰ از ابن لہیعہ از دراج کی سند سے کی ہے۔

حدیث (۳۴۲)

دسویں سال میں جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو کافروں کو اور بھی ہر طرح کھلے مہار اسلام سے روکنے اور مسلمانوں کو تکلیف پہونچانے کا موقع ملا، حضور اقدس ﷺ اس خیال سے طائف تشریف لے گئے کہ وہاں قبیلہ ثقیف کی بڑی جماعت

---

۱ میزان الاعتدال: ۵۵۶۴۔ ۲ المغنی: ۲۰۶۲۔ ۳ فضائل ذکر: ص/۳۷۔ ۴ مسند احمد: ۳/۶۸۔ ۵ صحیح ابن حبان: ۸۱۷۔
۶ عمل الیوم واللیلۃ: ۴۔ ۷ مستدرک حاکم: ۱/۴۹۹۔ ۸ شعب الایمان: ۵۲۶۔ ۹ تاریخ ابن عساکر: ۶/۲۹۲۔
۱۰ الکامل: ۳/۹۸۰۔ ۱۱ مجمع الزوائد: ۱۰/۷۶،۷۵۶۔ ۱۲ مسند احمد: ۳/۷۱۔ ۱۳ مسند ابو یعلیٰ ۱۳۷۶۔ ۱۴ مسند عبد بن حمید: ۹۲۵۔

ہے، اگر وہ قبیلہ مسلمان ہو جائے تو مسلمانوں کو ان تکلیفوں سے نجات ملے اور دین کے پھیلنے کی بنیاد پڑ جائے؛ لیکن وہاں کے لوگوں نے آپ ﷺ کی دعوت قبول نہ کی اور آپ ﷺ کے ساتھ سختی سے پیش آئے۔ حضور ﷺ جب ان سے بالکل مایوس ہو کر واپس ہونے لگے، تو ان لوگوں نے شہر کے لڑکوں کو پیچھے لگا دیا کہ آپ ﷺ کا مذاق اُڑائیں، پتھر ماریں حتیٰ کہ آپ ﷺ کے دونوں جوتے خون کے جاری ہونے سے رنگین ہوگئے۔ حضور اقدس ﷺ اس حالت میں واپس ہوئے، جب راستہ میں ایک جگہ ان شریروں سے اطمینان ہوا تو حضور ﷺ نے یہ دعاء مانگی۔

اے اللہ! تجھی سے شکایت کرتا ہوں میں اپنی کمزوری اور بیکسی کی اور لوگوں میں ذلت و رسوائی کی۔ اے ارحم الراحمین! تو ہی ضعفاء کا رب ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے تو مجھے کس کے حوالہ کرتا ہے، کسی اجنبی بیگانہ کے، جو مجھے دیکھ کر ترش رو ہوتا ہے اور منہ چڑاتا ہے، یا کہ کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا ہے۔ اے اللہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے، تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے، تیری حفاظت مجھے کافی ہے۔ میں تیرے چہرہ کے اس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہوگئیں اور جس سے دنیا و آخرت کے سارے کام درست ہو جاتے ہیں، اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو، یا تو مجھ سے ناراض ہو، تیری ناراضگی کا اس وقت تک دُور کرنا ضروری ہے جب تک تو راضی نہ ہو، نہ تیرے سوا کوئی طاقت ہے نہ قوت۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۲) نے اپنی سند وہب بن جریر از والدخود از محمد بن اسحاق از ہشام بن عروہ از والدخود از عبداللہ بن جعفر کی سند سے کی ہے۔ ہیثمیؒ (۳) کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند کے ایک راوی ابن اسحاق مدلس ثقہ ہیں اور بقیہ رجال ثقہ ہیں، اس روایت کو ابن اسحاق نے بطریق عنعنہ نقل کیا ہے۔ علامہ متقیؒ (۴) نے اس حدیث کو ابن عدیؒ اور ابن عساکرؒ کی جانب منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ابو صالح قاسم بن لیث رسعنی کی حدیث ہے، ہم نے ان کے علاوہ کسی کو یہ حدیث بیان کرتے نہیں سنا اور نہ اس حدیث کو ہم نے ان کے علاوہ کسی اور سے لکھا ہے، اس حدیث کو ابن ہشام (۵) طبریؒ (۶) اور ابن کثیرؒ (۷) نے بھی ذکر کیا ہے۔

حدیث (۳۴۳)

۱ حکایات صحابہ: ص/۱۰۔ ۲ معجم کبیر: ۲۵/۳۴۶۔ ۳ مجمع الزوائد: ۶/۳۵۔ ۴ کنز العمال: ۵۱۲۰۔
۵ سیرت ابن ہشام: ۲/۶۰، ۶۱۔ ۶ تاریخ طبری: ۲/۳۴۴، ۳۴۵۔ ۷ تاریخ ابن کثیر: ۳/۱۳۶۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: کہ حضور اقدس ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ بہترین اعمال میں سے کون سا عمل ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "حال مرتحل"، لوگوں نے پوچھا کہ حال مرتحل کیا چیز ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ وہ صاحبِ قرآن ہے، جو اوّل سے چلے حتیٰ کہ اخیر تک پہونچے، پھر اوّل سے چلے اور اخیر تک پہونچے۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام ترمذیؒ (۲) طبرانیؒ (۳) اور حاکمؒ (۴) نے صالح مری از قتادہ از زرارہ بن اوفی کی سند سے کی ہے، ترمذیؒ نے کہا یہ غریب حدیث ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو اس طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے ہم نہیں جانتے؛ نیز اس کی سند قوی نہیں ہے، حاکمؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی روایت کرنے میں صالح مری متفرد ہیں، صالح مری اہلِ بصرہ کے زہاد میں سے ہیں؛ لیکن شیخین نے ان کی تخریج نہیں کی، علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ صالح مری صالح اور متروک ہیں۔

حدیث (۳۴۴)

ابوسعیدؓ سے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد منقول ہے: کہ حق سبحانہ وتقدس کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی، میں اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطاء کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے؛ جیسی کہ خود حق تعالیٰ شانہ کو تمام مخلوقات پر۔ (ضعیف) (۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج دارمیؒ (۶) ترمذیؒ (۷) ابن کثیرؒ (۸) ابونعیمؒ (۹) عقیلیؒ (۱۰) ابوالفضل عبدالرحمن بن احمد بن الحسن الرازیؒ (۱۱) ابن حبانؒ (۱۲) اور بیہقیؒ (۱۳) نے محمد بن الحسن ہمدانی از عمرو بن قیس از عطیہ کی سند سے کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ (۱۴) کہتے ہیں: عطیہ عوفی کے علاوہ اس کے سب رجال ثقہ ہیں، عوفی میں ضعف ہے۔ ابن ابی حاتمؒ (۱۵) نے اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا: تو انھوں نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے، اس کے ایک راوی محمد بن الحسن قوی نہیں ہیں۔

۱ فضائل قرآن ص/۵۴۔ ۲ سنن ترمذی: ۲۹۴۸۔ ۳ معجم طبرانی: ۱۲۷۸۳۔ ۴ مستدرک حاکم: ۲۱۳۴، ۲۱۳۵۔
۵ فضائل قرآن ص/۸۔ ۶ سنن دارمی: ۳۳۵۹۔ ۷ سنن ترمذی: ۲۹۲۷۔ ۸ فضائل القرآن: ص/۴۴، ۲۷۔
۹ حلیۃ الاولیاء: ۵/۱۰۶۔ ۱۰ کتاب الضعفاء: ۴/۴۹۔ ۱۱ فضائل القرآن وتلاوتہ: ص/۷۶۔ ۱۲ کتاب المجروحین: ۲/۲۷۷۔
۱۳ الاسماء والصفات: ۲۳۸، الاعتقاد: ص/۶۲، شعب الایمان: ۲۰۱۵۔ ۱۴ فتح الباری: ۹/۶۶۔ ۱۵ کتاب العلل: ۲/۸۲۔

ذہبیؒ(۱) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے حسن قرار دیا ہے؛ لیکن انھوں نے اچھا نہیں کیا۔

اس حدیث کی شاہد حضرت عمر بن الخطاب ﷜ کی روایت ہے، جس کی تخریج یحییٰ ابن عبدالحمید حمانی نے اپنی مسند میں کی ہے، اس کی سند میں صفوان بن ابی صہباء مختلف فیہ راوی ہیں، اس کی صراحت حافظ ابن حجرؒ (۲) نے کی ہے، دوسری شاہد حضرت حذیفہ﷜ کی روایت ہے، جس کی تخریج ابونعیمؒ (۳) نے کی ہے۔

حدیث (۳۴۵)

حضرت علی﷜ نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: جس شخص نے قرآن پڑھا، پھر اس کو حفظ یاد کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام، حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرمادیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے، جن کے لئے جہنم واجب ہوچکی ہوگی۔ (ضعیف) (۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ترمذیؒ (۵) ابن ماجہؒ (۶) عبداللہ بن احمدؒ (۷) ابن عدیؒ (۸) اور ابونعیمؒ (۹) نے حفص بن سلیمان ابی عمر القاری از کثیر بن زاذان از عاصم بن ضمرہ کی سند سے کی ہے۔ ترمذیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے، اسی طریق سے ہم جانتے ہیں اس کی سند صحیح نہیں ہے، حفص بن سلیمان فن حدیث میں ضعیف قرار دیئے گئے ہیں۔

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ابن ماجہ کی سند میں ایک راوی احمد عمرو بن عثمان بھی ضعیف ہیں، حافظ ابن حجرؒ کے بقول کثیر بن زاذان بھی مجہول ہیں۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ اس سند میں حفص بن سلیمان از کثیر بن زاذان سے روایت کررہے ہیں، کثیر بن زاذان سے حفص کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی حدیث بیان کی ہے، اس وضاحت کے بعد ابن عدیؒ نے حدیث نقل کی ہے۔

حدیث (۳۴۶)

معاذ جہنی﷜ نے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے، تو اس کے

۱ میزان الاعتدال: ۳/۵۱۵۔ ۲ فتح الباری: ۹/۶۶۔ ۳ حلیۃ الاولیاء: ۷/۳۱۳۔ ۴ فضائل قرآن: ص/۲۳۔ ۵ سنن ترمذی: ۲۹۰۵۔
۶ سنن ابن ماجہ: ۲۱۶۔ ۷ کتاب السنۃ: ۱/۱۳۸، ۱۳۹۔ ۸ الکامل: ۲/۷۸۸۔ ۹ اخبار اصبہان: ۱/۲۵۵۔

والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جاوے گا، جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ تیز ہوگی، اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو، پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے متعلق جو خود عامل ہے۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۲) اور طبرانیؒ (۳) نے زبان بن فائد از سہل کی سند سے کی ہے۔ ھیثمیؒ (۴) کہتے ہیں کہ ابوداوٗدؒ (۵) نے اس حدیث کے کچھ حصہ کی روایت کی ہے اور احمدؒ نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے، اس کی سند میں زبان بن فائد راوی ضعیف ہیں، منذریؒ کہتے ہیں کہ سہل بن معاذ اور زبان بن فائد دونوں ضعیف ہیں۔

حدیث (۳۴۷)

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک آیت کلام اللہ کی سنے اس کے لئے دو چند نیکی لکھی جاتی ہے اور جو تلاوت کرے، اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔ (ضعیف)(۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۷) نے ابو سعید موالی بنی ہاشم از عباد بن میسرہ از حسن بصری کی سند سے کی ہے، عباد بن میسرہ منقری لین الحدیث ہیں، نسائی اور ترمذی نے بھی اپنی کتابوں میں ان کی احادیث روایت کی ہیں۔ حسن بصریؒ کا ابو ہریرہؓ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ بیہقیؒ (۸) اور بغویؒ (۹) نے اسماعیل بن عیاش از لیث بن ابی سلیم از مجاہد از ابی ہریرہؓ کی سند سے تخریج کی ہے، لیث بن ابی سلیم ضعیف ہیں، جہاں تک اسماعیل بن عیاش کی بات ہے، تو ان کی ان روایتوں میں جو وہ اپنے شہر کے علاوہ لوگوں سے کرتے ہیں تخلیط ہے اور یہ حمصی ہیں اور لیث کوفی ہیں۔

حدیث (۳۴۸)

حضرت ابن مسعودؓ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن مسعودؓ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورہ کو پڑھیں۔ (ضعیف)(۱۰)

---

۱ فضائل قرآن: ص/۲۰۔ ۲ مسند احمد: ۳/۴۴۰۔ ۳ معجم کبیر: ۲۰/۴۴۵۔ ۴ مجمع الزوائد: ۷/۱۶۱، ۱۶۲۔ ۵ سنن ابوداود: ۱۴۵۳۔
۶ فضائل قرآن: ص/۴۲۔ ۷ مسند احمد: ۲/۳۴۱۔ ۸ شعب الایمان: ۷/۱۹۸۱۔ ۹ معالم التنزیل: ۱/۳۴۔ ۱۰ فضائل قرآن: ص/۵۲۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج حارث ابن ابی اسامہؒ (۱) ابن السنیؒ (۲) ابن بشرانؒ (۳) اور بیہقیؒ (۴) نے ابوشجاع از ابی ظبیہ کی سند سے کی ہے، سیوطیؒ (۵) نے اس حدیث کے ضعف کا اشارہ دیا ہے، علامہ مناویؒ (۶) کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ابو شجاع کو ذہبیؒ نے غیر معروف قرار دیا ہے، پھر اس کے بعد ان کی یہ حدیث ذکر کی ہے جو ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔

حدیث (۳۴۹)

بریدہؓ نے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے؛ تاکہ اس کی وجہ سے کھاوے لوگوں سے۔ قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ محض ہڈی ہوگا، جس پر گوشت نہ ہوگا۔ (ضعیف) (۷)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بیہقیؒ (۸) اور ابن جوزیؒ (۹) نے علی بن قادم از سفیان ثوری از علقمہ بن مرثد از سلیمان کے دو طرق سے کی ہے، ابن جوزیؒ نے کہا کہ حضور ﷺ سے یہ حدیث صحیح طور سے ثابت نہیں ہے؛ البتہ اس مفہوم کی حدیث حسن بصریؒ سے منقول ہے۔ ابوحاتم اور ابن حبان رحمہما اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ابن جوزیؒ کہتے ہیں کہ اس کی سند کے راوی علی بن قادم کو یحییٰ بن معینؒ نے ضعیف قرار دیا ہے اور احمد بن ہیثم کو دارقطنیؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ سیوطیؒ (۱۰) نے اس حدیث کے حسن ہونے کا اشارہ دیا ہے؛ لیکن مناویؒ (۱۱) نے اس پر ابن جوزیؒ کا تعاقب ذکر کیا ہے، اس حدیث کو ابن ابی شیبہؒ (۱۲) اور ابو نعیمؒ (۱۳) نے زاذان سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

حدیث (۳۵۰)

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ: مجھے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد پہونچا ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو شروع دن میں پڑھے، اس کی تمام دن کی حوائج پوری کی جائیں گی۔ (اس کی سند ضعیف اور مرسل ہے)۔ (۱۴)

---

۱ مسند حارث بن ابی اسامہ: ۷۸ا۔ ۲ عمل الیوم واللیلۃ: ۶۷۴۔ ۳ الامالی: ۲۰/۳۸۱۔ ۴ شعب الایمان: ۲۳۹۸۔
۵ الجامع الصغیر: ۹۳۲۷۔ ۶ فیض القدیر: ۶/۲۰۱۔ ۷ فضائل قرآن: ص/۵۶۔ ۸ شعب الایمان: ۲/۵۳۲،۵۳۳۔
۹ العلل المتناھیۃ: ۱/۱۱۰ حدیث نمبر: ۱۵۹۔ ۱۰ الجامع الصغیر: ۸۹۲۲۔ ۱۱ فیض القدیر: ۶/۱۹۶۔ ۱۲ مصنف: ۱۰/۴۷۹۔
۱۳ حلیۃ الاولیاء: ۴/۱۹۹۔ ۱۴ فضائل قرآن: ص/۵۱۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج دارمیؒ (۱) نے ولید بن شجاع از والدخود از زیاد بن خیثمہ از محمد بن جحادہ کی سند سے کی ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: شاید محمد بن جحادہ کو حدیث پہونچانے والے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں؛ چونکہ محمد بن جحادہ ابن عباس سے روایت کرنے میں مشہور ہیں، اس باب کی ایک روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، جس کی تخریج دارمیؒ (۲) اور طبرانیؒ (۳) نے حسن سے دو طرق سے کی ہے؛ لیکن اس کی سند ضعیف ہے، اسی طرح ایک اور روایت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی مروی ہے، جس کی تخریج ابونعیمؒ (۴) نے کی ہے؛ لیکن ابونعیمؒ نے اس حدیث کو غرابت سے متصف کیا ہے؛ نیز حضرت جندبؓ سے بھی یہ روایت منقول ہے، جس کی تخریج ابن حبانؒ (۵) نے کی ہے، اس کے رجال ثقہ ہیں؛ لیکن ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ حسن راوی کا جندب سے سماع ثابت نہیں ہے۔

حدیث (۳۵۱)

عبدالملک بن عمیرؓ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔ (مرسل ہے جس کے رجال ثقہ ہیں) (۶)

تخریج

اس حدیث کی تخریج دارمیؒ (۷) اور بیہقیؒ (۸) نے سفیان کی سند سے کی ہے۔ سیوطیؒ (۹) کہتے ہیں کہ اس حدیث کی تخریج دارمی اور بیہقی نے عبدالملک بن عمیر سے مرسلاً ایسی سند سے تخریج کی ہے، جس کے سب رجال ثقہ ہیں۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد بیہقیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث منقطع ہے، اس باب کی ایک روایت حضرت ابوسعید خدریؓ سے صحیحین میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ "إن ناسا من أصحاب النبي كانوا في سفر فمروا بحي من أحياء العرب فاستضافوهم فلم يضيفوهم فقالوا هل فيكم من راق فإن سيد الحي لديغ أومصاب" اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: "رقاه بفاتحة الكتاب و أن النبي صلى الله عليه و سلم قال له وما أدراك أنهار قيه".

۱ مسند دارمی: ۴/۲۱۵۰ حدیث نمبر: ۳۳۶۱۔ ۲ مسند دارمی: ۲/۴۵۷۔ ۳ معجم صغیر: ۴۱۷۔ ۴ حلیۃ الاولیاء: ۴/۱۳۰۔
۵ صحیح ابن حبان: ۲۵۷۴۔ ۶ فضائل قرآن: ص/۴۹۔ ۷ مسند دارمی: ۴/۲۱۲۱ رقم ۳۴۱۳۔
۸ شعب الایمان: ۲/۴۵۰ حدیث نمبر: ۲۳۷۰۔ ۹ الدر المنثور: ۱/۵۔

حدیث (۳۵۲)

سعید بن سلیمؓ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا، نہ کوئی نبی نہ فرشتہ۔ (مرسل)(۱)

تخریج

عراقیؒ (۲) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدالملک بن حبیب نے سعید بن سلیم کی روایت سے مرسلاً روایت کی ہے۔ طبرانیؒ نے ابن مسعودؓ سے یہ حدیث ''القرآن شافع مشفع'' کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام مسلمؒ نے یہ روایت ''اقرء وا القرآن فإنه يجئ يوم القيامة شفيعا لأصحابه'' کے الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔ عجلونیؒ (۳) کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ طبرانیؒ نے ابن مسعودؓ سے یہ روایت موقوفاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے ''كل آية من كتاب الله خير مما في السماء والأرض''.

حدیث (۳۵۳)

عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر رکھ دیا جائے قرآن شریف کسی چمڑے میں پھر وہ آگ میں ڈال دیا جائے تو نہ جلے۔ (ضعیف)(۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ (۵) دارمیؒ (۶) ابویعلیؒ (۷) فریابیؒ (۸) اور طحاویؒ (۹) نے عبداللہ بن یزید از ابن لھیعہ از مشرح بن ہاعان المعافری کی سند سے کی ہے؛ نیز طبرانیؒ (۱۰) بیہقیؒ (۱۱) ابن عدیؒ (۱۲) اور فریابیؒ (۱۳) نے ابن لھیعہ کے طرق سے بھی تخریج کی ہے۔ علامہ ہیثمیؒ (۱۴) کہتے ہیں: اس حدیث کو احمد، ابویعلی اور طبرانی نے روایت کی ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابن لھیعہ ہیں، جن کے بارے میں محدثین کے درمیان اختلاف ہے، اس حدیث کی شاہد عصمہ بن مالک خطمی کی

---

۱ فضائل قرآن: ص/۴۶۔ ۲ تخریج الاحیاء: ۱/۱۰۷۔ ۳ کشف الخفاء: ۱/۲۰ حدیث نمبر: ۲۱۔ ۴ فضائل قرآن: ص/۲۲۔
۵ مسند احمد: ۴/۱۵۵۔ ۶ مسند دارمی: ۳۳۵۳۔ ۷ مسند ابویعلی: ۱۷۴۵۔ ۸ فضائل القرآن: حدیث نمبر: ۲۔
۹ شرح مشکل الآثار: حدیث نمبر: ۹۰۶۔ ۱۰ معجم کبیر: ۱۷/۳۰۸ حدیث نمبر: ۸۵۰۔ ۱۱ شعب الایمان: حدیث نمبر: ۲۶۹۹۔ ۱۲ الکامل: ۶/۲۴۶۔
۱۳ فضائل القرآن: حدیث نمبر: ۱۔ ۱۴ مجمع الزوائد: ۷/۱۵۸۔

روایت ہے، جس کی تخریج طبرانیؒ (۱) بیہقیؒ (۲) اور ابن عدیؒ (۳) نے فضل بن مختار از عبداللہ موہب کے طریق سے کی ہے، فضل بن مختار منکر اور باطل چیزیں روایت کرتے ہیں۔

حدیث (۳۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کی تلاوت بغیر نماز کی تلاوت سے افضل ہے اور بغیر نماز کی تلاوت تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ روزہ سے افضل ہے اور روزہ بچاؤ ہے آگ سے۔ (ضعیف) (۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بیہقیؒ (۵) نے علی بن احمد بن عبدان از احمد بن عبید صفار از ابن ابی الدنیا از محمد بن سلام جمحی از فضیل بن سلیمان نمیری از رجل کی سند سے کی ہے۔ علامہ مناویؒ (۶) کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی محمد بن سلام کے تعلق سے ابن مندہ کہتے ہیں کہ انھوں نے فضیل بن سلیمان سے غریب احادیث روایت کی ہے، ان کے سلسلہ میں محدثین کو کلام ہے، پھر بنو خزیمہ کے جس رجل کا اس سند میں ذکر ہے وہ مجہول ہے۔ سیوطیؒ (۷) نے اس حدیث کو ابن ابی الدنیاؒ کی جانب منسوب کیا ہے؛ نیز ابن نصر مروزیؒ (۸) نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب ''قیام اللیل'' میں ذکر کیا ہے۔

حدیث (۳۵۵)

اوس ثقفی ؓ نے حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ کلام اللہ شریف کا حفظ پڑھنا ہزار درجہ ثواب رکھتا ہے اور دیکھ کر پڑھنا دو ہزار تک بڑھ جاتا ہے۔ (ضعیف) (۹)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بیہقیؒ (۱۰) اور ابن عدیؒ (۱۱) نے عبداللہ بن محمد بن سلم از دحیم از مروان از ابو سعید بن عوذ معلم مکی از عثمان بن عبداللہ بن اوس کی سند سے کی ہے؛ نیز طبرانیؒ (۱۲) نے اس حدیث کی تخریج ابراہیم بن دحیم از والدِ خود کی سند سے کی

۱ معجم کبیر: ۱۷/۱۸۶۔ ۲ شعب الایمان: حدیث نمبر: ۲۷۰۰۔ ۳ الکامل: ۶/۲۰۴۱۔ ۴ فضائل قرآن: ص/۲۵۔
۵ شعب الایمان: ۲۲۴۳۔ ۶ فیض القدیر: ۴/۵۱۳۔ ۷ الدر المنثور: ۱/۳۵۴۔ ۸ قیام اللیل: ۱۸۹۔
۹ فضائل قرآن: ص/۲۶۔ ۱۰ شعب الایمان: ۲۲۱۸۔ ۱۱ الکامل: ۷/۲۷۶۴۔ ۱۲ معجم کبیر: ۱/۲۲۱ حدیث نمبر: ۶۰۱۔

ہے، ہیثمیؒ (۱) کہتے ہیں اس حدیث کے ایک راوی ابوسعید بن عوذ ہیں، ابن معینؒ نے ان کی ایک روایت میں انھیں ثقہ قرار دیا ہے اور ایک دوسری روایت میں انھیں ضعیف کہا ہے، اس سند کے بقیہ رجال ثقہ ہیں۔ ابن ابی حاتمؒ (۲) نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے۔ امام ذہبیؒ (۳) کہتے ہیں کہ ابوسعید بن عوذ کی تضعیف کی گئی ہے، احمد بن ابی مریمؒ نے ابن معینؒ کے حوالہ سے کہا ہے کہ ان میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن ابن ابی مریمؒ کے علاوہ دیگر نے ابن معینؒ کے حوالہ سے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ ابوسعید بن عوذ جتنی روایت کرتے ہیں سب غیر محفوظ ہیں۔

حدیث (۳۵۶)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور کرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے؛ جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگ جاتا ہے، پوچھا گیا: کہ حضور ﷺ ان کی صفائی کی کیا صورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ (ضعیف) (۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابونعیمؒ (۵) ابن عدیؒ (۶) بیہقیؒ (۷) خطیب بغدادیؒ (۸) قضاعیؒ (۹) اور ابن نصر المروزیؒ (۱۰) نے عبدالرحیم بن ہارون از عبدالعزیز بن ابی رواداز والدخود از نافع کی سند سے کی ہے، اس کے ایک راوی ابورواد ضعیف ہیں۔ علامہ ذہبیؒ (۱۱) کہتے ہیں کہ ابوحاتمؒ نے ان کو صدوق اور شب بیدار کہا ہے، احمدؒ نے انھیں صالح الحدیث کہا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ابورواد مرجیہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے، ابن جنیدؒ نے بھی ضعیف کہا ہے۔

حدیث (۳۵۷)

عبیدہ ملیکی ﷺ نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ قرآن والو! قرآن شریف سے تکیہ نہ لگاؤ اور اس کی تلاوت شب وروز ایسی کرو؛ جیسا کہ اس کا حق ہے۔ کلام پاک کی اشاعت کرو اور اس کو اچھی آواز سے پڑھو اور اس کے معانی میں تدبر کرو؛ تاکہ تم فلاح کو پہونچو اور اس کا بدلہ دنیا میں طلب نہ کرو کہ آخرت میں اس کے لئے بڑا اجروبدلہ ہے۔ (ضعیف) (۱۲)

---

۱ مجمع الزوائد: ۷/۱۶۵۔ ۲ کتاب العلل: ۲/۷۸۔ ۳ میزان الاعتدال: ۱۰۲۴۳۔ ۴ فضائل قرآن: ص/[illegible]۔
۵ حلیۃ الاولیاء: ۸/۱۹۷۔ ۶ الکامل: ۵/۱۹۲۱۔ ۷ شعب الایمان: ۴/۵۷۹ حدیث نمبر: ۱۸۵۹۔ ۸ تاریخ بغداد: ۱۱/[illegible]۔
۹ مسند الشہاب: ۲/۱۹۹۔ ۱۰ قیام اللیل: ۱۲۱۔ ۱۱ میزان الاعتدال: ۵۱۰۱۔ ۱۲ فضائل قرآن: ص/۳۸۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج بیہقیؒ (۱) اور ابونعیمؒ (۲) نے ابوبکر بن ابی مریم از مہاجر بن حبیب کی سند سے کی ہے۔ ہیثمیؒ (۳) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانیؒ نے ''معجم کبیر'' میں روایت کی ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابوبکر بن ابی مریم ضعیف ہیں۔

حدیث (۳۵۸)

عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی۔ ایک کلام پاک کہ جھگڑے گا بندوں سے، قرآن پاک کے لئے ظاہر ہے اور باطن ہے، دوسری چیز امانت اور تیسری رشتہ داری جو پکارے گی کہ جس شخص نے مجھ کو جوڑا اللہ اس کو اپنی رحمت سے ملا دے اور جس نے مجھ کو توڑا، اللہ اپنی رحمت سے اس کو جدا کردے۔ (ضعیف) (۴)

تخریج

اس حدیث کی تخریج محمد بن نصرؒ نے ''قیام اللیل'' میں ہے، ابوالشیخؒ اور عقیلیؒ (۵) حکیم ترمذیؒ (۶) اور بغویؒ (۷) نے کثیر بن عبداللہ یشکری از حسن بن عبدالرحمٰن کی سند سے کی ہے۔ سیوطیؒ (۸) نے اس حدیث کے حسن ہونے کا اشارہ دیا ہے۔ علامہ مناویؒ (۹) کہتے ہیں کہ اس حدیث میں کثیر بن عبداللہ الیشکری متکلم فیہ ہیں۔ عقیلیؒ (۱۰) کہتے ہیں کہ کثیر بن عبداللہ الیشکری از حسن بن عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت صحیح نہیں۔ رحم اور امانت سے متعلق اس کے علاوہ طریق سے سند جید سے مروی ہے؛ البتہ جس روایت میں قرآن کو بھی شامل کیا گیا ہے، وہ غیر محفوظ ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ رحم والی روایت کے کئی شواہد ہیں؛ جیسے حضرت انس، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، ابو ہریرہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کی روایات جن کی تخریج بغویؒ (۱۱) نے کی ہے، بغویؒ کے نزدیک عبداللہ یشکری اور مزنی ایک ہیں۔ (۱۲)

---

۱ شعب الایمان: ۲۰۰۷۔ ۲ اخبار اصبہان: ۱/۲۶۰۔ ۳ مجمع الزوائد: ۲/۲۵۲۔ ۴ فضائل قرآن: ص/۱۴۔
۵ کتاب الضعفاء: ۱۵۵۶۔ ۶ کتاب النوادر: ۱/۲۰۹۔ ۷ شرح السنۃ: ۳۴۳۳۔ ۸ الجامع الصغیر: ۳۴۹۵۔
۹ فیض القدیر: ۳/۳۱۷۔ ۱۰ کتاب الضعفاء: ۱۵۵۶۔ ۱۱ شرح السنۃ: ۳۴۲۹، ۳۴۳۲، ۳۴۳۴، ۳۴۳۵۔ ۱۲ المداوی: ۳/۳۳۱۔

حدیث (۳۵۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ہر چیز کے لئے کوئی شرافت و افتخار ہوا کرتا ہے، جس سے وہ تفاخر کیا کرتا ہے، میری امت کی رونق اور افتخار قرآن شریف ہے۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابونعیمؒ (۲) نے ابو بکر محمد بن الحسن از احمد بن اسحاق خشاب رقی از رزیق ابو القاسم حمصی از حکم بن عبداللہ ایلی از زہری از سعید بن مسیب کی سند سے کی ہے۔

حدیث (۳۶۰)

حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ تین کافر حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمد (ﷺ)! تم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں جانتے (نہیں مانتے) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لا الہ الا اللہ'' (نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا) اس کلمہ کے ساتھ میں مبعوث ہوا ہوں اور اس کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں، اسی بارے میں آیت "قل اي شيء أكبر شهادة 'الخ' نازل ہوئی۔ (ضعیف) (۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ابی حاتمؒ (۴) نے محمد بن عباس مولی بنو ہاشم از ابو غسان محمد بن عمرو زنیج از سلمہ از ابن اسحاق کی سند سے کی ہے، اس حدیث کے ایک راوی محمد بن ابی محمد کے تعلق سے ذہبیؒ (۵) کہتے ہیں کہ انھوں نے سعید بن جبیر اور دیگر صحابہ سے روایت کیا ہے اور یہ غیر معروف ہیں؛ نیز انھوں نے اسحاق سے بھی روایت کیا ہے۔ امام ذہبیؒ (۶) کہتے ہیں کہ یہ قابلِ اعتماد راوی ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ (۷) نے انھیں مجہول قرار دیا ہے۔ ابن حبانؒ (۸) نے انھیں ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ اس حدیث کی سند میں ابن اسحاق کا عنعنہ ہے۔

---

۱ فضائل قرآن: ص/ ۲۸۔ ۲ حلیۃ الاولیاء: ۲/ ۱۷۵۔ ۳ فضائل ذکر: ص/ ۸۳۔ ۴ تفسیر ابن ابی حاتم: ۴/ ۱۲۷۲ حدیث نمبر: ۷۱۶۸۔

۵ میزان الاعتدال: ۸۱۲۹۔ ۶ الکاشف: ۵۱۴۳۔ ۷ تقریب التہذیب: ۶۲۷۲۔ ۸ الثقات: ۷/ ۳۹۲۔

کتاب العلم

حدیث (۳۶۱)

ابوذرؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر! اگر تو صبح کو جا کر ایک آیت کلام اللہ شریف کی سیکھ لے، تو نوافل کی سو رکعات سے افضل ہے اور اگر ایک باب علم کا سکھلائے خواہ اس وقت وہ معمول بہ ہو یا نہ ہو، تو ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ(۲) نے عباس بن عبداللہ واسطی از عبداللہ بن غالب عبادانی از عبداللہ بن زیاد بحرانی از علی بن زید از سعید بن مسیب کی سند سے کی ہے۔ منذریؒ(۳) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن ماجہؒ نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ بوصیریؒ(۴) کہتے ہیں کہ حدیث کے راوی علی بن زید اور عبداللہ بن زیاد کے ضعف کے سبب یہ حدیث ضعیف ہے، ترمذی میں اس کی ایک شاہد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، ترمذیؒ نے اسے غریب کہا ہے، ترمذی میں ایک اور شاہد ابو امامہؓ کی حدیث ہے، جس کو انھوں نے حسن غریب قرار دیا ہے۔ متقیؒ(۵) نے اس حدیث کو حاکمؒ کی طرف منسوب کیا ہے۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: حدیث کے راوی عبداللہ بن زیاد کے تعلق سے ذہبیؒ(۶) کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؛ البتہ ذہبیؒ(۷) نے ان سے متعلق سکوت اختیار کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ(۸) کہتے ہیں کہ بحرانی بصری مستور ہیں۔

حدیث (۳۶۲)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص میری امت کے لئے ان کے دینی امور میں چالیس حدیثیں محفوظ کرے گا، حق تعالیٰ شانہ اس کو قیامت میں عالم اٹھائے گا اور میں اس کے لئے سفارشی اور گواہ بنوں گا۔ (ضعیف)(۹)

۱ فضائل قرآن: ص/۴۸۔ ۲ سنن ابن ماجہ: ۲۱۹۔ ۳ الترغیب والترہیب: ۲/۳۵۵۔ ۴ الزوائد: ۱/۳۰۔ ۵ کنز العمال: ۲۹۳۷۳۔
۶ میزان الاعتدال: ۴۳۲۷۔ ۷ الکاشف: ۲۷۲۹۔ ۸ تقریب التہذیب: ۳۳۲۸۔ ۹ فضائل قرآن: ص/۵۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن حبانؒ(۱) ابن عدیؒ(۲) تمامؒ(۳) ابن عبدالبرؒ(۴) رافعیؒ(۵) ابن جوزیؒ(۶) خطیب بغدادیؒ(۷) اور بکریؒ(۸) نے اسحاق بن نجیح از ابن جریج از عطاء کی سند سے کی ہے

۱ کتاب المجروحین: ۱/۱۳۴۔ ۲ الکامل: ۱/۳۲۴۔ ۳ الفوائد: ۱۰۰۔ ۴ جامع بیان العلم: ۲۰۸۔
۵ التدوین فی اخبار قزوین: ۴/۱۲۵۔ ۶ کتاب العلل المتناھیۃ: ۱۷۵۔ ۷ الشرف: ۳۱۔ ۸ الاربعین: ص/۳۰، ۳۱۔

کتاب المناقب

حدیث (۳۶۳)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم ؑ سے نسیانا جب وہ لغزش سرزد ہوگئی (جس کی وجہ سے دنیا میں بھیج دیئے گئے) تو ہر وقت روتے تھے اور دعاء و استغفار کرتے رہتے تھے، ایک مرتبہ آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا: یا اللہ! محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں، وحی نازل ہوئی کہ محمد (ﷺ) کون ہیں؟ (جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی) عرض کیا: کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا، تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد ﷺ سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے، جن کا نام آپ نے اپنے نام کے ساتھ رکھا۔ وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں، تمہاری اولاد میں سے ہیں؛ لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔ (بہت ضعیف) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبرانیؒ (۲) بیہقیؒ (۳) حاکمؒ (۴) اور ابن عساکرؒ نے عبداللہ بن مسلم فہری از اسماعیل بن مسلمہ از عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی سند سے کی ہے۔ بیہقیؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی روایت کرنے میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم متفرد ہیں اور یہ ضعیف ہیں۔ ھیثمیؒ (۵) کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ایسے رواۃ ہیں، جن کو میں نہیں جانتا۔ ابن عدیؒ (۶) عقیلیؒ (۷) اور ابن حبانؒ (۸) نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے حالات زندگی بیان کئے ہیں۔

حدیث (۳۶۴)

اُم المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کسی شخص نے گوشت کا ایک ٹکڑا (پکا ہوا) ہدیہ کے طور پر پیش کیا؛ چونکہ حضور اقدس ﷺ کو گوشت کا بہت شوق تھا؛ اس لئے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے فرمایا: کہ اس کو اندر

---

۱ فضائل ذکر: ص/۹۶۔ ۲ معجم صغیر: ۲/۸۳، معجم اوسط: ۶۵۱۸ (مجمع)۔ ۳ الدلائل: ۵/۴۸۸، ۴۸۹۔ ۴ مستدرک حاکم: ۲/۶۱۵۔
۵ مجمع الزوائد: ۸/۲۵۳۔ ۶ الکامل: ۴/۱۵۸۱۔ ۷ کتاب الضعفاء: ۲/۳۳۱۔ ۸ کتاب المجروحین: ۲/۵۷۔

رکھ دے، شاید کسی وقت حضور ﷺ تناول فرمالیں، خادمہ نے اس کو اندر طاق میں رکھ دیا اس کے بعد ایک سائل آیا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر سوال کیا کہ کچھ اللہ کے واسطے دے دو، اللہ جل شانہ تمہارے یہاں برکت فرمائے، گھر میں سے جواب ملا: اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔ (یہ اشارہ تھا کہ کوئی چیز دینے کے لئے موجود نہیں ہے) وہ سائل تو چلا گیا، اتنے میں حضور اقدس ﷺ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: کہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) میں کچھ کھانا چاہتا ہوں کوئی چیز تمہارے یہاں ہے؟ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے فرمایا کہ جاؤ وہ گوشت حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرو، وہ اندر گئیں اور جا کر دیکھا کہ طاق میں گوشت تو ہے نہیں سفید پتھر کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا ہے (حضور ﷺ کو واقعہ معلوم ہوا تو) حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے وہ گوشت چونکہ سائل (فقیر) کو نہ دیا؛ اس لئے وہ گوشت پتھر کا ٹکڑا بن گیا۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بیہقیؒ (۲) نے جریری کے دو طریق سے کی ہے، علی بن عاصم نے حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام پر اس حدیث کو موقوف کیا ہے اور خارجہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا تک مرفوع کیا ہے دونوں سندوں میں حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام مجہول ہیں اور خارجہ بن مصعب ضعیف ہیں۔

۱ فضائل صدقات: ص/۱۷۵۔ ۲ دلائل النبوۃ: ۶/۲۹۹، ۳۰۰۔

کتاب الزہد

حدیث (۳۶۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس اتنا مال ہو، جو حج کر سکے اور حج نہ کرے، یا اتنا مال ہو، جس پر زکوٰۃ واجب ہو اور زکوٰۃ ادا نہ کرے، تو مرتے وقت دُنیا میں مزید رہنے کی تمنا کرے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردوں نے پوچھا کہ شاید یہ خبر کافروں سے متعلق ہو، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: میں ایک آیتِ قرآنی کی تلاوت کرتا ہوں، پھر انھوں نے "يأيها الذين آمنوا لا تلهكم أموالكم" سے "وأكن من الصالحين" تک تلاوت فرمائی۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج عبد بن حمیدؒ (۲) ترمذیؒ (۳) ابن عدیؒ (۴) اور طبرانیؒ (۵) نے ثوری از یحییٰ بن ابی حیہ از ضحاک کے دو طریق سے کیا ہے۔ ترمذیؒ (۶) نے ایک اور طریق سے تخریج کی ہے، سند یوں ہے: "عبد بن حمید از جعفر بن عون از ابو جناب کلبی از ضحاک از ابن عباس" امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو جناب از ضحاک از ابن عباس کی سند سے ایک سے زائد راویوں نے اسی طرح روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر روایت کی ہے، مرفوع نہیں کیا۔ یہ روایت عبد الرزاق کی روایت سے زیادہ صحیح ہے، سند کے راوی ابو جناب کا نام یحییٰ بن ابی حیہ ہے اور یہ فنِ حدیث میں قوی نہیں ہیں۔ امام ذہبیؒ (۷) یحییٰ بن قطانؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں ان سے روایت کرنا حلال نہیں سمجھتا، نسائی اور دار قطنی رحمہما اللہ نے انھیں ضعیف کہا ہے۔ ابو زرعہؒ کہتے ہیں کہ یہ صدوق ہیں؛ لیکن تدلیس کرتے ہیں۔ امام ذہبیؒ (۸) کہتے ہیں: نسائی اور دیگر نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ قوی نہیں ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ (۹) کہتے ہیں کہ محدثین نے کثرتِ تدلیس کے سبب انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔

---

۱ فضائل حج ص/۳۰۔ ۲ مسند عبد بن حمید: ۹۶۲۔ ۳ سنن ترمذی: ۳۳۱۶۔ ۴ الکامل: ۷/۲۶۷۰۔ ۵ معجم کبیر: ۱۲/۱۱۴، ۱۱۵ حدیث نمبر: ۱۲۶۳۶۔
۶ سنن ترمذی ۳۳۱۶۔ ۷ میزان الاعتدال: ۹۴۹۱۔ ۸ الکاشف: ۶۱۶۰۔ ۹ تقریب التہذیب: ۷۵۳۹۔

صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ ضحاک کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں ہے؛ لہٰذا سند میں انقطاع ہے، یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح روایت کی گئی ہے۔ امام ترمذیؒ نے موقوف کو ترجیح دی ہے۔

حدیث (۳۶۶)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ سمجھدار شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو اللہ کی رضا کے کاموں میں مطیع بنائے اور مرنے کے بعد کام آنے والے اعمال کرے اور عاجز (بیوقوف) وہ شخص ہے جو نفس کی خواہشوں کی اتباع کرے اور اللہ تعالیٰ سے اُمید باندھے رکھے۔ (ضعیف)(۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج عبداللہ بن مبارکؒ (۲) اور انہی کی سند سے احمدؒ (۳) طبریؒ (۴) ترمذیؒ (۵) طبرانیؒ (۶) حاکمؒ (۷) ابونعیمؒ (۸) قضاعیؒ (۹) بیہقیؒ (۱۰) اور خطیب بغدادیؒ (۱۱) نے کی ہے۔ سند یوں ہے: ابوبکر بن ابی مریم از ضمرہ بن حبیب۔

---

۱ فضائل صدقات: ص/۴۴۴۔ ۲ کتاب الزہد: ۱۷۱۔ ۳ مسند احمد: ۴/۱۲۴۔ ۴ طیالسی: ۱۱۱۲۔
۵ سنن ترمذی: ۲۴۵۹۔ ۶ معجم کبیر: ۷/۱۴۳، مسند الشامیین: ۱۳۸۵۔ ۷ مستدرک حاکم: ۱/۵۷، ۴/۲۵۱۔
۸ حلیۃ الاولیاء: ۱/۲۶۷-۸/۱۷۴۔ ۹ مسند الشہاب: ۱۸۵۔ ۱۰ سنن بیہقی: ۳/۳۶۹، شعب الایمان: ۱۰۵۴۶۔ ۱۱ تاریخ بغداد: ۱۲/۵۰۔

کتاب الفتن

حدیث (۳٦۷)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا تنزل اس طرح شروع ہوا کہ ایک شخص کسی دوسرے سے ملتا اور کسی ناجائز بات کو کرتے ہوئے دیکھتا تو اس کو منع کرتا کہ دیکھ اللہ سے ڈر ایسا نہ کر؛ لیکن اس کے نہ ماننے پر بھی وہ اپنے تعلقات کی وجہ سے کھانے پینے اور نشست و برخاست میں ویسا ہی برتاؤ کرتا؛ جیسا کہ اس سے پہلے تھا، جب عام طور پر ایسا ہونے لگا، تو اللہ تعالیٰ نے بعضوں کے قلوب کو بعضوں کے ساتھ خلط کر دیا (یعنی نافرمانوں کے قلوب جیسے تھے ان کی نحوست سے فرمانبرداروں کے قلوب بھی ویسے ہی کر دیئے) پھر ان کی تائید میں کلام پاک کی آیتیں "لعن الذین کفروا" سے "فاسقون" تک پڑھیں! اس کے بعد حضور ﷺ نے بڑی تاکید سے یہ حکم فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ظالم کو ظلم سے روکتے رہو اور اس کو حق بات کی طرف کھینچ کر لاتے رہو۔ (اس کی سند منقطع ہے) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج احمدؒ (۲) ابوداودؒ (۳) ترمذیؒ (۴) ابن ماجہؒ (۵) طبریؒ (٦) اور امام طبرانیؒ (۷) نے علی بن بذیمہ از ابوعبیدہ کے دوطریق سے کیا ہے۔ منذریؒ کہتے ہیں کہ ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود ﷺ کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں ہے؛ نیز اس حدیث کی تخریج ترمذیؒ (۸) ابن ماجہؒ (۹) اور طبریؒ (۱۰) نے سفیان ثوری از علی بن بذیمہ از ابوعبیدہ کی سند سے کی ہے، اس سند میں عبداللہ بن مسعود ﷺ کا ذکر نہیں ہے، جس کے سبب انقطاع پیدا ہو جاتا ہے؛ نیز اس حدیث کی تخریج طبریؒ (۱۱) نے علی بن سہل رملی از مؤمل بن اسماعیل از سفیان ثوری از علی بن بذیمہ از ابوعبیدہ کی سند سے کی ہے۔

---

۱ فضائل تبلیغ: ص/۱۰۔ ۲ مسند احمد: ۱/۳۹۱۔ ۳ سنن ابوداود: ۴۳۳٦۔ ۴ سنن ترمذی: ۳۰۴۸۔
۵ سنن ابن ماجہ: ۴۰۰٦۔ ٦ تفسیر طبری: ۱۲۳۰۷۔ ۷ معجم کبیر: ۱۰۲٦۴، ۱۰۲٦٦۔ ۸ سنن ترمذی: ۳۰۴۸۔
۹ سنن ابن ماجہ: ۴۰۰٦۔ ۱۰ تفسیر طبری: ۱۲۳۰۹، ۱۲۳۱۱۔ ۱۱ تفسیر طبری: ۱۲۳۰۸۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میرا (مؤلف) گمان یہ ہے کہ ابوعبیدہ نے مسروق سے روایت کیا ہے، پھر مسروق نے عبداللہ بن مسعود ﷛ سے روایت کیا، اس حدیث کی شاہد طبرانیؒ میں ابوموسیٰ کی حدیث ہے۔ امام ھیثمیؒ (۱) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانیؒ نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

۱ مجمع الزوائد: ۷/۲۶۹۔

کتاب القیامۃ

حدیث (۳۶۸)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ قیامت کے دن آدمی ایسا (ذلیل ضعیف) لایا جائے گا؛ جیسا کہ بھیڑ کا بچہ ہوتا ہے اور اللہ جل جلالہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، ارشاد ہوگا کہ میں نے تجھے مال عطا کیا حشم خدم دیئے تجھ پر نعمتیں برسائیں، تونے ان سب انعامات میں کیا کارگذاری کی، وہ عرض کرے گا: کہ میں نے خوب مال جمع کیا، اس کو (اپنی کوشش سے) بہت بڑھایا اور جتنا شروع میں میرے پاس تھا، اس سے بہت زیادہ کر کے چھوڑ آیا، آپ مجھے دنیا میں واپس کر دیں، میں وہ سب آپ کی خدمت میں حاضر کردوں۔ ارشاد ہوگا: مجھے تو وہ بتا جو تونے زندگی میں (ذخیرہ کے طور پر آخرت کے لئے) آگے بھیجا ہو، وہ پھر اپنا کلام دہرائے گا کہ میرے پروردگار میں نے اس کو خوب جمع کیا اور خوب بڑھایا اور جتنا شروع میں تھا، اس سے بہت زیادہ کر کے چھوڑ آیا، آپ مجھے دنیا میں واپس کر دیں، میں وہ سب لے کر حاضر ہوں (یعنی خوب صدقہ کروں تاکہ وہ سب یہاں میرے پاس آجائے) چونکہ اس کے پاس کوئی ذخیرہ ایسا نہ نکلے گا، جو اس نے اپنے لئے آگے بھیج دیا ہو؛ اس لئے اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (ضعیف) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ترمذیؒ (۲) نے سوید بن نصر از ابن المبارک از اسماعیل بن مسلم از حسن از قتادہ کی سند سے کی ہے، امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ایک سے زائد راویوں نے روایت کیا ہے؛ لیکن مرفوع نہیں ہے۔ امام ہیثمیؒ (۳) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو یعلیٰؒ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں کئی راوی مدلس ہیں۔ اس حدیث کی ایک شاہد ابو سعید بن ابی فضالہؓ کی روایت ہے، جس کی تخریج امام احمدؒ (۴) ترمذیؒ (۵) اور ابن ماجہؒ (۶) نے کی ہے۔ دوسری شاہد ابو ہریرہؓ کی روایت ہے، جس کی تخریج امام مسلمؒ (۷) اور ابن ماجہؒ (۸) نے کی ہے۔

۱ فضائل صدقات: ص/۱۶۸۔ ۲ سنن ترمذی: ۲۴۲۷۔ ۳ مجمع الزوائد: ۱۰/۲۲۱۔ ۴ مسند احمد: ۳/۴۶۶، ۴/۲۱۵۔
۵ سنن ترمذی: ۳۱۵۴۔ ۶ سنن ابن ماجہ: ۴۲۰۳۔ ۷ صحیح مسلم: ۲۹۸۵۔ ۸ سنن ابن ماجہ: ۴۲۰۲۔

حدیث (۳۶۹)

حضور اقدس ﷺ دولت کدہ میں تھے کہ آیت "واصبر نفسك الخ" نازل ہوئی، جس کا ترجمہ یہ ہے (اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے کا پابند کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔) حضور اقدس ﷺ اس آیت کے نازل ہونے پر ان لوگوں کی تلاش میں نکلے، ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے، بعض لوگ ان میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں (کہ ننگے بدن ایک لنگی صرف ان کے پاس ہے) جب حضور ﷺ نے ان کو دیکھا، تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔ (اس کی سند معلول ہے) (۱)

تخریج

اس حدیث کی تخریج طبریؒ (۲) نے ربیع بن سلیمان از ابن وہب از اسامہ بن زید از ابوحازم کی سند سے کی ہے۔

طبری کی سند کے بارے میں صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ سند میں مذکور اسامہ بن زید سے اسامہ بن زید لیثی مراد ہیں۔ مسلم نے اسامہ سے ابن وہب کا پورا نسخہ روایت کیا ہے، جن میں کی اکثر روایتیں شواہد ہیں، یا پھر انھوں نے دوسری روایت کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے، اسامہ بن زید کے تعلق سے نسائیؒ اور دیگر نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں ہیں، اس بات کی صراحت ذہبیؒ (۳) نے کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ (۴) کہتے ہیں کہ وہ صدوق ہیں؛ لیکن انھیں وہم ہوتا ہے۔

عبدالرحمن بن سہل بن حنیف انصاری کے سلسلہ میں مزیؒ (۵) سہل بن حنیف کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ "ان سے ان کے لڑکے عبداللہ نے روایت کیا ہے، انھیں عبدالرحمن بن سہل بن حنیف کہا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ (۶) کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حنیف کا اپنے والد سے اور ان سے عبداللہ بن محمد بن عقیل کی روایت مشہور نہیں ہے۔

حدیثِ مذکور کے بارے میں صاحب "تحقیق المقال" کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ: حاکمؒ نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے؛ لیکن ابن حبانؒ کی "ثقات" میں میں نے ان

۱۔ فضائل ذکر: ص/۴۴۔ ۲۔ تفسیر طبری: ۹/۲۹۳ حدیث نمبر: ۱۱۳۴۸۔ ۳۔ الکاشف: ۲۶۳۔ ۴۔ تقریب التہذیب: ۳۱۷۔ ۵۔ التہذیب: ۲۶۱۰۔ ۶۔ التعجیل: ۵۵۲۔

کا ذکر نہیں دیکھا؛ جبکہ وہ ان کی شرط پر ہیں۔ ذہبیؒ (۱) کہتے ہیں کہ انھوں نے محمد عربی ﷺ کا دور پایا ہے۔ ابن مندہؒ کہتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہو چکے تھے۔ ابن الاثیرؒ کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اس بات کو حافظ ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے۔ (۲)

حدیث (۳۷۰)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ عقلمند لوگ کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے کہ عقل مندوں سے کون مراد ہیں؟ جواب ملے گا: وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے، کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے (یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے تھے) اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے پر غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ! آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا کیا ہی نہیں، ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں، آپ ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے! اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا، جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (میں اس حدیث کے بعض رجال سے واقف نہیں ہو سکا) (۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج اصبہانیؒ (۴) نے ابوالحسن سبط ابی بکر بن ابی علی از ابوبکر بن مردویہ از عثمان بن محمد بصری از امیہ بن محمد باہلی از محمد بن یحییٰ ازدی از ابوالیاس از والد خود از وہب بن منبہ کی سند سے کی ہے۔

حدیث (۳۷۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ کی امت کے اعمال حشر کے ترازو میں اس لئے سب سے زیادہ بھاری ہوں گے کہ ان کی زبانیں ایک ایسے کلمہ کے ساتھ مانوس ہیں، جو ان سے پہلی امتوں پر بھاری تھا، وہ کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' ہے۔ (میں اس کے بعض رجال س واقف نہیں ہو سکا) (۵)

تخریج

اس حدیث کی تخریج اصبہانیؒ (۶) نے ابوعمر عبدالوہاب از والد خود از عبداللہ بن جعفر از والد خود از ابن حمید از جریر از

۱ التجرید: ۱/۳۱۶۔ ۲ الاصابہ: ۳/۵۹-۲/۵۰۲۔ ۳ فضائل ذکر: ص/۳۱۔ ۴ الترغیب والترہیب: ۱/۲۸۷ حدیث نمبر: ۶۳۰۔

۵ فضائل ذکر: ص/۸۴۔ ۶ الترغیب والترہیب: ۳/۱۰۱۳ حدیث نمبر: ۲۳۹۳۔

لیث کی سند سے کی ہے۔

حدیث (۳۷۲)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے: "إنني أنا اللّٰه لا إله إلا أنا لا أعذب من قالها" (میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، جو شخص اس کلمہ کو کہتا رہے گا، میں اس کو عذاب نہیں دوں گا۔ (میں اس حدیث کی سند سے مطلع نہیں ہوسکا)(۱)

تخریج

سیوطیؒ (۲) نے اس حدیث کو ابوالشیخ کی طرف منسوب کیا ہے۔

حدیث (۳۷۳)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نے حضور اقدس ﷺ کو اطلاع دی کہ بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے، حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: کہ اس سے خلاصی کی کیا صورت ہے؟ انھوں نے کہا: کہ قرآن شریف۔ (چونکہ میں اس حدیث کی سند سے واقف نہیں ہوسکا اس لئے توقف اختیار کر رہا ہوں)(۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ترمذیؒ (۴) نے کی ہے، یہ حضرت علی بن ابو طالبؓ کی طویل حدیث کا اختصار ہے، جس سے نزولِ جبرئیلؑ کے واقعہ کو حذف کر دیا گیا ہے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ہم اس کے علاوہ کسی اور سند سے نہیں جانتے اور اس کی سند مجہول ہے، اس حدیث کے ایک راوی حارث پر کلام کیا گیا ہے۔

حدیث (۳۷۴)

حضرت علقمہؓ فرماتے ہیں کہ جب ہماری جماعت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تمہارے اسلام کی تکمیل اس میں ہے کہ تم اپنے اموال کی کوز کوۃ ادا کرو۔ (اس حدیث کے بعض رجال سے میں واقف نہیں ہوسکا)(۱)

۱؎ فضائل ذکر: ص/۸۵۔ ۲؎ الدر المنثور: ۴/۲۹۳۔ ۳؎ فضائل قرآن: ص/۴۹۔ ۴؎ سنن ترمذی: ۲۹۰۶۔ ۵؎ فضائل صدقات: ص/۲۲۸۔

تخریج

اس حدیث کی تخریج بزارؒ(۱) نے از بعض اصحاب خود از عیسیٰ بن حضرمی بن کلثوم از علقمہ بن ناجیہ خزاعی از جد خود از والد خود کی سند سے کی ہے۔ ہیثمیؒ (۲) کہتے ہیں کہ اس کو بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے ''معجم کبیر'' میں روایت کیا ہے۔ ''معجم کبیر'' کے الفاظ یوں ہیں: ''ان من تمام'' لیکن ''معجم کبیر'' کی سند میں ایسے راوی ہیں، جن کی شناخت نہ ہوسکی۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ بزار کے شیخ کا نام مذکور نہیں ہے؛ لیکن طبرانیؒ نے اس کے علاوہ طریق سے اس کی روایت کی ہے۔

حدیث (۳۷۵)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: حاجی کی سفارش چار سو گھرانوں میں مقبول ہوتی ہے، یا یہ فرمایا کہ اس گھرانے میں سے چار سو آدمیوں کے بارے میں قبول ہوتی ہے۔ راوی کو شک ہوگیا کہ آپ ﷺ نے کیا الفاظ ارشاد فرمائے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ حاجی اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے؛ جیسا کہ پیدائش کے دن تھا۔ (اس حدیث کے بعض رجال سے میں واقف نہ ہوسکا) (۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج بزارؒ(۴) نے عمرو بن علی از ابو عاصم از عبداللہ بن عیسیٰ یمنی از سلمہ بن وہرام از رجل کی سند سے کی ہے۔ ہیثمیؒ (۵) کہتے ہیں کہ: اس میں رجل مجہول ہے، جس کا نام نہیں لیا گیا۔

حدیث (۳۷۶)

حضرت عبادہ ؓ کہتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب حضور ﷺ نے سات نصیحتیں کیں! جن میں سے چار یہ ہیں: اوّل یہ کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ بناؤ، چاہے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں، یا تم جلا دیئے جاؤ، یا سولی پر چڑھا دیئے جاؤ۔ دوسری یہ کہ جان کر نماز نہ چھوڑو، جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے، وہ مذہب سے نکل جاتا ہے۔ تیسری یہ کہ اللہ کی نافرمانی نہ کرو

---

۱ مسند بزار: ۱/۴۱۵ حدیث نمبر: ۸۷۶۔ ۲ مجمع الزوائد: ۳/۶۲۔ ۳ فضائل حج: ص/۲۱۔ ۴ مسند بزار: ۲/۳۹، ۴۰ حدیث نمبر: ۱۱۵۴۔ ۵ مجمع الزوائد: ۳/۲۱۱۔

کہ اس سے حق تعالیٰ ناراض ہوجاتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ شراب نہ پیو کہ وہ ساری خطاؤں کی جڑ ہے۔ (میں اس کی سند سے مطلع نہ ہوسکا) (۱)

تخریج

ہیثمیؒ (۲) کہتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانیؒ اور دیگر محدثین نے دو ایسی سندوں سے روایت کی ہے، جس میں کوئی حرج نہیں۔

صاحب ''تحقیق المقال'' کی رائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ طبرانیؒ کی کتاب کے مفقود حصہ میں حضرت عبادہؓ کی یہ حدیث بھی ہے۔ حضرت ابو درداءؓ کی حدیث اس کی شاہد ہے۔

حدیث (۳۷۷)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر عمل کے اللہ کے یہاں پہونچنے کے واسطے حجاب ہوتا ہے، مگر ''لا الہ الا اللہ'' اور باپ کی دعاء بیٹے کے لئے، ان دونوں کے لئے کوئی حجاب نہیں۔ (ضعیف) (۳)

تخریج

اس حدیث کی تخریج ابن مردویہؒ نے کی ہے۔ (۴) سیوطیؒ نے ''جامع صغیر'' میں اس حدیث کو ابن النجار کی جانب منسوب کیا ہے اور اس کے ضعیف ہونے کا اشارہ دیا ہے، اس حدیث کی ایک شاہد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، جس کی ترمذیؒ نے تخریج کی ہے اور سیوطیؒ نے ''جامع صغیر'' میں اس کی صحت کا اشارہ دیا ہے۔

---

۱ فضائل نماز: ص/۲۵۔ ۲ الزواجر: ص/۱۳۱۔ ۳ فضائل ذکر: ص/۹۰۔ ۴ الدر المنثور: ۶/۶۲۔

شریعہ بورڈ آف امریکہ بیک نظر

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ علماء امت پر جو گرانقدر ذمہ داری اللہ رب العزت نے ڈالی ہے ہر علاقہ و مقام پر علماء اہل حق کا طبقہ اس میں حتی المقدور مصروف ہے۔ اسی طرح قوم وملت کا درد رکھنے والے علماء کی ایک جماعت دیار غیر میں دینی، ملی، سماجی خدمات کے لیے استاذ الاساتذہ فقیہ العصر حضرت مولانا شاہ مفتی نوال الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کی نگرانی میں رحمت عالم فاونڈیشن کے تحت انتہائی مؤقر ادارہ ''شریعہ بورڈ آف امریکہ'' کے نام سے قائم کر کے مغرب و یورپ میں رہنے والے اہل ایمان کی خاص طور پر اور عمومی انداز میں پوری دنیا کے مسلمانوں کی رہبری کر رہا ہے۔ مختصر عرصے میں مختلف شعبہ جات کے تحت بتوفیق الٰہی ایک وقیع کام کیا ہے۔

شعبہ جات

دارالافتاء۔ دارالقضاء۔ درس وتدریس۔ رویت ہلال کمیٹی۔ سمیناروں کا انعقاد۔ معاشی مشاورت۔ شرعی ذبیحہ۔ نشرواشاعت۔ سماجی خدمات۔

دارالعلوم شکاگو

طلبہ وطالبات کی دینی تعلیم وتربیت کی غرض سے قائم شدہ جزوقتی وہمہ وقتی ادارہ ہے جس سے الحمد للہ استفادہ جاری ہے۔ طالبات کی ایک جماعت بفضلہ تعالیٰ تحصیل علوم سے فارغ ہو چکی ہے اور ایک جماعت انشاء اللہ عنقریب فارغ ہونے والی ہے۔